

شیعہ کی حقیقت

تحریر: صاحبزادہ ضیاء ناصر



اتحاد اُمت کو افتراق و انتشار کی بھینٹ چڑھانے والے پہلے فرقہ "شیعہ شراہریہ" کی حقیقت

قسط نمبر 1

گذشتہ روز میری اس پوسٹ پر کہ میں شیعہ کے کفر کو انکی کتب سے آشکار کروں گا میرے کچھ دوستوں نے کومنٹ میں طنز، طعن و تشنیع کے تیر تو برسائے لیکن میرے اٹھائے گئے سوالات کا جواب دینا گوارا نہ کیا کسی نے مجھے متعصب لکھا تو کسی نے فرقہ پرست کئی دوستوں نے پوسٹ سے ہٹ کے سوالات کر کے راہ سے بھٹکانے کی کوشش کی اور کچھ نے ان باکس گالیاں دیں اپنی طبیعت اور مزاج کے برخلاف انکو ان باکس میں بھی نہ کسی گالی کا جواب دیا نہ ان فرینڈ کیا نہ بلاک کیا۔

میرا ایک سوال کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کافر کہنے والا یا لکھنے والا کافر ہے یا نہیں؟ جو میں نے شیعہ عالم سے کھوپچے میں کیا تھا اس نے اسکا جو جواب دیا تقریباً وہی جواب ہمارے محترم لکھاری ظفر جی نے بھی میرے بار کے اصرار پر دیا (حالانکہ انکے بقول وہ اہل حدیث ہیں) جواب کی یہ مماثلت میرے حسن ظن سے بالاتر ہے شیعہ عالم اور کچھ اہل تشیع نے تو مجھے ان باکس روکنے کی کوشش کی لیکن کچھ سنی دوستوں نے کومنٹ میں کبھی کہا کہ چار پائیوں پہ بیٹھ کے، کبھی کہا ملک سے باہر بیٹھ کے فساد کروانے کی کوشش، کبھی کہا گلی کوچوں میں۔ کبھی کہا ۱۹۸۰ سے پہلے کے علماء نے کیا معاذ اللہ تقیہ کیا ہوا تھا۔

ان تمام باتوں کا مقصد یہی تھا کہ کسی بھی طرح میں پوسٹ لکھنے سے باز آجاؤں۔ ایک بات واضح کر دوں میں شیعہ کو کافر اسلئے نہیں کہتا کہ میرے کسی استاد مرشد یا بزرگ نے انہیں کافر کہا یا لکھا اور میں انکی اندھی تقلید میں بلا سوچے سمجھے انکو کافر کہتا ہوں یا لکھتا ہوں۔ نہ ہی شیعہ کو کافر کہنا یا لکھنا میں نے برطانیہ آمد کے بعد شروع کیا کہ یہاں کے کسی گوشہ امن میں بیٹھ کر انکو کافر کہوں یا لکھوں مبادا مجھے کوئی سختی برداشت کرنی پڑ جائے ۱۹۸۱ سے ۲۰۰۹ تک پاکستان ہی میں رہ کے شیعہ کو بر ملا کافر کہا قاتلانہ حملے، مقدمات، و دیگر آلام و مصائب نہ تب مجھے روک سکے نہ آج روک سکتے ہیں میں نے ضیاء الحق مرحوم کے اقتدار کا سورج جب نصف النہار پر تھا تب بھی شیعہ کو بر ملا ڈنکے کی چوٹ پر کافر کہا نواز شریف کے دونوں ادوار اقتدار میں بے نظیر مرحومہ کے دونوں ادوار اقتدار میں اور مشرف کے دور اقتدار کی ابتدا سے اسکے غروب اقتدار تک شیعہ کو کافر کہا صرف پاکستان میں نہیں کہا دنیا کے پچاس سے زیادہ ممالک میں جا کے کہا اور دلائل سے کہا۔ میرے اوپر یہ حقیقت جزوی طور پر نو سال کی عمر میں اور کلی طور پر بارہ سال کی عمر میں آشکار ہو گئی تھی کہ شیعہ کائنات کا بدترین کافر ہے

اس وقت تک یہ بات نہ کسی مقرر و خطیب کی زبان سے اسٹیج پر سُنی نہ کسی مناظر کی زبان سے کچھ حالات و واقعات ایسے پیش آئے کہ مجھے اپنے بچپن ہی میں اس موضوع کا مطالعہ شروع کرنا پڑا۔ مجھے مناظرانہ کتب سے ہٹ کر شیعہ کتب عقائد کے مطالعہ کی دعوت دینے والے احباب کے گوش گزار یہ حقیقت بھی کرنا چاہتا ہوں شیعہ کے کفر پر میرا ایمان شیعہ کتب عقائد کے مطالعہ کے بعد ہی بنا تھا مناظرانہ کتب کا مطالعہ تو آج تک بھی نہیں کیا۔

میری عمر اس وقت صرف نو سال تھی جب ابو جان نے گجرات کے ایک محلہ سے دوسرے محلہ سکونت منتقل کی میں اس وقت پرائمری پاس کر چکا تھا اور حفظ کے لئے گجرات ہی کے ایک مدرسہ میں صبح جایا کرتا اور شام کو وہاں سے واپس آتا اپنا مدرسہ موجود ہونے کے باوجود دوسرے مدرسہ میں داخلہ کروانے میں والد صاحب رح کی یہ حکمت تھی وہ اکثر اسفار پر ہوتے تھے بسلسلہ تقاریر و وعظ۔

اور اپنے مدرسہ کے اساتذہ متمم کا بیٹا ہونے کی وجہ سے شاید وہ سختی نہ کر سکیں جسکی کبھی کبھار اشد ضرورت بھی ہوتی ہے جس نئے محلہ میں منتقل ہوئے اسکے اور سامنے والے محلہ کے درمیان کھیت تھے۔ سامنے والے محلہ کے ہر گھر کی چھت پر کالے رنگ کا جھنڈا لہرا رہا تھا جو میرے لئے نئی اور اچنبہ کی بات تھی۔

ظہر کے بعد ہم کرایہ کے نئے مکان میں منتقل ہوئے عصر میں ابو جان مجھے مسجد میں آنے کا کہہ کے مسجد چلے گئے میں بھی مسجد گیا عصر پڑھی گھر واپس آیا پھر مغرب کے لئے مسجد گئے مغرب کی تیسری رکعت میں کھڑے تھے کہ ایک اذان کی آواز آنی شروع ہوئی۔ پہلے دو فقروں کے بعد ہی دھیان خود بخود اس اذان کی طرف چلا گیا بوجہ ہم نے آج تک پہلے دو اللہ اکبر اکٹھے سنے تھے اور جو آواز آئی اس میں اللہ اکبر کے بعد چند سینکڑ کا وقفہ تھا پھر اللہ اکبر پھر وقفہ پھر اللہ اکبر پھر وقفہ پھر اللہ اکبر۔

شہادتین کے بعد اپنی توجہ کو نماز کی طرف ابھی مبذول کیا ہی تھا کہ پھر ایک نیا جملہ کانوں میں پڑا پہلے پر تو پوری توجہ نہ دے سکا جب اسے دھرایا گیا تو وہ جملہ کچھ یوں تھا

اشھدان امیر المؤمنین و امام المتقین علی ولی اللہ و وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل

معنی تو اس جملے کا آتا نہیں تھا لیکن آج تک کبھی بھی اذان میں سنا نہ تھا پوری توجہ اب اس اذان کی طرف ہو گئی حی علی الفلاح کے بعد پھر ایک نیا جملہ " حی علی خیر العمل " سُننے کو ملا

اختتام اذان پر اللہ اکبر پھر وقفہ سے اللہ اکبر اور آخر میں لا الہ الا اللہ پھر دو مرتبہ

نماز تو اسی اذان کی نذر ہو گئی اب عشاء کا انتظار کہ عشاء میں پھر دھیان سے یہ اذان سنوں گا لیکن عشاء کی اذان ہی نہ ہوئی فجر میں انہوں

نے اذان تو ضرور دی ہوگی لیکن میں نیند میں ہونے کی وجہ سے یہ نئی اذان سُن نہ سکا اگلے دو دن اپنے حفظ والے مدرسہ سے شام کو لیٹ آیا نئی اذان نہ سن سکا جمعرات کو مدرسہ سے جلدی واپسی ہوئی بڑے دھیان سے نئی اذان سنی زائد فقرے یاد کر لئے ابو جان سفر پر تھے اس لئے ان سے پوچھ نہ سکا کہ یہ ماجرا کیا ہے

اگلے روز اس محلہ میں پہلا جمعہ تھا۔ پہلے ہی جمعہ کو جو نبی جمعہ پڑھ کے مدرسہ کی مسجد سے (مدرسہ بھی ایک ماہ پہلے ذاتی زمین خرید کر اسی محلہ میں منتقل کیا جا چکا تھا جو کہ گذشتہ گیارہ سال سے شہر کے ایک اور محلہ میں کرایہ کے مکان میں واقع تھا) ہم لوگ باہر نکلے تو تقریباً تین سو گز دور ایک نو تعمیر شدہ چہار دیواری میں موجود کچھ لوگوں نے داڑھی والے کنجر، معاذ اللہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ابو کرماں گھوڑی پیو خچر و ماں بہن کی گالیاں اور عمرتے لعنت بے شمار کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ مدرسہ اور اس چہار دیواری کے درمیان خالی کھیت تھے کوئی عمارت نہ تھی۔

میری زندگی کا یہ پہلا اتفاق تھا کہ تین چار سال کی عمر سے جس ہستی کی عظمت کے قصیدے اپنی امی جان و ابو جان سے سن رہا تھا انکو کوئی ایسے بھی بر ملا گالی نکال سکتا ہے

تھوڑی دیر بعد ابو جان جب گھر آئے تو ان سے سوال کیا کہ یہ کون لوگ ہیں اور اس طرح گالیاں کیوں نکال رہے تھے ابو جان نے جواب دیا کہ یہ شیعہ ہیں میں نے سوال کیا کہ یہ کون ہوتے ہیں اور یہ حضرت ابو بکر صدیق رض کو اور مسجد سے نکلنے والے ہر داڑھی والے کو گالیاں کیوں نکال رہے تھے تو جواب دیا یہ انکو نہیں مانتے انکے دشمن ہیں اور چونکہ ہم انکو مانتے ہیں اس لئے ہمیں بھی گالیاں نکالتے ہیں

اذان وغیرہ کے متعلق مزید سوالات پر فرمایا ابھی تمہاری عمر چھوٹی ہے ذرا بڑے ہو جاؤ سب سوالات کے جوابات تمہیں مل جائیں گے

تقریباً چوتھے جمعہ کو ابو جان شان حضرت معاویہ رض پر تقریر کر رہے تھے کہ شیعوں کا ایک لیڈر جو پوری برادری کا سربراہ بھی تھا اور انکے امام باڑے کا سرپرست بھی اور پورے علاقہ میں امیر ترین آدمی بھی

قد تقریباً پانچ فٹ بہت موٹا جسم فٹ بال کی طرح لڑھکتا ہوا مسجد کے اندر آیا صفوں کو چیرتا ہوا ابو جان کے سامنے آ کے کہتا ہے اوئے مولوی بکواس بند کر اس محلے میں رہنا ہے تو معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی شان میں بیان نہیں کرنے دو نگاہ مسجد میں موجود تمام نمازی مدرسہ کے طلباء ہکا بکا کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کون ہے اور کیوں آیا ہے ابو جان نے اسکی بکواس سنتے ہی کرسی پر بیٹھے بیٹھے) ابو جان کا قدماشا اللہ پانچ فٹ چار انچ تھا بچپن سے خالص خوراک اور مولوی ہونے کے ساتھ ساتھ پہلوانی بھی کرتے تھے) ایک ایسا

زوردار تھپڑا سکور سید کیا کہ وہ فٹ بال تیسری صف میں جا کر پھر نمازیوں نے حسب استطاعت اسکی خدمت کی اور اٹھا کے مسجد کے باہر پھینک دیا

معصوم ذہن یہ سب کچھ دیکھ اور سن رہا تھا کہ چند ہفتوں بعد میرے حفظ کے استاد محترم وہ مدرسہ چھوڑ کے چلے گئے ابو جان نے ضلع جہلم کے ایک شہر نما قصبہ دینہ میں اپنے وقت کے مشہور ترین استاد قاری محمد امیر صاحب رح کے پاس حفظ کے لئے بھیج دیا جہاں سے ایک سال ساڑھے چار ماہ میں حفظ مکمل کر کے گھر واپس آیا

آتے ہی شعبہ کتب میں داخلہ ہوا کچھ دن بعد محرم آیہ شیعہ علماء و ذاکرین ہر رات اپنی تقاریر میں صحابہ کرام خصوصاً خلفائے ثلاثہ کو کھلم کھلا بکواسات کرتے اور کسی کی ہمت نہ ہوتی انہیں روکنے کی

میرے ذہن کے سوالات دن بدن بڑھتے جا رہے تھے ابو جان سے جب پوچھا تو انہوں نے ایک کتاب پڑھنے کو دی

کتاب کا نام تھا "الاصحاب فی الکتاب۔ صحابہ قرآن کی نظر میں" مصنف کا نام تھا حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رح (اس وقت وہ حیات تھے) اپنے وقت کے بہت بڑے عالم، مناظر، بے شمار کتابوں کے مصنف،

اس کتاب میں صرف قرآن مجید کی آیات سے صحابہ کرام کا مقام بیان کیا گیا تھا اب یہ کتاب ہی میرے شب و روز کا ساتھی تھی جب بھی وقت ملتا یہ کتاب لے کے بیٹھ جاتا اور اسے پڑھنا شروع کر دیتا جو بھی آیت اور اس کا ترجمہ اس کتاب میں پڑھتا گھر میں موجود ترجمے والے قرآن مجید میں دیکھ کے اسکی تصدیق ضرور کرتا

جوں جوں کتاب پڑھتا گیا صحابہ کرام کی محبت میں گرفتار ہوتا گیا ہر آنے والے دن پہلے دن سے زیادہ محبت بلا مبالغہ بیسیوں بار پڑھایوں سمجھئے کتاب حفظ ہو گئی

یہ تھی میری پہچان صحابہ کرام سے

ضروری نوٹ۔

اگر کچھ احباب کے دلوں میں یہ خدشہ ہے کہ میں بلادلیل کوئی بات کروں گا تو وہ خدشہ اپنے ذہن سے نکال دیں میں ہر بات کی دلیل اہل تشیع کی کتب سے دوں گا اور کوشش کروں گا کہ کردہ صفحہ کی سکینڈ فوٹو ساتھ لگاؤں

کو منٹ کرنے والے احباب شائستگی کو ملحوظ رکھیں اور آپس میں ایک دوسرے کا احترام برقرار رکھیں ایک دوسرے کو بُرا بھلا نہ کہیں

نہ میری محبت میں نہ میری مخالفت میں۔ ایک دوسرے کو صرف اچھا بولیں اچھا لکھیں جو گالیاں آپکی زبان پر کسی کے کومنٹ کی وجہ سے مچلیں وہ مجھے دے دیں میں بدلے میں آپ کو دُعا دوں گا انشاء اللہ

قسط نمبر 2

الاصحاب فی الکتاب بار بار پڑھنے سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی محبت دل میں اس قدر راسخ ہوئی کہ مدرسہ سے جب بھی گھر آتا گھر میں موجود ابو جان کی لائبریری میں گھس جاتا اور کُتب کی چھان پھٹک شروع کر دیتا سب سے پہلے حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رح کی تمام کُتب جنکی اکثریت مدح صحابہ رض پر مشتمل تھی چاٹ ڈالیں اس عمر میں جب میرے ہجولی وہم سبق کرکٹ، گلی ڈنڈا، کینچے، پتنگ اڑانا، والی بال، وغیرہ کھیلوں میں چھٹی کا سارا وقت گزارتے تھے میں مطالعہ کُتب میں مگن ہوتا

اردو میں لکھی گئی تمام کُتب پڑھ لیں اس موضوع پر موجود دیگر کُتب کثیر تعداد میں تھیں لیکن وہ عربی اور فارسی میں تھیں اور میں ابھی مدرسہ میں فارسی کا پہلے سال کا طالب العلم تھا جب بھی محرم آتا یا شیعہ کے دیگر ایام آتے میں مغرب سے لے کے آدھی آدھی رات تک شیعہ علماء، مجتہدین و ذاکرین کی تقاریر اپنے گھر کی چھت پر بیٹھ کے سُناد سوائس محرم کا جلوس جو شہر کے مرکزی امام باڑے سے نکلتا اور ہمارے محلہ کے امام باڑے میں آ کے ختم ہوتا اس میں شامل ہو کے انکے علماء کی جو تقاریر نماز ظہر کے بعد ہوتیں وہ سُنتا اور جلوس کے اختتام پر شام غریباں کے طوفان بد تمیزی کا مشاہدہ کرتا جو بات میری بچپن کی عقل کے مطابق مجھے صحیح نہ لگتی اسے لکھ لیتا اور اپنے اساتذہ کرام سے سوالات کرتا وہ مقدور بھر تشفی کی کوشش تو کرتے لیکن شیعہ مذہب کا زیادہ مطالعہ نہ ہونے کی بناء پر مجھے مطمئن نہ کر پاتے بالآخر ابو جان سے سوالات کرتا اور وہ شیعہ مذہب کی کوئی نہ کوئی کتاب اٹھاتے اُس میں سے اُنکے عقائد کی بنیادی باتیں مجھے ترجمہ کر کے سُنتے (ابو جان زمانہ طالب علمی میں تنظیم اہل سنت کے رکن رہے تھے وہی تنظیم اہل سنت جسکے صدر و سرپرست مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری تھے اور اس جماعت کے مناظر حضرت مولانا دوست محمد قریشی رح مولانا عبدالستار تونسوی اور خطباء میں مولانا عبدالشکور دین پوری رح اور مشہور زمانہ خطیب جو آج تک دنیا کے سوا سو سے زیادہ ممالک میں اللہ کی توحید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی عظمت کا پیغام دنیا تک پہنچا چکے ہیں اور میری معلومات کے مطابق اتنے زیادہ ممالک میں

جانے والے کسی بھی زبان کے وہ واحد خطیب ہیں میری مراد حضرت مولانا سید عبد المجید ندیم شاہ صاحب دامت برکاتہم ہیں یہ تمام لوگ اسی تنظیم سے منسلک تھے)

شیعیت کی بنیادی ہیئت-----اسکا بانی-----اور اسکے عقائد-----اسکی سیاسی چالبازیاں-----مملکت اسلامیہ کو تباہ کرنے کے لئے مختلف علاقوں کی سیاحت-----اور وہاں لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانا، مسلمان جو ایک جسد واحد کی طرح تھے-----ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا-----مدینہ منورہ پر چڑھائی-----دہرے داماد رسول عثمان ذی النورین رض پر مسجد نبوی میں دوران خطبہ پتھراؤ-----پھر گھر میں محصور کرنا-----اور چالیس روز تک (ہاں، ہاں اپنی تاریخ سے غافل اور شیعہ کے پروپیگنڈہ سے متاثر سنیو-----چالیس روز تک اُسے پیسا سا کھا گیا جس نے مدینہ میں موجود واحد میٹھے پانی کے کنویں کو خرید کر اپنے آقا علیہ السلام کی پیاس بھجائی تھی اور جنت کا سرٹیفیکیٹ حاصل کیا تھا اور یہ جنتی ہونے کا سرٹیفیکیٹ ایک بار نہیں کئی بار آقا علیہ السلام سے حاصل کیا تھا آج تو من گھڑت اور جھوٹی روایات تین دن یاد دس دن حضرت حسین رض کو پیسا سا رکھنے کی سُناسنا کر تمہیں اپنا حامی بنایا جاتا ہے) بھوکا پیسا محصور رکھ کے شہید کر دینا اسی پر بس نہیں پورے مدینہ پر قبضہ کر لینا، جنازہ ذی النورین نہ اٹھانے دینا اور ام المؤمنین رض کی اس دھمکی پر کہ اگر داماد رسول کا جنازہ نہ اٹھانے دیا تو میں بے پردہ اپنے حجرے سے باہر آ جاؤں گی اور خود جنازہ اٹھاؤں گی، جنازہ اٹھانے دینا،

لیکن جب وہی جنازہ جنت البقیع کی طرف لے جانے کے لئے مدینہ کی گلیوں سے گزرتا ہے تو سارے راستہ اس پر پتھراؤ کرنا اس مظلوم مدینہ و شہید مدینہ رض پہ کئے گئے کون کون سے مظالم لکھوں اور آپ کی غیرت ایمانی کو جھنجھوڑوں جو کسی مجبوری، مصلحت کوئی، یا چند ٹکوں کی اپنی نوکری کو بچانے کی خاطر سوئی نہیں بے ہوش پڑی ہے

جنگ جمل پہ لکھوں-----یا جنگ صفین پہ-----فتنہ خوارج کا تذکرہ کروں-----یا حضرت علی رض کو بر ملا انکے سامنے انہیں خدا کہنے والوں کا تذکرہ کروں-----اس سب کے پیچھے ایک ہی شخص کا نام آتا ہے جسے دُنیا-----عبداللہ ابن سبا یہودی-----کے نام سے جانتی ہے اور یہی شخص اسلام میں تعصب اور فرقہ واریت کا بیج بونے والا-----اتحاد امت کو پارہ پارہ کرنے والا-----شیعہ مذہب کی بنیاد رکھنے والا-----یمن سے حجاز میں آنے والا-----اور یہودی النسل ہی نہیں بلکہ یہودیوں کا عالم تھا

شیعوں کی اسماء الرجال کی مستند ترین کتاب "رجال کشی" میں بھی شیعوں کے امام جعفر صادق سے متعدد روایات نقل کی گئی ہیں

جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن سبا حضرت علی رض کی الوہیت کا عقیدہ رکھتا اور اسکی دعوت دیتا تھا اور بالآخر حضرت علی مرتضیٰ رض نے اسکو آگ میں ڈلو کر ختم کر دیا۔ رجال کشی مطبوعہ بمبئی 1317ھ صفحہ 70

قسط نمبر 3

کچھ احباب کا فرمان یہ ہے کہ میں تفرقہ پھیلا رہا ہوں انتشار کو ہوا دے رہا ہوں حقیقت یہ ہے کہ میں فرق بتلا رہا ہوں لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خالص اسلام کی طرف پلٹنے اور اسلام کو صرف قرآن و سنت کے مطابق سمجھنے کی ترغیب دے رہا ہوں انتہائی افسوسناک امر ہے جب بھی کوئی شخص گمراہ اور ملحد لوگوں کا رد کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اہل سنت ہی میں سے سطحی اذہان والے لوگ اُسے کہتے ہیں کہ آپ مسلمانوں میں تفریق پیدا کر رہے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے ملحد اور گمراہ لوگوں کا رد، حق کو بیان کرنا اسکو ثابت کرنا اور باطل کو مٹانا گروہ بندی اور فرقہ واریت نہیں بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے دین میں تفرقہ پھیلانے سے مراد یہ ہے کہ آدمی دین کے اندر اپنی طرف سے کوئی نئی بات نکالے اور اصرار کرے کہ اسکی نکالی ہوئی بات کے ماننے پر ہی کفر و ایمان کا مدار ہے پھر اپنی بات ماننے والوں کو ساتھ لے کے نہ ماننے والوں سے جدا ہو جائے۔ یہ فرقہ بندی ہے اسلام کی باطل افکار سے تطہیر فرقہ پرستی ہر گز نہیں بلکہ عین خدمت اسلام ہے۔ ان سلسلہ ہائے مضامین میں اسلام سے بالکل متوازی ایک فرقہ کی مکمل تاریخ پیش کی جائے گی جو اسلام کے خوبصورت چہرے پہ ایک بد نما داغ ہے اور روز اول سے اسلام کو مٹانے کے درپے ہے

آنحضرت صلی اللہ علی وسلم کے واضح اور قطعی ارشادات کے بعد سرزمین عرب سے یہودیت کا مستقبل تاریک ہو گیا آپ صلی اللہ علی وسلم کو مشرکین مکہ کی واضح اور کھلے عام عداوت سے وہ دکھ نہ پہنچے جو یہود کی محلاتی سازشوں، من گھڑت قسم کی پھیلائی ہوئی افواہوں، اور آئے دن کے بغض و عناد سے آلودہ چالبازیوں سے ذہنی کوفت، قلبی صدمات، اور پریشانیوں کی ٹیس اٹھانی پڑی

آپ صلی اللہ علی وسلم پوری مدنی زندگی میں یہودیت کی جفاکاریوں کا شکار رہے، ایک طویل عرصہ تک یہود کی ستم ظریفیوں، عہد

شکنیوں اور تیشہ زنیوں سے آپ صلی اللہ علی وسلم کا سینہ چھلنی ہوتا رہا
 آپ صلی اللہ علی وسلم کے مبارک دور میں آپ کی سب سے چہیتی و پیاری بیوی حضرت عائشہ سلام اللہ علیہا پر تہمت کے پس پردہ
 یہودیوں ہی کی سازش کا فرما تھی
 آپ صلی اللہ علی وسلم مرض وفات میں فرماتے تھے
 عائشہ میں نے خیبر میں جو کھانا کھایا تھا اس کا اثر برابر محسوس کرتا رہا اسی زہر کے اثر سے آج میں اپنی رگ کٹتی دیکھتا ہوں (صحیح بخاری)

آپ کی آخری وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ بھی تھی
 آخر جو الیہود من جزیرت العرب۔ یہود کو جزیرہ عرب سے نکال دو
 آپ صلی اللہ علی وسلم کے ان واضح اور غیر مبہم ارشادات پر عمل کرنے کا فخر و اعزاز حضرت عمر رضی اللہ کو حاصل ہوا حضرت عمر
 رض خیبر، فدک، وادی قرا الغرض عرب کے تمام علاقوں سے تمام یہودیوں کو نکال کے شام کی طرف جلا وطن کر دیا

شیعہ مذہب کا بانی۔ عبد اللہ ابن سبا

جزیرہ عرب کے جنوب میں یمن ہے جس کا دار الحکومت صنعاء ہے یہاں یہودی کثیر تعداد میں آباد تھے
 ایک یہودی خاندان کا بیٹا جسکی ماں حبش تھی۔ ٹھگنا قد، سیاہ رنگ، انتہاء درجہ کا شاطر، جوش و خروش اور غیض و غضب سے لبریز، اس کا
 دماغ سازشی منصوبہ بندی جوڑ توڑ اور پروپیگنڈے میں اپنی مثال آپ تھا
 چھوٹے سے قد کا یہ یمنی یہودی اپنی فطرت و صلاحیت کے بل بوتے پر بڑی سے بڑی مجلس میں باہمی نزاع، اختلاف و انشقاق، عداوت
 ، و شقاوت پیدا کرنے میں ید طولی رکھتا تھا اسلام کے خلاف بڑی بڑی جنگوں سے جب اسلام کو نقصان نہ پہنچایا جاسکا تو یہ شخص فریب
 کاری اور فتنہ سامانی کے اسلحہ سے لیس ہو کر خود مدینہ چلا آیا بظاہر اسلام قبول کیا تا کہ مسلمان بن کر ہی مسلمانوں سے ہم نے جو چر کے
 اٹھائے ہیں ان کا انتقام لیا جاسکے

عبد اللہ بن سبا شیعیت کا بانی ہے اس کا اعتراف شیعہ مؤرخین کی زبان سے

شیعہ مذہب کا نامور مؤرخ "کشی" پورا نام ابو عمرو بن عبد العزیز الکشی "جو شیعہ کے متقدم علمائے رجال میں سے ہے جسکے بارہ
 میں شیعہ علماء لکھتے ہیں کہ الکشی جید عالم، صحیح العقیدہ، اور مستقیم المذہب ہے۔ اسکی کتاب علم رجال کے موضوع پر انتہائی اہم، قدیم
 اور بنیادی مرجع کی حیثیت رکھتی ہے جو تھی صدی ہجری کے شیعہ علماء میں سے تھا اور شیعہ روایات کے مطابق اس کا گھرا اس وقت کے

شیعہ کامرکز تھا اسکی کتاب " معرفۃ الناقلین عن الائمہ الصادقین " جو کہ رجال کشی کے نام سے معروف ہے میں رقمطراز ہے بعض اہل علم سے مروی ہے عبداللہ بن سبا یہودی تھا، پھر وہ مسلمان ہو گیا اور حضرت علی سے اظہار محبت کرنے لگا اور اسکا وہ عقیدہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون کے بارہ میں تھا بعینہ وہی عقیدہ اس نے حضرت علی رض کے بارہ میں اختیار کیا وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی کے مخالفین کی تکفیر کی اسی بناء پر شیعہ کے مخالفین کہتے ہیں کہ تشیع (شیعہ ازم یہودیت سے ماخوذ ہے۔ " رجال الکشی ص ۱۰۱ مطبوعہ مؤسسہ الاعلمی، کربلا، عراق

یہی روایت شیعہ محدث و مؤرخ مامقانی نے الکشی سے اپنی کتاب تنقیح المقال میں نقل کی ہے۔
تنقیح المقال ج 2 ص 184، مطبوعہ طہران

اسی طرح شیعہ مؤرخ نو بختی جسکے بارہ میں مشہور شیعہ ماہر علم رجال نجاشی کہتا ہے الحسن بن موسیٰ ابو محمد النوبختی بہت بڑے شیعہ متکلم، اپنے ہم عصروں پر فوقیت رکھنے والے اور جید عالم تھے " الفہرست از نجاشی ص 47 مطبوعہ بھارت 1317ھ

شیعہ مؤرخ طوسی، نو بختی کے متعلق لکھتا ہے امام ابو محمد النوبختی بہت بڑے متکلم (علم کلام کے ماہر) فلسفی، اور صحیح العقیدہ شیعہ عالم تھے " فہرست الطوسی ص 98 مطبوعہ بھارت 1835ء
نور اللہ تستری نو بختی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے " نو بختی " شیعہ فرقہ کے اکابرین میں سے ہیں وہ بہت بڑے متکلم اور فلسفی تھے۔
" مجالس المؤمنین از تستری ص 177 مطبوعہ ایران

یہ شیعہ مؤرخ " نو بختی " اپنی کتاب " فرق الشیعہ میں لکھتا ہے عبداللہ بن سبا، ابو بکر، عمر، عثمان اور دیگر صحابہ پر طعن و تشنیع کا آغاز کرنے والوں میں سے تھا اس نے لوگوں سے کہا کہ علی علیہ السلام نے اسے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے حضرت علی تک جب یہ بات پہنچی تو اسے گرفتار کرنے کا حکم دیا اسے گرفتار کیا گیا اعتراف کرنے پر اسے قتل کرنے کا حکم دیا مگر اسکے ساتھی چیخ اٹھے کہ اے امیر المؤمنین، آپ ایسے شخص کو کیوں قتل کروارہے ہیں جو اہل بیت سے محبت کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے جس پر حضرت علی نے اسے جلا وطن کر کے ایران کے شہر مدائن کی طرف بھیج دیا

(نوٹ) دوسری قسط میں عبداللہ بن سبا کو جلانے والی جو روایت نقل کی گئی تھی وہ رجال کشی مطبوعہ بمبئی ص 70 کی تھی اور جلا وطن کرنے کی روایت نو بختی کی کتاب فرق الشیعہ کی ہے

نو بختی لکھتا ہے، اہل علم سے روایت ہے کہ یہ شخص یہودی تھا پھر وہ اسلام قبول کر کے علی علیہ السلام کا معتقد ہو گیا۔ اسلام قبول

کرنے سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون کے متعلق جو عقائد رکھتا تھا اسی قسم کے عقائد کا اظہار اس نے علی علیہ السلام کے بارہ میں کیا، وہ پہلا شخص ہے جس نے علی علیہ السلام کی امامت و ولایت کی فریضیت اور آپ کے دشمنوں سے براءت کے عقیدے کا پرچار کیا اسی بناء پر شیعہ کے مخالفین یہ کہتے ہیں کہ شیعہ مذہب کی بنیاد یہودیت پر رکھی گئی ہے، نو بختی یہ بھی لکھتا ہے جب عبد اللہ بن سبا کو حضرت علی کے انتقال کی خبر ملی تو اس نے کہا کہ اگر کوئی شخص مجھے انکے جسم اطہر کے ستر ٹکڑے بھی دکھائے اور ستر عینی شاہد ان کے قتل کی گواہی دیں تب بھی یہی کہوں گا کہ انکی موت واقع نہیں ہوئی کیونکہ میرا عقیدہ ہے جب تک وہ پوری دنیا پر قبضہ نہیں فرما لیتے ان پر موت نہیں آسکتی۔ فرق الشیعہ از نو بختی ص 43, 44 مطبوعہ نجف، عراق، ۱۳۷۹ھ

ایک اور شیعہ مؤرخ اپنی کتاب "روضہ الصفا" میں لکھتا ہے عبد اللہ بن سبا کو جب یہ علم ہوا کہ مصر میں عثمان بن عفان کے مخالفین موجود ہیں تو وہ مصر چلا گیا وہاں جا کر اسنے بظاہر تقویٰ و طہارت کا لبادہ اوڑھ لیا اور جب اسے کچھ ہمہنوا میسر آگئے تو اسنے اپنے نظریات پھیلا نا شروع کر دیئے اس نے کہا ہر نبی کا ایک وصی اور نائب ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم کے وصی اور نائب حضرت علی ہیں۔ اس نے یہ بھی کہا کہ امت نے حضرت علی پر ظلم کیا ہے انکا حق غصب کیا ہے، وہ خلافت کے حقدار تھے ان سے انکایہ حق چھینا گیا ہے اور چھیننے والے ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) تھے اور اب عثمان بن عفان نے انکایہ حق غصب کیا ہوا ہے چنانچہ انکے خلاف بغاوت کر کے حضرت علی کی بیعت کرنا ہمارا فرض ہے کچھ مصری اسکی باتوں سے متاثر ہو کر اسکے ساتھی بن گئے اور عثمان بن عفان کے خلاف اعلان بغاوت کر دیا۔ روضہ الصفا "فارسی" ج 2 ص 292 مطبوعہ ایران۔

قسط نمبر 4

جیسا کہ تیسری قسط میں عبد اللہ بن سبا کے متعلق میں تفصیل سے لکھ چکا ہوں کہ وہ بائیں مذہب تھا اور یہودی تھا اس نے مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر اسلام دشمن کاروائیوں کا آغاز کیا اور اپنے بہت سے معاونین کی مدد سے اس نے مختلف شہروں میں فتنہ و فساد کا جال پھیلا کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف مسموم پروپیگنڈہ جاری رکھا جسکے نتیجہ میں امت اسلامیہ انتشار کا شکار ہو گئی اور یہودیت کے بطن سے حب علی رض کے پردہ میں ایک نئے دین نے جنم لیا جسکے پیروکاروں نے شیعان علی رض کا لقب اختیار کیا

میں ان تمام امور کی وضاحت شیعہ مؤرخین کی اپنی نصوص کی روشنی میں کر چکا ہوں ذیل میں ابن سبا کے متعلق تکمیل موضوع کے لئے چند اور نصوص ذکر کرتا ہوں

حضرت زین العابدین رح شیعہ کے چوتھے امام معصوم بیان فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ ہمارے اوپر تہمت لگانے والوں پر لعنت فرمائے جب عبد اللہ بن سباء کا ذکر ہوتا ہے تو میرے جسم کے رو گئے کھڑے

ہو جاتے ہیں اس نے علی علیہ السلام کی طرف بہت غلط باتیں منسوب کیں

جب کہ آپ رض اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی تھے (یعنی الہ، وصی، و نائب رسول نہ تھے)

آپ رض کو جو مقام و مرتبہ ملا وہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری سے ملا۔ رجال کشی ص 100

مطبوعہ مؤسسہ الاعلمی کربلا، عراق

اسی طرح حضرت جعفر صادق رح شیعہ کے چھٹے امام معصوم سے روایت ہے

ہمارے خاندان کی طرف بہت سے غلط عقائد منسوب کئے گئے ہیں، مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے متعلق غلط دعوے کئے اسی طرح عبد اللہ بن سبائے علی علیہ السلام کے حوالے سے بہت سے غلط عقائد کی اشاعت کی۔ رجال

الکشی ص 101

عبد اللہ بن سباجب شام میں وارد ہوا تو اس نے حضرت ابوذر رض کے پاس جا کر انہیں حضرت معاویہ رض کے خلاف اکسانے کی کوشش کی پھر وہ حضرت ابوالدرداء رض پاس آیا تو انہوں نے اسکی باتیں سن کر فرمایا: تم کون ہو: اظنک واللہ یہودیہ۔ یعنی تم تو مجھے یہودی معلوم ہوتے ہو۔ تاریخ طبری ص 90 ج 5 مطبوعہ مصر

تمام مؤرخین چاہے انکا تعلق شیعہ سے ہو یا اہل سنت سے۔ سب کا اتفاق ہے ابن سباء نے مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی

آگ بھڑکائی اپنی اشتعال انگیز کاروائیوں سے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کیا ابن سباء ہی نے امیر المؤمنین حضرت

عثمان غنی رض کے خلاف اپنے ساتھیوں کو اکسا کر انہیں شہید کیا اور جنگ جمل سے قبل جب کہ حضرت علی رض اور حضرت عائشہ

رض کی تمام غلط فہمیاں دور ہو چکی تھیں اور معاہدے پر عمل درآمد شروع ہو چکا تھا ابن سباء نے رات کی تاریکی میں دونوں لشکروں

میں اپنے آدمی داخل کر کے تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تیر اندازی کر کے جنگ کا آغاز کر دیا تھا اور صحیح صورت حال کا علم نہ ہونے کی

بنیاء پر دونوں لشکر غلط فہمی کا شکار ہو کر ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرا ہو گئے تھے اور پھر یہی ابن سباء شہر شہر بستی بستی جا کر اپنے

عقائد کا پرچار کرتا رہا مدینہ منورہ سے مصر، مصر سے بصرہ، بصرہ سے کوفہ اور پھر کوفہ ہی کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور اہل بیت سے

محبت کی آڑ میں وصایت و ولایت علی رض، تبر ابازی، رجعت، اور دیگر عقائد کی ترویج جاری رکھی۔ یہودیوں میں سے اسکے بہت سے

معاونین بھی تھے۔ لعنت اللہ علیہم۔

اس موقع پر اپنے قارئین کے لئے ایک اہم بات کا انکشاف کرنا بھی میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مذہب شیعہ سے ہمارے علماء کی اکثریت کا واقف نہ ہونے کی خاص وجہ یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں جہاں تک مجھ عاجز کا مطالعہ اور واقفیت ہے دنیا کے تمام مذاہب میں صرف شیعہ مذہب ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں اپنے دین و مذہب کو چھپانے اور ظاہر نہ کرنے کا سخت تاکید حکم ہے۔۔۔۔۔ اس سے میری مراد شیعہ مذہب کی وہ خصوصیت و تعلیم نہیں جو "تقیہ" کے عنوان سے عوام میں بھی معروف ہے۔ بلکہ تقیہ سے الگ یہ مستقل باب ہے اور کتب شیعہ اور ان کے ائمہ معصومیت کے ارشادات میں اس کا عنوان "کتمان" ہے جسکے معنی چھپانے اور ظاہر نہ کرنے کے ہیں۔ اور تقیہ کا مطلب ہوتا ہے اپنے قول یا عمل سے اصل حقیقت یا واقعہ کے خلاف ظاہر کرنا اور اس طرح دوسرے کو دھوکے میں مبتلا کرنا۔۔۔۔۔ ان دونوں کا تفصیلی بیان اور ان کے بارہ میں مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کی تصریحات اور ان کے ائمہ معصومین کے ارشادات ذکر کرتا ہوں تاکہ اس مذہب کی بنیاد کو سمجھنے میں احباب کو آسانی ہو۔

کتمان اور تقیہ

مذہب شیعہ کی اصولی تعلیمات میں کتمان اور تقیہ بھی ہیں

کتمان کا مطلب ہے اپنے اصل عقیدہ و مذہب کو چھپانا اور دوسروں پر ظاہر نہ کرنا اور تقیہ کا مطلب ہے اپنے قول یا عمل سے واقعہ یا حقیقت کے خلاف یا اپنے عقیدہ و ضمیر اور مذہب و مسلک کے خلاف ظاہر کرنا اور اس طرح دوسروں کو دھوکے اور فریب میں مبتلا کرنا۔

مذہب شیعہ کی مسلمہ و مستند کتب سے کتمان اور تقیہ کے متعلق ان کے ائمہ معصومین کے ارشادات اور واقعات نقل کرتا ہوں تاکہ انکی پوری حقیقت آپ لوگوں کے سامنے واضح ہو جائے۔ یہ دونوں بھی عقیدہ امامت کے لوازم و نتائج میں سے ہیں اور اسی لئے یہ شیعہ مذہب کی خصوصیات میں سے ہیں دنیا کے کسی مذہب میں کتمان اور تقیہ کی تعلیم نہیں دی گئی اور کتمان اور تقیہ مذہب شیعہ کی اصولی تعلیمات میں سے ہے اور یہ شیعہ حضرات کے نزدیک زندگی بھر ائمہ معصومین کا معمول رہا ہے

شیعہ مذہب کی سب سے بڑی کتاب اصول کافی میں باقاعدہ "باب الکتمان" کے نام سے مستقل باب ہے اس باب میں شیعہ کے چھٹے امام معصوم جعفر صادق رح کے خاص مرید اور راوی سلیمان بن خالد سے روایت ہے

قال ابو عبد الله عليه السلام يا سليمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ الله و من اذاعہ اذله الله۔ اصول کافی ص 485۔ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اے سلیمان تم ایسے دین پر ہو کہ جو شخص اسکو چھپائے گا اللہ اسکو عزت عطا کرے گا اور جو اسکو ظاہر اور شائع کرے گا اسکو اللہ ذلیل و رسوا کرے گا

اور اسی کتاب کے اگلے صفحہ پر پانچویں امام معصوم امام باقر کا یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے جو انہوں نے اپنے خاص شیعوں سے ارشاد فرمایا تھا

ان احب اصحابی الی اور عھم و اقھم و اکتھم لحدیثنا۔ اصول کافی ص 486

مجھے اپنے اصحاب میں (شاگردوں و مریدوں میں) وہ شخص زیادہ پیارا ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو دین کو زیادہ سمجھنے والا ہو اور ہماری باتوں کو زیادہ چھپانے والا اور راز میں رکھنے والا ہو

عبداللہ بن سباء

سید فراست علی نقوی جو کہ میری فرینڈ لسٹ میں موجود ہیں انہوں نے اپنے کسی عالم سے میری اقساط کا

جواب لکھوانے کی کوشش کی ہے جس کا جواب میں انکی اپنی وال پر بھی دے چکا ہوں افادہ احباب کے لئے آپ

دوستوں کی نظر ہے چونکہ تحریر بہت لمبی ہے اور پوسٹ میں پوری نہیں آرہی اس لئے میں اس کے کچھ حصے کو منٹ کی شکل میں کو منٹ باکس میں پیسٹ کر رہا ہوں

عربی تحریر کسی عرب عالم کا مقالہ ہے جو سعودیہ میں مقیم ہمارے دوست مولانا Atta Ur Rehman صاحب کی تلاش و جستجو کا ثمر ہے جو انہوں نے تقریباً دو ہفتے قبل مجھے ہدیۂ عطا فرمایا تھا

اس مقالہ میں عبداللہ بن سبا کے وجود کے بارہ میں شیعہ جو شکوک و شبہات ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اہل سنت کی کتب میں اس کا تذکرہ کرنے والے راوی ضعیف ہیں وغیرہ وغیرہ

ان سب کا جواب بھی موجود ہے شیعہ کتب کے اندر اس کا جو تذکرہ موجود ہے انکے حوالہ جات بھی اور مستشرقین کی کتب کے حوالہ جات بھی۔ تو آئیے دوستو میرے اس جواب کی طرف جو میں نے فراست صاحب کو دیا

آپکی پوسٹ آپ کے جس دوست نے آپکو تیار کر کے دی وہ کم از کم آپ کے ساتھ مخلص نہیں آپ کو جن بھول بھلیوں میں وہ الجھا کے دائیں بائیں گھمانا چاہتے ہیں اس طرح بات نہیں بنے گی

مسعودی کے بارہ میں پہلے آپ نے سنی لکھا میرے جواب دینے پر کہ وہ شیعہ ہے آپ نے معتزلی لکھا جب Mussa Syed بھائی نے آپکو ناقابل تردید آپ ہی کی کتب سے دلائل دے دئے تو اب آپ اسے شیعہ + سنی + معتزلی تین عقائد کا ماننے والا بتا کے پھر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے حالانکہ یہ محال ہے اپنے استاد صاحب کو کہیے اس طرح کی لایعنی گفتگو آپ کو لکھ کے نہ

دیں جس سے بالآخر آپکو شر مندگی ہو

اپنی فتویٰ کی ڈگری آپ کو دکھانے کا میں اپنے آپ کو پابند نہیں سمجھتا کیونکہ اسے دیکھنے کے بعد بھی آپ لوگوں نے مین میخ ہی نکالنی ہے پھر مجھے مجبوراً پوری دنیا کے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی نیز دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث مفتیان کرام کے شیعہ کے کفر پر بوجہ صحابہ دشمنی فتاویٰ جات پیش کرنے پڑیں گے جس سے آپکی بہت سسکی ہوگی

رہی بات عبداللہ بن سباء کی!

بڑی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا اگر میرے الفاظ آپکو سخت لگیں تو! اپنے استاد صاحب کو کہیں کہ سادہ لوح قاری کو اپنے تبلیسی انداز میں چکر دینے کی کوشش نہ کریں

میں کہتا ہوں آپکی کتب میں یہ لکھا ہے

آپ جواب دیتے ہیں

کہ جی آپکی کتب میں اس کے وجود پر جو روایات ہیں انکے راوی ضعیف، متروک، کذاب یا دجال ہیں

آپ کو چاہئے تھا کہ میری پیش کردہ روایات کا رد کرتے کہ یہ روایات جھوٹی ہیں یا اہل تشیع کی معتبر، مستند، مسلمہ، و معتمد کتب میں موجود نہیں آپ وہی سوال گندم جواب چناؤ! فلسفہ ہی یہاں بھی لاگو کرنے کی کوشش کر رہے ہیں میں نے شیعہ کتب کے حوالے دئے ہیں اب تک،

میری کسی پوسٹ میں اہل سنت کی کسی کتاب کا نہ حوالہ ہے نہ تذکرہ

میرا رد میرے پیش کردہ دلائل کو رد کر کے کیا جائے قاری کو دھوکہ دے کے نہیں

اگر آپ واقعی میری، اپنی یا کسی بھی قاری کی اصلاح کی کوشش میں ہیں

عبداللہ بن سبا کے بارہ میں آپ تو اہل سنت کی چار کتب کا تذکرہ کر رہے ہیں میں اہل سنت کی تمام کتب کہ جہاں جہاں عبداللہ بن سبا کا تذکرہ موجود ہے وہ بھی جنہوں نے اس پر اعتراضات کئے وہ بھی جس وجہ سے اعتراض کئے وہ بھی اور انکا جواب بھی اور اہل تشیع کی معتمد، مستند، معتبر کتب کے حوالہ جات بھی پیش کر دیتا ہوں تاکہ آپکو اور آپ کے استاد محترم کو تلاش کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے

بانی مذہب شیعہ عبداللہ بن سبا کا تذکرہ شیعہ و اہل سنت کتب کے علاوہ یہودی انسا لکچو پیڈیا میں بھی موجود ہے

عبداللہ بن سباء اہلسنت والجماعت کی کتب میں

1 - جاء ذكر السبئية على لسان أعشى همدان (ت 84هـ -) في ديوانه (ص 148) وتاريخ الطبري (83/6) وقد

هجم المختار بن أبي عبيد الثقفي وأنصاره من أهل الكوفة بعد ما فر مع أشرف قبائل الكوفة إلى البصرة بقوله: شهدت عليكم سبئية * و
أني بكم يا شرطة الكفر عارف

2 - وجاء ذكر السبئية في كتاب الإرجاء للحسن بن محمد بن الحنفية (ت 95هـ -) - راجع كتاب ظاهرة الإرجاء في الفكر الإسلامي ببلد كوتور
سفر الحوالي (1/345-361)، حيث تحدث عن معنى الإرجاء المنسوب للحسن، وذكر كلام أهل العلم في ذلك فلم يراجع للأهمية - ما
يلي: (ومن خصوصية هذه السبئية التي أدركنا، إذ يقولون هدينا لوجي ضل عنه الناس). رواه ابن أبي عمير العديني في كتاب الإيمان (ص
249)

3 - وهناك رواية عن الشعبي (ت 103هـ -) ذكرها ابن عساکر في تاريخه (7/29)، تفيد أن: (أول من كذب عبد الله بن
سبا)

4 - وهذا الفرزدق (شيعي الولاء سني المذهب) (ت 116هـ -) يهجو في ديوانه (ص 242-243)، أشرف العراق ومن
انضم إلى ثورة عبد الرحمن بن الأشعث في معركة دير الجماجم، ويصفهم بالسبئية، حيث يقول: كأن على دير الجماجم منضم * حصائد أو أعجاز
نخل تقعر تعرف همدانية سبئية * وتكره عينيها على ما تنكر أرباب مع القتلى وغير بعلها * عليها تراب في دم قد تقعر أراحوه من رأس
وعينين كانتا * بعيدن طرفا بالخيانة أحرزا من الناكثين العهد من سبئية * وإما زبيري من الذئب أعذر أولو أنضم إذا نفقوا كان منضم
* يهود يهيم كانوا بذلك أعذر أو يمكن الاستنتاج من هذا النص أن السبئية تعني فئة لها هوية سياسية معينة ومذهب عقائدي محدد بانتمائها
إلى عبد الله بن سبا اليهودي المعروف، صاحب المذهب

5 - وقد نقل الإمام الطبري في تفسيره (3/119) رأي ألقنادة بن دعاة السدوسي البصري (ت 117هـ -)، في النص التالي: { فاما
الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون م تشابه منه ابتغاء الفتنة } [آل عمران 7]، وكان قنادة إذا قرأ هذه الآية قال: (إن لم يكونوا لحرورية
والسبئية فلا أدري)

6 - وفي الطبقات الكبرى لابن سعد (ت 230هـ -) ورد ذكر السبئية وأفكار زعيمها وإن لم يشر إلى ابن سبا بالاسم. الطبقات
(39/3)

7 - وجاء عند ابن جبيب البغدادي (ت 245هـ -) في المحبر (ص 308)، ذكر لعبد الله بن سبا حينما اعتبره أحد أبناء الحبشيات
8 - كما روى أبو عاصم خنيس بن أصرم (ت 253هـ -)، خبر إخراج علي رضي الله عنه لجماعة من أصحاب ابن سبا في كتابه الاستقالة.

أنظر: منهاج السنة لابن تيمية (7/1)

9 - وجاء في البيان والتبيين (81/3) للجاحظ (من كبار زعماء المعتزلة) (ت 255هـ) ، إشارة إلى عبد الله بن سبأ. وخبر إهراق علي بن أبي طالب رضي الله عنه لطائفة من الزنادقة تكشف عنه الروايات الصحيحة في كتب الصحاح والسنن والمساند. أنظر على سبيل المثال: سن أبي داود (126/4) والنسائي (104/7) والحاكم في المستدرک (538/3)

10 - فقد ذكر الإمام البخاري (ت 256هـ) في كتاب استنابة المرتدين من صحبته (50/8) عن عكرمة قال: (أتى علي رضي الله عنه بزنادقة فأحرقهم، فبلغ ذلك ابن عباس فقال: لو كنت أنا لم أحرقهم لنهي النبي صلى الله عليه وسلم: (لا تعذبوا برابرة الله)، ولقتلتهم لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من بدل دينه فاقلوه). ومن الثابت تاريخياً أن الذين حرقهم علي رضي الله عنه هم أتباع عبد الله بن سبأ حينما قالوا بأنه إله

11 - ذكر الجوزجاني (ت 259هـ) في أحوال الرجال (ص 38) أن السبئية غلت في الكفر فزعمت أن علياً لها حتى حرقهم بالنار إنكاراً عليهم واستبصاراً في أمرهم حين يقول: لما رأيت الأمر أمراً منكراً أجبته ناري ودعوت قنبراً

12 - ويقول ابن قتيبة (ت 276هـ) في المعارف (ص 267): (السبئية من الرافضة ينسبون إلى عبد الله بن سبأ). وفي تأويل مختلف الحديث (ص 73) يقول: (أن عبد الله بن سبأ أذى الربوبية لعلي، فأحرق علي أصحابه بالنار

13 - ويذكر البلاذري (ت 279هـ) ابن سبأ من جملة من أتوا إلى علي رضي الله عنه يسألونه من رأيه في أبي بكر وعمر، فقال: أو تفرغتم لهذا. أنساب الأشراف (382/3)

14 - ويعتبر الإمام الطبري (ت 310هـ) من الذي أقاضوا في تاريخهم من ذكر أخبار ابن سبأ معتمداً في ذلك على الإخباري سيف بن عمر. تاريخ الطبري (4/283، 326، 331، 340، 349، 398، 493 - 505، 494)

15 - وأكد ابن عبد ربه (ت 328هـ) أن ابن سبأ وطأ فقه السبئية قد غلوا في علي حينما قالوا: هو الله خالقنا، كما غلت النصارى في المسيح ابن مريم عليه السلام. العقد الفريد (2/405)

16 - ويذكر أبو الحسن الأشعري (ت 330هـ) في مقالات الإسلاميين (85/1) عبد الله بن سبأ وطأ فقه من ضمن أصناف الغلاة، براذير عمون أن علياً لم يمت، وأنه سيرجع إلى الدنيا فيملا الأرض عدلاً كما ملئت جوراً

17 - ويذكر ابن حبان (ت 354هـ) في كتاب الجرح وحين (2/253): (أن الكلبي سبيل من أصحاب عبد الله بن سبأ، من أولئك الذين يقولون: إن علياً لم يمت، وأنه راجع إلى الدنيا قبل قيام الساعة)

- 18 - يقول المقدسي (ت 355هـ) في كتابه البدء والتاريخ (5/129) : (إن عبد الله بن سبأ قال للذي جاءه نعي إبيه موت علي بن أبي طالب : لو جئتنا بدمائه في صرة لعلمنا أنه لا يموت حتى يسوق العرب بعصاه)
- 19 - ويذكر الملقبي (ت 377هـ) في كتابه التنبيه والرد على أهل الأهواء والبدع (ص 18) فيقول : (ففي عهد علي رضي الله عنه جاءت السبئية إليه وقالوا له : أنت أنت !! ، قال : من أنا؟ قالوا : الخالق البارئ ، فاستنابهم ، فلم يرجعوا ، فأوقد لهم ناراً عظيمة وأحرقهم)
- 20 - وذكر أبو حفص ابن شاهين (ت 385هـ) أن علياً حرق جماعة من غلاة الشيعة ونفى بعضهم ، ومن المنفيين عبد الله بن سبأ. أورده ابن تيمية في منهاج السنة (7/1)
- 21 - ويذكر الخوارزمي (ت 387هـ) في كتابه مفاتيح العلوم (ص 22) ، أن السبئية أصحاب عبد الله بن سبأ
- 22 - ويرد ذكر عبد الله بن سبأ عند الحمذاني (ت 415هـ) في كتابه تثبيت دلائل النبوة (3/548)
- 23 - وذكر الغدادي (ت 429هـ) في الفرق بين الفرق (ص 15 وما بعدها) : أن فرقة السبئية أظهر وأبد عتقم في زمان علي رضي الله عنه فأحرق قوماً منهم ونفى ابن سبأ إلى سباط المدائن إذ نهاه ابن عباس رضي الله عنهما عن قتله حينما بلغه غلوه فيه وأشار عليه بنفيه إلى المدائن حتى لا تختلف عليه أصحابه ، لاسيما وهو عازم على العودة إلى قتال أهل الشام
- 24 - ونقل ابن حزم (ت 456هـ) في الفصل في الملل والنحل (4/186) : (والقسم الثاني من الفرق الغالية الذين يقولون بالالهية لغير الله عز وجل فأولهم قوم من أصحاب عبد الله بن سبأ الحميري لعنه الله ، أتوا إلى علي بن أبي طالب فقالوا مشافهة : أنت هو ، فقال لهم : ومن هو؟ فقالوا : أنت الله ، فاستعظم الأمر وأمر بنار فأججت وأحرقهم بالنار)
- 25 - يقول الأسفرايني (ت 471هـ) في التبصرة في الدين (ص 108) : (إن ابن سبأ قال بنو علي في أول أمره ، ثم دعا إلى ألوهيته ، ودعا الخلق إلى ذلك فأجابته جماعة إلى ذلك في وقت علي)
- 26 - ويتحدث الشهرستاني (ت 548هـ) في الملل والنحل (2/116، 155) عن ابن سبأ فيقول : (ومنهم انشعبت أصناف الغلاة) ، ويقول في موضع آخر : (إن ابن سبأ هو أول من أظهر القول بالنص بإمامة علي)
- 27 - وينسب السمعاني (ت 562هـ) في كتابه الأنساب (7/24) السبئية إلى عبد الله بن سبأ
- 28 - وترجم ابن عساكر (ت 571هـ) في تاريخه (3/29) لابن سبأ بقوله : عبد الله بن سبأ الذي تنسب إلى السبئية ، وهم الغلاة من الرافضة ، أصله من اليمن ، وكان يهودياً وأظهر الإسلام

- 29 - ويقول نشوان الحميري (ت 573هـ) في كتابه المحور العين (ص 154): (فقلت السبئية إن علياً لم يميت، ولا يموت حتى يملأ الأرض عدلاً كما ملئت جوراً، ويرد الناس على دين واحد قبل يوم القيامة)
- 30 - ويؤكد فخر الدين الرازي (ت 606هـ) في كتابه اعتقادات فرق المسلمين والمشركيين (ص 57)، كغيره من أصحاب المقالات والفرق خبر إحراق علي لطائفة من السبئية
- 31 - ويذكر ابن الأثير (ت 630هـ) في كتابه اللباب (ص 98/2) ارتباط السبئية من حيث النسبة بعبد الله بن سبأ. كما وأنه أوردر وايات الطبري بعد حذف أسانيد هاني كتابه الكامل (3/114، 144، 147، 147، 154، إلى غير هاهنا من الصفحات)
- 32 - وذكر السكسكي (ت 683هـ) في كتابه البرهان في معرفة عقائد أهل الأديان: (أن ابن سبأ وجماعته أول من قالوا بالرجعة إلى الدنيا بعد الموت)
- 33 - ويذكر شيخ الإسلام ابن تيمية (ت 727هـ) أن أصل الرفض من المناقذين الزنادقة، فإنه ابتدعه ابن سبأ الزنديق، وأظهر الغلو في علي بدعوى الإمامة والنص عليه، وادعى العصمة له. أنظر مجموع الفتاوى (4/435) و (28/483) وفي كثير من الصفحات في كتابه: منهاج السنة النبوية
- 34 - ويرد ذكر عبد الله بن سبأ عند المالكي (ت 741هـ) في كتابه التمهيد والبيان في مقتل الشهيد عثمان (ص 54)، بقوله: (و في سنة ثلاث وثلاثين تحرك جماعة في شأن عثمان رضي الله عنه.. وكانوا جماعة منهم، مالك الأشتر، والأسود بن يزيد.. وعبد الله بن سبأ المعروف بابن السوداء)
- 35 - وعند الذهبي (ت 748هـ) في كتابه المغني في الضعفاء (1/339) وفي الميزان (2/426): (عبد الله بن سبأ من غلاة الشيعة، ضال مضل)، وذكره أيضاً في تاريخ الإسلام (2/122-123)
- 36 - وذكر الصغدي (ت 764هـ) في كتبه الوافي بالوفيات (17/20) في ترجمة ابن سبأ: (عبد الله بن سبأ رأس الطائفة السبئية.. قال لعلني أنت الإله، فنفاه إلى المدائن، فلما قتل علي رضي الله عنه زعم ابن سبأ أنه لم يميت لأن فيه جزءاً للهِيا وأَنَّ ابن ملجم إنما قتل شيطاناً تتصور بصورة علي، وأن علياً في السحاب، والرعد صوته، والبرق سوطه، وأنه سينزل إلى الأرض)
- 37 - وذكر ابن كثير (ت 774هـ) في البداية والنهاية (7/183) أن من أسباب تألب الأحزاب على عثمان ظهور ابن سبأ وصيرورته إلى مصر، وإذاعته على الملأ كلاماً اخترعه من عند نفسه
- 38 - وجاء في الفرق الإسلامية (ص 34) للكرماني (ت 786هـ) أن علياً رضي الله عنه لما قتل زعم عبد الله بن سبأ أنه لم يميت،

وأن فيه الجزء الإلهي

- 39 - ويشير الشاطبي (ت 790هـ) في كتابه الاعتصام (197/2) إلى أن بدعة السبئية من البدع الاعتقادية المتعلقة بوجوده مع الله، وهي بدعة تختلف عن غيرها من المقالات
- 40 - وذكر ابن أبي العز الحنفي (ت 792هـ) في شرح العقيدة الطحاوية (ص 578) أن عبد الله بن سبأ أظهر الإسلام وأراد أن يفسد دين الإسلام كما فعل بولص بدين النصرانية
- 41 - ويعرف الجرجاني (ت 816هـ) في كتابه التعريفات (ص 79) عبد الله بن سبأ بأنه رأس الطائفة السبئية.. وأن أصحابه عندما يسمعون الرعد يقولون: عليك السلام يا أمير المؤمنين
- 42 - ويقول المقرئ (ت 845هـ) في الخط (357-356/2): (أن عبد الله بن سبأ قام في زمن علي رضي الله عنه محدثاً للقول بالوصية والرجعة والتناخ)
- 43 - وقد سرد الحافظ بن حجر (ت 852هـ) في كتابه لسان الميزان (290/3) أخبار ابن سبأ من غير طريق سيف بن عمر، ثم قال: (وأخبار عبد الله بن سبأ مشهورة في التواريخ، وليس له رواية والمحمد لله)
- 44 - وذكر العيني (ت 855هـ) في كتابه عقد الجمان (168/9): (أن ابن سبأ دخل مصر وطاف في كورها، وأظهر الأمر بالمعروف، وتكلم في الرجعة، وقررها في قلوب المصريين)
- 45 - وأكد السيوطي (ت 911هـ) في كتابه لب الألباب في تحرير الأنساب (132/1) نسبة السبئية إلى عبد الله بن سبأ
- 46 - وذكر السفارني (ت 1188هـ) في كتابه لوا مع الأنوار (80/1) ضمن فرق الشيعة فرقة السبئية وقال: (وهم أتباع عبد الله بن سبأ الذي قال لأمر المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه: أنت إله حقاً، فأحرق من أصحاب هذه المقالة من قدر عليه منكم فخذ لهم أخا ديد وأحرقهم بالنار)
- 47 - ويروي الزبيدي (ت 1205هـ) أن سبأ الوارد في حديث فروة بن مسيك المرادي هو والد عبد الله بن سبأ صاحب السبئية من الغلاة. تاج العروس (76-75/1)، وكلام الزبيدي هذا غير مقبول ويرده حديث فروة بن مسيك، راجع صحيح سنن أبي داود (برقم 3373) والترمذي (برقم 3220) كتاب تفسير سورة سبأ، وفي الحديث زيادة تفصيل أن سبأ جل من العرب ولد له عشرة من الأبناء: سكن منخم ستة في اليمن وأربعة في الشام، وهم أصول القبائل العربية: لحم وجذام وعسان.. الخ، مما يدل على أن سبأ جل متقدم جداً من أصول العرب، فمعلقة ذلك بسبأ والد عبد الله صاحب السبئية

48- و تحدث عبد العزيز بن ولي الله الدهلوي (ت 1239هـ) في كتابه مختصر التحفة الاثنى عشرية (ص 317) عن ابن سبأ بقوله: (ومن أكبر المصائب في الإسلام في ذلك الحين تسليطاً بليس من أباسة اليهود على الطبقة الثانية من المسلمين فتظاهر لهم بالإسلام وادعى الغيرة على الدين والمحبة لأهله.. وإن هذا الشيطان هو عبد الله بن سبأ من يهود صنعاء، وكان يسمى ابن السوداء، وكان يبث دعونه بنجث وتدرج ودهاء

49- ومحمد صديق حسن خان (ت 1307هـ) في خبيرة الألوكان في افتراق الأمم على المذاهب والأديان (ص 8، 33، 44) هذا ما تيسر جمعه من أقوال العلماء، ومن سلف الأمة، وهناك الكثير غيرهم، وكلها تأكيد وتجميع على ثبوت شخصية عبد الله بن سبأ لليهودي بكونه حقيقة لا خيال، وكوفي آثر ذكر المتقدمين، لأنه إذا ثبت عندهم؛ فهم أعرف منا، لأنه تسنى لهم الاطلاع على الكثير من الكتب التي تعد في زمانها في عدد المفقود، فهم الأصل الذي نحن عيال عليه، نفتس منه ونثبت، كما وأن هناك الكثير من المبتئين لهذه الشخصية من المعاصرين، راجع للأهمية كتاب: العنصرية اليهودية وآثارها في المجتمع الإسلامي والموقف منها للدكتور أحمد بن عبد الله بن إبراهيم الزغبی (2 / 530-531)، حيث ذكر عددًا كبيرًا من المبتئين لشخصية ابن سبأ من المعاصرين.

یہاں تک اہل سنت کی کتب اور ان میں ابن سبأ کا تذکرہ اور مکمل بحث موجود ہے کہ کس نے کیا اعتراض کیا اور اس کا کیا جواب ہے اور کن کن کتب میں یہ تذکرہ موجود ہے
اب آتے ہیں اہل تشیع کی کتب کی طرف
ب- المبتئين لشخصية ابن سبأ من الشيعة:-

1- ورد في تاريخ الطبري (193/5) على لسان أبي مخنف - لوط بن يحيى - (ت 157هـ) وهو يصف مقتل بن قيس الرياحي والذي كافه المغيرة بن شعبة والي معاوية على الكوفة بقتال المستورد بن علفة الخارجي وأصحابه، فيصفه بأنه من السبئية المقتريين الكذابين.

2- الأصفهاني (ت 283هـ) ذكره الدكتور أحمد الزغبی في كتابه العنصرية اليهودية (528/2)

3- أورد الناشي الأكبر (ت 293هـ) في كتابه مسائل الإمامة (ص 22-23) ما يلي: (و فرقة زعموا أن علياً رضي الله عنه جي لم يمت، وأنه لا يموت حتى يسوق العرب بعصاه، وهؤلاء هم السبئية أصحاب عبد الله بن سبأ، وكان عبد الله بن سبأ رجلاً من أهل صنعاء يهودياً.. وسكن المدائن..).

4 - ونقل القمي (ت 301هـ) في كتابه المقالات والفرق (ص 20 طهران 1963م تحقيق الدكتور محمد جواد مشكور فيروي) أن عبد الله بن سبأ أول من أظهر الطعن على أبي بكر وعمر وعثمان والصحابة، وتبرأ منهم، وادّعى أن علياً أمره بذلك. (و) أن السبئية قالوا للذي نجاه (أي علي بن أبي طالب) : كذبت يا عدو الله لوجستنا والله بدمائه خربة فأقمت على قتله سبعين عدلاً ما صدقناك ولعلنا أن لم يمت ولم يقتل وإن لا يموت حتى يسوق العرب بعصاه ويملك الأرض ثم مضوا...

5- ويتحدث النوبختي (ت 310هـ) في كتابه فرق الشيعة (ص 23) عن أخبار ابن سبأ فيذكر أنه لما بلغ ابن سبأ نعي علي بالمدرائن، قال للذي نجاه: كذبت لوجستنا بدمائه في سبعين صرة وأقمت على قتله سبعين عدلاً لعلنا أنه لم يمت ولم يقتل، ولا يموت حتى يملك الأرض. ويقول في (ص 44) وحكى جماعة من أهل العلم من أصحاب علي عليه السلام أن عبد الله بن سبأ كان يهودياً فأسلم ووالى علياً عليه السلام وكان يقول وهو على يهوديته في يوشع بن نون وصي بعد موسى على نبينا وآله وعليهما السلام بالغلو فقتل في إسلامه بعد وفاة النبي صلى الله عليه وآله في علي عليه السلام بمثل ذلك وهو أول من شتم القول بفرض إمامة علي عليه السلام وأظهر البراءة من أعدائه وكشف مخالفه. يقول النوبختي: فمن هنا قال من خالف الشيعة إن أصل الرفض مأخوذ من اليهود.

6 - ويقول أبو حاتم الرازي (ت 322هـ) في كتابه الزينة في الكلمات الإسلامية (ص 305) : (أن عبد الله بن سبأ من قال بقوله من السبئية كانوا يزعمون أن علياً هو الله، وأنه يحيي الموتى، وادّعى غيبتة بعد موته.

7 - وروى الكشي (ت 340هـ) في الرجال (ص 98-99) بسنده إلى أبي جعفر محمد الباقر قوله: أن عبد الله بن سبأ كان يدّعي النبوة، ويزعم أن أمير المؤمنين - عليه السلام - هو الله، تعالى عن ذلك علواً كبيراً. وهناك أقوال مشابهة عن جعفر الصادق وعلي بن الحسين تلحن فيها عبد الله بن سبأ في (ص 70، 100) من نفس الكتاب. ويروي الكشي في (رجال الكشي ص 98 ط مؤسسة الأعلني للطبوعات كربلاء) بسنده إلى أبي جعفر (أن عبد الله بن سبأ كان يدّعي النبوة وزعم أن أمير المؤمنين هو الله تعالى الله عن ذلك علواً كبيراً فبلغ ذلك أمير المؤمنين فدعاه وسأله فأقر بذلك وقال: نعم أنت هو وقد كان ألقى في روعي أنك أنت الله وأنا نبي فقال له أمير المؤمنين: ويليك قد سخر منك الشيطان فارجع عن هذا ثمك أمك وتب فأبى فحبسه واستتابه ثلاثين يوماً فلم يبت فأحرقه بالنار والصواب أنه نجاه بالمدرائن...

8 - ويذكر أبو جعفر الصدوق بن بابويه القمي (ت 381هـ) في كتاب من لا يحضره الفقيه (213/1)، موقف ابن سبأ وهو يعترض على علي رضي الله عنه رفع اليمين إلى السماء أثناء الدعاء

9- وجاء عند الشيخ المفيد (ت 413هـ) في كتاب شرح عقائد الصدور (ص 257) ذكر الغلاة من المتظاهرين بالإسلام—يقصد السبئية—الذين نسبوا أمير المؤمنين علي والأئمة من ذريته إلى الألوهية والنبوة، فحُكم فيهم أمير المؤمنين بالقتل والتحريق بالنار.

10- وقال أبو جعفر الطوسي (ت 460هـ) في كتبه تهذيب الأحكام (322/2) أن ابن سبأ جمع إلى الكفر وأظهر الغلو.

11- ابن شهر آشوب (ت 588هـ) في مناقب آل أبي طالب (1/227-228) .

12- وذكر ابن أبي الحديد (ت 655هـ) في شرح نهج البلاغة (99/2) مانعه: (فلما قتل أمير المؤمنين—عليه السلام—أظهر ابن سبأ مقاتله، وصارت له طائفة وفرقه يصدقونه ويتبعونه.

13- وأشار الحسن بن علي الحلبي (ت 726هـ) في كتابه الرجال (71/2) إلى ابن سبأ ضمن أصناف الضعفاء

14- ويرى ابن المرتضى (ت 840هـ) —وهو من أئمة الشيعة الزيدية—، أن أصل التشيع مرجعه إلى ابن سبأ، لأنه أول من أحدث القول بالنص في الإمامة. تاج العروس لابن المرتضى (ص 5، 6) .

15- ويرى الآردبيلي (ت 1100هـ) في كتاب جامع الرواة (485/1) أن ابن سبأ غال ملعون يزعم الألوهية علي ونبوته.

16- المجلسي (ت 1110هـ) في بحار الأنوار الجامعة لدرر أخبار الأئمة الأطهار (25/286-287) 17-

يقول نعمة الله الجزائري (ت 1112هـ) في كتابه الأنوار النعمانية (234/2): (قال عبد الله بن سبأ علي بن أبي طالب رضي الله عنه أنت الإله حقاً ففاه علي عليه السلام إلى المدائن وقيل إنه كان يهودياً فأسلم وكان في اليهودية يقول في يوشع بن نون وفي موسى مثل ما قال في علي.

18 - طاهر العالی (ت 1138ھ) فی مقدمہ مرآة الأنوار ومشكاة الأسرار فی تفسیر القرآن (ص 62) 19 - و عند المامقانی (ت 1323ھ) فی کتابہ تنقیح المقال فی أحوال الرجال (183/2) جاء ذكر ابن سبأ ضمن نقولات عدة ساقها المؤلف من مصادر شيعية متقدمة عليه.

20 - أما محمد حسين المظفری (ت 1369ھ) وهو من الشيعة المعاصرين الذين لا ينكرون وجود ابن سبأ وإن كان ينبغي أن يكون للشيعة به أي اتصال. تاريخ الشيعة (ص 10) .

21 - أما الخو انصاري فقد جاء ذكر ابن سبأ عنده على لسان جعفر الصادق الذي لعن ابن سبأ لأنه بالكذب والتزوير. روضات الجنات (141/3) .

امید آپ کے محترم استاد صاحب کی پوری تشفی ہو جائے گی اگر وہ اسکو پورا پڑھ پائے اور سمجھ سکے اور آئندہ ڈائریکٹ انہیں ہی سامنے لائیں کہ یہ آپ کے بس کا روگ نہیں نیز مستشرقین کی تحقیق نیچے کو منٹس میں، میں پیش کرنے لگا ہوں

ج۔ - المبتون لوجود ابن سبأ من المستشرقين:-

اهتم المستشرقون بمسألة عبد الله بن سبأ ودر سوا ما جاء عنه، ونحن لسنا بحاجة إلى قيام أمثال هؤلاء الحاقدين لإثبات شخصية ابن سبأ كنشبت شخصيته بدورنا، لكن تطرقت لذكرهم فقط من باب بيان أن الحمة ضالة المؤمن أنى وجدها فهو أحق بها، كما فعل أبي هريرة رضي الله عنه عندما تعلم فضل سورة آية الكرسي من إبليس لعنه الله. البخاري مع الفتح (487/4-488) .

1 - المستشرق الألماني: يوليوس فلهاوزن (1844-1918 م)، يقول: (ومنشأ السبئية يرجع إلى زمان علي و الحسن، وتنسب إلى عبد الله بن سبأ و كما يتضح من اسمه الغريب فإنه كان أيضاً يمينياً والواقع أنه من العاصمة صنعاء، ويقال أنه كان يهودياً) . في كتابه: الخوارج والشيعة (ص 170-171) .

- 2 -المستشرق: فان فلو تن (1866 - 1903م) ، يرى أن فرقة السبئية تنتسبون إلى عبد الله بن سبأ فيقول: (وأما السبئية أنصار عبد الله بن سبأ الذي كان يرى أحقية علي بالخلافة منذ أيام عثمان ، فكان يعتقدون أن جزءاً كبيراً منها تنسب إلى علي ثم في خلفائه من بعده . السيادة العربية والشيعة والإسرائيليات في عهد بني أمية (ص 80) .
- 3 -المستشرق الإيطالي: كاي تاني (1869 - 1926م) ، يخلص هذا المستشرق في بحثه الذي نشره في حوليات الإسلام الجزء الثامن من سنة (33-35هـ) إلى أن ابن سبأ موجود في الحقيقة لكنه ينكر روايات سيف بن عمر في تاريخ الطبري والتي تشير إلى أن المؤامرة التي أطاحت بعثمان ذات أسباب دينية ، كما وأنه ينكر أن تكون آراء ابن سبأ المولمعة لعلي قد حدثت في أيامه ، وينتهي إلى القول بأن هذه الآراء وليدة تصورات الشيعة في النصف الثاني من القرن الثاني للهجرة .
- 4 -المستشرق: ليفي ديلافيدا (المولود عام 1886م) ، حيث مرّ عبد الله بن سبأ وهوي تحدث عن خلافة علي من خلال كتاب أنساب الأشراف للبلاذري .
- 5 -المستشرق الألماني: إسرائيل فريدلندر ، وقد كتب مقالاً عن عبد الله بن سبأ في المجلة الآشورية العديدين من سنة (1909م ، ص 322) و (1910م ، ص 23) بعنوان: (عبد الله بن سبأ مؤسس الشيعة وأصله اليهودي) وقد خلص في بحثه هذا الذي يربو على الثمانين صفحة إلى القول بأنه لا ينتسب لمطلقاً في شخصية ابن سبأ .
- 6 -المستشرق المغربي: جولد تسيهر (1921م) ، يقول: (كما أن الإغراق في ثأليه علي الذي صاغه في مبدأ الأمر عبد الله بن سبأ) . في كتابه: العقيدة والشرعية في الإسلام (ص 205) .
- 7 -رينولد نكس (1945م) ، يقول في كتابه تاريخ الأدب العربي (ص 215) : (فعبد الله بن سبأ الذي أسس طائفة السبئيين كان من سكان صنعاء اليمن ، وقد قيل إنه كان من اليهود وقد أسلم في عهد عثمان وأصبح مبشراً متجولاً) .
- 8 -داويت . م . رونلدرسن ، يقول: (فقد ظهر منذ زمن عثمان داعية تنقل اسمه عبد الله بن سبأ قطع البلاد الإسلامية طولاً وعرضاً يريد إفساد المسلمين كما يقول الطبري) . عقيدة الشيعة (ص 85) .
- 9 -المستشرق الإنجليزي: برنارد لويس ، فهو يرى أن عبد الله بن سبأ هو أصل التشيع . راجع كتابه في كتابه: أصول الإسماعيلية (ص 86) . هذه أهم الكتابات الاستشراقية في موضوع عبد الله بن سبأ ، وهناك غير هؤلاء الكثير ، راجع للأهمية كتاب:

عبد الله بن سبأ أثره في أحداث القننة في صدر الإسلام للدكتور سليمان العودة (ص 73). أما المتكبرون لشخصية ابن سبأ من المستشرقين، فهم فئة قليلة والذين وقفوا في شخصية ابن سبأ أصبحت عندهم مجرد خرافة ومحل شك، وليس هناك من داع لذكرهم، لعدم انتشار أفكارهم بخلاف المبتدئين فهم من المستشرقين المعروفين والذين يعتمد عليهم الكثير من تأثر بقر الاستشراق، وكان هدف هؤلاء المستشرقين من ذلك التشكيك أو الإنكار هو ادعاء أن الفتن إنما هي من عمل الصحابة أنفسهم، وأن نسبتها إلى اليهود أو الزنادقة هو نوع من الدفاع عن الصحابة لجلالها الإخباريون والمؤرخون المسلمون ليعلقوا أخطاء هؤلاء الصحابة على عناصر أخرى، على أن إنكار بعضهم لشخصية ابن سبأ إنما يرجع إلى رغبتهم في الانتهاء إلى النتيجة التالية: لا حاجة لمخرب يمشي بين الصحابة، فقد كانت نوازع الطمع وحب الدنيا والسلطة مستحوذة عليهم، فراحوا يقاتلون بعضهم عن قصد وتعميم، والقصد من ذلك الإساءة إلى الإسلام وأهله، وإلقاء في روع الناس أن الإسلام إذا عجز عن تقويم أخلاق الصحابة وسلوكهم وإصلاح جماعتهم بعد أن فارقتهم الرسول صلى الله عليه وسلم بمدة وجيزة، فهو أعجز أن يكون منجهاً لإصلاح في هذا العصر. أنظر: تحقيق مواقف الصحابة في القننة للدكتور: محمد أمخزون (314/1) دحيان وفقه الله تاريخ التسجيل: 24-03-02 المشاركات: 276 ابن سبأ أول من أظهر البراءة من أبي بكر وعمر وعثمان والصحابة رضي الله عنهم، كما نص على ذلك كبار علماء الشيعة المتقدمين كالأشعري القمي والكشي والنوبختي فقد نقلوا في كتبهم هذا النص: > وحكى جماعة من أهل العلم من أصحاب علي عليه السلام أن عبد الله بن سبأ كان يهودياً فأسلم ووالى علياً عليه السلام وكان يقول وهو على يهوديته في يوشع بن نون بعد موسى عليه السلام بهذه المقالة فقال في إسلامه بعد وفاة النبي صلى الله عليه وآله وسلم بمثل ذلك وهو أول من أشهر القول بفرس إمالة علي عليه السلام وأظهر البراءة من أعدائه وكاشف مخالفيه فمن هناك قال من خالف الشيعة إن أصل الرفض مأخوذ من اليهودية مناقشة أدلة المتكبرين وجود ابن سبأ أولاً: وأما دعواهم أن سيف بن عمر التميمي هو المصدر الوحيد لأخبار عبد الله بن سبأ فهذا غير صحيح. 1- فقد روى ابن عساكر عن عمار الدهني قال: > سمعت أبا الطفيل يقول رأيت المسيب بن نجيعة أتى به بلببه، يعني ابن السوداء، وعلي على المنبر. فقال علي: ما شأنه؟ فقال يكذب على الله وعلى رسوله. (1) وروى أيضاً من طريق يزيد بن وهب عن سلمة عن شعبة قال علي ابن أبي طالب: > مالي ولهذا الحميت الأسود، يعني عبد الله بن سبأ، وكان يقع في أبي بكر وعمر (2). 2- ترجم كثير من علماء الشيعة القدامى والمتأخرين لعبد الله بن سبأ في كتبهم ولم يكن سيف بن عمر من ضمن الأسانيد التي رويت في إثبات شخصية عبد الله بن سبأ اليهودي (3). 3- لم ينسب علماء الشيعة القدامى حقيقة وجود عبد الله بن سبأ بل أثبتوه في كتب الرجال والفرق ولكن طعنوا في غلوهم في أمير المؤمنين وأثبتوا أن أمير المؤمنين أحرق فرقة (السبئية) في النار. كما أثبت هذه الحقيقة أحمد السيد الحسيني محقق (رجال الكشي) فقال: > لم يترجم أحد من علماء الشيعة القدامى عبد الله بن سبأ إلا وأعقبها بجملة تدل على كفره وإلحاده وزندقته وانحرافه عن الإسلام

7-Reynold that chalk (1945 M), he says in his book on the history of Arabic Literature (page 215): (F'bd Bin Abdullah bin Saba founded a variety of insult the appointment had been one of the residents of the sana ' a, Yemen, It has been said that it was the Jews and have peace in the era of Osman and became the harbingers of itinerant). 8-Dawit. M. Aru Dsn, we say: (has emerged since the time of Osman Advocate mobile named Abdullah bin saba pieces of Islamic country in length and gave a presentation to the corruption of Muslims as he says al-Tabari). The Shia Faith (page 85). 9-Lmstshrq English: Bernard Lewis, he felt that Abdullah bin Saba is at the root of bias. Check out his words in his book: the origins of the ismailia (page 86). This is the most important business literature on the subject of Abdullah bin Saba, and there is not such a great deal, due to the importance of book: Abdullah bin Saba and its impact on the events of discord to the forefront of Islam Dr. Solomon return (R 73). The Lmnkrwn personality of ibn Saba Lmstshrqyn, understanding and a few who have stood in the personality of ibn Saba and become their just a myth, in doubt, there is no reason why, for the non-proliferation of ideas other than installed Understanding of lmstshrqyn known and those who rely upon many of those affected, orientalism, the objective of these lmstshrqyn from such questioning or denial is a claim that strife are the

companions of the work themselves, and that it To the Jews or heretics is a type of defending the companions resorted to the administrative experience and historians were Muslims to have lost the errors of these companions to other elements, that the denial of some of the most important personality-a son because To their desire to complete the following conclusion: there is no need for the war he walks among the companions, they were the motives of greed and love of lower and the authority of the accounting, joys and some of them are fighting with intent and the design, the intent of this abuse To Islam and his family, and dumping in the draft of the people to Islam if he is unable to rectify the morality of the companions and their behaviour and reform their congregation after their difference of the Prophet (peace and blessings of God be with for a short period, It is the inability to have a curriculum reform in this era. See: achieving the positions of the companions of discord Dr.: Mohamed stocks be charged (1/314) has the power of God often date of registration: 24-03-02 posts: 276 ibn Saba the first to show of innocence of Abu Bakar and Omar Osman, the sahaabah ground God, as stated in the senior Shia applicants, such as my hair lqmy and objectification and nwbkh which they were taken in their books that text :> recounted a group of scholars from the owners of the ali pbuh that Abdullah bin sbā was Jew I peace and to top it of peace was to say it in my hood its Joshua Ben n after musa pbuh this article said in converted

to Islam after the death of the Prophet (peace and blessings of Allah will not have the ideals that he is the first of the Months to say the imposition of m safety Ali pbuh showed the innocence of his enemies and kashif cpvpv it said that there was a breach of the Shia the origin of rejection is taken from the Jewish discussion of evidence of the existence of the deniers ibn Saba AA nor: and What's claim that the saif bin Omar Al-Tamimi is the only source of news Abdullah Bin-a country that is not true. 1-it was narrated that ibn Assaker on the reconstruction of the fatty said: < I heard a father ltfyl says I saw musayyib bin njie come to work cause black son, mean, and Ali on the platform. Ali said: What's that? He said he is lying on God and his messenger. (1) and also a means of increasing the bin fell on the islamization of the division for said Ali Ibn Abi Talib: < what me this black dietary, means that Abdullah bin Saba, which was located in Abu Bakar and omar >(2). 2-has been translated into many shia old and late Abdel-Bin Abdullah bin saba in their books and was not a sword of Ben Amor from within the grounds which ruyt in proving the personality of Abdullah bin Saba Jewish (3). 3-not to deny the reality of old Shia presence of Abdullah bin saba but amply in books of men and the difference but challenged g loh in faithful and showed that the faithful burned lsbyyh (groups) in the fire. It has been proved that fact Ahmed Mr. Al-Hussaini Investigator (men lkshy) said: < has not translated into one of the Shia old Abdullah

ibn Saba but it was followed by a campaign that would indicate that the k provided by his beard and his wzndq and its deviation from Islam

فقال الطوسي في رجاه <عبد الله بن سبأ> الذي رجع الى الكفر وأظهر الغلو، وقال في الخلاصة: <عبد الله بن سبأ> غال ملعون حرقه أمير المؤمنين بالنار، كان يزعم أن علياً له وانه نبي بعثه الله. وأمثال هذه العبارات (1). 4- أثبت النوبختي في كتابه (فرق الشيعة) حقيقة وجود ابن سبأ عن طريق جماعة من أهل العلم ومن أقرب الناس للإمام علي عليه السلام فقال: <وكل جماعة من أهل العلم من أصحاب علي عليه السلام أن عبد الله بن سبأ كان يهودياً فأسلم ووالى علياً عليه السلام وكان يقول وهو على يهوديته في يوشع بن نون بعد موسى عليه السلام بهذه المقالة فقال في إسلامه بعد وفاة النبي— بمثل ذلك وهو أول من أشهر القول بفرض إمالة علي عليه السلام وأظهر البراءة من أعدائه وكاشف مخالفه فمن هناك قال من خالف الشيعة أن أصل الرفض مأخوذ من اليهودية (2). ثانياً: قولهم: إن عبد الله بن سبأ إنما هو من شخصية عمار بن ياسر. فنقول: هذا باطل، يدل على جهل صاحبه، وبطلانه يعرف من أوجه: الوجه الأول: إن المؤرخين الذين ذكروا أخبار ابن سبأ أثبتوا شخصية عمار بن ياسر على أنها شخصية مستقلة عن شخصية ابن سبأ. فهذا الطبري: وهو من أقدم المصادر التي ذكرت أخبار ابن سبأ يذكر في ضمن قصة ابن سبأ ما قام به من مؤامرات في عهد عثمان، من بث العقائد الفاسدة بين المسلمين، وتآليب الناس في الأمصار على الخليفة والأمراء، يذكر أنه لما جاءت أخبار ابن سبأ ما قام به من بث الفتن في الأمصار: أن عثمان بعث إلى الأمصار من يستطلع أخبار الناس فبعث محمد بن مسلمة إلى الكوفة، وعمار إلى مصر، وعبد الله بن عمر إلى الشام (1). وبمثل ذلك قال ابن كثير (2) وابن الأثير (3). فالطبري، وابن كثير، وابن الأثير، أثبتوا لشخصيتين شخصية ابن سبأ وشخصية عمار بن ياسر. وكذلك ابن خلدون يثبت ذلك فيقول: <إن عبد الله بن سبأ يعرف بابن السوداء كان يهودياً فهاجر أيام عثمان فلم يحسن إسلامه... إلى أن قال: وكان معه خالد بن لمجم، وسودان بن حمران، وكنانة بن بشر فشبوا أعماراً عن المسير إلى المدينة (1). فهؤلاء هم كبار المؤرخين، يثبتون لشخصيتين، ابن سبأ الذي كان له نشاط في إفساد المسلمين، وتآليبهم على عثمان بن عفان رضي الله عنه، وشخصية عمار بن ياسر رضي الله عنه، مبعوث عثمان إلى مصر لاستطلاع أخبار ابن سبأ ومن استنقده من الناس. فكيف لعاقل بعد ذلك أن يقول إنهما شخص واحد. الوجه الثاني: أن كتب الجرح والتعديل والرجال الموثقة عند الشيعة ترد هذا القول، وذلك أن كتبهم ذكرت ترجمة عمار بن ياسر في أصحاب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه، والرواية عنه، وتعهده من الأركان الأربعة (2)، وذكرت ترجمة عبد الله بن سبأ وصفته: بأنه زنديق ملعون، كان يكذب على أمير المؤمنين، فكيف ننحس بين هاتين

الترجمتين؟ (3). الوجه الثالث: أن كل ما ذكره الوردي والشيباني وغيرهما، من أدلة للدلالة على أن ابن سبأ هو عمار بن ياسر، أدلة غير صحيحة بل باطلة. فقولهما إن ابن سبأ يعرف بابن السوداء، وكذلك عمار يكنى بابن السوداء: فالافتقار في الكنية: إن صحت هذه الكنية لعمار: لا يدل على أنهما شخص واحد، ولورجج الوردي ومن انخدع بأرائه، إلى كتب التراجم، لوجدوا كثيرين متشابهين في الكنى، والأسماء، مما جعل بعض المؤرخين يولفون في المنتسب من الأسماء والكنى. وكذلك قولهم إن عم — أراكان يمانى — فكل يمانى يصح أن يقال له ابن سبأ: فهذا غير صحيح، فليست سبأ إلا جزءاً من بلاد اليمين قال ياقوت: > سبأ أرض اليمين مدينتها مأرب. بينها وبين صنعاء مسيرة ثلاثة أيام (1). فلا يجوز أن ينسب كل يمانى إلى سبأ، والعم — كس صحيح. أما قولهم: إن عمار كان شديد الحب لعملي، ويدعوه، ويحرض الناس على بيعته، فهذه لا يختص بعمار وحده، فكل الصحابة كانوا يحبون علياً رضي الله عنه وكانوا جميعاً متحابين في الله، والصحابة هم الذين باليعوا علياً رضي الله عنه بعد مقتل الشهيد عثمان بن عفان رضي الله عنه، ثم إن هناك فرقاً بين حب عمار لعملي رضي الله عنهما، وغلو ابن سبأ فابن سبأ هو الذي قال لعملي: أنت أنت - يعني بذلك أكوهية علي رضي الله عنه - وهو الذي لم يصدق بموته عن عبد الله بن سبأ اليهودي اليماني بين الحقيقة والخيال

د. سامي عطا حسن - جامعة آل البيت ملخص تهدف هذه الدراسة بصفة أساسية إلى إثبات أن عبد الله بن سبأ شخصية حقيقية تاريخية، من خلال تحليل الروايات الواردة في المصادر الإسلامية المبكرة، ومناقشة الشبهات التي أثارها بعض الدارسين المعاصرين من منكري وجود عبد الله بن سبأ وأتباعه في السبئية. وقد خلص الباحث إلى أن روايات كتب الفرق والأدب عن عبد الله بن سبأ صحيحة، وإن ابن السوداء عبد الله بن سبأ الذي نشر أفكاره ووزع دعاته في مختلف الأمصار حتى أفسد الرعية على الخليفة عثمان - رضي الله عنه - وجعلها تتورع عليه وتقتله، شخصية تاريخية حقيقية قائمة، وأن الدور المنسوب إليه في إيجاد وتفسير أحداث القتنة التي وقعت في فجر الإسلام دور واضح للعيان. وانتهت الدراسة إلى بيان أن آثاره لبعض الدارسين المعاصرين من شبهات حول وجود عبد الله بن سبأ تقتصر على الأدلة العلمية والدعم من المصادر الإسلامية المتقدمة والقريبة من الأحداث. المقدمة بعد رحيل النبي - صلى الله عليه وسلم - إلى الرفيق الأعلى، واندلاع حروب الردة، وبعد أن تمكن أبو الصديق - رضي الله عنه - من قمعه، دخلت إلى رواق الحياة الإسلامية شخصيات لم تستضيء قلوبها بأنوار النبوة، ولم تستكمل حضانتها الإسلامية في ظل اليقين، فكان دخولها لمناوأة الإسلام، والانقضاء عليه من الداخل، فزاحمت منكبها أصحاب رسول الله - صلى الله عليه وسلم -، حتى أقصتهم عن مكائهم، وقبضت على كثير من مرافق الحياة في الآلة، وقضت في كثير من قضايها، وتقدمت وتأخر أهل السبق في الإسلام، فكان لهذه الشخصيات الدخيلة، أثر عظيم في ظهور الفرق والمذاهب

التي مزقت وحدة المسلمين، وبددت شملهم، وجعلت القرآن بينهم عشرين، تلجأ إليه كل فرقة وفي يده سلاح التأويل المنحرف، لتجبل منه سند المذهبها، ووجهة على منتحلها. تظاهر وبالجب لآل بيت النبوة، في الوقت الذي عملوا كل ما من شأنه الإساءة إليهم، والقضاء عليهم. تعرض آل البيت للقهر والاضطهاد من قبل العناصر المناوئة. لكونهم من البيوت الطاهرة الشريفة التي تربت في بيت النبوة، ونهلت الإسلام من منابعه، ولذلك فقد أصبحوا في صدارة أهداف العناصر المناوئة التي أظهرت الكيد للإسلام، وكان ذلك في نفاق ماكر، ومكر منافق، حتى إذا لمعت لها بارقة الخلاف بين المسلمين في خلافة عثمان بن عفان - رضي الله عنه -، هبت واثبتة إلى مكان القيادة، تسوق الناس بعضا القننة العمياء، وتهمزهم إذا فتروا بهمز المكر والدهاء. وكان رأس هذه العناصر المناوئة: عبد الله بن سبأ، الملقب بابن السوداء، وكان من يهود اليمن، وفد إلى الحجاز، وانتحل الإسلام لأغراض كان يسترها، كشفت عنها دعوتهم المارقة، (اختزن خياله مرارة الإجلاء اليهودي من الجزيرة العربية، فقدم إلى المدينة بكل توثره وحقده، وأسلم ظاهرياً وهو يصير على إغراق هذا المجتمع الناشئ في بحور من القننة والشك) (1). أصله وموطنه: اتفقت كتب المقالات والفرق ومعظم كتب التاريخ والأدب التي تعرضت لموضوع القننة التي حدثت أيام الخليفة عثمان بن عفان - رضي الله عنه -، ولحادث مقتل الخليفة علي بن أبي طالب - رضي الله عنه - في الكوفة، على ذكر عبد الله بن سبأ، وأنه شخصية يهودية ظهر في مجتمع المسلمين بعقائد وأفكار، ليفتن المسلمين في دينهم، ثم اجتمع إليه رعا القبايل وبعض الموتورين، فاستطاع بهم شق وحدة المسلمين، وإيقاف الفتوحات الخارجية، لتبد أحروب أهل البيت، وإن كان هناك اختلاف بينهم في عرض أخباره. وتتفق المصادر السنية والمصادر الشيعية على أن عبد الله بن سبأ يهودي من صنعاء باليمن، أسلم لتدبير المكائد للمسلمين، وبحث القننة، وعوامل الفرق والاختلاف فيما بينهم. أ- جاء في تاريخ الطبري: (كان عبد الله بن سبأ يهودياً من صنعاء). (2)

ب- قال ابن عساکر: (عبد الله بن سبأ الذي تنسب إليه السبئية، وهو من الغلاة الرافضة، أصله من اليمن) (3).
ج- قال الناشئ الأكبر: (وكان عبد الله بن سبأ من أهل صنعاء، أسلم على يد علي، وسكن المدائن) (4). د- قال سعد بن عبد الله القمي الأشعري: (وكل جماعة من أهل العلم بان عبد الله بن سبأ كان يهودياً فأسلم، ووالى علياً) (5). هـ- ساق المستشرق الألماني إسرائيل فريد ليندر حججاً عديدة في دراسة بعنوان: عبد الله بن سبأ وأصله اليهودي، عن يهودية ابن سبأ وأصله اليمني (6) - قال أحمد أمين: (إن ابن السوداء هذا أتى أبا الدرداء (7) وعبادة بن الصامت (8) فلم يسمعوا قوله، وأخذوا عبادة إلى معاوية (9) وقال له: هذا والله الذي بعث عليك أبأذر (10)، ونحن نعلم أن ابن السوداء هذا لقب به عبد الله بن سبأ، وكان يهودياً من صنعاء) (11). ز- قال د. صالح درادسة مانصه: (إن أخبار القننة وصلتنا عن طرق أخرى غير طرق سيف بن عمر التميمي، وهذه الروايات بجموعها لا

تخالف رواية سيف، وإنما تؤكد صحتها وتضيف إليها بعض التفاصيل، وإذا كان المورخون يأخذون برواية سيف، فلا نهم وجدوا فيها كشفًا لليد الحقيقة التي كانت وراء تنظيم المعارضة على عثمان.. إلى إن يقول: لهذا لا يمكن إنكار وجود السبئية في أحداث ذكرها قدامى المورخين للملل والنحل، ومع وضوح حقيقة وجود السبئية يجب أن لا تنحى عن أعميننا الحقيقة الأخرى، وهي: أنه لولا وجود المعارضة لما تمكن عبد الله بن سبأ من الوصول إلى أهدافه (12) فكل الروايات التي أوردناها آنفاً تدل على أن عبد الله بن سبأ يهودي من صنعاء وهي كانت في أيام احتلال الأحباش لها، قاعدة مهمة لليهود، والظاهر أنهم أقاموا فيها قبل غزو الأحباش لليمن (13). ومما يؤكد يهودية - عبد الله بن سبأ - ما ذكره الإمام ابن حزم الأندلسي إذ قال مانصه: (والقسم الثاني من الغالية يقولون بالهوية غير الله عز وجل، و أولهم قوم أصحاب عبد الله بن سبأ الحميري (14) فنسبه إلى قبيلة حمير، وقبيلة حمير كانت تسكن في صنعاء. قال محقق كتاب (قرة العيون بأخبار اليمن الميمون): (وصنعاء هي حاضرة اليمن في معظم العصور الإسلامية، ومن أقدم المدن العربية، قد قيل أنها بنيت

امید ہے آپ کے محترم استاد صاحب کی پوری تشفی ہو جائے گی اگر وہ اسکو پورا پڑھ پائے اور سمجھ سکے اور آئندہ ڈائریکٹ انہیں ہی سامنے لائیں کہ یہ آپ کے بس کاروگ نہیں

قسط نمبر 5

اسی اصول کافی میں چھٹے امام معصوم جعفر صادق کا مندرجہ ذیل واقعہ موجود ہے جس میں کتمان بھی ہے اور تقیہ بھی عن سعید السمان قال كنت عبد الله بن عبد الله اذا دخل عليه رجلا من الزيدية فقال له افيكم امام مفترض الطاعة؟ قال فقال لا، قال فقال له قد اخبرنا عنك الثقات الخ. اصول کافی ص 142

سعید سمان سے روایت ہے کہ ایک دن میں امام جعفر صادق رح کی خدمت میں حاضر تھا کہ فرقہ زیدیه (زیدیه بھی شیعوں ہی کا ایک فرقہ ہے چوتھے امام علی بن حسین رح) زین العابدین) تک انکا اتفاق ہے اثنا عشریہ اسکے بعد امام باقر کو امام مانتے ہیں اور آگے ساری امامت انکی اولاد میں اور زیدیه زین العابدین رح کے دوسرے بیٹے زید شہید کو اور پھر آگے اسی کی اولاد کو امام کی شان اور مرتبہ میں بھی ان دونوں میں فرق کے درمیان اختلاف ہے) کے دو افراد آئے اور انہوں نے جناب امام سے کہا کیا آپ لوگوں میں

کوئی امام (اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا) ہے جسکی اطاعت فرض ہو تو امام جعفر صادق نے فرمایا نہیں ہم میں ایسا کوئی امام نہیں تو ان دونوں نے کہا ہم کو تو تمہارے بارہ میں ایسے لوگوں نے بتایا ہے جو ثقہ اور قابل اعتماد ہیں کہ تم یہ کہتے ہو اور اسکا اقرار کرتے ہو اور اسکا فتویٰ دیتے ہو اور ہم آپکو انکا نام بتلاتے ہیں وہ فلاں فلاں ہیں وہ پرہیزگار اور سنجیدہ لوگ ہیں اور جھوٹ بولنے والے نہیں ہیں) انکی یہ بات سن کر) امام جعفر غضب ناک ہو گئے اور فرمایا میں نے تو ان لوگوں کو اس کا حکم نہیں دیا۔

اس واقعہ میں امام جعفر صادق نے کتمان پر بھی عمل کیا کہ اپنی امامت کے مسئلہ کو چھپایا جو عقیدہ توحید و رسالت کی طرح جزو ایمان ہے اور تقیہ سے بھی کام لیا اور صاف فرمایا کہ ہم میں کوئی امام مفترض الطاعہ نہیں ہے حالانکہ اس موقع پر اس اخفا اور غلط بیانی کی ضرورت تھی یہ دونوں آدمی جو گروپ زیدیہ سے تعلق رکھتے تھے کوفہ سے آئے تھے، پر دیسی تھے اور امام مذکور مدینہ منورہ میں اپنے گھر میں موجود تھے اگر انکے سامنے صحیح بات ظاہر کر دی جاتی تو کوئی خطرہ نہیں تھا تقیہ کے بارہ میں ائمہ معصومین کا ارشاد اور عمل

اصول کافی میں تقیہ کا بھی مستقل باب موجود ہے اس میں ایک روایت ہے

عن ابی عمیر العجمی قال قال لی ابو عبد اللہ علیہ السلام یا با عمیر تسعت اعشار الدین فی التقیہ ولادین لمن لا تقیت لہ۔ اصول کافی ص 482.

ابو عمیر العجمی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے مجھ سے فرمایا اے ابو عمیر دین کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ میں ہیں اور جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔

آگے اسی باب میں روایت ہے

عن حبیب بن بشر قال ابو عبد اللہ علیہ السلام سمعت ابی یقول لا واللہ ما علی وجہ الارض شیء احب الی من التقیہ۔ یا حبیب انہ من کانت لہ تقیہ رفعہ اللہ یا حبیب من لم تکن لہ تو یہ وضعہ اللہ۔ اصول کافی ص 482

حبیب بن بشر راوی ہیں کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد (امام باقر) سے سنا وہ فرماتے تھے روئے زمین پر کوئی چیز بھی تقیہ سے زیادہ محبوب نہیں ہے (آگے امام جعفر) فرماتے ہیں اے حبیب جو شخص تقیہ کرے گا اللہ اسکو رفعت و بلندی عطا فرمائے گا اور جو تقیہ نہیں کرے گا اللہ اسکو پستی میں گرائے گا

اسی باب میں اگلے صفحہ پر روایت ہے

قال ابو جعفر التقیہ من دینی و دین آباء ولا ایمان لمن لا تقیہ لہ۔ اصول کافی ص 484

امام جعفر فرماتے ہیں تقیہ میرا دین ہے اور میرے آباء کا دین ہے اور جو شخص تقیہ نہیں کرتا اس میں ایمان ہی نہیں تقیہ کی ایک تاویل اور اسکی حقیقت

شیعہ حضرات ناواقفان کے سامنے تقیہ کے بارہ میں فرمادیتے ہیں کہ ہمارے ہاں تقیہ کی اجازت صرف اس صورت میں ہے جب کہ جان کا خطرہ ہو یا ایسی ہی کوئی شدید مجبوری ہو

حالانکہ شیعہ روایات میں بکثرت ایسے واقعات موجود ہیں کہ بلا ضرورت شدیدہ و بلا کسی خطرہ اور بغیر کسی ادنیٰ مجبوری کے انہوں نے تقیہ فرمایا اور کھلی غلط بیانی کی یا اپنے عمل سے لوگوں کو دھوکہ اور فریب دیا

تقیہ ہی کے باب میں اصول کافی میں یہ صریح روایت بھی موجود ہے جسکے بعد کسی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی

عن زراره عن ابی جعفر علیہ السلام قال التقیہ فی کل ضرورتٍ وصاحبہا علم بھائین تنزل بہ۔ اصول کافی ص 484
زرارہ امام باقر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تقیہ ہر ضرورت میں کیا جائے اور صاحب معاملہ ہی اپنی ضرورت کے بارہ میں زیادہ جانتا ہے (یعنی ضرورت وہ ہے جسکو صاحب معاملہ ضرورت سمجھے)

اس روایت سے یہ معلوم ہو گیا کہ تقیہ کی اجازت صرف اس صورت میں ہی نہیں کہ جب جان جانے کا خطرہ ہو یا کوئی شدید مجبوری ہو بلکہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ ضرورت میں بھی یا بلا ضرورت بھی تقیہ کیا جاسکتا ہے
تقیہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب اور ضروری ہے

شیعہ مذہب میں تقیہ واجب اور ضروری ہی نہیں بلکہ جزو ایمان ہے اسی سلسلہ میں ایک اور روایت پیش کرتا ہوں جو من لایحضرہ الفقہ میں (شیعہ حضرات کے اصول اربعہ میں سے ایک ہے) روایت ہے

قال الصادق علیہ السلام لو قلت ان تارک التقیہ کتارک الصلوٰۃ لکنت صادقا و قال علیہ السلام لا دین لمن لا تقیۃ لہ۔ من لایحضرہ الفقہ
بحوالہ تکرملۃ باقیات الصالحات۔ ص 216

بلکل بے ضرورت ائمہ معصومین کے تقیہ کی چند مثالیں اگلی قسط میں پیش کی جائیں گی انشاء اللہ

قسط نمبر 6

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ و قولوا قولا لاسدیدا

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور درست بات کہو
دوسرے مقام پر ہے اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین۔

اللہ سے ڈرو اور اہل حق کا ساتھ دو

(طوالت کے خوف سے صرف دو حوالے پیش کئے ہیں قرآن مجید و گرنہ بے شمار آیات ہیں نیز آج سے شیعہ کتب کی بھی عربی عبارات کم پیش کروں گا زیادہ تر ترجمہ ہی پیش کروں گا ہاں اگر کسی کو شک ہو گا تو اسکی طلب پر اصل عربی یا فارسی حوالہ بھی پیش کر دیا جائے گا)

لیکن اس کے برعکس شیعہ کے مزعومہ ائمہ معصومین ہر ہر مقام پر بلا ضرورت جھوٹ بولتے رہے اور اسے تقیہ کا نام دیکر دوسروں کو بھی جھوٹ بولنے کا حکم دیتے ہیں

ایک اور شیعہ روایت ہے

ایک دن حسین بن معاذ النخوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا

میں جامع مسجد میں درس دیتا ہوں بعض اوقات ایسے ہوتا ہے کہ کوئی مخالف آدمی (یعنی اہل سنت میں سے) مجھ سے کوئی سوال کرتا ہے تو میں اس کے مطابق جواب دے دیتا ہوں (یعنی جسے میں حق سمجھتا ہوں اس کے خلاف) تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

تو امام علیہ السلام نے جواب دیا صنغ کذا فانی اصنع کذا ہاں اسی طرح کیا کرو میں بھی ایسے ہی کرتا ہوں۔ رجال الکشی ص 218

حالانکہ اس کے مقابل ان کے پہلے امام معصوم اور ہمارے چوتھے خلیفہ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے

ایمان یہ ہے کہ تم سچ کو اگرچہ اس میں بظاہر تمہارا نقصان ہی کیوں نہ ہو جھوٹ پر ترجیح دو اگرچہ اس میں تمہیں کوئی فائدہ ہی کیوں نہ نظر آ رہا ہو۔ نہج البلاغہ ج 2 ص 129 مطبوعہ بیروت

تقیہ کو اللہ اور اس کے رسول ص کا حکم کہنے والے لگائیں فتویٰ اپنے پہلے امام معصوم پر وہ تو تقیہ سے روک رہے ہیں

کتب شیعہ کے مطالعہ سے ایک اور بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے شیعہ کے مزعومہ ائمہ معصومین صرف دنیوی معاملات

میں ہی نہیں بلکہ دینی مسائل و احکام کے بیان میں بھی تقیہ کرتے تھے اور بالارادہ اپنے معتقدین کو غلط مسائل بتلاتے تھے اور یہ

اتفاقہ نہیں بلکہ ان کا عام معمول تھا

اصول کافی کتاب العلم میں ایک روایت زرارہ بن اعین سے مروی ہے

میں نے امام باقر سے ایک مسئلہ دریافت کیا انہوں نے مجھے جواب دیا اور مسئلہ بتا دیا اسکے بعد اسی نشست میں ایک اور آدمی آیا اور اس

نے بھی امام باقر سے وہی مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے اسکو اس سے مختلف جواب دیا جو مجھ کو دیا تھا پھر ایک اور آدمی آگیا اور اس نے بھی وہی مسئلہ دریافت کیا تو امام صاحب نے اسکو ہم دونوں سے بھی مختلف جواب دیا پھر جب وہ دونوں آدمی چلے گئے تو میں نے امام سے پوچھا اے رسول خدا ص کے فرزند عراق کے رہنے والے دو آدمی جو آپ اہل بیت کے شیعوں میں سے تھے ' وہ آئے اور ان دونوں نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے دونوں کو مختلف جواب دیا (یہ کیا ہے؟) تو جناب امام نے فرمایا اسی میں ہماری تمہاری خیریت اور بقا ہے اور اگر تم سب کا مسلک اور طریقہ ایک ہو گیا تو لوگ تمہیں ہم سے تعلق رکھنے میں سچا سمجھیں گے اور اس میں تمہاری اور ہماری بقا کے لئے خطرہ ہے۔ اصول کافی ص 37

مزعومہ امام باقر و امام جعفر کے مخلص مرید اور خاص راوی زرارہ بن اعین کی اس روایت سے صراحت کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ یہ ائمہ دینی مسائل میں بھی تقیہ کرتے تھے اور ایک ہی مسئلہ کے مختلف جوابات دیتے تھے جن میں سے کوئی ایک ہی صحیح ہو سکتا ہے باقی سارے جواب یقیناً جھوٹ اور غلط ہوں گے اور یہ بھی ہوتا تھا کہ ایک چیز جو حلال ہوتی اسے تقیہ کی بناء پر حرام بتلاتے اور حرام کو حلال بتا دیتے۔ مندرجہ ذیل روایت بھی اسکی ایک مثال ہے

ابان بن تغلب راوی ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میرے والد امام باقر علیہ السلام بنو امیہ کے دور حکومت میں تقیہ کے طور پر فتویٰ دیتے تھے بازیا شاہین جس پرندہ کو شکار کریں وہ قبل از ذبح مر جائے تو اسکا کھانا حلال ہے اور میں اہل حکومت کے خوف سے اس مسئلہ میں تقیہ نہیں کرتا

میں فتویٰ دیتا ہوں کہ بازیا شاہین کا مارا ہوا جانور حرام ہے۔ فروع کافی ج 2 ص 80

اس روایت سے معلوم ہوا کہ شیعہ کے یہ ائمہ معصومین تقیہ کے طور پر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیتے تھے اور یقیناً ان کے ماننے والے انکے فتویٰ کے مطابق اس حرام کو کھاتے بھی تھے۔ استغفر اللہ العظیم

شیعہ کے نزدیک جھوٹ بولنا اور منافقت کرنا نہ صرف جائز بلکہ نماز روزے کی طرح فرائض دین میں شامل ہے ایک مشہور شیعہ محدث جسے شیعہ قوم نے "صدوق" کا لقب دے رکھا ہے یعنی بہت زیادہ سچ بولنے والا اپنی کتاب الاعتقادات میں لکھتا ہے تقیہ کرنا فرض ہے جس نے اسے ترک کیا گویا کہ اس نے نماز کو ترک کیا مزید لکھتا ہے تقیہ کرنا اس وقت تک فرض ہے جب تک آخری امام غار سے باہر نہیں نکل آتے (یعنی نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھانا چے گی) اس سے پہلے جو تقیہ ترک کر دے گا وہ اللہ کے دین سے اور شیعہ کے دین سے خارج ہو جائے گا، اور اللہ، رسول، اور اماموں کی مخالفت کا مرتکب ہو گا۔ امام صادق علیہ

السلام سے ارشاد خداوندی ان اکرم عند اللہ اتقا کم کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "اعلمکم بالتقیہ" یعنی اللہ کے نزدیک جو جتنا زیادہ تقیہ کرے گا اتنا ہی زیادہ معزز و مکرم ہوگا۔ الاعتقادات از ابن بابویہ قمی۔ فصل التقیہ مطبوعہ ایران 1274ھ

یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب ہونے کا معیار جھوٹ بولنا ہے جو جتنا زیادہ جھوٹ بول کے اپنے عقیدے کو چھپائے گا وہ اتنا ہی زیادہ اللہ کے نزدیک مقرب ہوگا

تقیہ کی فضیلت میں شیعہ قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا باندھتے ہوئے کہتی ہے وہ مؤمن جو تقیہ نہیں کرتا اس جسم کی مانند ہے جس کا سر کاٹ دیا گیا ہو

تفسیر العسکری ص 162 مطبوعہ مطبع جعفری۔ ہندوستان

اپنے پہلے امام معصوم حضرت علی رض کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا "تقیہ کرنا سب سے افضل عمل ہے"

تفسیر العسکری ص 162 مطبوعہ مطبع جعفری۔ ہندوستان

حضرت حسین رض کی طرف منسوب کرتے ہیں انہوں نے فرمایا "اگر تقیہ نہ ہوتا تو ہمارے دوست اور دشمن میں تمیز نہ ہو سکتی"

تفسیر العسکری ص 162 مطبوعہ مطبع جعفری۔ ہندوستان

گویا کہ جھوٹ شیعہ قوم کی پہچان اور معیار ہے

چوتھے امام معصوم کے طرف منسوب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا

اللہ مؤمن کا ہر گناہ معاف کر دے گا سوائے دو گناہوں کے: ایک تقیہ کو ترک کرنا دوسرا حقوق العباد کا خیال نہ رکھنا۔

تفسیر العسکری ص 162 مطبوعہ مطبع جعفری۔ ہندوستان

اپنے پانچویں امام معصوم حضرت باقر رح سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا

تقیہ سے زیادہ میری آنکھ کی ٹھنڈک اور کونسی چیز ہو سکتی ہے تقیہ مؤمن کی ڈھال ہے۔

اصول کافی۔ باب التقیہ ج 2 ص 220 مطبوعہ ایران

مخالفین سے بظاہر دوستی رکھو اور اندر سے انکی مخالفت کرتے رہو۔

اصول کافی۔ باب التقیہ ج 2 ص 220 مطبوعہ ایران

اس سے بڑھ کر منافقت کا تصور اور کیا ہو سکتا ہے

شیعہ اہل بیت کے دوست ہیں یاد دشمن عزت کرتے ہیں یا اہل بیت کو ذلیل کرتے ہیں اس پر آج ایک حوالہ پیش کرنا تھا لیکن اب کل انشاء اللہ

قسط نمبر 7

شیعہ اور جھوٹ دونوں ہم معنی اور مترادف الفاظ ہیں۔ دونوں میں کسی قسم کا فرق یا بعد نہیں ہے۔ جب سے شیعہ مذہب وجود میں آیا ہے، کذب بیانی اور دروغ گوئی اس کے ساتھ ساتھ چل رہی ہے۔ شیعہ مذہب کا آغاز ہی جھوٹ سے ہوا ہے۔ اور جھوٹ ہی اس مذہب کی بنیاد ہے۔ اسی لیے اس مذہب میں جھوٹ کو انتہائی مقدس مقام حاصل ہے۔ شیعہ قوم اس کے لیے تقیہ کا لفظ استعمال کرتی ہے۔ جس کا مفہوم ہے کذب بیانی سے کام لینا اور زبان سے ایسی بات کا اظہار کرنا جو دل میں نہ ہو۔ شیعہ دین میں تقیہ کا لبادہ اوڑھ کر اپنے عقیدے کے خلاف اظہار کرنے اور دل کی بات چھپانے کو اس قدر اہمیت حاصل ہے کہ اسے شیعہ دین کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ محمد بن یعقوب بن کلینی اپنے مزعومہ پانچویں معصوم امام حضرت باقر رحمہ اللہ سے روایت کرتا ہے: انہوں نے فرمایا کہ تقیہ میرا اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے اور جو تقیہ نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے۔ (اصول کافی باب تقیہ جلد 2 صفحہ 219، مطبوعہ ایران اور جلد 1 صفحہ 484 مطبوعہ ہندوستان)

حالاں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: یا ایہا الرسول بلغ ما نزل الیک من الربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ (سورہ المائدہ) ترجمہ: اے رسول! جو آپ کی طرف، آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا، اس کی اعلانیہ تبلیغ کیجیے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا، تو گویا آپ نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ شانہ کا فرمان ہے: فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین

ترجمہ: اے نبی! جو آپ کو حکم دیا جاتا ہے، آپ علی الاعلان اس کا اظہار کریں اور مشرکین کی پروا نہ کریں۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں صحابہ کو گواہ بنا کر فرمایا تھا۔ اے میرے صحابہ! کیا میں نے رب کا دین تم تک پہنچا دیا ہے؟ تو صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں پہنچا دیا۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللھم الشھد! (اے اللہ! گواہ ہو جا) پھر فرمایا کہ جو لوگ یہاں حاضر ہیں، وہ ان لوگوں کو جو اس اجتماع میں موجود نہیں، میرا پیغام پہنچا دیجیے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے، جو ہم سے کوئی بات سن کر اسی طرح آگے پہنچاتا ہے، جس طرح وہ سنتا ہے۔

ایک مقام میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلعوا عنی ولو آیت!

مجھ سے کسی نے اگر ایک آیت بھی سنی ہے تو وہ اسے آگے پہنچائے۔

نیز اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونه ولا یخشون احدا الا اللہ!

وہ لوگ جو اللہ کے پیغام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اور اسی سے ڈرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے (چاہے وہ کوئی حکمران ہو یا بادشاہ)۔

ایک مقام میں یوں فرمایا: لیجزی اللہ الصادقین بصد قہم ویعذب المنافقین۔

ترجمہ: تاکہ اللہ تعالیٰ سچ بولنے والوں کو، سچ بولنے کی وجہ سے بہتر بدلہ عطا فرمائے اور منافقین کو عذاب دے۔

اس آیت میں سچ بولنے پر اجر و ثواب کی دلیل اور منافقت پر عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ ایک دوسری آیت میں مومنوں کی یہ نشانی بیان کی گئی ہے۔ ولا یخافون لومة لائم۔

ترجمہ: وہ لوگ (اظہار حق میں) کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو خاطر میں نہیں لاتے۔

منافقون کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

اے نبی! ان منافقین کی یہ حالت ہے کہ جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں، تو (تقیہ کرتے ہوئے) کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کو بخوبی معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین جھوٹے لوگ ہیں۔ یعنی دل میں تو کفر و تکذیب چھپائے ہوئے ہیں مگر زبان سے آپ کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں۔ بائیں معنی یہ جھوٹے لوگ ہیں۔ منافقین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا: ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد لهم نصیرا۔

ترجمہ: بے شک منافقین جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے، ان کا کوئی مددگار بھی آپ نہیں پائیں گے۔

احادیث میں بھی جھوٹ کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ اور سچ کا دامن تھامنے کی تلقین کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: سچ بولو، بے شک سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی سچ بولتا رہتا ہے اور سچ ہی کی جستجو

میں رہتا ہے، حتیٰ کہ عند اللہ اس کے نام کے ساتھ صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے بچو، بے شک جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا

ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ ہی کی جستجو میں رہتا ہے حتیٰ کہ عند اللہ اسے کذاب لکھ

دیا جاتا ہے۔

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے بات کرو، وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہو، مگر تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔ ان تمام آیات و احادیث سے کتمان حق اور کذب و نفاق کی مذمت ظاہر ہوتی ہے۔ حق کو چھپانا ظاہر و باطن کا ایک نہ ہونا، جھوٹ بولنا اور منافقت سے کام لینا دین اسلام میں انتہائی مکروہ، مذموم فعل اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ایسا کرنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجرم، مرتکب حرام اور لعنت خداوندی کا مستحق ہے۔ اور مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے۔ اس کے برعکس شیعہ مذہب میں تقیہ ہی دین و شریعت ہے۔ چنانچہ چھٹے مزمومہ معصوم امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے شاگرد خاص عبد اللہ بن ابی یعفور ان سے روایت کرتے ہیں:

اتقوا علیٰ دینکم، فاحجبوا التقیہ وانہ لا ایمان لمن لا تقیہ لہ۔

ترجمہ: اپنے دین کے معاملے میں ڈرتے رہو، اور اسے تقیہ سے چھپاتے رہو۔ جو تقیہ نہیں کرتا، اس کا ایمان ہی نہیں۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پر ذلیل ترین تقیہ کی تہمت:

عمر و ابن السمط امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان فرمایا: کہ منافقین میں سے ایک شخص کا انتقال ہو گیا تو "ہمارے پردادا" حسین ابن علی صلوٰۃ اللہ علیہما باہر تشریف لائے۔ اور اس کے جنازے کے ساتھ چلے تاکہ جنازے میں شرکت کریں۔ تو ان کا ایک غلام سامنے آگیا (جو جنازہ سے کترا کر جا رہا تھا)۔ حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اے فلاں! تم کدھر جا رہے ہو؟

اس غلام نے کہا: میں اس منافق کے جنازے سے بھاگنا چاہتا ہوں (میں نہیں چاہتا کہ اس کی نماز میں شرکت کروں)! حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو! ایسا کرو کہ نماز میں میری داہنی جانب کھڑے ہو جانا تو جو تم مجھے کہتا ہوا سنو، وہی تم بھی کہنا۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ جب میت کے ولی نے نماز جنازہ پڑھنا شروع کی اور اللہ اکبر کہا تو حضرت حسین نے بھی کہا۔ اللہ اکبر (آگے اس میت کے حق میں آپ نے یہ دعا کی۔ اے اللہ! اپنے اس غلام بندے پر ایک ہزار لعنتیں کر، جو مسلسل اور پے درپے ہوں الگ الگ نہ ہوں۔

اے اللہ! تو اپنے اس بندے کو اپنے بندوں میں اور اپنے شہروں میں ذلیل و رسوا کر اور اس کو اپنی دوزخ کی آگ پہنچا اور اپنے سخت ترین عذاب کا مزہ اسے چکھا۔ یہ تیرے دشمنوں سے دوستی اور تیرے دوستوں سے دشمنی اور تیرے نبی کے اہل بیت سے بغض رکھتا تھا۔ (فروع کافی جلد اول، صفحہ 10، 99)

اپنے خاص مخاطبین اہل سنت کے علاوہ ہم سلیم الفطرت شیعہ حضرات سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ بھی غور فرمائیں کہ اس روایت میں سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر کس قدر ذلیل قسم کے تقیہ کی تہمت لگائی گئی ہے اور ان کو کس درجے پست کردار دکھلایا گیا ہے۔ حالاں کہ ان کو کوئی ضرورت نہیں تھی کہ وہ جس کو منافق سمجھتے تھے، اس کے جنازے کے ساتھ جاتے اور سب کو دکھاتے کہ وہ اس شخص کے جنازے کی نماز پڑھ رہے ہیں اور اس کو مومن اور دعائے مغفرت کا مستحق سمجھ رہے ہیں۔ حالاں کہ وہ اس کے لیے شدید ترین بددعا کر رہے تھے اور لوگوں کو دھوکا دے رہے تھے کہ وہ حسب معمول میت کے لیے نماز میں، مغفرت و رحمت اور جنت کی دعا کر رہے ہیں۔ پھر یہ کہ غلام جو تقیہ نہیں کرنا چاہتا تھا، اس کو بھی تقیہ میں شریک کیا اور ہمیشہ کے لیے اس کو بھی اسی دغا و فریب میں ڈالا گیا۔

یہی شیعہ راوی عبد اللہ بن یعفور کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے کہا: وہ لوگ جو آپ کے ساتھ فلاں اور فلاں (یعنی ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما) سے بھی محبت کرتے ہیں، وہ دیانت دار بھی ہیں، سچے بھی ہیں اور وفادار بھی ہیں مگر وہ لوگ جو صرف آپ سے محبت کرتے ہیں، ان میں نہ دیانت ہے، نہ وہ سچ بولتے ہیں اور نہ ہی وفادار ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ جب میں نے یہ کہا تو امام علیہ السلام سخت غصے میں آگئے اور فرمانے لگے:

لادین لمن دان اللہ بولایت امام لیس من اللہ!

یعنی جو لوگ کسی ایسے امام کی امامت کے قائل ہوں، جو اللہ کی طرف سے نہیں ہے۔ ان کا دین، ایمان نہیں ہے۔ (اصول کافی جلد 1، صفحہ 237، مطبوعہ ہند)

یہ پرانی کہاوت ہے کہ جادو وہ جو سرچڑھ کر بولے۔ اہل سنت کی عظمت کا اعتراف خود تمہاری کتابوں میں موجود ہے۔ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ اہل سنت بھی تقیہ یعنی جھوٹ بولنے اور منافقت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل، امام مالک بن انس، امام ابو حنیفہ، امام ابن تیمیہ اور امام ابن حزم رحمہم اللہ اہل سنت کے ہی اکابر ہیں۔ جنہوں نے برملا حق کا اعلان کیا اور باطل کے سامنے ڈٹ گئے، جب کہ تمہارے مزعومہ معصوم امام (تمہارے بقول) غاروں میں چھپے رہے اور ڈر کے مارے انہوں نے اپنے چہروں پر تقیہ کا نقاب اوڑھے رکھا اور اعلان حق کرنے کی بجائے جھوٹ کا سہارا لے کر اپنی جان بچانے کی فکر میں لگے رہے۔ کہاں یہ اور کہاں وہ؟

اولانک آبائی فجسئی بمثلھم۔ (یہ ہمارے اسلاف ہیں، تم بھی ان جیسے اپنے اسلاف دکھاؤ۔)

جہاں تک اتحاد و اتفاق کا تعلق ہے وہ اس طرح سے نہیں ہو سکتا کہ ایک فریق تو سچ کو اپنا شعار بنائے اور دوسرا فریق جھوٹ کو اپنے دین

کی بنیاد سمجھے۔ ایک فریق تو اخلاص کا مظاہرہ کرے اور دوسرا فریق نفاق سے کام لے۔ اتحاد چاہتے ہو تو اپنے عقائد سے کھلم کھلا براءت کا اظہار کرو اور اپنے مذہب سے تائب ہو جاؤ۔ تقیہ جیسے عقائد کا دفاع بھی کرتے ہو اور اتحاد و اتفاق کا دعویٰ بھی کرتے ہو، ذرا دیکھو تو سہی کہ تمہارے آٹھویں مزمومہ معصوم امام حضرت علی بن موسیٰ رضانے کیا کہا؟ "تقیہ کے بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں۔" کہا گیا: اے نواسہ رسول! کب تک؟ فرمایا: جب تک ہمارے قائم (آخری امام باہر نہیں آئیں گے)۔

جس نے ہمارے قائم کے نکلنے سے پہلے تقیہ ترک کیا، وہ ہم میں سے نہیں۔ (کشف الغمہ اردبیلی صفحہ 341)

اسی بنا پر شیعہ عالم امداد امام نے لکھا ہے۔ شیعوں کا مذہب اور اہل سنت کا مذہب دو ایسی نہریں ہیں، جن کا بہاؤ ایک دوسرے کے برعکس ہے۔ یعنی ایک کا بہاؤ شمال کی جانب ہے تو دوسری کا جنوب کی طرف۔ اور وہ قیامت تک ایک دوسرے کی مخالف سمت میں ہی بہتے رہیں گے۔ (حوالہ: مصباح الظلم اردو۔ صفحہ 41۔ مطبوعہ ہند)

گزشتہ نصوص سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تقیہ محض جھوٹ، مکر و فریب اور ظاہر و باطن کے تضاد کا نام ہے۔ مگر شیعہ افراد یہ تاثر دیتے ہیں کہ اس سے اضطراری حالت میں تحفظ جان و مال کی غرض سے اپنے عقیدے کو چھپانا مراد ہے۔ جب کہ شیعہ کے مزمومہ ائمہ معصومین کے اقوال اس موقف کی تردید کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ جھوٹ اور نفاق کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے کی بھی کسی قسم کی حیا محسوس نہیں کرتے۔

اپنے چھٹے مزمومہ معصوم امام جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: جب عبد اللہ بن ابی ابن السلول مرآتو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی تو عمر نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہا۔

کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی قبر پر کھڑے ہونے سے منع نہیں کیا؟ تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) خاموش رہے۔

عمر (رضی اللہ عنہ) نے دوبارہ اپنی بات کو دہرایا تو آپ نے اسے فرمایا۔ ہلاکت ہو تجھ پر، تجھے کیا معلوم کہ میں نے جنازے پر کیا پڑھا ہے! میں نے دعا مانگی ہے کہ اے اللہ! اس کا پیٹ آگ سے بھر دے اور اسے جہنم میں داخل کر۔ (فروع کافی کتاب الجنائز۔ جلد 3، صفحہ 188، مطبوعہ ایران)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ضرورت تھی کہ ظاہر و باطن میں تضاد پیدا کریں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منافق کے لیے بددعا ہی کرنی تھی تو کون سا ایسا سبب تھا کہ جس نے آپ علیہ السلام کو اس کا جنازہ پڑھنے پر مجبور کیا؟؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کس چیز کا خوف تھا؟ دین اسلام تو اس وقت مضبوط ہو چکا تھا اور خود ابن ابی نے بھی اسلام کی شان و شوکت اور جاہ و جلال اور قوت و ہیبت کے خوف سے بظاہر اسلام قبول کیا۔ یہ تو بہتان عظیم ہے، جسے شیعہ قوم نے اپنے نجس اور ناپاک عقیدے

کو ثابت کرنے کے لیے تراشا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کے نفاق کی کبھی کوئی ضرورت نہیں تھی۔
تقیہ ایک ایسا موضوع ہے جس کی شیعہ مذہب میں انتہائی اہمیت ہے اور شیعہ مذہب کا سارا دار و مدار تقیہ پر ہی ہے۔ اگر ہم چاہیں تو سینکڑوں صفحات پر مشتمل ایک کتاب تیار کی جاسکتی ہے جس کا موضوع صرف تقیہ ہی ہو، لیکن سادہ لوح مسلمانوں کو سمجھانے کے لیے اتنے حوالے کافی ہیں۔

کل سے ان شاء اللہ شیعہ کا عقیدہ توحید اور ائمہ شیعہ پر شیعہ کا ایمان۔۔۔ اس موضوع پر بات ہوگی!

قسط نمبر 8

مذہب شیعہ کی مستند کتب سے دلائل کے ساتھ میں پہلے ہی واضح کر چکا ہوں عبد اللہ بن سبا یہودی نے اسلام کے لبادہ میں ایک ایسا دین ایجاد کیا جس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اس دین کے عقائد میں سے ایک عقیدہ وصایت و ولایت بھی ہے جو خالصتاً یہودی عقیدہ ہے اور سب سے پہلے اس کا اظہار عبد اللہ بن سبا نے کیا

یہ عقیدہ شیعہ مذہب کے بنیادی عقائد میں سے ہے چنانچہ اس عقیدے کا ذکر کرتے ہوئے شیعہ محدث محمد بن یعقوب کلینی اپنی اس کتاب میں جسے شیعہ عقائد کے مطابق بارہویں (موہوم و مزعوم) امام پر پیش کیا گیا (اثنا عشری شیعہ مذہب کی اصطلاح میں ایک زمانہ کا نام ہے غیبت صغریٰ اور ایک زمانہ کا نام ہے غیبت کبریٰ)۔

غیبت صغریٰ اس زمانے کو کہتے ہیں جب بارہویں امام کے غائب ہونے کے بعد اسکے خاص محرم راز سفیروں کی آمد و رفت ہوتی تھی اور وہ احکام لے کے آتے تھے امام غائب سے اور یہ ساٹھ ستر سال کا زمانہ ہے۔

غیبت کبریٰ کا زمانہ ابھی تک ختم نہیں ہوا حالانکہ ہزار سال سے اوپر ہو چکا ہے ان کے عقیدے کے مطابق جب وہ ظاہر ہوں گے تب یہ زمانہ ختم ہو گا غیبت صغریٰ کے زمانہ میں ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی نے کتاب مرتب کرنے کے بعد امام غائب کے سفیروں کے ذریعہ ان کو پیش کی انہوں نے اسکو ملاحظہ فرما کر اسکی توثیق و تائید کی اور فرمایا اھذا کاف لشیعتنا۔ یہ ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے اور اس نے اس میں موجود روایات کی تصدیق کی (اسی لئے خصوصاً اصول کافی کے اور عموماً دیگر کتب کے میں نے جتنے بھی حوالہ جات پیش کئے ابھی تک ان کا کوئی بھی رد سامنے نہیں آیا نہ ہی قیامت تک آسکتا ہے انشاء اللہ)

پانچویں مزعومہ معصوم امام باقر رحم نے فرمایا اسلام کے پانچ ارکان ہیں

نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، ولایت۔ اور جتنی اہمیت اس عقیدہ ولایت کی ہے اتنی کسی رکن کی نہیں۔

اصول کافی ج 2 ص 20 مطبوعہ ایران

یہیں سے مسلمانوں اور شیعہ کے مابین اختلاف کا آغاز ہو جاتا ہے

مسلمانوں کے نزدیک اسلام کا بنیادی اور پہلا رکن توحید و رسالت پر ایمان ہے مگر مذہب شیعہ میں اسکی کوئی اہمیت نہیں اور عقیدہ وصایت و ولایت تمام ارکان سے افضل و اہم ہے

شیعہ قوم کے نزدیک وصایت و ولایت علی رض کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت علی رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی و مقرر کردہ خلیفہ و نائب تھے خلافت آپکا اور آپکی اولاد کا حق تھا جسے خلفائے ثلاثہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے غصب کر لیا تھا اور خود خلیفہ بن گئے

(اس پر آگے چل کے ہم بات کریں گے)

شیعہ کے نزدیک اس عقیدے پر ایمان لانا تمام ارکان اسلام میں سے سب سے زیادہ اہم ہے

ائمہ کا کیا مقام ہے انکے عقیدہ و دین میں

عن اسود بن سعید قال: كنت عند أبي جعفر عليه السلام فان اى يقول ابتداء منه من غير ان اساله: نحن حجت الله ونحن باب الله ونحن لسان الله ونحن وجه الله ونحن عين الله في خلقه ونحن ولات امر الله في عبادہ

اصول کافی ج 1 ص 145 مطبوعہ ایران

امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا

ہم اللہ کی حجت ہیں، اور ہم اللہ کا دروازہ ہیں، اور ہم اللہ کی زبان ہیں، اور ہم اللہ کا چہرہ ہیں، اور ہم مخلوق میں اللہ کی آنکھ ہیں، اور ہم اسکے بندوں میں اولی الامر ہیں

عن محمد بن مسلم قال سمعت ابا عبد الله عليه السلام يقول: الائمت بمنزلت رسول الله۔

اصول کافی ج 1 ص 270 مطبوعہ ایران

محمد بن مسلم امام جعفر علیہ السلام (رح) سے روایت کرتے ہیں تمام ائمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں۔

کبھی اتنا زیادہ آئی پیڈ پر میں نے لکھا نہیں تھا اور مجھے لکھنے میں بہت مشکل پیش آتی تھی

چار روز قبل بہت ہی پیارے بھائی محمد فیصل شہزاد صاحب M Faisal Shah سے دوران گفتگو تذکرہ کیا تو انہوں نے حکم فرمایا

مجھے فون پر لکھوایا کریں میں ساتھ ساتھ کمپوز کرتا جاؤں گا قسط نمبر 7 سے وہ کمپوزنگ کر رہے ہیں انکے لئے خصوصی دُعا کی بھی گذارش ہے اور میں دل کی گہرائیوں سے اپنے بھائی کا مشکور ہوں اللہ کریم انہیں جزائے خیر عطا فرمائے آمین

قسط نمبر 9

کل میں نے لکھا تھا شیعہ مذہب میں ولایت و وصایت باقی تمام ارکان سے اہم ہے پانچویں مزمومہ معصوم امام باقر رح نے تو ارکان اسلام پانچ ہی بتلائے لیکن انکے بیٹے تک آتے آتے دو ارکان اسلام اور "غائب" ہو گئے اسی اصول کافی

میں روایت ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اسلام کے ارکان تین ہیں نماز، زکوٰۃ، اور ولایت۔

اصول کافی ج 2 ص 18 مطبوعہ ایران

گویا حج اور روزہ کو بھی ارکان اسلام میں سے نکال دیا گیا

ایک اور روایت دل تھام کے پڑھئے

ہماری ولایت (خلافت و وصایت) اللہ کی ولایت ہے تمام انبیائے کرام نے ہماری ولایت کی طرف دعوت دی

بصائر الدرجات للصفار ج 2 باب 9 مطبوعہ ایران 1258ھ

و کتاب الحج من الکافی ج 1 ص 438

اسی پہ بس نہیں حضرت علی رض کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

میری ولایت اہل ارض و سماء پر پیش کی گئی، ایمان لانے والے ایمان لائے اور انکار کرنے والوں نے انکار کیا یونس (اللہ کے نبی) نے

میری ولایت کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے سزا کے طور پر انہیں مچھلی کے پیٹ میں اس وقت تک قید رکھا جب تک وہ میری ولایت پر ایمان

نہ لائے

بصائر الدرجات ج 2 ص 10

نیز حضرت علی رض کی ولایت تمام صحف انبیاء میں مکتوب ہے اور ہر نبی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور علی علیہ السلام کی

وصایت دیکر مبعوث کیا گیا

کتاب الحجۃ من الکافی ج 1 ص 438 مطبوعہ ایران

ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ نے جس طرح انبیاء کرام سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان لانے کا عہد لیا اسی طرح علی علیہ السلام کی ولایت کا بھی اقرار و عہد لیا

بصائر الدرجات ج 2 باب 9 مطبوعہ ایران

شیعہ مفسر مہتمی قرآن مجید کی آیت: وَاِذَا خَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الْنَّبِيِّينَ: کے تحت لکھتا ہے

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت آدم سے لیکر جتنے نبی بھی مبعوث ہوئے سب کے سب دنیا میں واپس آئیں گے اور امیر المؤمنین (علی) کی مدد کریں گے اور یہی مطلب ہے "وَلْتَنْصِرْهُ" کا "لَتَوْمُنُنَّ بِهِ" یعنی رسول اللہ و لتنصرنہ یعنی امیر المؤمنین:

یعنی اللہ نے تمام انبیاء و رسل سے عہد لیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی مدد کریں گے۔

تفسیر القمی ج 1 ص 106 مطبوعہ ایران

یہ ہے اس یہودی الاصل مذہب کا بنیادی رکن جسکے بارہ میں شیعہ مؤرخین نو بختی اور کشی کے اقوال پہلی اقساط میں گذر چکے ہیں کہ اس عقیدے کی ترویج کے لئے سب سے پہلے عبد اللہ بن سبا یہودی نے آواز اٹھائی عقیدہ وصاوت و ولایت کے متعلق پیش کردہ نصوص کے بعد اس بات میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ شیعہ مذہب یہود کا ایجاد کردہ و پروردہ ہے

یہودیوں نے یہ عقائد اسلامی شریعت کو نقصان پہنچانے کی غرض سے وضع کئے اور انہیں "اسلامی" رنگ دے کر مسلمانوں کو حقیقی اسلام سے دور کرنے کی کوشش کی!

شیعہ مذہب کے پیروکار لاکھ اس حقیقت کا انکار کریں مگر وہ جب تک ان عقائد سے براءت کا اظہار نہیں کرتے اور وصاوت و تبرابازی جیسے مذہب اور یہودی نظریات و اعتقادات سے تائب نہیں ہوتے اس وقت تک اس قوم سے وابستہ افراد کو اسلام سے اپنے تعلق کا دعوٰی کرنے کا کوئی حق نہیں۔

ہمارے انتہائی محترم دوست Asad M Khan PeerZai جنہوں نے کچھ روز قبل ایک پوسٹ کے کو منٹس میں عظمت و دفاع صحابہ رض کے موضوع پر ایک ویب سائٹ بنوانے کا اعلان کیا تھا وہ ایک آدھ روز میں ویب سائٹ رجسٹر کروانا چاہتے ہیں احباب سے اس ویب سائٹ کے لئے نام مطلوب ہیں اپنی اپنی پسند کا نام کو منٹس میں ضرور لکھئے یہ ویب سائٹ جھوٹے مذہب کی پوری دنیا میں تردید کے لئے دنیا کی کئی زبانوں میں بنائی جا رہی ہے انشاء اللہ تاکہ عالم اسلام کی نوجوان نسل کو اس فتنے سے آگاہ کیا جاسکے

قسط نمبر 10

جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے اکثر بڑے بڑے اہل علم بھی اس حقیقت سے واقف نہیں کہ شیعہ اثنا عشریہ کے مسئلہ امامت کی حقیقت کیا ہے۔ (یہ ان اکابر کی کم علمی یا جہالت قطعاً نہیں بلکہ اس مذہب کی چالاکی ہے کہ اپنے اصل مذہب کو اس طریقے سے چھپا کے رکھا گیا کہ کسی غیر شیعہ کو اسکی ہوا بھی نہ لگے) شیعہ کے نزدیک شیعہ دین میں اس کا مقام اور درجہ کیا ہے مختصر عرض کر چکا ہوں ان حضرات کے نزدیک یہ اسی طرح بلکہ اس سے کہیں بڑھ کے ہے جس طرح مسلمانوں کے نزدیک عقیدہ توحید عقیدہ رسالت وغیرہ

اور اسکی تفصیل تفتیہ وغیرہ کی طرح میں ان کی مسلمہ کتب سے ہی پیش کروں گا انشاء اللہ

لیکن اس سے قبل میں اپنے الفاظ میں انکے اس عقیدہ کی تھوڑی وضاحت اور تفصیل عرض کروں گا تاکہ میرے احباب جو مذہب شیعہ اور ان کے مسئلہ امامت کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہیں انکو شیعہ ائمہ کے بیانات و ارشادات کو سمجھنا آسان ہو جائے

شیعہ اثنا عشریہ کا ایمان ہے جس طرح اللہ رب العزت نے اپنی صفت عدل، حکمت، اور رحمت کے لازمی تقاضے سے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا تھا اور بندوں کی ہدایت و راہنمائی اور انکی قیادت و سربراہی کے لئے اسکی طرف سے انبیاء و رسل مبعوث و نامزد ہو کے آتے تھے جو معصوم و "مفترض الطاعہ" (جنکی اطاعت فرض ہو) اور انکی بعثت و دعوت ہی سے اللہ کی حجت بندوں پر قائم ہوتی تھی اور وہ ثواب یا عذاب کے مستحق بنتے تھے اسی طرح اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے بندوں کی ہدایت و راہنمائی و سربراہی اور ان پر حجت قائم کرنے کے لئے امامت کا سلسلہ قائم فرمایا ہے اور قیامت تک کے لئے بارہ امام نامزد فرما دئے ہیں بارہویں امام پر دنیا کا خاتمہ اور قیامت ہے

یہ بارہ امام انبیاء علیہم السلام کی طرح اللہ کی حجت، معصوم اور مفترض الطاعہ ہیں اور مرتبہ اور درجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل اور بالاتر ہیں... ان ائمہ کی اس امامت کو ماننا اور اس پر ایمان لانا اسی طرح نجات کی شرط ہے جس طرح انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا اور ان کو ماننا شرط نجات ہے۔

ان بارہ میں سے پہلے (1) حضرت علی مرتضیٰ ہیں... امامت کے منصب پر ان کی نامزدگی کا اعلان شیعہ عقیدے کے مطابق خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے تقریباً اسی دن پہلے اپنے آخری حج سے واپسی میں اللہ تعالیٰ کے تاکید حکم سے خم غدیر کے مقام پر کیا تھا۔ (اس روایت پر بحث اپنے مقام پر آئے گی)۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ان کے بعد کے لیے ان کے بڑے بیٹے (2) حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس منصب کے لیے نامزد کر دیے گئے تھے... ان کے بعد ان کے چھوٹے بھائی (3) حضرت حسین رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد ان کے بیٹے (4) حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین رحمہ اللہ)، ان کے بعد کے لیے ان کے بیٹے (5) محمد بن علی (امام باقر رحمہ اللہ)، ان کے بعد کے لیے ان کے بیٹے (6) حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ، ان کے بعد کے لیے ان کے بیٹے (7) حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ، ان کے بعد کے لیے ان کے بیٹے (8) علی بن موسیٰ رضا رحمہ اللہ، ان کے بعد کے لیے ان کے بیٹے (9) محمد بن علی تقی رحمہ اللہ، ان کے بعد کے لیے ان کے بیٹے (10) علی بن محمد تقی رحمہ اللہ، ان کے بعد کے لیے ان کے بیٹے (11) حسن بن علی عسکری رحمہ اللہ، ان کے بعد کے لیے بارہویں اور آخری امام (12) محمد بن الحسن (امام غائب مہدی) جو شیعہ عقیدے کے مطابق اب سے تقریباً پونے بارہ سو سال پہلے 255 یا 256 ہجری میں پیدا ہو کر چار یا پانچ سال کی عمر میں معجزانہ طور پر غائب ہو گئے اور اب تک ایک غار میں روپوش ہیں... ان تک امامت کا سلسلہ ختم ہو گیا (ملاحظہ رہے کہ یہ اثنا عشری شیعہ عقیدے کا بیان ہے)

تاریخی شہادت اور تحقیقی بات یہ ہے کہ حسن بن علی عسکری کا کوئی بیٹا پیدا ہی نہیں ہوا... ان کے حقیقی بھائی جعفر بن علی کا یہی بیان ہے اور اسی وجہ سے حسن بن علی کی میراث ان کے بھائی جعفر بن علی جو مزعومہ امام غائب کے چچا ہیں، کو ملی۔ اور شریعت میں بھائی کو وراثت تب ہی ملتی ہے جب بھائی لا ولد مراہو!

کیوں کہ شیعہ عقیدے کے مطابق دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر اور نامزد زندہ امام کا رہنا ضروری ہے جو بندوں کے لیے اللہ کی حجت ہو... اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے، اس لیے وہ قیامت تک زندہ رہیں گے اور قیامت سے پہلے کسی وقت غار سے برآمد اور ظاہر ہوں گے اور اپنے ساتھ وہ اصلی قرآن جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرتب فرمایا تھا (جو موجودہ قرآن سے مختلف ہے) اور

مصحف فاطمہ وغیرہ بندوں کی ہدایت کا وہ ساراسامان اور علوم کا وہ سارا خزانہ، الجفر اور الجامعہ وغیرہ جو ان سے پہلے تمام ائمہ سے وراثتاً ان کو ملا تھا، وہ ساتھ لے کر آئیں گے۔ اثنا عشری شیعہ کے عقیدے اور ان کے ائمہ معصومین کے ارشادات کے مطابق یہ بارہ حضرات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامزد امام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصلی خلیفہ اور جانشین تھے... یہ سب نبی اور رسولوں کی طرح معصوم تھے۔ ان کی اطاعت اسی طرح فرض تھی اور فرض ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کی اطاعت ان کے امتیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دی گئی... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ ائمہ معصومین بھی بندوں پر اللہ کی حجت ہیں۔ ان کا مقام اور درجہ یہ ہے کہ دنیا انہی کے دم قدم سے ہے۔ اگر ذرا سے وقت کے لیے بھی یہ دنیا امام سے خالی ہو جائے تو زمین دھنس جائے اور ساری کائنات فنا ہو جائے... یہ سب ائمہ صاحب معجزات تھے، ان کے پاس اسی طرح ملائکہ آتے تھے جس طرح انبیاء علیہم السلام کے پاس آیا کرتے تھے۔ ان کو معراج بھی ہوتی تھی... ان پر اللہ کی طرف سے کتابیں بھی نازل ہوتی تھیں۔ یہ سب حضرات عالم ماکان و مایکون تھے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے علوم کے جامع تھے۔ ان کے پاس قدیم آسمانی کتابیں تورات، زبور، انجیل وغیرہ اپنی اصل شکل میں موجود تھیں... اور وہ ان کتب کو ان کی زبانوں میں پڑھتے تھے... ان کے پاس بہت سے وہ علوم بھی تھے جو قرآن یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نہیں بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے یاد دوسرے "خاص" ذرائع سے حاصل ہوئے تھے... ان کو اختیار تھا کہ جس چیز یا جس عمل کو چاہیں، حلال یا حرام قرار دے دیں... ان میں سے ہر ایک کو اپنی موت کا وقت بھی معلوم تھا اور ان کی موت خود ان کے اختیار میں تھی۔ مسئلہ امامت اور ائمہ معصومین کے بارے میں یہاں تک جو عرض کیا گیا، وہ میرے اپنے الفاظ میں حاصل اور خلاصہ ہے... ائمہ معصومین کے ان ارشادات و روایات کا جو اثنا عشریہ کی مستند ترین کتابوں میں محفوظ ہیں... وہ روایات اور ائمہ معصومین کے وہ ارشادات، انہی کے الفاظ میں قارئین کے سامنے میں پیش کروں گا... جس سے قارئین کو ان ائمہ کے اور بھی بہت سے عجیب و غریب کمالات اور امتیازات معلوم ہوں گے... جن کی طرف یہاں اشارہ بھی نہیں کیا جاسکا... میرے اس سلسلہ تحریر کے اصل مخاطب اہل سنت ہی کے وہ اصحاب علم اور دانشور حضرات ہیں جو شیعیت سے واقف نہیں، اور ان کو اپنی اس ناواقفیت کا احساس بھی نہیں... اسی وجہ سے وہ بڑی بڑی غلطیاں کر رہے ہیں اور اس سے دین کو اور امت مسلمہ کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔

اب آتے ہیں شیعہ کتب کے حوالہ جات کی طرف... اصول کافی کتاب الحجۃ میں ایک باب ہے جس کا عنوان ہے: ان الحجۃ لا تقوم للہ علی خلقہ الا بامام۔ (مخلوق پر اللہ کی حجت امام کے بغیر قائم نہیں ہوتی)

اس باب میں سند کے ساتھ چھٹے مزمومہ معصوم امام جعفر صادق (رحمہ اللہ) سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

ان الحجة لا تقوم لله عز وجل على خلقه الا بامام حتى يعرف۔

ترجمہ: اللہ کی حجت اس کی مخلوق پر قائم نہیں ہوتی بغیر امام کے، تاکہ اس کے ذریعے اللہ کی اور اس کے دین کی معرفت حاصل ہو۔
(اصول کافی صفحہ 103)

اسی باب کے ساتھ متصلا دوسرا باب ہے جس کا عنوان ہے:

باب ان الارض لا تخلو من حجة (دنیا حجت یعنی امام سے خالی نہیں رہ سکتی)

اس باب میں اس مضمون کی متعدد روایات ہیں، جو پوری سند کے ساتھ روایت کی گئی ہیں۔ ان میں سے صرف چند یہاں میں عرض کروں گا۔

عن ابی حمزہ قال قلت لابی عبد اللہ تنقی الارض بغیر امام؟ قال لو بقیة الارض بغیر امام لساخت۔ اصول کافی ص 104 مطبوعہ ایران
ترجمہ: ابو حمزہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے عرض کیا کہ کیا یہ زمین بغیر امام کے باقی اور قائم رہ سکتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: اگر زمین امام کے بغیر باقی رہے تو دھنس جائے گی (قائم نہیں رہ سکے گی)!

قسط نمبر 11

عن ابی جعفر قال لو ان الامام رفع من الارض ساعت لما جت باهلها كما يموج البحر باهله۔ اصول کافی ص 104 مطبوعہ

ایران

ابو جعفر (امام باقر سے روایت ہے انہوں نے فرمایا اگر امام کو ایک گھڑی کے لئے بھی زمین سے اٹھالیا جائے تو وہ اپنی آبادی کے ساتھ

ایسے ڈوبے گی جیسے سمندر میں موجیں آتی ہیں

اصول کافی میں ایک باب کا عنوان ہے

باب معرفت الامام والرد الیہ

اس باب کی ایک روایت ہے عن احمد هانئ قال لا يكون العبد مؤمنا حتى يعرف الله ورسوله والامة كلهم وامام زمانه۔ اصول کافی ص

105 مطبوعہ ایران

امام باقر یا امام جعفر سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کوئی بندہ مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول کی اور تمام ائمہ خاص کر اپنے زمانہ کے امام کی معرفت حاصل نہ کرے

اسی باب میں پوری سند کے ساتھ ایک اور روایت ہے طوالت کی وجہ سے فقط ترجمہ عرض کرتا ہوں
ذرح سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے امام جعفر صادق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ائمہ کے بارہ میں
دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام کے بعد امیر المؤمنین علیہ السلام امام تھے انکے بعد حسن امام تھے انکے بعد حسین امام
تھے انکے بعد علی بن حسین امام تھے انکے بعد محمد بن علی (امام باقر) امام تھے جو اسکا انکار کرے وہ اس منکر کی طرح ہے جو اللہ تبارک
و تعالیٰ اور اسکے رسول ص کی معرفت کا انکار کرے

اصول کافی ص 106 مطبوعہ ایران

اصول کافی ہی میں امام جعفر صادق سے روایت ہے

آپ نے فرمایا ہماری ولایت (یعنی بندوں اور مخلوق پر ہماری حاکمیت) بعینہ اللہ تعالیٰ کی ولایت و حاکمیت ہے جو نبی بھی اللہ کی طرف
سے وہ اسکا اور اسکی تبلیغ کا حکم دے کے بھیجا گیا۔ اصول کافی ص 276 مطبوعہ ایران

آگے اسی صفحہ پر امام جعفر صادق کے صاحبزادے ساتویں مزمومہ معصوم امام ابوالحسن موسیٰ کاظم سے روایت ہے
آپ نے فرمایا کہ علی علیہ السلام کی ولایت (یعنی امامت و حاکمیت) کا مسئلہ انبیاء علیہم السلام کے تمام صحیفوں میں لکھا ہوا ہے اور اللہ
نے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر اور علی علیہ السلام کے وصی ہونے پر ایمان لانے کا حکم نہ لایا
ہو اور اس نے اسکی تبلیغ نہ کی ہو۔ اصول کافی ص 276 مطبوعہ ایران

قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ کا ایک حصہ ہے اٰمنوا باللہ ورسوله والنور الذی انزلنا۔
قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی اللہ کی طرف سے نازل کئے جانے والے نور کا ذکر ہے ساری امت اور ہر اس شخص کے نزدیک جسکو
عربی زبان کی معمولی شہد بھی ہو اس سے مراد قرآن پاک ہے جو منزل من اللہ نور ہدایت ہے اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ اس پر بھی ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے ان تمام آیات کا سیاق و سباق بھی یہی بتلاتا ہے
لیکن شیعہ کے نزدیک نور سے مراد کیا ہے آئے دیکھتے ہیں

ابو خالد کاہلی سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر سے اس آیت کے بارہ میں دریافت کیا

اٰمنوا باللہ ورسوله والنور الذی انزلنا " تو امام نے فرمایا اے ابو خالد اللہ کی قسم اس نور سے مراد ائمہ ہیں۔ اصول کافی ص 117

اصول کافی کے ایک باب کا عنوان ہے

باب فرض طاعتہ الائمہ۔ اس باب کی ایک روایت ہے

ابوالعباد سے روایت ہے انہوں نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں شہادت دیتا ہوں علی (رض) امام ہیں اللہ نے انکی اطاعت فرض کی ہے اور حسن (رض) امام ہیں اللہ نے انکی اطاعت فرض کی ہے اور حسین (رض) امام ہیں اللہ نے انکی اطاعت فرض کی ہے اور علی بن محمد بن علی (رح) امام ہیں اللہ نے انکی اطاعت فرض کی ہے۔ اصول کافی ص 109 مطبوعہ ایران

اسی باب میں اگلے ہی صفحہ پر امام جعفر صادق ہی سے روایت ہے کہ فرماتے تھے

ہم وہ ہیں کہ اللہ نے ہماری اطاعت فرض کی ہے سب لوگوں کے لئے ہم کو ماننا اور پہچاننا فرض ہے ہمارے بارہ میں ناواقفیت کی وجہ سے لوگ معذور قرار نہیں دئے جائیں گے جو ہم کو پہچانتا اور مانتا ہے وہ مؤمن ہے اور جو انکار کرتا ہے وہ کافر ہے اور جو ہم کو نہیں پہچانتا اور انکار بھی نہیں کرتا وہ گمراہ ہے یہاں تک کہ وہ راہ راست پہ آجائے اور ہماری وہ اطاعت قبول کر لے جو فرض ہے۔ اصول کافی ص 110

ابوالحسن عطار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا فرماتے تھے کہ اوصیاء (یعنی ائمہ) کو اطاعت میں رسولوں کے ساتھ شریک کرو (یعنی جس طرح رسولوں کی اطاعت فرض ہے اسی طرح اماموں کی اطاعت فرض سمجھو۔ اصول کافی ص 110 مطبوعہ ایران۔

اسی مضمون کی ایک روایت امام جعفر صادق رح کے والد ماجد امام باقر رح سے بھی روایت کی گئی ہے اسکے آخر میں ہے کہ امام باقر رح نے ائمہ کی امامت اور انکی اطاعت کی فرضیت کا بیان کرنے کے بعد فرمایا "ہذا دین اللہ و دین ملکئہ" یہی اللہ کا اور اسکے فرشتوں کا دین ہے۔ اصول کافی ص 111

قسط نمبر 10 میں ضمنی طور پر ایک بات عرض کی تھی

(تاریخی شہادت اور تحقیقی بات یہ ہے کہ حسن بن علی عسکری کا کوئی بیٹا پیدا ہی نہیں ہوا... ان کے حقیقی بھائی جعفر بن علی کا یہی بیان ہے اور اسی وجہ سے حسن بن علی کی میراث ان کے بھائی جعفر بن علی جو مزعومہ امام غائب کے چچا ہیں، کو ملی۔ اور شریعت میں بھائی کو وراثت تب ہی ملتی ہے جب بھائی لا ولد مرا ہو!

اس پر ہمارے مہربانوں نے کچھ پوسٹس بھی لگائیں جن میں کچھ کتب کے سکریٹ شٹ لگا کے مجھے پڑھانے کی کوشش کی کہ فلاں کتاب کے اندر امام مہدی کی پیدائش کا تذکرہ ہے اور روایت بھی سارے ثقہ ہیں وغیرہ وغیرہ

کچھ نے اپنی پوسٹس میں کچھ نے انباکس گالی گلوچ بھی کی

ان سب کی خدمت میں گزارش ہے چاہئے تو یہ تھا کہ آپ کے سکالرز اور مجتہدین مجھے اور میرے ساتھیوں کو دلائل سے قائل کرتے اور میرے دلائل کا رد کرتے وہ تو نہ آپ سے ہو سکا نہ ہو سکے گا انشاء اللہ

دلائل کے جواب میں گالی تب ہی کی جاتی ہے جب دلائل ختم ہو جائیں اور یہ ہمیشہ سے اہل باطل کا وطیرہ رہا ہے۔ قل ہاتو برہانکم ان کنتم صادقین۔

ائمہ کے متعلق آپ لوگوں کے عقائد کا تذکرہ کر لوں پھر میں آپ کے امام غائب (جنکے لئے آپ لوگ لکھتے بھی ہیں بولتے بھی ہیں اور پڑھتے بھی ہیں) "عجل اللہ فرجہ" اللہ تعالیٰ جلدی انکو باہر لائیں) کا بڑی تفصیل سے تذکرہ کروں گا بلکہ انکے والد کی شادی کی رنگین و سنگین داستان (شیعہ کتب ہی سے) کے بغیر یہ تذکرہ مکمل ہی نہیں ہوگا

اسکے بعد آپ لوگ اپنی تنہائیوں میں بھی دعائیں کیا کریں گے کاش یہ غائب باہر نہ ہی آئے اور ہمیشہ غائب ہی رہے

قسط نمبر 12

ائمہ کو اختیار ہے حلال کو حرام کرنے کو اور حرام کو حلال کرنے کا۔

اصول کافی کتاب الحج باب مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں محمد بن سنان سے روایت ہے کہ میں نے ابو جعفر ثانی (نویں مزمومہ معصوم امام محمد بن علی تقی) سے حلال و حرام کے بارہ میں شیعوں کے باہمی اختلاف کے متعلق پوچھا کہ اسکا سبب کیا ہے تو آپ نے فرمایا

یا محمد ان اللہ تبارک و تعالیٰ لم یزل منفرد ابوحدانیتہ ثم خلق محمد او علیا وفاطمہ فمکتوا الف دھر ثم خلق جمیع الاشیاء فاشھد ہم خلقھا و اجزای طا عتھم علیھا و فوض امورھا الیھم، فھم یحملون مایشاؤون و یمحرون مایشاؤون و لن یشاؤوا الا ان یشاء اللہ تبارک و تعالیٰ۔ اصول کافی ص

278 مطبوعہ ایران

اے محمد اللہ تعالیٰ ازل سے اپنی وحدانیت کے ساتھ منفرد رہا پھر اس نے محمد (ص) اور علی (رض) اور فاطمہ (رض) کو پیدا کیا پھر یہ لوگ ہزاروں قرن (زمانے، صدیاں) ٹھہرے رہے اس کے بعد اللہ نے دنیا کی تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر ان مخلوقات کی تخلیق پر انکو شاہد (گواہ) بنایا اور انکی اطاعت اور فرمانبرداری ان تمام مخلوقات پر فرض کی اور انکے تمام معاملات انکے سپرد کردئے تو یہ حضرات جس چیز کو چاہتے ہیں حلال کر دیتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں حرام کر دیتے ہیں

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے شیعہ محدث قزوینی نے اس روایت کی شرح میں تصریح کی ہے کہ یہاں محمد اور علی اور فاطمہ سے مراد یہ تینوں اور انکی نسل سے پیدا ہونے والے تمام ائمہ ہیں۔ الصافی شرح اصول کافی جزء 3 حصہ 2 ص 149 مطبوعہ ایران

اسی اصول کافی میں ایک باب ہے
باب نادر جامع فی فضل الامام و صفاتہ

اس باب میں آٹھویں مزمومہ معصوم امام علی بن موسیٰ رضا کا ایک طویل خطبہ ہے اس میں ائمہ کے فضائل و خصوصیات بیان کرتے ہوئے بار بار انکی معصومیت کی تصریح کی گئی ہے
ایک جگہ فرمایا۔ الامام مطہر من الذنوب والمبرء من العیوب۔
امام ہر طرح کے گناہوں اور عیوب سے پاک اور مبراء ہوتا ہے

آگے اسی خطبہ میں امام کی تعریف یوں ہے
فھو معصوم مویذ، موفق مسدد قد ا من من الخطاء والزلل والعثار یخصه اللہ بذاک لیکن حجت علی عبادہ وشاہدہ علی خلقہ۔ اصول کافی ص 121، 122 مطبوعہ ایران

وہ معصوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و توفیق اس کے ساتھ ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسکو سیدھا رکھتا ہے وہ غلطی، بھول، چوک، اور لغزش سے محفوظ و مامون ہوتا ہے اللہ تعالیٰ معصومیت کی اس نعمت کے ساتھ اسکو مخصوص کرتا ہے تاکہ وہ اس کے بندوں پر اسکی حجت ہو اور اسکی مخلوق پر شاہد ہو۔

تھوڑا اور گہرائی میں جائیں تو یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ مذہب شیعہ میں اماموں کا رتبہ تو انبیاء سے بھی برتر و بالا ہے

انبیاء و رسل انکے عقیدہ کے مطابق ائمہ سے (نعوذ باللہ) کمتر ہیں البتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں انکا کہنا ہے کہ بارہ امام آپ سے افضل و اعلیٰ تو نہیں مگر انکا مقام و مرتبہ آپ سے ادنیٰ بھی نہیں

گویا موسیٰ کاظم اور علی رضا وغیرہ امتی ہونے کے باوجود رتبے کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہیں جب کہ حضرت علی رض تو اس قوم کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہیں

اصول کافی کی ایک روایت میں ہے

امیر المؤمنین علی علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن جنت اور دوزخ کی تقسیم میرے سپرد ہوگی (جسے چاہوں جنت میں داخل کروں جسے چاہوں جہنم میں داخل کروں)

حضرت جبریل علیہ السلام، تمام فرشتوں اور تمام رسولوں نے میرے لئے بھی ان فضائل و مناقب کا اقرار کیا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں۔۔۔۔۔ البتہ مجھے چند ایسی صفات عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو عطا نہیں کی گئیں، مجھے اموات، مصائب و تکالیف اور حسب و نسب کا علم عطا کیا گیا مجھے قوت خطابت سے بھی نوازا گیا اسی طرح مجھے گذشتہ اور مستقبل کے تمام واقعات عالم کا بھی علم ہے مجھ پر کائنات کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں۔ اصول کافی ج 1 ص 196 مطبوعہ ایران یہ وہ چند صفات ہیں جو ان کے بقول حضرت علی رض سے قبل کسی کو حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا نہیں کی گئیں البتہ حضرت علی رض کے بعد آنے والے باقی تمام امام ان صفات سے متصف ہیں

قسط نمبر 13

چنانچہ کلینی شیعہ کے آٹھویں مزمومہ معصوم امام علی رضا سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا ہم اللہ کے امین ہیں (یعنی ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانتیں ہیں ہمیں لوگوں پر نازل ہونے والی مشکلات و مصائب، انکی موت کے وقت اور ان کے حسب و نسب کا علم ہے ہم شکل دیکھ کر ہی کسی کے مؤمن یا منافق ہونے کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ کتاب الحجۃ من الکافی ج 1 ص 223 مطبوعہ ایران

اماموں کے لئے علم غیب کا یہ عقیدہ قرآنی آیات سے واضح طور پر متضاد ہے اللہ رب العزت کا فرمان ہے
 قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔

آسمانوں اور زمین کے غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔
 وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا هو۔

اللہ تعالیٰ ہی کے پاس غیبی امور کا علم ہے اس کے علاوہ انہیں کوئی نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ اعلان فرمادیں
 قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک۔

فرمادیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی مجھے غیب کا علم ہے اور نہ تم سے میں یہ کہتا ہوں کہ

میں فرشتہ ہوں

قل لا املك لنفسی نفعاً ولا ضرراً الا ما شاء اللہ ولو كنت اعلم الغیب لاستكثرت من الخير وما مسنی السوء ان انا الانذیر والبشیر لقوم یؤمنون۔
فرما دیجئے میں اپنی ذات کے لئے بھی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جس قدر اللہ چاہے اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرتا اور مجھے کوئی گزند نہ پہنچتی، میں تو اہل ایمان کے لئے بشیر (خوش خبری دینے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) کے سوا کچھ نہیں

ان اللہ عنده علم الساعة ویزل الغیث و یعلم ما فی الارحام وماندری نفس ما ذاکسب غداً وماندری نفس بآءی ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔
اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل کرتا ہے، وہی رحم مادر کے اندر جو کچھ ہے اس کا علم رکھتا ہے، کسی شخص کو علم نہیں کہ اسے کس مقام پر موت آگھیرے گی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی تمام امور کو جاننے والا اور باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں
ومن اهل المدينه مردوا علی النفاق لا تعلمهم نحن نعلمهم

اہل مدینہ میں سے کچھ ایسے منافقین ہیں جو اپنے نفاق پر پختہ ہو چکے ہیں (اے نبی ص) آپ انہیں نہیں جانتے ہم ہی جانتے ہیں۔
اب ہر قاری خود ہی قرآنی آیات اور شیعہ عقائد کے درمیان موازنہ کر سکتا ہے
قرآن مجید کے مطابق غیبی امور کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں مگر شیعہ مذہب میں ان کے اماموں پر آسمان وزمین کی کوئی چیز مخفی نہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اپنی ذات کے لئے بھی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے مگر شیعہ قوم کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رض جنت اور دوزخ کے مالک ہیں جسے چاہیں جنت میں داخل کر دیں اور جسے چاہیں جہنم میں۔ اسی طرح قرآن مجید کے مطابق امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں موجود منافقین کا علم نہ تھا مگر شیعہ قوم کا عقیدہ ہے کہ ان کے امام شکل دیکھ کر ہی کسی کے منافق یا مؤمن ہونے کا اندازہ کر لیتے تھے

قارئین ملاحظہ فرمائیں ایک طرف اللہ کا دین ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور دوسری طرف شیعہ مذہب ہے جو یہودیت اور مجوسیت سے اخذ کیا گیا ہے

شیعہ قوم اپنے اماموں کے فضائل بیان کرتے وقت انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین میں بھی کسی قسم کا تردد محسوس نہیں کرتی چنانچہ کلینی یوسف التمار سے روایت کرتا ہے۔ اسنے کہا۔

ہم ایک روز امام جعفر علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ فرمانے لگے: ہمارے درمیان کوئی جاسوس بیٹھا ہوا ہے ہم نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی ہمیں کوئی مشکوک شخص نظر نہ آیا ہم نے کہا: ہمارے خیال میں یہاں کوئی جاسوس نہیں (اپنی بات کی تردید پر آپ غصہ میں آ گئے) اور فرمایا: رب کعبہ کی قسم! اگر میں موسیٰ اور خضر علیہم السلام کے ساتھ موجود ہوتا تو میں انہیں بتاتا کہ میں ان دونوں سے زیادہ علم رکھتا ہوں اس لئے کہ ان دونوں کے پاس ماضی کا علم تو تھا مگر وہ حال اور مستقبل کے بارہ میں کچھ نہ جانتے تھے جب کہ مجھے قیامت تک کے تمام واقعات کا علم ہے۔ اصول کافی ج 1 ص 261 مطبوعہ ایران

ایک اور روایت میں ہے

امام جعفر صادق نے فرمایا: جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے مجھے سب اشیاء کا علم ہے اور جو کچھ جنت اور دوزخ میں ہے مجھے اس کا بھی علم ہے، اسی طرح مجھے گزشتہ واقعات اور ہونے والے واقعات کا بھی علم ہے۔ اصول کافی ج 1 ص 261 مطبوعہ ایران

شیعہ قوم جانتی تھی کہ اگر انہوں نے براہ راست انبیاء و رسل کی توہین کی تو یہ مذہب عوام میں پھیل نہیں سکے گا اس لئے انہوں نے حب اہل بیت کی آڑ میں انبیاء کرام علیہم السلام کو تنقیص کا نشانہ بنایا حتیٰ کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص و توہین سے بھی باز نہ رہے اپنے ائمہ کے فضائل بیان کرتے وقت ان کا مقام و مرتبہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھا دیا اور اس قدر غلو سے کام لیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس معاذ اللہ ان کے ائمہ کے آگے ہیچ اور کمتر نظر آنے لگی چنانچہ بصائر الدرجات کا مصنف اور کلینی کا استاد روایت کرتا ہے

امام جعفر صادق فرمایا کرتے تھے: ہمارے پاس ایک ایسا فرشتہ آتا ہے جو جبرائیل اور میکائیل سے بھی بڑا ہے۔ بصائر الدرجات

للصغار ج 5 باب 7 مطبوعہ ایران

یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوا کرتے تھے مگر شیعہ کے اماموں پر حضرت جبرائیل سے بھی افضل و اعلیٰ کوئی اور عظیم فرشتہ نازل ہوتا تھا: استغفر اللہ العظیم۔

اسی کتاب میں حضرت علی رض کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہوئے ایک روایت بیان کی گئی ہے۔

"جب آپ کو فتح خیبر کے لئے بھیجا گیا تو آپ کچھ دیر الگ ہو کر کھڑے رہے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے دیکھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہیں: واپسی پر کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ہاں اس سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ علی (رض) سے ہم کلام ہو چکا ہے یوم طائف کے موقع پر، تبوک کے مقام پر، اور حنین کے مقام پر۔

بصائر الدرجات باب 16 ج 8 مطبوعہ ایران

ایک اور روایت۔ امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں سے کہا کہ میں تمہاری طرف ایک ایسے آدمی کو روانہ کروں گا جو میری مانند ہے پھر آپ نے حضرت علی کو طائف بھیجا اور خود رسول اللہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت علی رض کے پیچھے روانہ ہو گئے جب وہاں پہنچے تو حضرت علی رض پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے تھے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی وہاں کیوں کھڑے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: حضرت علی رض اپنے رب سے مناجات کر رہے ہیں۔

بصائر الدرجات باب 16 ج 8 مطبوعہ ایران

کس قدر مقام افسوس ہے کہ شیعہ مذہب کے پیروکار حضرت علی رض اور دوسرے ائمہ کی فضیلت کی آڑ میں عقیدہ ختم نبوت کا انکار کر رہی ہے: کیا یہ عقیدہ رکھنا کہ جبرائیل سے بڑا فرشتہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اماموں پر نازل ہوتا تھا انکار ختم نبوت نہیں؟

اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ براہ راست حضرت علی رض سے ہم کلام ہوتا تھا یہ نبوت و رسالت کی توہین نہیں؟ مگر شیعہ مذہب کا تو ہدف ہی یہی ہے ان کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کا رتبہ اماموں سے کمتر ہے

قسط نمبر 14

اصول کافی کتاب الحجۃ میں امیر المؤمنین حضرت علی رض اور ان کے بعد کے ائمہ کی فضیلت، درجہ و مرتبہ کے بیان میں مزعومہ معصوم امام جعفر صادق رح کا ایک طویل ارشاد نقل کیا گیا ہے جس کا ابتدائی حصہ یہ ہے
ما جاء به علي اخذ به وما نهي عنه انتها عنه جرى له من الفضل مثل ما جرى لمحمد (ص)، وللمحمد الفضل على جميع خلق الله عز وجل، الخ
- اصول کافی ص 117 مطبوعہ ایران

جو احکام علی رض لائے ہیں ان پر عمل کرتا ہوں اور جس چیز سے انہوں نے منع کیا ہے اسکو نہیں کرتا، اس سے باز رہتا ہوں انکی فضیلت مثل اس کے ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت حاصل ہے اللہ کی تمام مخلوق پر، اور انکے (یعنی علی رض کے) کسی حکم پر اعتراض کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والا، اور کسی چھوٹی یا بڑی بات میں انکا رد و انکار کرنے والا اللہ کے ساتھ شرک کے درجہ میں ہے امیر المؤمنین اللہ کا وہ دروازہ تھے کہ انکے (یعنی حضرت علی رض کے) سوا کسی اور دروازہ سے اللہ تک نہیں پہنچا جاسکتا، اور وہ اللہ کا وہ راستہ تھے کہ جو کوئی اس کے سوا کسی دوسرے راستہ پر چلا وہ ہلاک ہو جائے گا

اور اسی طرح تمام ائمہ ہدیٰ کے لئے فضیلت جاری ہے ایک کے بعد ایک کے لئے (یعنی سب کا یہی درجہ یہی مقام اور مرتبہ ہے) اسی روایت میں آگے جا کے یہ بھی ارشاد ہے

وَكَانَ امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ كَثِيرًا مَا يَقُولُ اَنَا قَسِيمُ اللَّهِ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، اَلْح

امیر المؤمنین اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں اللہ کی طرف سے جنت اور دوزخ کے درمیان تقسیم کرنے والا ہوں (یعنی میں لوگوں کو جنت اور دوزخ میں بھیجوں گا) اور میرے پاس عصائے موسیٰ علیہ السلام اور خاتم سلیمان علیہ السلام ہے اور میرے لئے تمام فرشتوں نے اور الروح نے بھی (جو جبرائیل امین اور تمام فرشتوں سے عظیم اور بالاتر ایک مخلوق ہے) اور تمام رسولوں نے ایسا اقرار کیا جیسا اقرار انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا تھا

اصول کافی ص 117 مطبوعہ ایران

اصول کافی میں ایک باب ہے

اَنَا الْاِمَّةُ شَهِدَاءُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيَّ خَلْقُهُ

ائمہ اللہ کی مخلوق کے بارہ میں گواہی دیں گے

اس باب میں روایت ہے کہ امام جعفر صادق رحم سے اس آیت کے بارہ میں دریافت کیا گیا فلیف اذا جئنا من کل اُمة بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیداً۔ ترجمہ۔ کیا حال ہو گا اس وقت جب ہم ہر امت سے ایک شاہد لائیں گے اور اے پیغمبر ص آپ کو ان سب پر شاہد کی حیثیت سے لائیں گے۔

تو امام جعفر صادق رحم نے فرمایا

نزلت فی اُمة محمد خاصۃً فی کل قرن منہم امام منا شاہد علیہم و محمد شاہد علینا۔ اصول کافی ص 112 مطبوعہ ایران

یہ آیت خاص امت محمدیہ ہی سے متعلق ہے ہر زمانے میں ایک امام ہم میں سے ان میں ہو گا وہ اپنے اہل زمانہ کے بارہ میں شہادت دے گا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے بارہ میں شاہد (گواہ) ہوں گے

اصول کافی کے اس باب کی آخری روایت ہے

اِنَّ اللہ تبارک و تعالیٰ طہرنا و عصمنا و جعلنا شہداء علی خلقہ۔ اصول کافی ص 113 مطبوعہ ایران

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم کو پاک بنایا اور معصوم بنایا ہے اور اپنی مخلوق پر ہم کو گواہ اور اپنی زمین میں اپنی حجت قرار دیا ہے

قسط نمبر ۱۵

کچھ دوستوں کے ان باکس امام باقر اور امام جعفر صادق رحمہما اللہ کے متعلق سوالات کا جواب۔

یہ دونوں بزرگ اللہ کے مقبول و باصفاء بندے اور اعلیٰ درجے کے صاحب علم و تقویٰ تھے اُن کا ظاہر و باطن ایک تھا انکی زندگی میں نفاق (تقیہ) کا شائبہ بھی نہ تھا انکے قول و فعل میں کوئی تضاد نہ تھا اصول کافی و دیگر کتب شیعہ میں جو کچھ انکی طرف منسوب کیا گیا ہے

انہوں نے ایسا نہ کہا نہ کیا نہ کرنے کا حکم دیا یہ سب شیعہ اثنا عشریہ کا جھوٹ ہے جو انکی طرف منسوب ہے

شیعہ مؤرخ مفید اپنی کتاب الامالی میں حضرت حذیفہ رض کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ

سے پوچھا

ابھی ابھی جو شخص مجھے ملا ہے کیا تو نے اسے دیکھا؟

حضرت حذیفہ نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فرشتہ تھا، اس سے پہلے یہ کبھی بھی مجھ پہ نازل نہیں ہوا، اس نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ "

اے اللہ" میں حضرت علی رض کو سلام کرنا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس کی درخواست کو قبول فرمایا اور علی رض کو سلام کرنے کی

اجازت دے دی چنانچہ وہ صرف علی رض کو سلام کرنے آیا تھا:

الامالی للمفید جلد 3 ص 21 مطبوعہ نجف، عراق

ایک اور روایت میں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ علی علیہ السلام سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دئے تو

آپ نے علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

جس نے آدم کو اپنی خلقت میں، نوح کو اپنی حکمت میں، اور ابراہیم کو اپنے حلم میں دیکھنا ہو تو وہ علی ابن ابی طالب کو دیکھ لے۔

الامالی للمفید المجلس الثاني ص ۱۵ مطبوعہ نجف عراق

شیعہ قوم در حقیقت اپنے اماموں کو بتدریج اُلُوہیت کے مقام پر فائز کرنا چاہتی ہے

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: قل اللهم مالک الملك متولى الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء: میرے پیغمبر صلی اللہ

علیہ وسلم اعلان فرمادی جیسے اللہ ہی کی ملکیت ہے ساری کائنات کی بادشاہت جسے چاہے بادشاہی عطا کر دے اور جس سے چاہے

بادشاہی چھین لے:

لیکن کُلینی نے اپنی کتاب الکافی میں ایک عنوان باندھا ہے

زمین امام کی ملکیت ہے

اس عنوان کے تحت وہ حضرت جعفر صادق کی طرف منسوب ایک روایت ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ انہوں نے کہا:

دنیا و آخرت امام کے قبضہ اختیار میں ہے جسے چاہے اور جو چاہے عطا کر دے۔ اصول کافی ج 1 ص 409 مطبوعہ ایران

امام جعفر صادق رحمہ اللہ ہی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم حکومت الہیہ کے نگہبان ہیں ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے علوم اور وحی

خداوندی کا خزانہ ہے۔ اصول کافی ص 192 مطبوعہ ایران

امام باقر رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے کہ انہوں نے کہا: ہم علوم الہیہ کے خازن ہیں، ہم وحی خداوندی کے ترجمان ہیں اور ہم آسمان سے نیچے اور زمین کے اوپر بسنے والوں کے لئے واضح حجت ہیں۔

یہ ہیں شیعہ مذہب کی وہ روایات جن کے پس پردہ حُب علی رضی اللہ عنہ کی آڑ میں وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کر کے یہودی افکار و نظریات کی ترویج کرنا چاہتے ہیں اور انہیں اسلامی شریعت کا حصہ بنا کر اسلام کی حقیقی شکل کو مسخ کرنا چاہتے ہیں

شیعہ مذہب کے پیروکاروں نے اپنے اماموں کو مافوق البشر ثابت کرنے اور انہیں خدائی صفات سے متصف کرنے کے لئے جھوٹی حکایات اور باطل روایات کا سہارا لیا ہے اور ایسی کہانیاں وضع کی ہیں جنہیں سن کر شیعہ مذہب کے پیروکاروں کی عقل پر سرپیٹنے کو جی چاہتا ہے

شیعہ محدث نعمت اللہ الجزائری واقعہ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے

مرحبا کے قتل کے بعد جبرائیل علیہ السلام بشارت دینے کے لئے رسول ص کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے اس بشارت کی نسبت دریافت فرمایا تو جبرائیل نے عرض کی:

یا رسول اللہ جب علی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار مرحبا کو قتل کرنے کے لئے اٹھائی تو اللہ تعالیٰ نے اسرائیل اور میکائیل کو حکم دیا کہ علی کا بازو ہوا میں روک لو تا کہ پوری قوت سے نہ ماریں مگر علی (رض) کی تلوار کی ضرب اتنی شدید تھی کہ اسکے باوجود وہ مرحبا اور اسکے گھوڑے کو دو ٹکڑے کرتی ہوئی طبقات زمین میں پہنچ گئی: یہ صورت حال دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ اے جبرائیل! جلدی زمین کے نیچے پہنچ اور علی (رض) کی تلوار کو اس بیل تک نہ پہنچنے دے جس نے زمین کو اپنے سینگوں پر اٹھایا ہوا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ زمین زیر و زبر ہو جائے لہذا میں گیا اور تلوار کو روکا۔ وہ تلوار میرے بازو پر قوم لوط کے شہروں سے بھی بھاری تھی جو کہ سات شہر

تھے جنکو میں نے ساتویں زمین سے اُکھیر کر اپنے بازو پر آسمان کے قریب تک اُٹھایا اور صبح کے وقت تک حکم کا منتظر رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان شہروں کے اُٹانے کا حکم دیا۔ علی رض کی تلوار کا بوجھ ان سات شہروں کے بوجھ سے بھی زیادہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے پوچھا کہ تو نے ان شہروں کو اُٹھاتے ہی کیوں نہ پلٹ دیا؟

جبرائیل نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان میں ایک بوڑھا کافر پیڑھ کے بل سورا تھا اور اسکے سفید بال آسمان کی طرف تھے اللہ سبحانہ نے ان سفید بالوں کی حیا کرتے ہوئے انہیں عذاب دینے کا اس وقت تک حکم نہ دیا جب تک اس بوڑھے نے کروٹ نہ لے لی پھر اللہ نے مجھے عذاب کا حکم دیا:

اس دن جب قلعہ فتح ہوا اور انکی عورتیں قیدی بنیں تو ان میں شاہِ قلعہ کی بیٹی صفیہ بھی تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے منہ پر ضرب کا نشان تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سبب دریافت کیا: وہ کہنے لگی جب علی (رض) قلعہ کی طرف آئے تو انہیں اسے فتح کرنے میں دشواری ہوئی علی (رض) غصہ میں آگئے اور قلعے کے ایک برج کو زور سے ہلایا تو سارے قلعہ میں زلزلہ آگیا اور جتنے لوگ اونچی جگہ پر تھے گر پڑے میں اپنے تخت پر بیٹھی ہوئی تھی میں اس پر سے گر پڑی اور میرے چہرے پر ضرب لگی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے صفیہ: جب علی (رض) غضب میں آیا اور قلعے کو ہلایا تو علی کے غضب سے خدا غضب میں آیا اور تمام آسمانوں میں زلزلہ آگیا یہاں تک کہ فرشتے ڈر گئے اور اپنے منہ کے بل گر گئے۔

رہا درہ خیبر کا دروازہ تو چالیس آدمی مل کر اس کورات کو بند کیا کرتے تھے جب علی علیہ السلام قلعہ میں داخل ہوئے تو کثرت ضرب سے آپکی ڈھال پارہ پارہ ہو کر گر پڑی آپ نے اس دروازے کو اکیلے ہی اُکھیر لیا (جسے چالیس آدمی مل کر بند کرتے تھے) اور اسے بطور ڈھال استعمال کرنے لگے امیر المؤمنین علی علیہ السلام جنگ کرتے رہے اور وہ دروازہ آپ کے ہاتھ میں تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمادی۔

الانوار النعمانیہ نعمت اللہ الجزائری مطبوعہ ایران

یہ وہ خود ساختہ حکایت جس میں حضرت علی رض کو خدائی اوصاف سے متصف کیا گیا ہے "یضاهسون قول الذین کفرو من قبل قاتلہم اللہ انی یؤکلون۔ یہ لوگ اپنے سے پہلے گزرے ہوئے کفار کی سی باتیں کرتے ہیں اللہ انہیں غارت کرے یہ کہاں بھٹک رہے ہیں

خلاصہ یہ کہ شیعہ مذہب میں بارہ امام نہ صرف تمام انبیاء کرام سے افضل ہیں بلکہ وہ خدائی صفات کے بھی حامل ہیں

قسط نمبر 16

ائمہ اور امامت کے بارہ میں شیعہ مذہب کی مستند ترین کتب سے جو کچھ اب تک نقل کیا جا چکا ہے وہ یہ سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ اثنا عشری مذہب کی رو سے ائمہ کو انبیاء علیہم السلام کے تمام خصائص و کمالات اور معجزات تک حاصل تھے اور ان کا درجہ تمام انبیاء سابقین یہاں تک کہ انبیاء اولوالعزم حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے بھی برتر و بالا اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلکل برابر ہے لیکن اب میں وہ روایات ذکر کروں گا جنکی رو سے صرف حضرت علی رض کا مقام ہی نہیں بلکہ دیگر مروجہ ائمہ معصومین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی برتر ہیں (نعوذ باللہ من ذلک)

قرآن مجید کی نص قطعی ہے
وکلّا فضلنا علی العالمین۔

اور ہم نے سب پیغمبروں کو تمام جہانوں سے افضل بنایا۔

لیکن شیعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالیہ سمیت اپنے مروجہ ائمہ معصومین کو تمام رسولوں سے افضل کہتے ہیں شیعہ محدث ملا باقر مجلسی اپنی کتاب حیات القلوب میں لکھتا ہے اکثر علماء شیعہ الاعتقاد آنت کہ حضرت امیر و سائر ائمہ افضل انداز سائر پیغمبراں و احادیث مستقیضہ بلکہ متواترہ از ائمہ خود دریں بات روایت کردہ اند۔ حیات القلوب مجلسی ص ۵۲۲ ج ۳ مطبوعہ ایران علماء شیعہ کی اکثریت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی اور باقی سارے ائمہ تمام پیغمبروں سے افضل ہیں اور مشہور بلکہ متواتر حدیثیں اپنی ائمہ سے اس عقیدہ پر روایت کی ہیں

انقلاب ایران کا بانی خمینی اپنی کتاب الحکومت الاسلامیہ میں الولایۃ التکوینیۃ کے زیر عنوان لکھتا ہے وان من ضروریات مذہبنا ان لا نؤمننا مقاماً لا یبلغه ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ الحکومت الاسلامیہ ص ۵۲ مطبوعہ ایران ہمارے مذہب شیعہ کا یہ بنیادی اور ضروری عقیدہ ہے کہ ہمارے ائمہ کے درجے کو کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی و رسول نہیں پہنچ سکتا

نیز یہ بھی لکھتا ہے امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی کائناتی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار

کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے الحکومت الاسلامیہ ص ۵۲ مطبوعہ ایران
قیامت کے دن رسول اللہ کا جھنڈا اعلیٰ کو مل جائے گا اور علی رضی اللہ عنہ ہی امیر المومنین ہوں گے۔ حق البیقین ص ۱۱ ج ۲ مطبوعہ ایران
جب قائم آل محمد ظاہر ہوگا (امام غائب) ننگے بدن ہوگا سورج کے سامنے، سب سے پہلے اسکی بیعت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کریں گے۔ حق البیقین ص 347 ج 2 مطبوعہ ایران

فیس بک کے بزم خود بڑے بڑے دانشوروں اور اتحاد اتحاد کے راگ الاپنے والے بزرگ جہموں سے میرا صرف ایک سوال؟
کیا اس سے برا اور بدترین عقیدہ پوری کائنات کے کسی بھی کافر کا ہے اور اس عقیدہ کے رکھنے والے کون ہیں اگر آپ میں تھوڑی سی
بھی محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) حیا اور غیرت ہے تو مجھے بتائیں کہ یہ عقیدہ رکھنے والا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ننگے کے
ہاتھ پر بیعت کریں گے کون ہے؟ اسلام سے اسکا تعلق کیا ہے؟ اور کیا اس مذہب کے ماننے والوں سے کسی بھی درجہ میں اتحاد ہو سکتا
ہے

ایک لطیفہ نماز وایت

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو کئی روز تک آپ کے دودھ کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ ابوطالب (جی ہاں ابوطالب حضرت علی
رض کے والد) نے آپ کو اپنے پستان سے لگا یا خدانے اس میں دودھ اتار دیا۔ چنانچہ کئی روز تک ابوطالب آپ کو دودھ پلاتے رہے حتیٰ
کہ حلیمہ سعدیہ ابوطالب کو مل گئیں تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے سپرد کر دیا۔ اصول کافی، کتاب الحجۃ ج 1 ص 458
مطبوعہ ایران

اسی طرح کی ایک اور روایت

کہ حسین (رض) نے نہ فاطمہ علیہا السلام کا دودھ پیانا کسی اور عورت کا۔ نبی ص ابوطالب کے پاس آیا کرتے تھے اور وہ اپنا انگوٹھا
آپ کے منہ میں دے دیا کرتے تھے آپ اسے چوس لیتے جو آپ کے لئے دو یا تین دن کے لئے کافی ہوتا۔ اصول کافی، ج 1 ص
465 مطبوعہ ایران

ایک اور جھوٹی اور لطیفہ نماز وایت انکے شیخ صدوق نے مزعومہ معصوم امام جعفر صادق رح کی طرف منسوب کی ہے
امام جعفر صادق سے پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے زندہ کیوں نہیں بچے؟ آپ نے کہا: خدا نے محمد (صلی اللہ علیہ
وسلم) کو نبی پیدا کیا تھا اور علی علیہ السلام کو وصی پیدا کیا تھا۔ اگر رسول اللہ کے بعد آپ کا کوئی بیٹا زندہ رہتا تو وہ امیر المومنین سے زیادہ
آپ کی جانشینی کا حقدار ہوتا اس طرح امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت باقی نہ رہتی۔ علل الشرائع ج ۱ ص ۱۳۱ مطبوعہ نجف،

عراق

جھوٹ، بہتان اور افتراء کی انتہا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی جھوٹ منسوب کرتے ہوئے حیا نہیں آتی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے:

جنت کے دروازے کا کنڈاسونے کی چادروں پر سُرخ یا قوت سے بنا ہے جب یہ کنڈا چادر پر گرتا ہے تو بج اٹھتا ہے اور کہتا ہے یا علی۔
روضۃ الواعظین ج ۱ ص ۱۱۱

نوٹ (روضۃ الواعظین کا مصنف کوئی آج کے زمانہ کا فرد نہیں "حلی" اس کے بارہ میں لکھتا ہے جلیل القدر متکلم، فقیہ، عالم اور مشائخ میں سے ہے۔ رجال الحلی ص ۲۹۵ مطبوعہ ایران۔ اسکا پورا نام محمد بن حسن بن علی بن قتال نیساپوری ایرانی ہے قمی اس کے بارہ میں لکھتا ہے حافظ (یعنی حافظ الحدیث) واعظ، اور روضۃ الواعظین کا مصنف ہے)

اسکا ایک اور ہم عصر اٹھا اس نے سوچا میں جھوٹ لکھنے میں کیوں پیچھے رہ جاؤں اُس نے لکھا۔

اگر ابن طلحہ (قاتل حضرت علی رض) کی تلوار نہ ہوتی تو علی بن ابی طالب اس دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہتے۔ اصل الشیعة واصولہا۔
ص ۱۱۲ مطبوعہ بیروت

جب حضرت علی رض کو اس مقام بلند پر لے گئے تو سوچا ہم تو شیعیان علی ہیں ہمیں بھی کچھ حصہ ملنا چاہئے تو اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا شروع کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی (رض) سے کہا: اللہ نے مجھ پر تمہارے گروہ کے سب گناہ ڈال دئے اور پھر وہ گناہ مجھے بخش دئے۔ "البرہان" ص 442 ج 2 مطبوعہ قم ایران

اہل بیت کی طرف منسوب کردہ واہیات روایات میں سے ایک اور روایت کو ان لوگوں نے مزعومہ معصوم امام باقر کی طرف منسوب کیا ہے کہ آپ سے زمین کے بارہ میں یہ سوال کیا گیا تھا: زمین کس چیز پر کھڑی ہے؟ آپ نے کہا مچھلی پر، میں نے پوچھا مچھلی کس چیز پر کھڑی ہے؟ آپ نے کہا پانی پر، میں نے پوچھا پانی کس چیز پر کھڑا ہے؟ آپ نے کہا چٹان پر، میں نے پوچھا چٹان کس چیز پر کھڑی ہے؟ آپ نے کہا بغیر بالوں والے سانڈ کے سینگ پر، میں نے پوچھا سانڈ کس چیز پر کھڑا ہے؟ آپ نے کہا پاتال پر، میں نے پوچھا پاتال کس چیز پر ہے؟ اس پر آپ نے کہا: بس یہیں سے علماء کا علم بھٹک جاتا ہے۔ تفسیر القمی ج ۲ ص ۵۹۰ مطبوعہ ایران

ایک اور لطیفہ پڑھئے جسے ان لوگوں نے حضرت علی بن حسین جن کا لقب امام زین العابدین ہے (چوتھے مزعومہ معصوم امام) کی طرف منسوب کیا ہے۔ آپ نے کہا: خدا کا ایک فرشتہ ہے جسے فرقا ئیل کہا جاتا ہے، اس فرشتہ کے اٹھارہ ہزار پر ہیں ایک پر سے

دوسرے پر کا فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت پر ہے۔ البرہان ج ۲ ص ۳۲۷ مطبوعہ ایران

اللهم ارنا الحق حقاً والرزقنا التباعه وارنا الباطل باطلا والرزقنا اجتنابه. آمين

قسط نمبر ۱

شیعہ مذہب کی مُستند کتب سے اب تک جو روایات یہاں پیش کی گئیں انکا رد سامنے آ کے تو کسی کو کرنے کی ہمت نہ ہوئی حالانکہ اب تک نوے سے زیادہ شیعہ اہل علم ایڈ ہو چکے ہیں

البتہ ان باکس کچھ شیعہ حضرات نے یہ کہا کہ آپ جو کچھ پیش کر رہے ہیں یہ ہماری کُتب میں موجود ضعیف روایات ہیں کچھ نے یہ سوال اٹھایا کہ آپ کو شیعہ سے دشمنی کیوں ہے کچھ نے یہ کہا کہ آپ امریکہ اور سعودیہ کے ایجنٹ ہیں کسی نے یہ کہا کہ آپ کے دماغ میں تعصب بھرا ہوا ہے کچھ نے قتل کی دھمکیاں تک دے ڈالیں

ایک صاحب نے پہلے ہندو پھر ملحد ازاں بعد یہودی تک کہہ ڈالا

ان سب کی خدمت میں گزارش ہے

اگر روایات ضعیف ہیں تو وال پر آ کے رد کی جیئے۔

میری دشمنی بحیثیت انسان کسی انسان سے نہیں میری دشمنی ان غلیظ مکروہ پلید اور نجس عقائد سے ہے جو تمہاری کتب میں موجود ہیں رہی بات کسی کا ایجنٹ ہونے کی توہا تو ابرہہ ان کنتم صادقین

توہاں میں ایجنٹ ہوں ناموس صحابہ رض کا

اور زندگی بھر کے لئے ناموس وعظمت صحابہ رض کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

اور قتل کی دھمکی اور گالیوں پر فقط اتنا ہی کہوں گا جب کسی کے پاس دلائل نہ ہوں اور اسکے جھوٹے مذہب کے پردے آشکار کئے جا

رہے ہوں تو وہ یا تو گالیاں دیتا ہے یا قتل کی دھمکیاں۔۔۔۔۔ گالیاں سُنا بھی میرے آقا ص کی سنت ہے اور قتل کی دھمکیاں سُنا

بھی میرے آقا ص کی سنت ہے

الحمد للہ شک تو مجھے اپنے سچا ہونے پر ایک بال کے کروڑوں حصے کے برابر پہلے بھی نہیں تھا لیکن ان دھمکیوں کو سُنے کے بعد تو یقین

محکم ہو چکا ہے

اور میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہی یہ ہے اللہ مجھے شہادت کی موت نصیب کرے آمین۔ اور وہ شہادت صحابہ کرام علیہم

الرضوان کے دشمنوں کا کفر آشکار کرتے ہوئے نصیب ہو جائے تو اس سے بڑی سعادت میری نظر میں اور کوئی نہیں۔

مزعومہ معصوم امام جعفر صادق کے خاص محرم راز مرید ابوبصیر نے بیان فرمایا کہ:

جس دن امام موصوف کے صاحبزادے امام موسیٰ کاظم پیدا ہوئے (ساتویں امام معصوم) اس دن امام صاحب نے فرمایا ہر امام اور وصی کی پیدائش اس طرح ہوتی ہے کہ جس رات کورحم مادر میں اُنکا حمل قرار پانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہوتا ہے اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) نہایت لذیذ و نفیس شربت کا ایک گلاس لے کر انکے والد کے پاس آتا ہے وہ انکو پلا دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ اب تم اپنی بیوی سے ہمبستری کرو: وہ ہمبستر ہوتے ہیں تو آئندہ پیدا ہونے والے امام کا حمل رحم مادر میں قرار پاتا ہے: اس موقع پر امام جعفر صادق نے تفصیل سے بیان فرمایا کہ میرے پردادا (حضرت حسین رض) کے ساتھ یہی ہوا اور اسکے نتیجہ میں میرے دادا (چوتھے مزمومہ معصوم امام) زین العابدین رح پیدا ہوئے پھر انکے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا اور اسکے نتیجہ میں ہمارے والد امام باقر رح پیدا ہوئے پھر انکے ساتھ بھی بالکل اسی طرح کا واقعہ ہوا اور اسکے نتیجہ میں میں پیدا ہوا اور جس رات کو میرے یہ نومولود بیٹے (موسیٰ کاظم) کا حمل میری بیوی کے رحم میں قرار پایا اس رات کو میرے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) نہایت لذیذ و نفیس شربت کا گلاس میرے پاس لے کے آیا اور بیوی سے ہمبستری کے لئے مجھے کہا تو میں نے ہمبستری کی اور میرے بیٹے موسیٰ کاظم کا حمل قرار پایا

[illegible]

اسی باب کی آخری روایت میں اماموں کی عام انسانی فطرت کے خلاف دس عجیب و غریب خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔
عن زرارة قال ابو عبد الله للامام عشر علامات يولد مطهرًا محتونًا واذ وقع على الارض الخ۔

زرارہ امام باقر سے روایت کرتے ہیں۔۔۔۔ امام کی دس خاص نشانیاں ہیں۔ 1۔ وہ بالکل پاک صاف پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ اور ختنہ شدہ پیدا ہوتا ہے۔

۳۔ اور جب بطن مادر سے زمین پر آتا ہے تو اس طرح آتا ہے کہ دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھے ہوتا ہے۔

۔ اور بلند آواز سے کلمہ شہادتین پڑھتا ہے۔

۵۔ اور اسکو کبھی جنابت (غسل کی حاجت) نہیں ہوتی۔

۔ اور سونے کی حالت میں اسکی صرف آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار رہتا ہے۔

۷۔ اور اسکو کبھی جماہی نہیں آتی نہ ہی کبھی وہ انگڑائی لیتا ہے۔

۸۔ اور وہ جس طرح آگے کی جانب دیکھتا ہے اسی طرح پیچھے کی جانب سے بھی دیکھتا ہے۔

۹۔ اور اسکے پاخانہ سے مشک کی سی خوشبو ہوتی ہے اور زمین کو اللہ کا حکم ہے کہ وہ اسکو ڈھک لے اور نگل لے۔

۱۰۔ اور جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ پہنتا ہے تو وہ اسکے بالکل فٹ آتی ہے اور جب کوئی دوسرا آدمی وہ زرہ پہنتا ہے

چاہے وہ آدمی طویل قامت ہو یا پستہ قد ہو تو وہ زرہ ایک بالشت بڑی رہتی ہے۔ اصول کافی ص 246 مطبوعہ ایران

اصول کافی میں تو عام انسانی فطرت کے خلاف ائمہ کی مندرجہ بالا صرف دس خصوصیات ہی بیان کی گئیں ہیں لیکن انکے ایک اور بڑے محدث متکلم فقیہ وغیرہ علامہ مجلسی نے حق الیقین میں گیارہویں مزعومہ معصوم امام حسن عسکری سے یہ بھی روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

حمل ما وصیائے پیغمبران در شکم نمی باشد و از رحم بیرون نمی آئیم بلکہ از ان مادران فرود می آئیم زیرا کہ مانور خدائے تعالیٰ ایم و چرک و کثافت و نجاست را از مادر گردانیدہ است۔ حق الیقین ص مطبوعہ ایران

ہم اوصیان پیغمبران (یعنی ائمہ) کا حمل ماؤں کے پیٹ یعنی رحم میں قرار نہیں پاتا بلکہ پہلو میں ہوتا ہے اور ہم رحم سے باہر نہیں آتے بلکہ ماؤں کی رانوں سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کا نور ہیں لہذا ہم کو گندگی، غلاظت اور نجاست سے دور رکھا جاتا ہے نوٹ۔ اصول کافی کی مندرجہ بالا روایت جس میں یولد مطہراً (وہ پاک صاف پیدا ہوتے ہیں) اسکا مطلب یہی ہے جو مجلسی نے امام حسن عسکری کی روایت سے بیان کیا ہے

یہی باقر مجلسی اپنی تصنیف حیات القلوب میں لکھتا ہے

امامت بالاتر از رتبہ پیغمبری است۔ حیات القلوب ج ۳ ص ۱۰

امامت کا درجہ نبوت و پیغمبری سے بالاتر ہے۔

پہلے مجتہدین نے ائمہ کی پیدائش وغیرہ کے متعلق جب اس قسم کے قصے گھڑ لئے تو بعد والے مجتہدین نے سوچا ان

میں حضرت فاطمہ رض اور حضرت علی کی پیدائش کا تو تذکرہ ہی نہیں اب انہوں نے بھی جھوٹ گھڑا اور اسے اپنے مزعومہ ائمہ

معصومین کی طرف منسوب کر دیا

جب انکی کتب کا میں مطالعہ کرتا ہوں تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ جھوٹ گھڑنے کا ایک عالمی مقابلہ جاری ہے ہر محدث ہر فقیہ ہر مجتہد ہر مرجع اس میں بڑھ چڑھ کے حصہ لینا اپنا فرض اولیں سمجھتا ہے اور اس کوشش میں ہوتا ہے جھوٹ گھڑنے اور اسے اپنے ائمہ کی طرف منسوب کرنے میں کہیں میں پیچھے نہ رہ جاؤں

ایک اور عجیب و غریب روایت جسکی نسبت امام باقر کی طرف کی گئی ہے یوں ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: آپ فاطمہ رض کو چومتے ہیں، اپنے ساتھ اور اپنے قریب رکھتے ہیں، ان سے شفقت و محبت کا برتاؤ کرتے ہیں جو کسی دوسری بیٹی سے نہیں کرتے؟ آپ نے کہا: جبرائیل میرے پاس جنت کے سیبوں میں سے ایک سیب لے کر آئے تھے، میں نے اسے کھایا جو پانی بن کر میری پشت میں پہنچا پھر میں خدیجہ رض سے ہمبستر ہوا، انکو حمل ہوا جس سے فاطمہ رض پیدا ہوئیں مجھے ان سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ علل الشرائع ج ۱ ص ۱۸۳

جب حضرت فاطمہ رض کا یہ مقام ہے تو پھر حضرت علی رض کے لئے بھی اس مقام پر فائز ہونا ضروری ہے چنانچہ حضرت علی رض کی ولادت کے متعلق بھی اسی طرح کا ایک قصہ ان لوگوں نے گھڑ لیا

محمد بن حسن بن علی قتال جسکے بارہ میں قتی لکھتا ہے حافظ (یعنی حافظ الحدیث) واعظ اور مصنف روضة الواعظین ہے حلّی نے کہا جلیل القدر متکلم، فقیہ، عالم اور زاہد ہے اس قتال نے اپنی کتاب روضة الواعظین میں ابوطالب کے متعلق لکھا ہے: آپکے پاس جنت کے پھلوں کی ایک طشتی لائی گئی جس میں پکی ہوئی تازہ کھجوریں اور انار تھے، آپ نے ان میں سے ایک انار لے لیا اور اسی وقت خوشی میں وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے، اپنے گھر پہنچے اسے کھایا جس کا پانی بن کر انکی پشت میں پہنچا، پھر آپ نے فاطمہ بنت اسد سے جماعت کی اور اس سے علی (رض) پیدا ہوئے۔ روضة الواعظین ج ۱ ص ۸۷ مطبوعہ قم ایران

قسط ۱۸

کچھ شیعہ دوست مجھے اس بات کا طعنہ دیتے ہیں... کہ شاید فضائل صحابہ کی کتابیں پڑھ کر شیعہ کی مخالفت شروع کی... ان کی خدمت میں گزارش ہے کہ پہلی دو اقساط میں، میں نے ایک بات عرض کی تھی کہ بچپن میں شیعہ کی زبان سے شیخین رضی اللہ عنہما کے خلاف جب میں نے برا بھلا سنا تو میں نے اپنے والد صاحب (مولانا محمد ضیاء القادری رحمۃ اللہ علیہ) سے تذکرہ کیا تو انہوں نے کچھ کتب کی طرف میری رہنمائی کی... ان میں سے سب سے پہلی کتاب الاصحاح فی الکتاب صحابہ قرآن کی نظر میں۔ مولفہ حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ اور دیگر کتب کا مطالعہ کیا۔ تو مجھے قرآن مجید کی نظر سے اور احادیث صحیحہ سے مقام صحابہ کرام

علیہم الرضوان کو سمجھنے کا شرف حاصل ہوا۔ ہمارے ہاں درس نظامی کی ابتدا میں پہلے دو سال صرف فارسی پڑھائی جاتی تھی۔ یہ 1975ء اور 76ء کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد درس نظامی کی باقی کتب کا سلسلہ شروع ہوتا تھا۔ زمانہ طالب علمی میں میرا شوق کھیل کود کی بجائے کتب کا مطالعہ تھا۔ مقام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تو سمجھا میں نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے... لیکن دشمنان صحابہ کرام کو سمجھنے کے لیے میرے ابو جان نے شیعہ کی کئی کتب سبقاً سبقاً پڑھائیں اور کچھ کتب کی طرف رہنمائی کی جو میں نے خود پڑھیں۔ شیعہ کی امہات الکتاب کا زمانہ طالب علمی میں بھی اور فراغت کے بعد بھی مطالعہ میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد رہا۔ کچھ دوست ان باکس میں آکر مجھے شیعہ کا مطلب سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں... اور پھر صحاح ستہ کے حوالے دینا شروع کر دیتے ہیں... دراصل وہ یہ چیک کر رہے ہوتے ہیں کہ میرا مبلغ علم کیا ہے؟ انہیں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ شاید علم کے اس معیار پر میں نہ پہنچا ہوں، جو ان کے ذہن میں ہے... لیکن شیعیت اور رافضیت کی پہچان اور تحقیق میں الحمد للہ میں اس مقام پر ہوں، جو ان کے احاطہ خیال میں بھی نہ ہوگا... اپنے عام قارئین کے لیے آج میں کچھ چیزیں عرض کرنا چاہوں گا تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ شیعیت ہے کیا؟

یہ فرقہ درج ذیل مختلف ناموں کے ساتھ مشہور و معروف ہے:

شیعہ:

یہ لوگ اس لیے شیعہ کہلاتے ہیں کہ یہ خاص طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرفداری کرتے ہیں اور صرف انہی کی امامت کو برحق تسلیم کرتے ہیں...

رافضیہ:

انہیں رافضی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ شیخین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی عظمت کا انکار کرتے اور ان یاران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کا مستحق قرار دیتے اور ان کے متعلق بدزبانی کرتے ہیں... کھلم کھلا ان کو گالی گلوچ کرتے ہیں اور اسے تبراً کرنا کہتے ہیں!

اثنا عشری:

انہیں اثنا عشری بھی کہا جاتا ہے... کہ یہ لوگ بارہ اماموں کی امامت کے قائل اور معتقد ہیں... ان کا آخری امام محمد بن حسن عسکری ہے... جو ان کے عقیدے کے مطابق تاحال غار میں چھپا ہوا ہے!

امامیہ:

انہیں امامیہ کا بھی نام دیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ ان کے عقیدے کی رو سے امامت کو اسلام کے پانچویں رکن ہونے کا درجہ حاصل ہے۔
جعفریہ:

انہیں جعفریہ بھی کہا جاتا ہے... کہ یہ اپنے آپ کو امام جعفر صادق کی طرف منسوب کرتے ہیں... یہ ان کا چھٹا امام ہے... اور ان کا شمار اپنے دور کے فقہاء میں ہوتا ہے... فقہ جعفریہ کو کذب و افتراء کے ذریعے ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔
شیعہ کے ہاں دو اصطلاحات معروف ہیں

جب وہ چودہ معصوم کہتے ہیں تو ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور بارہ امام مراد ہوتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معصومیت میں شک کرنے والا تو سیدھا سیدھا کافر ہے ہر نبی معصوم ہوتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام سچے معصوموں یعنی نبیوں کے معصومیت میں بھی سردار ہیں۔

جب بارہ امام کی اصطلاح بولتے ہیں تو اس سے مراد وہ شخصیات ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امام غائب تک ہیں جنہیں شیعہ امامیہ اپنے امام تسلیم کرتے ہیں حالانکہ یہ ائمہ کرام اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیعہ عقائد سے لا تعلق ہیں۔ وہ ان تمام خلاف حقیقت، باطل اور جھوٹے اقوال و اعمال سے بری الذمہ ہیں جنکو شیعہ امامیہ ان ائمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں شیعوں کے نزدیک ان بارہ اماموں کی ترتیب درج ذیل ہے۔
پہلا امام۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ لقب مرّ تّٰی، کُنیت ابوالحسن، داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور چوتھے خلیفہ راشد، انہیں ایک خارجی عبد الرحمن بن ملجم نے مسجد کوفہ میں فجر کی نماز کے لئے جاتے ہوئے شدید زخمی کیا تھا جس سے انکی شہادت واقع ہوئی۔
دوسرا امام۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ شیعہ انہیں مجتہدی اور ایک قول کے مطابق زکی کا لقب دیتے ہیں انکی کُنیت ابو محمد تھی حضرت علی رض کے بعد امیر المؤمنین بنے لیکن صرف چھ ماہ میں خلافت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے اور اپنے چھوٹے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور اپنی فوج کے سپہ سالار کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جب تک زندہ رہے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت میں رہے
تیسرا امام۔

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ۔ شیعہ انہیں سید الشہداء کا لقب دیتے ہیں (حالانکہ سید الشہداء کا لقب جنگ اُحد میں بے دردی

سے شہید ہونے والے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا) انکی کنیت ابو عبد اللہ ہے چوتھا امام۔

علی بن حسین بن علی۔ (رحمہ اللہ) شیعہ انہیں سجاد اور امام زین العابدین کا لقب بھی دیتے ہیں انکی کنیت ابو محمد ہے۔ پانچواں امام۔

محمد بن علی بن حسین بن علی۔ (رحمہ اللہ) انہیں باقر کا لقب دیا جاتا ہے اور ابو جعفر انکی کنیت ہے چھٹا امام۔

جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی (رحمہ اللہ) انہیں صادق کا لقب اور ابو عبد اللہ کی کنیت دی جاتی ہے (شیعہ اور سادہ لوح سنی ۲۲ رجب کو جو کونڈے پکاتے ہیں انہیں امام جعفر صادق کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ انکے کونڈے پکائے جا رہے ہیں حالاں کہ نہ امام جعفر صادق کا اس دن یوم پیدائش ہے نہ اس دن یوم وفات... بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یوم وفات ہے۔ اور اسی کی خوشی میں یہ کونڈے پکائے جاتے ہیں) ساتواں امام۔

موسیٰ بن جعفر صادق رحمہ اللہ۔ ان کا لقب کاظم اور کنیت ابو ابراہیم کے نام سے معروف ہے۔ آٹھواں امام۔

علی بن موسیٰ بن جعفر رحمہ اللہ۔ شیعہ انہیں امام رضی کا لقب دیتے ہیں اور ابو حسن ان کی کنیت ہے۔ نواں امام۔

محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر رحمہ اللہ۔ انہیں امام تقی کا اور ایک دوسرے قول کے مطابق امام جواد کا لقب دیا جاتا ہے اور ابو جعفر ان کی کنیت ہے۔

دسواں امام۔

علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر رحمہ اللہ۔ انہیں شیعہ امام نقی یا امام ہادی کا لقب بھی دیتے ہیں اور ابو الحسن ان کی کنیت ہے۔ گیارہواں امام۔

حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر رحمہ اللہ۔ انہیں امام ذکی اور امام عسکری کا لقب دیا جاتا ہے۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ بارہواں اور آخری امام۔

محمد بن الحسن العسکری۔ انہیں شیعہ امام مہدی، حجت، القائم، المنتظر کا لقب دیتے ہیں کنیت ابو القاسم ہے شیعہ کے نزدیک آپ حجت الغائب ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی ولادت 256 ہجری میں ہوئی۔ ان کی غیبت صغریٰ 260 ہجری اور غیبت کبریٰ 329 ہجری کو وقوع پذیر ہوئی۔ شیعہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کا یہ بارہواں امام سامرہ میں سرامن رائی نامی غار میں داخل ہوا... اور تاحال ان کا خروج نہیں ہوا "عجل اللہ فرجہ" عام طور پر اسکے نام کے ساتھ لکھا جاتا ہے

وہ شخصیات جن کو امام کے درجے میں سمجھا جاتا ہے اور جو بارہ اماموں سے باہر ہیں لیکن نائب امام کے درجے میں انہیں سمجھا جاتا ہے...

ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلبینی: (ہلاکت 328 ہجری)

یہ کتاب الکافی کا مولف ہے۔ اس اللہ کے دشمن نے بھی اپنی کتاب کے پہلے اور دوسرے جز کے 22 صفحات میں قرآن کریم کی تحریف کو ثابت کیا ہے۔ یہ بہت بڑی کتاب ہے اور اصول و فروع اور تہذیب و اخلاق کی تین اقسام پر مشتمل ہے۔ (یہ الکافی وہی کتاب ہے، جس کے اوپر یہ لکھا ہوا ہے: ہذا کافی لشیعتنا... یہ ہمارے شیعوں کے لیے کافی ہے)

ایک بات میرے لئے بڑی حیران کن ہے آج تک یہ معمہ میں حل نہ کر سکا کہ اس کی پیدائش اور بارہویں امام کی افسانوی پیدائش میں ایک دو سال کا فرق ہے... اور بارہویں امام کی غیبت کبریٰ اور اس کی ہلاکت میں صرف ایک سال کا فرق ہے... نیز اس شخص کا دعویٰ تھا کہ میں اپنی کتاب سفیروں کے ذریعے امام غائب کے پاس غار میں بھیجتا رہا۔)

ابوالحسن علی بن ابراہیم القمی: (ہلاکت 360 ہجری)

یہ اپنی کتاب تفسیر القمی کے ساتھ مشہور ہے۔ اس اللہ کے دشمن نے اپنی اس تفسیر میں قرآن مجید کے تحریف شدہ ہونے کی صراحت کی ہے۔ تفسیر القمی کے علاوہ التاریخ، الشرائع، الحیض، التوحید والشک، فضائل امیر المومنین اور المغازی نامی کتب بھی اس کی مولفات ہیں۔

محمد بن علی بن حسین بن بابویہ القمی: (ہلاکت: 381 ہجری)

ابو عبد اللہ المفید:

الارشاد، الامالی اور المفید نامی کتابوں کا مولف۔ ہلاکت 413 ہجری

صدوق کے لقب سے معروف اور من البحذرہ الفقہ نامی کتاب کا مولف ہے۔

محمد بن حسن الطوسی: (ہلاکت: 460 ہجری)

ابو منصور الطبرسی:

الاحتجاج نامی کتاب کا مولف۔ ہلاکت 620 ہجری۔

یہ تہذیب الاحکام، الاستبصار، التبیان، الغیبة، امالی الطوسی، الفہرست اور رجال الطوسی ایسی معروف کتاب کا مولف ہے۔

الحاج مرزا حسین محمد النوری الطبرسی:

یہ کتاب فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب کا مولف ہے۔ اس زندیق نے اپنی اس کتاب میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ قرآن کریم میں کمی، زیادتی اور تحریف وقوع پذیر ہوئی ہے... یہ کتاب ایران میں 1289 میں طبع ہوئی... صاحب کتاب نجف میں 1320 ہجری میں جہنم رسید ہوا۔

آیت اللہ المامقانی:

یہ کتاب تنقیح المقال فی اصول الرجال کا مولف ہے... اور شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کا امام الجرح والتعديل ہے۔ اس نے اپنی مذکورہ کتاب میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے لیے الحب والطاغوت کے الفاظ استعمال کیے ہیں... یہ کتاب مکتبۃ المرتضویہ، نجف کے زیر اہتمام 1352 ہجری میں شائع ہوئی ہے۔
محمد باقر مجلسی:

صفوی حکومت کا یہ مذہبی قائد، حق الیقین اور بحار الانوار جیسی کتابوں کا مولف 1111 ہجری میں جہنم رسید ہوا۔
نعمت اللہ الجزائری:

الانوار النعمانیہ نامی کتاب کا مولف۔ ہلاکت 1112 ہجری۔

محمد بن حسن العالی:

الایقاظ من الصحجة فی اثبات الرجعة نامی کتاب کا مولف۔ ہلاکت 1104 ہجری۔

آیت اللہ الخمینی:

مکمل نام روح اللہ المصطفیٰ احمد الموسوی الخمینی۔ اس کے والد احمد نے 1885 عیسوی میں ہندوستان کی سکونت ترک کر کے مستقل طور پر ایران میں رہائش اختیار کر لی۔ خمینی کی پیدائش قم شہر کے نواحی قصبہ خمین میں 1320 ہجری میں ہوئی۔ ولادت کے ایک سال کے بعد اس کے باپ کو قتل کر دیا گیا۔ سن بلوغ تک عمر پینچی تو اس کی ماں بھی وفات پا گئی۔ چنانچہ اس کے بڑے بھائی نے اس کی مکمل پرورش و کفالت کی ذمہ داری کو نبھایا۔ اسے بھی ماضی قریب میں امام غائب کا نائب سمجھا جاتا تھا۔ اور اپنے وقت میں شیعہ کا ممتاز

ترین مذہبی رہنما تھا۔ صفوی بادشاہت کے خلاف ایرانی مذہبی شیعہ انقلاب جس میں لاکھوں بے گناہ سنی مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا، اس کا بانی تھا۔

اس کی متعدد تالیفات میں سے ایک کتاب کشف الاسرار بھی ہے۔ اپنی اسی کتاب میں خمینی (لعنت اللہ علیہ) نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے یہ لکھا ہے:

ان اعمال عمر نابعة من الاعمال الکفر والزندقہ والمخالفات لآیات ورد ذکرہا فی القرآن۔ کشف الاسرار ص 116 مطبوعہ ایران ترجمہ: عمر کے جملہ اعمال، کفر، زندقہ اور قرآن میں وارد شدہ آیات کی مخالفت پر مبنی ہیں۔

اس کے علاوہ خمینی نے تحریر الوسیلہ اور الحکومت الاسلامیہ نامی کتب بھی تحریر کی ہیں۔ الحکومت الاسلامیہ میں خمینی نے لکھا ہے:

ان تعالیم الآئمہ تعالیم القرآن بحسب تنفیذہا واتباعہا۔ الحکومت الاسلامیہ ص ۱۳

ترجمہ: یقیناً آئمہ کی تعلیمات کا درجہ قرآن کی تعلیمات کے مساوی ہے۔ ان کا نفاذ اور ان کی پیروی دونوں لازم ہیں۔

خمینی تقریباً 89 سال کی عمر میں جہنم رسید ہوا... خمینی کے حاشیہ نشینوں نے اس کے برہنہ چہرہ میت کو شیشے کے تابوت میں بند کر کے تہران کے سب سے بڑے اور کشادہ میدان میں رکھ دیا... اس خمینی کے مریدوں اور عقیدت مندوں نے اس تابوت کے گرد طواف کیا... جب جنازہ چلا... تو جنازے میں تقریباً دس ملین رافضیوں کا جم غفیر بھی تھا... ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس کی میت کو لے جایا جا رہا تھا کہ تابوت نیچے گرا اور اس کے مریدوں نے اس کو چھونے کے لیے اس کے کفن کو تار تار کر دیا... اور وہ تصویر دنیا کے تمام اخبارات میں شائع ہوئی... اس کا جو مقبرہ بنایا گیا ہے... اس پر تعمیراتی اخراجات سات ارب ڈالر سے زیادہ آئے۔ اور یہ گولڈن گنبد جو ایران کا سب سے بلند ترین گولڈن گنبد ہے... یہ ایسے ملک میں موجود ہے جہاں آٹھ ملین سے زیادہ انسان بیروز گاری کی افیت میں مبتلا ہیں... اس گولڈن گنبد کو روح الاسلام کے نام سے موسوم کیا گیا۔

قسط نمبر ۱۹

شیعہ شریعہ کے مطابق بارہ اماموں کی امامت پر ایمان سب سے بڑا اور بنیادی عقیدہ ہے ان کے نزدیک اگر کوئی شخص ان مزعومہ آئمہ معصومین کی امامت پر ایمان نہیں لاتا تو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے

شیعہ شریعہ کے نزدیک ایمان باللہ و ایمان بالرسول کی مانند بلکہ اس سے بھی اہم ایمان بالامامت ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا اور انکی اطاعت فرض ہے اسی طرح بارہ اماموں کی اطاعت اور ان پر ایمان لانا بھی

فرض ہے

کلینی ابوالحسن عطار سے روایت کرتا ہے

امام اور رسول اطاعت کے لحاظ سے برابر ہیں

اصول کافی ج ۱ ص ۱۸ مطبوعہ ایران

اگلے ہی صفحہ پر یہ روایت بھی ہے

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ نحن الذين فرض الله طاعتنا الخ۔ اصول کافی ج ۱ ص مطبوعہ ایران

اللہ تعالیٰ نے ہماری اطاعت لوگوں پر فرض کی ہے ہمیں نہ جاننے والے کا عذر قابل قبول نہ ہوگا، ہماری معرفت (پہچان) ایمان اور ہمارا انکار کفر ہے جو ہمارا منکر ہے وہ گمراہ ہے جب تک کہ وہ ہماری معرفت حاصل کر لے اور ہماری اطاعت کرے۔ اصول کافی ج ۱

ص ۱۸۷

اسی طرح امام باقر سے روایت ہے فرمایا

اللہ تعالیٰ کی معرفت اس وقت تک کافی نہیں جب تک امام کی معرفت حاصل نہ ہو، اسی طرح اللہ کی عبادت بھی اس وقت تک قابل قبول نہیں جب تک امام کی معرفت حاصل نہ ہو، امام کی پہچان کے بغیر عبادت کرنے والا درحقیقت غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اور یوں ہی گمراہی میں اپنی محنت ضائع کرتا ہے۔

اصول کافی ج ۱ ص ۱۸۱ مطبوعہ تہران

شیعہ شراہ بریہ کے نزدیک امامت کا رتبہ تمام ارکان اسلام سے زیادہ ہے کلینی امام باقر کی ایک اور روایت پیش کرتا ہے کہ امام باقر نے فرمایا۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، ولایت یعنی امامت۔ ولم یبدأ بشئ مانودی بالولاية۔ اور اسلام میں جتنا زور اماموں کی ولایت و امامت پر ایمان لانے کے اوپر دیا گیا ہے اتنا زور کسی بھی رکن اسلام پر نہیں دیا گیا۔

اصول کافی ج ۲ ص ۱۸ مطبوعہ تہران

شیعہ راوی زرارہ امام باقر سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے فرمایا اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور امامت و ولایت، زرارہ کہتا ہے میں نے سوال کیا ان میں سے اہمیت و افضلیت کس چیز کی زیادہ ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا "الولاية افضل" یعنی ولایت (امامت) افضل ہے۔

اصول کافی ج ۲ ص ۱۸ مطبوعہ تہران

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے جب اماموں کی ولایت و امامت اس قدر اہم ہے تو کیا وجہ ہے کہ نماز روزے و دیگر تمام عبادات کا ذکر تو قرآن مجید میں کئی مقامات پر تفصیل سے موجود ہے مگر ولایت و امامت کا ذکر تو کیا اسکا نام و نشان تک نہیں بلکہ امامت انکے نزدیک ارکان اسلام کا ایک رکن اور اسلام کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے بلکہ وہ میثاق ہے جو عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے لیا تھا۔

بصائر الدرجات میں صفار (کلبینی کا استاد) امام باقر سے روایت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے علی علیہ السلام کی امامت و ولایت پر ایمان لانے کا وعدہ لیا تھا۔

بصائر الدرجات للصفار ج ۲ باب ۹ مطبوعہ ایران

تعب اس بات پر ہے کہ اتنی بڑی بات کیسے ممکن ہے کہ قرآن مجید میں اتنے اہم میثاق اور عہد کا تذکرہ تک موجود نہیں (اور یہی وہ بنیادی وجہ ہے شیعہ کے عقیدہ تحریف قرآن کی جس کا ذکر اپنے مقام پر آئے گا)

مذہب شیعہ شرا لبر یہ میں "امامت" انبیاء کرام سے کیا جانے والا عہد و میثاق ہی نہیں بلکہ یہ وہ امانت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں والوں اور زمینوں والوں پر پیش کی۔

کلبینی کا استاد شیعہ محدث صفار اپنی کتاب بصائر الدرجات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے میری ولایت آسمان والوں پر اور زمین والوں پر پیش کی جس نے اس پر ایمان لانا تھا وہ ایمان لایا جس کی قسمت میں انکار تھا اس نے انکار کیا (اور اگلا جملہ توحید ہی ہو گئی) انکار ہائوس فحبسہ اللہ فی بطن الحوت حتی اقر بھا۔

میری ولایت کا یونس نبی نے (عیاذ باللہ) انکار کیا تو اللہ نے انکو (بطور سزا) مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا حتیٰ کہ وہ میری ولایت پر ایمان لے آئے۔ بصائر الدرجات ج ۲ باب ۱۰ مطبوعہ ایران

مذہب شیعہ شرا لبر یہ کو اللہ کے اولوالعزم پیغمبر یونس علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرتے ہوئے ذرا بھی شرم و حیا محسوس نہ ہوئی اور آپ علیہ السلام پر الزام لگا دیا کہ انہوں نے حضرت علی کی امامت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا جس پر آپ کو بطور سزا مچھلی کے پیٹ میں چالیس روز و شب کے لئے قید کر دیا گیا چالیس دن کے بعد جب انہوں نے حضرت علی رض کی امامت کو تسلیم کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول کرتے ہوئے انکو مچھلی کے پیٹ سے آزاد کر دیا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

یہی صفار کلبینی کا استاد امام باقر کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ بھی لکھتا ہے کہ امام باقر نے فرمایا: آسمان میں فرشتوں کی ستر قسمیں

ہیں اگر تمام زمین والے مل کے بھی فرشتوں کو شمار کرنا چاہیں تو نہ کر سکیں وہ تمام کے تمام فرشتے ہماری ولایت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔
بصائر الدرجات ج ۲ باب 6 مطبوعہ ایران۔

جس عقیدے کی اتنی اہمیت اور حیثیت ہو اس کا قرآن مجید میں ذکر تک نہ ہو کیا عقلاً اس بات کو تسلیم کیا جاسکتا ہے؟
اگر بارہ اماموں کی امامت کو تسلیم کرنا اتنا ہی اہم ہوتا تو تفصیلاً نہیں تو کم از کم اشارۃً تو اس کا ذکر قرآن مجید میں ضرور موجود ہوتا؟
قل ھا تو ابرھائکم ان کنتم صادقین

قسط نمبر 20

محمد بن یعقوب کلینی صاحب اصول کافی امامت و ولایت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے امام جعفر صادق (رحمہ اللہ) سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اسلام کے ستون تین ہیں۔ نماز، زکوٰۃ اور ولایت۔۔۔ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر عند اللہ قابل قبول نہیں!

اصول کافی جلد 2، صفحہ 18، مطبوعہ ایران

(یہی کلینی جب امام باقر رحمہ اللہ سے روایت کرتا ہے تو اسلام کی بنیاد 5 چیزیں بتاتا ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور ولایت، لیکن ان کے بیٹے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے آنے تک روزہ اور حج اسلام کی دو بنیادیں ختم کر دی گئیں)
کلینی اپنے آٹھویں امام مزعومہ معصوم امام ابوالحسن رضا سے روایت کرتا ہے کہ:
علی علیہ السلام کی امامت صرف قرآن مجید میں ہی نہیں ہے بلکہ تمام گزشتہ صحیفوں میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء مبعوث فرمائے، سب نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور علی علیہ السلام کی وصایت اور امامت کی تبلیغ کی۔

اصول کافی جلد 1، صفحہ 437، مطبوعہ ایران

عقیدہ امامت دراصل تحریف قرآن کے افسانے کو وضع کرنے کے اسباب و محرکات میں سے سب سے بڑا سبب تھا کہ جب ان پر اعتراض کیا جاتا کہ اگر حضرت علی اور دیگر اماموں کی امامت پر ایمان لانا، اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے اور اس قدر اہمیت کا حامل ہے تو پھر اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اس کا ذکر کیوں نہیں کیا۔ جب کہ اس عقیدے سے کم اہمیت کے حامل عقائد کا ذکر وضاحت کے ساتھ قرآن مجید کی آیات میں مذکور ہے۔ تو شیعہ شراہر یہ نے اس اعتراض سے بچنے کے لیے یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ امامت ائمہ کا ذکر قرآن مجید میں موجود تھا، مگر موجودہ قرآن چونکہ اصلی قرآن کے مطابق نہیں (نعوذ باللہ) بلکہ یہ محرف اور تبدیل شدہ

ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام نے حضرت علی رض اور ان کی اولاد سے بغض و عداوت کی بنا پر ان تمام آیات کو قرآن مجید سے نکال دیا، جن میں ان کی امامت و خلافت کا ذکر تھا۔ اس کی چند مثالیں میں عرض کرتا ہوں۔

پہلی مثال:

کلبینی اصول کافی میں روایت کرتا ہے کہ امام باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حضرت علی ابن ابی طالب کا لقب امیر المومنین کس نے رکھا ہے؟

آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت علی کو امیر المومنین کہا ہے۔

پوچھا گیا کہ کون سی آیات میں؟

جواب دیا: واذا خذ ربک من بنی آدم من ظہور ہم ذریعتہم واشہد ہم علیٰ انفسہم الست برکم وان محمد رسولی وان علیاً امیر المومنین۔

اصول کافی جلد 1، صفحہ 412، مطبوعہ ایران

جب اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم سے انہیں گواہ بنا کر یہ عہد لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں اور کیا محمد میرے رسول نہیں اور کیا علی امیر المومنین نہیں؟ تو سب نے کہا: بلی۔۔۔ یعنی ہاں یارب۔

شیعہ شراہریہ نے اس آیت کا آخری حصہ قرآن مجید میں شامل کر لیا، جب کہ یہ الفاظ و کلمات قرآن مجید میں موجود نہیں۔ مگر مذہب شیعہ شراہریہ کے مطابق اصلی قرآن میں موجود تھے۔ مگر العیاذ باللہ صحابہ کرام نے حذف کر دیا، یعنی یہ قوم ایک یہودی الفکر عقیدے کے اثبات کے لیے اللہ تعالیٰ پر الزام لگانے اور اس کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے بھی باز نہیں آئے۔

دوسری مثال:

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فی علی فا تو بسورۃ من مثله۔

اصول کافی جلد 1، صفحہ 422

یعنی اگر تمہیں ان آیات میں کسی قسم کا شک ہو، جو ہم نے اپنے بندے علی کی شان میں نازل کی ہیں، تو اس قرآن جیسی ایک سورت بھی بنا کر دکھاؤ۔

شیعہ شراہریہ کے مطابق اس آیت میں سے فی علی کے کلمات نکال دیے گئے ہیں۔

تیسری مثال:

امام باقر رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

حضرت جبرائیل علیہ السلام اس آیت کو یوں لے کر آئے تھے:

قَالِ اَكْثَرُ النَّاسِ بُولَايَتِ عَلِيٍّ الْاَكْثَرُ۔

اصول کافی، جلد 1، صفحہ 425

یعنی لوگوں کی اکثریت نے حضرت علی کی امامت کے انکار کو اختیار کیا۔

چوتھی مثال:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فِي وَلَايَةِ عَلِيٍّ مَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ آلَ مُحَمَّدٍ نَارًا۔

اصول کافی جلد 1، صفحہ 425

اور کہہ دیجیے کہ علی کی ولایت کے مطابق حق تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ جو چاہے (علی کی ولایت پر) ایمان لائے اور جس کی مرضی ہو، انکار کر دے۔ ہم نے آل محمد پر ظلم کرنے والوں کے لیے جہنم تیار کی ہے۔

اس روایت سے بھی شیعہ شراہریہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اصلی قرآن مجید میں فی ولایت اور آل محمد کے الفاظ و کلمات موجود تھے مگر موجودہ قرآن سے انہیں نکال دیا گیا۔

پانچویں مثال:

کلینی ایک اور روایت بیان کرتا ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔
وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهٖ فِی عَلٰی لَکَانَ خِیْرًا لَّهٖم۔

اصول کافی جلد 1، صفحہ 424 مطبوعہ ایران

اگر یہ لوگ اس نصیحت پر عمل کرتے جو انہیں علی کے بارے میں کی گئی تھی تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔

اس آیت میں بھی شیعہ شراہریہ نے فی علی کا اپنی طرف سے اضافہ کر دیا ہے۔

چھٹی مثال:

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف اگلی روایت منسوب کرتے ہوئے کلینی یہ کہتا ہے کہ انہوں نے کہا:

یہ آیت جبرائیل علیہ السلام یوں لے کر نازل ہوئے تھے:

یا ایھا الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزل فی علی نور مبینا۔ اصول کافی جلد 1، صفحہ 417

اے اہل کتاب تم ان آیات پر ایمان لے آؤ، جو ہم نے علی کی شان میں نازل کی ہیں، اور وہ واضح نور کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس آیت میں بھی شیعہ شراہبر یہ نے اس آیت میں فی علی کا اضافہ کر دیا۔

ساتویں مثال:

باسما شتر و ابہ أنفسهم ان یکفر و بما انزل اللہ فی علی بغیا۔ اصول کافی جلد 1، صفحہ 417

برری ہے وہ چیز جو انہوں نے حضرت علی کے لیے نازل ہونے والی آیات کے بدلے میں ظلم کا ارتکاب کرتے ہوئے خریدی ہے۔ یہاں بات سمجھانے کے لیے تحریف قرآن کی صرف چند مثالیں میں ذکر کر رہا ہوں۔ شیعہ شراہبر یہ کے عقیدہ تحریف قرآن میں تفصیلا اس کا ذکر آئے گا۔ تو ثابت یہ ہوا کہ امام کی شان شیعہ شراہبر یہ کے ہاں تمام مراتب، ولایت، صحابیت، نبوت و رسالت سے اعلیٰ و افضل ہے۔ شیعہ شراہبر یہ نے امام کے لیے جو مرتبہ متعین کر دیا ہے، اس کی زد میں خالق آئے یا مخلوق، اس کی سلامتی ناممکن ہے۔ اسی لیے ان کے تمام عقائد کی بنیاد مسئلہ امامت پر ہے۔

مثلاً (1) عقیدہ بداء، (2) کفر انبیاء (نعوذ باللہ)، (3) ارتداد صحابہ، (4) کفر امہات المؤمنین، (5) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہونے کا انکار (6) تقیہ، (7) متعہ۔

اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے کہ امامت میں پس و پیش کی وجہ سے بداء کا مسئلہ لازمی اور ضروری ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے متعلق بعض اشیاء سے جاہل، بے خبر اور بے علم ہونے کا عقیدہ اسی لیے ایجاد ہوا کہ مسئلہ امامت میں کمی بیشی کا مسئلہ حل ہو جائے۔ حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام پر کفر کا الزام اس لیے دھر دیا گیا کہ بقول ان کے ان میں ائمہ کے ساتھ حسد تھا۔ خلفاء ثلاثہ پر غصب خلافت کا الزام اسی لیے تھوپا اور ان پر تبر ابازی بھی اسی لیے کی گئی اور شیخین کی صاحبزادیاں ہونے کی بنا پر ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر تبر ابازی بھی اسی مقصد کے لیے کی گئی اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقد میں ہونے کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہونے کا انکار بھی اسی عقیدہ بداء کی ایک شاخ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ چونکہ خلفائے ثلاثہ کے ہاتھ پر بیعت کر بیٹھے اور پھر ان کی اقتداء میں نمازیں بھی پڑھتے رہے تو اس کی کوکھ سے تقیہ کا عقیدہ پیدا ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن چونکہ متعہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا لیکن اس کا عام اعلان مختلف بلاد اسلامیہ میں چونکہ سیدنا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے پہنچایا، اسی لیے فاروق اعظم کی مخالفت کرنے کی وجہ سے متعہ کا حق ہونے اور اس کے فضائل و کمالات کا عقیدہ وجود میں آیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ ان تمام مردود اور باطل عقائد و نظریات کی بنیاد صرف اور صرف مسئلہ امامت پر ہے۔ اسی مسئلہ امامت کا ذکر کرتے ہوئے مشہور مجتہد و محدث ابن شہر آشوب اپنی کتاب

مناقب آل ابی طالب میں لکھتا ہے:

قال اللہ تعالیٰ لنفسه وهو العظیم وفيه وجعلنا لحم لسان صدق علیا و قال لنفسه وهو يطعم ولا يطعم وفيه الخ
مناقب آل ابی طالب، جلد سوم، صفحہ 238، مطبوعہ قم

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت العلیٰ بیان کی۔ اور حضرت علی کو بھی علی کہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کو کھانا کھلانے والا کہا اور یہی صفت حضرت علی کو بھی عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے نہ نیند اور نہ ہی اونگھ آنے کی صفت بیان کی اور حضرت علی علیہ السلام کو شب بیداری کرنے والا کہا۔ اللہ تعالیٰ نے خود کو بھی واحد کہا اور علی کو بھی واحد کہا۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ قریش کو تمہاری وجہ سے نصیحت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو مالک الملک کہا اور حضرت علی کو ملک کبیر کا مالک فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے یحجیم ویحجونہ کہا اور حضرت علی کو علی حبہ مسکینا کہا۔

خلاصہ کلام: اس روایت میں ابن شہر آشوب جو شیعہ شرا البریہ کا ایک بہت ہی بڑا اور بلند پایہ مجتہد و محدث ہے، اس نے اس مقام پر پوری پوری کوشش کی کہ قرآن مجید میں جس مقام پر جو صفات اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے بیان فرمائیں، وہ تمام صفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے ثابت کی جائیں۔ اور اس طرح اللہ اور اس کے ایک بندے کے درمیان صفات میں مساوات اور برابری دکھائی جائے۔ اس سے بڑھ کر اللہ رب العزت کی شان اقدس میں کیا گستاخی ہو سکتی ہے کہ اسے اور اس کے بندے کو ایک کر دیا جائے۔

قسط نمبر 21

شیعہ شرا البریہ امامت حضرت علی رض کو مقام ربوبیت پر کس طرح لے جاتے ہیں اسکی مثال۔

قال علی علیہ السلام فی بعض خطبہ انا عندی مفاتیح الغیب لا یعلمھا بعد رسول اللہ الا انا انا ذوالقرنین المذکور فی صحف الاولی انا صاحب خاتم سلیمان انا والی الحساب انا صاحب الصراط والموقف انا قاسم الجنة والنار انا آدم الاول انا نوح الاول انا آیت الجبار انا حقیقة الاسرار انا موروک الاشجار انا مولغ الاثمار انا مفجر العیون انا مجری النھار انا خازن العلم انا طور الحکم انا امیر المؤمنین انا عین الیقین انا حجة اللہ فی السموات والارض۔

جلاء العیون ج دوم ص 60 - 61 مطبوعہ ایران

جناب علی علیہ السلام نے اپنے بعض خطبات میں ارشاد فرمایا میں وہ ہوں جس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جنہیں بعد رسول اللہ (

صلی اللہ علیہ وسلم) میرے سوا کوئی نہیں جانتا، میں وہ ذوالقرنین ہوں جسکا ذکر صحفِ اول میں ہے، میں خاتم سلیمان کا مالک ہوں، میں قاسم جنت و نار ہوں، میں اول آدم ہوں، میں اول نوح ہوں، میں جبار کی آیت ہوں، میں اسرار کی حقیقت ہوں، میں درختوں کو پتوں کا لباس دینے والا ہوں، میں پھلوں کا پکانے والا ہوں، میں چشموں کو جاری کرنے والا ہوں، میں نہروں کو بہانے والا ہوں، میں علم کا خزانہ ہوں، میں حلم کا پہاڑ ہوں، میں امیر المؤمنین ہوں، میں سرچشمہ یقین ہوں، میں زمینوں اور آسمانوں میں حجت خدا ہوں، میں متزلزل کرنے والا ہوں، میں صاعقہ ہوں، میں حقانی آواز ہوں، میں قیامت ہوں، انکے لئے جو قیامت کی تکذیب کریں، میں وہ کتاب ہوں جس میں کوئی ریب (شک) نہیں، میں وہ اسماء حسنیٰ ہوں جنکے ذریعہ رب نے دُعا قبول کرنے کا حکم دیا، میں وہ نور ہوں جس سے موسیٰ نے ہدایت کا اقتباس کیا، میں صور کا مالک ہوں، میں قبروں سے مردوں کو نکالنے والا ہوں (یعنی زندہ کرنے والا ہوں قیامت کے دن)، میں یوم النشور کا مالک ہوں، میں نوح کا ساتھی اور اسکو نجات دینے والا ہوں، میں ایوب بلار سیدہ کا صاحب اور اسکو شفاء دینے والا ہوں، میں نے اپنے رب سے امر سے آسمانوں کو قائم کیا، میں صاحب ابراہیم ہوں، میں حکیم کا بھید ہوں، میں ملکوت کو دیکھنے والا ہوں، میں وہ جی (ہمیشہ زندہ رہنے والا) ہوں جسے موت نہیں، میں تمام مخلوقات پر ولی حق ہوں، میں وہ ہوں کس کے سامنے بات نہیں بدل سکتی، مخلوق کا حساب میری طرف سے ہے، میں وہ ہوں جسے امر مخلوق تفویض کیا گیا، میں خلیفۃ اللہ ہوں۔

یہ خطبہ جو جلاء العیون سے نقل کیا گیا اسے حضرت علی رض کا خطبہ کہا گیا ہے اگر کوئی صاحب علم و صاحب انصاف اس خطبہ کو محض سرسری نظر سے ہی دیکھے تو اس کے لئے یہ فیصلہ کرنا کوئی مشکل نہیں کہ اگر یہ خطبہ واقعی حضرت علی رض کا ہی ہے تو جو جو دعاوی کئے گئے ہیں اس خطبہ میں اس سے تو حضرت علی رض دوسرے خدا بن بیٹھے ہوں نعوذ باللہ: کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات من وعن انہوں نے اپنے لئے لازم قرار دے دیں نہ ان میں کوئی تاویل کی گئی اور نہ ہی ان میں کوئی حقیقت و مجاز کا سہارا لیا گیا اور اللہ کے ساتھ کسی بھی دوسرے کو اسکی صفات میں مثل اور مساوی ماننا شرک صریح ہے اور شرک ہی ایک ایسا گناہ ہے جو ناقابل معافی ہے کل روز قیامت اللہ چاہے گا تو باقی سارے گناہ معاف فرمادے گا لیکن شرک قطعاً قابل معافی نہیں۔

شیعہ شراہیہ کے عقائد ائمہ کے بارہ میں جیسے جیسے پڑھتے جائیں یوں محسوس ہوتا ہے انسان پاگلوں کی کہانی انکی اپنی زبانی پڑھ رہا ہے۔

وکان لنبی صلی اللہ علیہ وسلم خلیفتان فی الخبران النبی بکی عند موتہ فجاء جبریل و قال لم تنکی قال لامتی من لھم فرجع ثم قال ان اللہ تعالیٰ یقول انا خلیفتک فی امتک و قال صلی اللہ علیہ وسلم لعلی علیہ السلام انت تلغ عنی رسالاتی قال یا رسول اللہ اما بلغت قال بلی و لکن تلغ عنی تاویل الکتاب الخ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خلیفہ تھے: حدیث میں وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے انتقال کے وقت روئے، جبریل نے حاضر ہو کر رونے کا سبب پوچھا، فرمایا، رونا اس بات کا ہے کہ میری امت کا کون ہوگا، جبرائیل اللہ کی بارگاہ میں گئے، واپس آ کر کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہارا تمہاری امت میں خلیفہ ہوں گا (یعنی خود اللہ تعالیٰ)، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض کو فرمایا، تو میری رسالت کو پہنچائے گا؟ حضرت علی رض نے عرض کی حضور! آپ نے نئی پہنچائی؟ فرمایا کیوں نہیں! لیکن تیرے ذمہ میری طرف سے کتاب (قرآن) کی تاویل کی تبلیغ کرنا ہے۔

ابن شہر آشوب جو اپنے وقت کا شیعہ کا بہت بڑا محدث اور مجتہد ہے اس نے واضح الفاظ میں لکھ دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خلیفہ تھے ایک حضرت علی رض اور ایک خود اللہ تعالیٰ:

اب قابل غور و فکر بات یہ ہے

ایک طرف ہمہ وقت شیعہ شراہریہ کار و ناپیٹنایہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک ہی خلیفہ ہے اور وہ ہیں حضرت علی رض

لیکن یہاں واضح الفاظ میں ابن شہر آشوب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خلیفہ ذکر کر دئے۔ اب یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں نمبر ۱، کیا دونوں خلیفہ بیک وقت خلیفہ بنے یعنی حضرت علی رض اور اللہ تعالیٰ؟ اگر یہی مان لیا جائے تو دونوں کے ذمہ کیا کیا کام تھے؟ ایک کا کام تو ابن شہر آشوب نے ذکر کر دیا کہ حضرت علی رض کتاب اللہ کی تاویلات بتانے کے لئے خلیفہ بنے۔ اب دوسرے خلیفہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کون سا کام لگاؤ گے؟

اس صورت میں اگر یہ کہو کہ بظاہر نام کے اعتبار سے دو خلیفہ ہیں حقیقت میں ایک ہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے مراد کوئی الگ خلیفہ نہیں بلکہ حضرت علی رض کے ہی دور و پ ہیں تو یہ تو وہی مذہب ہوا جو بانئ مذہب عبد اللہ بن سبا یہودی کا تھار جال کشی کی وہ عبارت جو غالباً ابتدائی اقساط میں پہلے بھی میں ذکر کر چکا ہوں دوبارہ اسے نقل کرتا ہوں۔

وذكر بعض اهل العلم ان عبد الله بن سبا كان يهودياً قاسماً ووالى علياً عليه السلام وكان يقول وهو على يهوديته في يوشع ابن نون وصي موسى بالغلو۔ فقال في إسلامه بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم في علي عليه السلام مثل ذلك وكان اول من اشهر بالقول بفرض امامة علي واظهر البراءة من اعدائه وكاشف مخالفيه وكفرهم فمن ههنا قال من خالف الشيعة ان اصل الشيعة والر فض ماخوذ من اليهودية۔

رجال کشی مطبوعہ کربلا ص ۱۰۱

بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا، پھر مسلمان ہوا، پھر حضرت علی رض کا گہرا دوست بن گیا، یہودی ہوتے ہوئے یہ حضرت یوشع بن نون خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق غلو سے کام لیا کرتا تھا اور جب اسلام لایا تو حضرت علی رض کے بارہ میں مبالغہ آمیز باتیں کیں، یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علی رض کے متعلق امامت کے فرض ہونے کا قول کیا اور حضرت علی رض کے مخالفوں اور دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کیا، آپ کے مخالفین کو بے حجاب کیا، اور ان کے کفر کو واضح کیا، اسی وجہ سے شیعہ کے مخالف کہتے ہیں کہ رفض و شیعیت دراصل یہودیت کا دوسرا نام ہے۔

صاحب رجال کشی نے واضح کر دیا کہ شیعہ شراہر یہ میں مبالغہ آرائی کی بنیاد عبداللہ بن سبا تھا جس نے حضرت علی رض کے متعلق خدا ہونے کا دعویٰ کیا جیسا کہ پانچویں مزمومہ معصوم امام باقر رحم نے بھی فرمایا

سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول لعن اللہ عبد اللہ بن سبا نہ ادعی الربوبیۃ فی امیر المؤمنین علیہ السلام وکان واللہ امیر المؤمنین علیہ السلام عبد اللہ طاعا الویل لمن کذب علینا وان قوما یقولون فینا مالا نقوہ فی انفسنا نترأی اللہ منہم نترأی اللہ منہم۔
رجال کشی مطبوعہ کربلا ص ۱۰۱

ابان بن عثمان کہتا ہے میں نے امام باقر علیہ السلام سے سنا آپ نے فرمایا اللہ "عبداللہ بن سبا" پر لعنت کرے کیونکہ اس شخص نے حضرت علی علیہ السلام کے بارہ میں ربوبیت کا دعویٰ کیا تھا: حالانکہ خدا کی قسم: حضرت علی علیہ السلام اللہ کے فرمانبردار بندے تھے : جھوٹے کے لئے جہنم: کچھ لوگ ہمارے بارے میں ایسی مبالغہ آمیز باتیں کرتے ہیں جو ہم نے اپنے متعلق نہیں کہیں ہم اللہ تعالیٰ سے انکے بارہ میں بیزاری چاہتے ہیں۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ اگر شیعہ شراہر یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بننے کا یہ معنی کریں کہ اس سے مراد حضرت علی ہی ہیں تو انکی یہ مراد بے جا نہیں کیونکہ ایسا انکی کتب میں موجود دوند کور ہے

قسط 22

بانی مذہب شیعہ شراہر یہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس روایت سے یہی مذہب ثابت ہوا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رب مانتا تھا جیسا کہ اس کی مکمل تفصیل گزشتہ قسط میں گزر چکی ہے اور یہ شرک صریح ہے، جس کی معافی نہیں۔ امام باقر رحمہ اللہ نے اس روایت میں اس بات کی بھی وضاحت فرمادی کہ ہمارے شیعوں میں بھی ایک ایسی قوم ہے کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا مانتی جانتی ہے۔ چاہے وہ ہمارے ہی ہیں۔ اس غلط عقیدے کی بنا پر ہم ان پر لعنت بھیجتے ہیں اور ان سے بیزاری طلب کرتے

ہیں۔ یہ لعنت اور بیزاری اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے متواضع اور فرماں بردار بندے تھے اور انہوں نے کبھی بھی اپنے متعلق رب ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

دوسرا احتمال:

کہ ان دونوں کی خلافت یکے بعد دیگرے تھی۔ اگر ایسا ہی معاملہ تھا تو پہلے کون خلیفہ بنا، پھر اس کے بعد دوسرا کون بنا؟ اگر اللہ تعالیٰ کو خلیفہ اول مانا جائے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل ثابت نہیں ہوئی اور اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول مانا جائے تو لا محالہ اللہ تعالیٰ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ثانی ماننا پڑے گا (نعوذ باللہ)

دونوں صورتوں میں یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں بہت بڑی گستاخی ہے اور صریح کفر ہے۔ لہذا شیعہ شراہبر یہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اللہ تعالیٰ کو قرار دے کر اللہ رب العزت کی توہین کی ہے۔ شیعہ شراہبر یہ اپنے آئمہ کی گستاخی کرتے کرتے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بھی گستاخ بنے اور پھر اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی گستاخیوں پر اتر آئے۔

عن ابراہیم بن محمد الحزار و محمد بن حسین قال دخلنا علی ابی الحسین الرضا علیہ السلام فحکینا ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ فی صورۃ الشاب الموفق فی سن ابناء ثلاثین سنۃ الخ

(اصول کافی جلد اول، صفحہ 100، 101۔ مطبوعہ تہران)

ابراہیم بن محمد الحزار اور محمد بن حسین کہتے ہیں کہ ہم دونوں امام رضا کے پاس حاضر ہوئے اور ہم نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب اللہ تعالیٰ کو ایک تیس سالہ نوجوان کی صورت میں دیکھا اور ہم نے کہا۔ ہشام بن سالم، صاحب الطاق اور میثمی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس اللہ کا دھڑناف تک خالی تھا اور اس سے نیچے قدموں تک سخت اور ٹھوس تھا۔ (نعوذ باللہ)

یہ سن کر امام رضا سجدے میں گر گئے پھر کہا: اللہ تو پاک ہے، ان لوگوں نے نہ تجھے پہچانا، نہ تیری توحید جانی، اسی وجہ سے انہوں نے تجھے ایسی صفات سے یاد کیا۔ تو پاک ہے، اگر یہ جان لیتے تو تیری ایسی صفات بیان کرتے جو تو نے اپنے متعلق خود بیان کی ہے۔ تو پاک ہے، ان کے دلوں نے کیسے گوارا کیا کہ تجھے کسی دوسری چیز کے ساتھ مشابہت دے بیٹھے۔ اے اللہ! میں تیری وہی صفات کہوں گا، جو تو نے اپنے متعلق خود کہی ہے اور مخلوقات میں سے کسی سے تجھے مشابہت نہ دوں گا، تو ہر تعریف کا مستحق ہے۔ مجھے ظالموں کی قوم میں سے نہ کرنا۔

اہل علم حضرات غور فرمائیں کہ شیعہ شراہبر یہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذات کیسی ہے؟ اور خاص کر ان کے گروہشام بن سالم، صاحب الطاق اور میثمی تو اللہ تعالیٰ کے بارے میں انتہا پر پہنچ گئے۔ اسے تیس سالہ نوجوان ثابت کرنے کے بعد اس کا آدھا دھڑاندر سے خالی

اور بقیہ سخت اور مضبوط ثابت کیا۔ تو یہ عقیدہ ایسا شرکیہ بلکہ کفریہ عقیدہ ہے کہ ہر آدمی اسے سن کر کانپ اٹھتا ہے۔ جب یہی خرافات امام رضارح کے سامنے بیان ہوئیں تو انہوں نے خوف خدا اور عذاب خدا کے ڈر سے فوراً سجدہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی تقدیس و تسبیح بیان فرمائی اور فرمایا کہ ان لوگوں کو تیری معرفت حاصل نہیں۔ ان لوگوں نے تجھے غیر کے مشابہہ بنا دیا، حالاں کہ تو مخلوقات میں سے کسی کے مشابہہ نہیں۔ میرا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں۔
تو ہین انبیاء کرام:

امامت و ولایت اہل بیت کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں محبوس کر دیا! بسند معتبر از امیر المومنین منقول از کہ حق تعالیٰ عرض کرد ولایت را بر اہل سماں ہا و زمین پس قبول کرد ہر کہ قبول کرد و انکار کرد ہر کہ انکار کرد چنانچہ باید قبول نکرد یونس تا آنکہ خدا اورادر شکم ماہی جس کرد تا قبول کرد چنانچہ شرط قبول بود
(حیاء القلوب۔ جلد اول، صفحہ 459۔ مطبوعہ تہران)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے معتبر سند کے ساتھ منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ولایت کو آسمانوں اور زمین والوں پر پیش کیا۔ تو جس نے قبول کرنا تھا، قبول کیا اور جس نے انکار کرنا تھا، انکار کیا۔ لیکن حضرت یونس علیہ السلام نے جس طرح قبول کرنا تھا، قبول نہ کیا، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیا، پھر انہوں نے بھی قبول کر لیا، جیسا کہ قبول کرنے کی شرط تھی۔
تو ہین آدم و حوا علیہم السلام:

چوں سر بالا کردند دیدند نام محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین و امان بعد ایشاں (صلوات اللہ علیہم اجمعین) را کہ بر ساق عرش نوشته بود بنوری از انوار خداوند جبار گفتند انہ۔

(حیاء القلوب۔ جلد اول، صفحہ 49۔ مطبوعہ تہران)

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم و حوا علیہ السلام کو پیدا کر کے جنت میں رہنے کا حکم دیا تو جب انہوں نے جنت میں سر اٹھا کر اوپر دیکھا تو عرش کے پائے پر محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین اور ان کے بعد آنے والے آئمہ کے نام لکھے دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام نام اپنے نور سے لکھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ! یہ نام والے کتنے گراں قدر ہیں اور تیری بارگاہ میں کس قدر محبوب و بزرگ ہیں؟
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم و حوا! میرے ان انوار کی طرف حسد کی نگاہ سے نہ دیکھنا، ورنہ اس مقام بلند سے اور اپنے قرب سے محروم کر دوں گا اور تم پر اپنی طرف سے ذلت و رسوائی اتار دوں گا۔ لیکن انہوں نے ان انوار کو بنظر حسد دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنا قرب چھین لیا۔ اور اپنی عنایات و کرم ان سے اٹھالیے۔

شیعہ اصول کفر میں سے ایک اصول کفر آدم علیہ السلام میں تھا (معاذ اللہ):

عن ابی بصیر قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام اصول الکفر ثلاثۃ الحرص والا ستکبار والحسد فاما الحرص فان ادم علیہ السلام حین نہی عن الشجرۃ حملہ الحرص علی من اکل منها الخ

اصول کافی ج ۲ ص ۲۸۹ مطبوعہ تہران

امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ کفر کے اصول تین ہیں: (1) حرص۔ (2) تکبر (3) حسد

حرص: جب آدم علیہ السلام کو ایک درخت سے منع کیا گیا تو حرص ہی نے ان کو اس میں سے کھانے پر مجبور کیا۔

تکبر کرنا: ابلیس کو جب حکم دیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، تو اسی تکبر نے اسے انکار پر مجبور کیا۔

حسد: آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے نے دوسرے بیٹے کو اسی حسد کی بنا پر قتل کر دیا۔

مسلمانوں کے تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں، لیکن شیعہ شریعہ انبیاء کرام کی عصمت پر اس وقت

قائل ہوتے ہیں جب وہ ولایت علی کا دل کی گہرائیوں سے اقرار کریں۔ اگر کسی نے ولایت علی کا اقرار نہ کیا تو اس کی اسے سزا دی جاتی

ہے۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام نے تو دو بڑی غلطیوں کی سزا بھگتی کہ انہوں نے محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین اور آئمہ کے انوار کو

حسد کی نگاہ سے دیکھا اور حسد چونکہ شیعہ شریعہ کے نزدیک کفر کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے، لہذا اس کے ارتکاب کے

بعد حضرت آدم نعوذ باللہ کفر کے مرتکب ہوئے اور انہیں اس کی سزا دی گئی، جس طرح شیطان ایک دوسرے اصول کفر یعنی تکبر

کرنے کی پاداش میں مردود ہوا، پھر آدم علیہ السلام نے دوسرا اصول کفر یعنی حرص بھی اپنایا اور درخت کا پھل اسی حرص نے کھلایا تو

گویا شیطان مردود نے ایک اصول کفر کیا اور حضرت آدم علیہ السلام نے دو اصول کفر یعنی حرص اور حسد اپنائے، جس کا واضح اور

صاف مطلب یہ ہے کہ شیعہ شریعہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو معاذ اللہ شیطان سے بھی گیا گزرا ثابت کر دیا۔ چونکہ شیطان نے

ایک کفر کا ارتکاب کیا اور ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے دو کا ارتکاب کیا۔

اس کے علاوہ انتہائی افسوس کی بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے مرتبہ امامت اتنا بلند و بالا گھڑ لیا ہے کہ جس کی وجہ سے کوئی نبی اس کے

اقرار کے بغیر مقام نبوت پر فائز نہیں رہ سکتا، بلکہ اس جرم پر ان کو سزا دی جاتی ہے۔ اور ان عقل کے اندھوں کو اتنا بھی معلوم نہیں

کہ کیا کبھی والدین بھی اپنی اولاد کے حسن و جمال یا ان کے مقام و مرتبہ کو دیکھ کر حسد کرتے ہیں؟

تو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ ان کے اپنے اذہان کا گھڑا ہوا ہے

حویزی نے اپنی تفسیر میں ایک روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما چوتھے مزمومہ معصوم امام زین العابدین رحمہ اللہ کے پاس آئے اور پوچھا: اے ابن الحسین! کیا آپ نے کہا ہے کہ یونس ابن متی (علیہ السلام) کو مچھلی کے پیٹ میں اس لیے ڈال دیا گیا تھا کہ آپ پر میرے دادا کی ولایت پیش کی گئی تھی تو آپ نے اسے توقف کرنے میں تردد کیا تھا؟

آپ نے کہا: ہاں تیری ماں تجھے روئے۔ اس نے (عبد اللہ ابن عمر نے) کہا: اگر آپ سچے ہیں تو مجھے کوئی نشانی دکھائیے۔ آپ نے (امام زین العابدین نے) اپنی اور میری آنکھوں پر پٹی باندھنے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہمیں آنکھیں کھولنے کا حکم دیا۔ اچانک ہم نے دیکھا کہ ہم ایک ٹھاٹھیں مارتے سمندر کے کنارے کھڑے ہیں۔ ابن عمر نے کہا: میرے آقا! میرا خون آپ کی گردن پر، میرے بارے میں خدا سے ڈریے۔ آپ نے کہا، آرام و سکون کے ساتھ، اگر تو سچا ہے تو؟

پھر کہا: اے مچھلی!

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں

سمندر سے ایک مچھلی کا سر نمودار ہوا۔ گویا ایک بہت بڑا پہاڑ ہے۔ وہ کہہ رہی تھی کہ اے اللہ کے ولی! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔

آپ نے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میرے آقا! اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) سے لے کر تیرے نانا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تک کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا، جس پر تم اہل بیت کی ولایت نہ پیش کی گئی ہو۔ ان انبیاء کرام میں سے جس نے ولایت کو تسلیم کر لیا، وہ محفوظ رہا اور چھٹکارا پانگیا اور جس نے توقف کیا اور اسے تسلیم کرنے میں پس و پیش کی، اسے امتحان میں ڈال دیا گیا۔ اسی وجہ سے آدم کو مصیبت میں مبتلا کیا گیا، اسی وجہ سے نوح کو طوفان میں مبتلا کیا گیا، اسی وجہ سے ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا، اسی وجہ سے یوسف کو کنویں میں پھینکا گیا، اسی وجہ سے ایوب کو امتحان میں ڈالا گیا، اسی وجہ سے داؤد سے غلطی سرزد ہوئی۔ حتیٰ کہ خدا نے یونس کو مبعوث کیا اور اس کی طرف وحی کی کہ اے یونس! امیر المومنین کی ولایت تسلیم کر لے۔ (تفسیر نور الثقلین۔ جلد 3، صفحہ 435)

اسی جیسی ایک روایت بحرانی نے اپنی تفسیر البرہان کے مقدمے میں نقل کی ہے۔ بیان کرتا ہے کہ سلمان نے علی (علیہ السلام) سے کہا: اے امیر المومنین! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ ہی زمین پر خدا کی وہ حجت ہیں، جس کے طفیل آدم کی توبہ قبول ہوئی، آپ ہی کے وسیلے سے یوسف نے کنویں سے نجات پائی اور آپ ہی کی وجہ سے ایوب کو خدا نے (مصیبت سے) نجات دے کر اپنی نعمت عطا فرمائی۔ (تفسیر البرہان "مقدمہ" صفحہ 27)

معانی الاخبار میں بھی ایک روایت ہے کہ ابو عبد اللہ سے علی علیہ السلام کے اس قول کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟

ہمارا معاملہ بہت مشکل اور دشوار ہے۔ سوائے مقرب فرشتے، ایسے نبی کو جو رسول بھی ہو، اور اس بندے کو جس کے دل کا خدا نے امتحان لے لیا ہو، کوئی اس کا اقرار نہیں کر سکتا۔ (آپ نے اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ فرشتوں میں کچھ فرشتے مقرب ہیں اور کچھ غیر مقرب۔ نبیوں میں کچھ رسول ہیں اور کچھ رسول نہیں۔ مومنین میں کچھ ایسے ہیں، جن کا امتحان لیا گیا تھا اور کچھ ایسے جنہیں امتحان میں مبتلا نہیں کیا گیا۔ تمہارا معاملہ فرشتوں پر پیش کیا گیا تو ان میں سے صرف مقرب فرشتوں نے اسے تسلیم کیا۔ انبیاء پر پیش کیا گیا تو ان میں سے صرف رسولوں نے اقرار کیا۔ مومنین پر پیش کیا گیا تو ان میں سے صرف ان مومنین نے اقرار کیا جو امتحان میں مبتلا ہو چکے تھے۔ (مقدمۃ البرہان۔ صفحہ 26)

ابن بابویہ قمی نے ابوالانبیاء حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں لکھا ہے: کہ وہ کلمات جو خدا نے آدم کو عطا فرمائے تھے اور جن کی وجہ سے آدم کی توبہ قبول ہوئی، وہ یہ تھے کہ آپ نے محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کے وسیلے سے سوال کیا تھا۔ (کتاب الخصال۔ جلد 1، صفحہ 270)

شیعہ شراہیریہ نے انبیاء و رسل کے علاوہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ کے وہ صادق و مصدوق پیغمبر (میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں) جنہیں اللہ رب العزت نے پوری مخلوق میں سے افضل بنایا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء پر فضیلت عطا کی۔ جن کی رسالت کو نین میں پھیلی ہوئی ہے اور جن کی رسالت کا اقرار ہر جن و بشر پر لازم کیا گیا ہے۔ اعلان نبوت سے آج تک اور آج کے بعد سے قیامت تک صرف انہی کی سرداری رہے گی۔ انہی کے ہاتھ میں لواء حمد ہو گا۔ حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام تک تمام انبیاء کرام اور قیامت تک آنے والے تمام برگزیدہ اولیاء انہیں کے زیر سایہ ہوں گے۔ ہاں ہاں وہ تاجدار مدینہ جسے اللہ نے ان صفات سے نوازا جو دوسرے انبیاء و رسل کو نہیں ملیں۔ اور جو خوبیاں کائنات میں کسی کو نہ مل سکیں، وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئیں۔ ان کے بارے میں محمد ابن یعقوب کلینی لکھتا ہے کہ علی علیہ السلام نے اپنے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے کہا: میں جنت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والا ہوں، میں فاروق اکبر ہوں، میں صاحب عصائے موسیٰ ہوں، میں میسم ہوں، میرے لیے تمام فرشتوں اور رسولوں نے ویسا ہی اقرار کیا ہے، جیسا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے کر چکے ہیں، مجھ پر بھی خدا نے ویسی ہی چیز اتاری ہے، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی حکم الہی سے گفتگو کرتے ہیں اور میں بھی حکم الہی سے گفتگو کرتا ہوں۔ یہاں تک تو میں (یعنی علی رضی اللہ عنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم) برابر برابر ہیں، لیکن اس کے علاوہ مجھے ایسی خوبیاں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ مجھے آفتوں اور مصیبتوں کا علم عطا کیا گیا، انساب اور فصل الخطاب کا علم بخشا گیا۔ جو مجھ سے پہلے ہو چکا، وہ بھی میرے علم میں ہے اور جو مجھ سے

غائب ہے، وہ بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ (اصول کافی۔ صفحہ 97، 196۔ جلد 1۔ مطبوعہ تہران)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی تمام خوبیوں میں برابر برابر ہیں لیکن کچھ ایسی خوبیاں بھی ہیں، جو صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دی گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی گئیں (معاذ اللہ)۔ کیوں کہ آپ بشر ہیں اور بشر اپنی شان بشریت کے ساتھ جس مقام منزلت تک بھی پہنچ جائے، بہر حال ان خوبیوں کو نہیں حاصل کر سکتا، لیکن حضرت علی اس لیے حضور سے بڑھ کر ہیں کہ آپ (انکے نزدیک) شاید عالم بشر سے بلند تر ایک ہستی ہیں۔

خدا کی پناہ مانگتے ہیں ہم، اس غلط عقیدے سے:

اور عملاً بھی ان لوگوں کا یہی عقیدہ ہے۔ صاحب الرجال کشی کہتا ہے کہ حضرت علی نے کہا: میں خدا کا چہرہ ہوں، میں خدا کا پہلو ہوں، میں ہی اول ہوں، میں ہی آخر ہوں، میں ہی ظاہر ہوں، میں ہی باطن ہوں، میں زمین کا وارث ہوں، میں خدا کا وہ راستہ ہوں، جس کے ذریعے اس تک پہنچا جاتا ہے۔

(رجال کشی صفحہ 184)

شیعہ شرا البریہ سے کچھ بھی بعید نہیں کیوں کہ جھوٹ ان کی عادت ہے۔ ان لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں ہمیشہ کم تر دکھانے کی جسارت کی۔ پچھلی اقساط میں، میں بہت سی روایات اس ضمن میں بیان کر چکا ہوں۔ دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن اب کچھ ایسی روایات جو پیچھے نہیں گزریں، اب وہ بیان کرتا ہوں۔ عیاشی اور حویزی نے اپنی اپنی تفسیروں میں ایک روایت نقل کی ہے، جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ علی کا مقام نبی سے بلند تر ہے۔ دونوں مفسر اس آیت (حافظوا علی الصلوٰۃ الخ) کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ: نمازوں کی حفاظت کرو اور خصوصاً درمیان والی نماز کی اور اللہ کے سامنے عاجزی سے کھڑے ہو۔

کہتے ہیں کہ صلوٰۃ (نمازوں) سے مراد یہاں پر رسول اللہ، امیر المومنین، فاطمہ اور حسن، حسین ہیں اور وسطیٰ سے مراد امیر المومنین ہیں۔ (حوالہ تفسیر عیاشی، جلد 1 صفحہ 128، مطبوعہ تہران۔ تفسیر نور الثقلین۔ جلد 1 صفحہ 238، مطبوعہ قم تہران)

کیا اس سے بھی زیادہ سرور کائنات اور رسول جن و بشر صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی جاسکتی ہے؟

ہاں اس سے بھی زیادہ مکروہ اور گھناؤنی دور وایات ہیں۔ جو حویزی نے شیخ صدوق سے نقل کرتے ہوئے لکھی ہیں کہ رسول اللہ کو بھیجا ہی فقط اس لیے گیا تھا کہ آپ لوگوں کو علی کی ولایت کی تبلیغ کریں۔ اور اگر آپ نے ولایت علی کی یہ بات لوگوں تک نہ پہنچائی، جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے تو آپ کے تمام اعمال برباد کر دیے جائیں گے (العیاذ باللہ)۔

عبارت پڑھیے۔ صدوق نے الامالی میں یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے علی سے کہا تھا کہ اگر میں تیری ولایت کے بارے میں وہ چیز نہ پہنچاؤں، جس کا مجھے حکم دیا گیا تھا، تو میرے تمام اعمال برباد کر دیے جائیں گے۔ (تفسیر نور الثقلین، جلد 1، صفحہ 654)

ایسا کیوں نہیں ہوگا، اس لیے کہ علی آپ کے پاس ہے، جن کی وجہ سے آپ کا ذکر بلند ہو رہا ہے (یا اللہ! مجھے ان کفریات کے نقل کرنے پر معاف فرما آمین)۔ علی ہی کی وجہ سے آپ پر سے بوجھ ہلکا ہوا۔ تفسیر البرہان میں بحرانی "ووضعنا عنک وزرک" (ہم نے آپ کا بوجھ آپ سے اتار دیا) کے تحت ابن شہر آشوب نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ کفار اور اہل تاویل پر علی ابن ابی طالب کی وجہ سے (مسلمانوں سے) جنگ کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ (تفسیر البرہان، جلد 4، صفحہ 475)

شیعہ مجتہد برسی بیان کرتا ہے کہ یہ آیت یوں تھی: ورفعتا لک وزرک بعلی صہرک (یعنی ہم نے آپ کا ذکر، آپ کے داماد علی کی وجہ سے بلند کر دیا)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے یونہی پڑھا کرتے تھے اور ابن مسعود سے بھی اسی طرح ثابت ہے۔ عثمان نے اس میں کمی کر دی۔ (تفسیر البرہان، جلد 4، صفحہ 475)

قسط نمبر 24

شیعہ شہر البریہ کے عقیدہ کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کے وسیلہ سے اللہ سے دعا مانگا کرتے تھے۔ بحرانی اپنی کتاب المناقب الفاخرہ فی عمرۃ الطاہرہ میں اور اپنی تفسیر البرہان میں بھی سید رضی سے نقل کر رہا ہے کہ ابن مسعود نے بیان کیا ہے:

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا، میں نے انکو رکوع کرتے اور سجدہ کرتے پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے تھے "اے اللہ! اپنے بندہ علی کی وجہ سے میری امت کے گناہ گاروں کو بخش دے" (اسی پر بس نہیں اور سُنئے) نبی کے نور سے آسمان وزمین پیدا کئے گئے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان وزمین سے افضل ہیں، علی کے نور سے عرش و کرسی پیدا کئے گئے اس لئے علی (رض) عرش و کرسی سے افضل ہیں۔

تفسیر البرہان ج 4 ص 226 مطبوعہ ایران

یہ مقام ہے انکی نظر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا، علی رض کا مقام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہے، جان بوجھ کر یہ

لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کم کرتے اور علی رض کے مقام کو بڑھاتے ہیں اور انکی تعریف میں غلو و مبالغہ آرائی کی تمام حدیں پھلانگ چکے ہیں،

مبالغہ آرائی کی انتہا دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف من گھڑت روایات مقام علی رض کی منسوب کرتے ہوئے ایک لمحہ کے لئے بھی انہیں شرم و حیا نہیں آتی

ایک اور روایت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں،

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات آسمانوں پر گئے تو علی رض اور آپ کی اولاد کو دیکھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے وہاں وہاں پہنچ چکے ہیں، آپ نے انہیں سلام کیا، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں زمین پر چھوڑ کر گئے تھے۔

تفسیر البرہان ج 2 ص 404 مطبوعہ ایران

ایک اور من گھڑت روایت ملاحظہ کی جیئے۔

جو شیخ صدوق نے الامالی میں نقل کی ہے اور اسی بحرانی نے تفسیر البرہان ص 404 ج 2 میں بھی نقل کی ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب معراج کی رات مجھے آسمانوں کی طرف لے جایا گیا، تو میں اپنے رب کے قریب ہوا، حتیٰ کہ میرے اور خدا کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا، خدا نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو مخلوق میں کس سے محبت کرتا ہے؟ میں نے کہا اے رب: علی سے: خدا نے فرمایا ادھر دیکھ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں نے اپنی بائیں طرف دیکھا تو علی بن ابی طالب علیہ السلام وہاں موجود تھے۔

یہی نہیں، اس سے بھی بڑھ کر ایک روایت اور سُنئے! کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، معراج کی رات آپ کے رب نے آپ سے کس زبان میں باتیں کیں؟ آپ نے کہا مجھ سے میرے رب نے علی بن ابی طالب کی زبان میں خطاب کیا؟ حتیٰ کہ میں کہنے لگا (یا اللہ) تو مجھ سے مخاطب ہے یا علی؟

کشف الغمہ ج 1 ص 106 مطبوعہ ایران

یعنی علی رض ہر جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہیں، آسمان پر بھی آپ سے پہلے، رب کے پاس بھی آپ سے پہلے، انہی کی زبان سے نبی سے خدا خطاب کرتا ہے، انہی کی زبان سے خدا نبی سے گفتگو کرتا ہے، علی اپنی خلقت کے اعتبار سے بھی نبی سے افضل، علی ہی کہ وجہ سے آپ کا ذکر بلند، علی ہی کی وجہ سے آپ کا بوجھ ہلکا ہوا، علی ہی کے واسطے سے آپ کی دعائیں قبول ہوئیں، علی ہی کی طاقت سے آپ دشمنوں سے بچ رہے، علی ہی کی طاقت سے آپ کی جان محفوظ رہی، علی ہی نے آپ کو قوت بخشی، علی ہی نے آپ کے دین کو

مستحکم کیا،

یہ صرف پرانے شیعہ مجتہدین اور مراجع کا عقیدہ نہیں بلکہ ماضی قریب کے ایک بہت بڑے مجتہد نے بھی انہی عقائد کو اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

محمد حسین آل کاشف الغطاء اپنی کتاب میں لکھتا ہے

آپ (علی) نے دین کی بنیاد رکھی اور اسے مستحکم کیا، اگر آپ نہ ہوتے تو دین باقی نہ رہتا اور بنیاد مضبوط نہ ہوتی۔

اصل الشیعہ و اصولہا ص 68 نواں ایڈیشن

ایک اور مجتہد محسن امین اٹھا اس نے سوچا جھوٹ بولنے میں، میں کیوں پیچھے رہ جاؤں اس نے لکھا ہے: شیعہ ہی کی وجہ سے اسلام قائم ہوا، ان کے امام کی تلوار ہی سے اسلام کی بنیاد رکھی گئی اور اسلام کے ستون کھڑے کئے گئے۔

اعیان الشیعہ ج 1 جزء اول قسم اول ص 123

ان سب سے پہلے اپنے وقت کے مجتہد اعظم قمی نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں کوئی کمی نہ چھوڑی تھی اس نے بھی ایک من گھڑت قصہ بنا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے، ابوطالب کی وجہ سے کوئی آپ کو کچھ کہنے کی جسارت نہیں کرتا تھا، بچے آپ کو تنگ کیا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلتے تو یہ آپ پر مٹی اور پتھر پھینکا کرتے تھے آپ نے علی علیہ السلام سے شکایت کی، علی نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! جب آپ نکلیں گے تو میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور امیر المؤمنین بھی آپ کے ساتھ تھے، بچوں نے اپنی عادت کے مطابق رسول اللہ سے چھیڑ خانی شروع کی امیر المؤمنین علیہ السلام نے بچوں پر حملہ کر دیا، آپ نے انکے چہروں، ناک، اور کانوں پر کاٹنا شروع کر دیا۔

تفسیر القمی ج 1 ص 114 مطبوعہ ایران

مجتہد حویزی نے اپنی تفسیر نور الثقلین میں تو یہ بھی لکھا ہے "آپ (علی) ہی نے رسول اللہ کو ہجرت کے دن بچایا تھا۔ تفسیر نور

الثقلین ج 2 ص 219 مطبوعہ ایران

کیا یہ دنیا کے سب سے عظیم سب سے بڑے بہادر سب سے بڑے سپہ سالار کی توہین نہیں؟

شیعہ شراہریہ کی عقیدہ میں علی رض ہی سب کچھ ہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے صرف اسلئے نبی بنایا تھا کہ آپ لوگوں کو علی کی طرف بلائیں ورنہ (نعوذ باللہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ) علی رض کے مقابلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بھی نہیں۔ (یا اللہ انکی اس

توہین و بکواسیات کو نقل کرنے پر مجھے اور پڑھنے پر قارئین کو معاف فرمائیں (ایک اور روایت جو ابن بابویہ اور قمی جعفر و دیگر واسطوں سے بیان کرتے ہیں۔ نبی علیہ السلام ایک سو بیس مرتبہ آسمانوں پر تشریف لے گئے، ہر مرتبہ اللہ نے نبی علیہ السلام کی طرف علی کی ولایت کی وحی کی، اتنی مرتبہ علی کی ولایت کی وحی کی کہ کسی اور فرض کی اتنی تاکید نہیں کی گئی۔ مقدمہ تفسیر البرہان ص 22 مطبوعہ ایران

قسط نمبر 25

شیعہ شراہریہ کی تفسیر البرہان کی ایک اور روایت پڑھئے
جبرائیل نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرا رب تجھے سلام کہ رہا ہے اور کہتا ہے: نماز فرض کی گئی اور مریض کو رخصت دے دی گئی، روزہ فرض کیا گیا اور مریض اور مسافر کو رخصت دے دی گئی، حج فرض کیا گیا اور کمزور و تنگ دست کو معاف کر دیا گیا، زکوٰۃ فرض کی گئی اور اس آدمی کو معاف کر دی گئی جو صاحب نصاب نہیں، لیکن علی بن ابی طالب کی محبت میں کوئی رخصت اور چھوٹ نہیں۔
مقدمہ تفسیر البرہان ص 22 مطبوعہ ایران
اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے اسی تفسیر البرہان میں روایت ہے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ علی بن ابی طالب میری مخلوق پر میری حجت ہے، میرے شہروں میں میرا نور ہے، میرے علم کا امین ہے، جس نے اسے پہچانا اگرچہ میری نافرمانی کی، میں اسے دوزخ میں نہیں ڈالوں گا، جس نے اسکا انکار کیا خواہ میری طاعت کی میں اسے جنت میں داخل نہیں کرونگا۔

مقدمہ تفسیر البرہان ص 33 مطبوعہ ایران

اصول کافی کی ایک روایت بھی اسی بات کی تائید کرتی ہے

امام باقر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسی امت کو عذاب دینے سے باز نہیں رہے گا جو ایسے امام کو مانے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نامزد نہ کیا گیا ہو (جیسا کہ ابو بکر صدیق رض عمر فاروق رض عثمان غنی رض کو خلفاء حق اور امت کے امام ماننے والے مسلمان) اگرچہ یہ امت اپنے اعمال کے اعتبار سے نیکو کار، متقی اور پرہیزگار ہی کیوں نہ ہو، اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ عذاب دینے

سے باز رہے گا جو اللہ کی طرف سے نامزد ہونے والے ائمہ کو مانتے ہوں اگرچہ یہ لوگ اپنی عملی زندگی میں ظلم، بدکار و بدکردار ہی کیوں نہ ہوں۔

اصول کافی ص 238 مطبوعہ ایران

یہی وجہ ہے کہ شیعہ شراہ بریہ کے نزدیک نام نہاد حب اہل بیت ہی سب کچھ ہے نہ نماز نہ روزہ نہ حج نہ زکوٰۃ نہ دیگر اعمال۔ اللہ کے تمام برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کی توہین کرتے کرتے امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں چھوڑا اسی سلسلہ کی مزید روایات ملاحظہ کی جائے

کہتے ہیں: جب علی (رض) پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس گئے، دیکھا کہ علی آپ کی سامنے کھڑے ہیں، دایاں ہاتھ دائیں کان پر رکھا ہوا ہے اور اذان دے رہے ہیں، پوری یکسوئی سے کھڑے ہیں، اللہ کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کا اقرار کر رہے ہیں، حالاں کہ آپ اسی دن پیدا ہوئے تھے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے لگے، میں پڑھوں؟ آپ نے کہا پڑھ: آپ (یعنی علی رض) نے ان صحائف سے پڑھنا شروع کیا جو خدائے بزرگ و برتر نے آدم پر نازل کئے تھے، اس کے بعد شیت پر نازل ہونے والے شروع سے لے کر آخر تک حرف بحرف پڑھ دئے، اگر شیت بھی موجود ہوتے تو اقرار کر لیتے کہ یہ ان سے بھی زیادہ آپ کو یاد ہیں، پھر موسیٰ کی توراۃ پڑھی اگر موسیٰ بھی موجود ہوتے تو تسلیم کر لیتے کہ موسیٰ سے زیادہ توراۃ ان کو یاد ہے، پھر داؤد کی زبور پڑھی داؤد بھی موجود ہوتے تو تسلیم کر لیتے داؤد سے زیادہ زبور ان کو یاد ہے، پھر عیسیٰ کی انجیل پڑھی عیسیٰ بھی موجود ہوتے تو تسلیم کر لیتے عیسیٰ سے زیادہ انجیل ان کو یاد ہے، پھر قرآن پڑھا، میں نے دیکھا کہ آپ کو بھی قرآن اتنا ہی یاد ہے جتنا اس وقت تک مجھے یاد تھا باوجود اس بات کے کہ آپ نے اس وقت تک مجھ سے قرآن کی ایک آیت بھی نہ سنی تھی۔

روضۃ الواعظین ص 84

کہتے ہیں جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ حضرت علی رض کی پیدائش بالاتفاق بعثت نبوی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے قبل کی ہے اعلان نبوت سے قبل نہ تو قرآن مجید کا نزول ہوا تھا اور نہ ہی کسی کے علم میں تھا سوائے اللہ تعالیٰ کے، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے آخری رسول ہیں اور ان پر میں نے قرآن مجید نازل کرنا ہے۔ اعلان نبوت بھی نہیں ہوا قرآن مجید بھی نازل نہیں ہوا اور آپ کو پیدا ہوتے ہی اتنا یاد ہے جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد تھا بھی ان پر قرآن نازل ہی نہیں ہوا تو یاد ہونا کہاں سے آگیا اسی طرح کی باتوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواہهم ان یقولون الا کذباً۔

ترجمہ۔ یہ بات جو ان کے منہ سے نکلی ہے بہت بڑی ہے یہ لوگ جھوٹ بکتے ہیں کہتے ہیں قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا: کہاں ہے وہ جو زمین پر خدا کا خلیفہ تھا؟ داؤد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھیں گے، اس پر اللہ کی طرف سے ندا آئے گی، اگرچہ آپ بھی خلیفہ ہیں لیکن اس سے آپ مراد نہیں، پھر پکارنے والا پکارے گا، کہاں ہے وہ جو زمین پر خدا کا خلیفہ تھا، امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھیں گے، خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ندا آئے گی اے لوگو! یہ ہیں علی بن ابی طالب جو زمین پر خدا کے خلیفہ اور اسکے بندوں پر خدا کی حجت تھے۔

کشف الغمہ ج 1 ص 141

قسط نمبر 26

شیعہ شراہریہ ایک طرف تو حضرت علی رض کو اتنے اونچے مقام پر لے جاتے ہیں کہ تمام انبیاء و رسل کی نبوت و رسالت (نعوذ باللہ) انکے سامنے ہیچ نظر آتی ہے اور دوسری طرف انکا مقام اتنا گرا دیتے ہیں کہ انسان اس توہین کا سوچ بھی نہیں سکتا صرف حضرت علی رض ہی نہیں بلکہ اہل بیت میں سے کوئی بھی ان کے ظلم و ستم سے محفوظ نہیں۔

اہل بیت خواہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں یا علی رض کے شیعہ شراہریہ کی بدزبانیوں، چیرہ دستیوں، انکے اندر کی خباثت و رذالت سے کوئی بھی محفوظ نہیں جس طرح ان لوگوں نے انبیاء و رسل کی توہین کی اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا حضرت عباس رض، حضرت عبداللہ بن عباس رض، حضرت عبید اللہ بن عباس رض، حضرت علی رض کے سگے بھائی عقیل بن ابی طالب رض، حضرت علی رض، حضرت فاطمہ رض، و دیگر اہل بیت خصوصاً اپنے مزعومہ معصوم ائمہ کرام کی بھی ایسی ایسی توہین کی کہ پڑھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے (بقیہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جو توہین کی اسکا میں ابھی تذکرہ نہیں کر رہا) یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ حضرت عباس رض اور حضرت عقیل رض اور آپ دونوں کی اولاد کا شمار بھی اہل بیت میں ہوتا ہے اور شیعہ شراہریہ کے مجتہد اعظم اربلی نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سوال کیا گیا کہ آپ کے اہل بیت کون کون ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا آل علی، آل جعفر، آل عقیل اور آل عباس۔ کشف الغمہ ج 1 ص 43

مطبوعہ ایران

نام نہاد محبین اہل بیت کی محبت اہل بیت کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کی توہین۔

شیعہ شراہریہ کی کئی کتب میں یہ کہانی لکھی گئی ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کی شان حضرت حسین رض سے کم تر تھی خلاصہ اس کہانی کا یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپ کی بائیں ران پر آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم رض اور دائیں ران پر آپ کے نواسے حضرت حسین رض تشریف فرما تھے آپ ص کبھی ایک کو چومتے اور کبھی دوسرے کو، جبرائیل نے یہ دیکھا تو کہا: آپ کی رب نے مجھے بھیجا ہے اور سلام کہا ہے، اور یہ بھی کہا ہے کہ ایک ہی وقت میں یہ دونوں نہیں رہ سکتے، آپ ایک کو منتخب لیجیئے، اور دوسرے کو اس پر قربان کر دی جیئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم کو دیکھا اور روئے، پھر سید الشہداء کی طرف دیکھا اور روئے، پھر کہنے لگے ابراہیم کی والدہ ماریہ ہیں اگر یہ فوت ہو جائیں تو میرے سوا کوئی غمگین نہیں ہوگا، حسین کی والدہ فاطمہ اور باپ علی ہیں، جو میرے چچا زاد بھائی اور میری روح کی طرح ہیں، جو میرے گوشت اور خون کی طرح ہیں، اگر انکا پیٹا فوت ہو گیا تو وہ بھی غمناک ہوں گے اور فاطمہ بھی، آپ ص نے جبرائیل کو کہا اے جبرائیل : میں ابراہیم کو حسین پر قربان کرتا ہوں، حسین کی زندگی و بقا کے لئے مجھے اس کی موت قبول ہے۔

حیات القلوب مجلسی۔ ص 593 مطبوعہ ایران "و المناقب لابن شہر آشوب مطبوعہ ایران

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کی توہین

آپ ص کی تین بیٹیوں کی توہین اس طرح کرتے ہیں کہ سرے سے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ہی نہیں مانتے بلکہ انکے بارہ میں یہ کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رض کے پہلے خاوند سے تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انکو پالا تھا۔ اسکی پوری تفصیل شیعہ شراہریہ ہی کی کتب سے اپنے مقام پر آئے گی اور میں انشاء اللہ انہی کی کتب سے یہ ثابت کروں گا کہ زینب، رقیہ، ام کلثوم رضی اللہ عنہن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سگی بیٹیاں تھیں حضرت فاطمہ رض کی طرح اور شراہریہ کے مجتہدین نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔

پہلے مزعومہ امام معصوم حضرت علی رض کی توہین۔

ایک طرف شراہریہ حضرت علی رض کو مقام الوہیت پر لے جا کے بٹھاتے ہیں اور دوسری طرف انکی توہین، تذلیل، تصغیر و تحقیر کرنے انکو بزدل، کمزور، در ماندہ، عاجز و کمتر ثابت کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے

لکھتے ہیں۔ جب حضرت ابو بکر رض کی بیعت خلافت کی گئی اور علی رض نے آپکی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور بیعت نہ کی تو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے آپ کی طرف قنفذ کو بھیجا اور کہا، پلٹ جا، اگر وہ (علی رضی اللہ عنہ) نکل آئیں تو ٹھیک، وگرنہ ان کے گھر میں کود جا، اگر وہ روکیں تو ان کے گھر کو آگ لگا دے، قنفذ ملعون (نعوذ باللہ) چلا وہ اور اس کے ساتھی بلا اجازت آپ کے

گھر میں گھس گئے، علی (رضی اللہ عنہ) اپنی تلوار کی طرف لپکے، انہوں نے جلدی کی اور آپ پر قابو پالیا، کچھ نے اپنی تلواres پکڑ لیں اور انکی (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی) کی گردن میں رسی ڈال دی، فاطمہ علیہا السلام دروازے میں ان لوگوں اور علی رض کے درمیان حائل ہوئیں تو قنفذ ملعون نے آپ کو (یعنی حضرت فاطمہ رض کو) کوڑا مارا، جب آپکی وفات ہوئی تو آپ کے بازو پر ایک پھوڑا سا تھا، یہ اسی مار کا اثر تھا، خدا کی لعنت اس پر (یعنی قنفذ پر) پھر وہ علی کو گھسیٹتے ہوئے لے گئے اور ابو بکر (رض) کے پاس پہنچا دیا، علی علیہ السلام نے اس حال میں کہ رسی انکی گردن میں تھی، بیعت کرنے سے پہلے پکارا تھا یا بن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلونی۔ (ترجمہ آیت۔ اے میری والدہ کے بیٹے، بلاشبہ قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور وہ میرے قتل کے درپے ہو گئے

کتاب سلیم بن قیس ص 89 و 184 مطبوعہ ایران

قارئین کرام

پچھلی اقساط میں شرابریہ ہی کی کتب سے حضرت علی رض کی شجاعت و بہادری کی طلسماتی داستانیں میں ذکر کر چکا ہوں آپ کی شجاعت، بہادری، قوت، دلیری اور بے خوفی کی ایسی ایسی کہانیاں اور قصے بیان کئے گئے ہیں انکی کتب میں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے دوسری طرف انکے عقیدہ میں ایک بزدل، ڈرپوک، خوفزدہ اور سہمے ہوئے انسان کا نام علی (رض) ہے صرف یہی نہیں کہ آپکو ڈرپوک اور بزدل لکھا اور کہا بلکہ کہتے ہیں کہ اس بزدلی اور خوفزدگی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور آپ کی بیوی حضرت فاطمہ رض آپ کو ملامت کیا کرتیں اور غصہ ہوا کرتیں تھیں، آپکو بزدلی کے طعنے دیا کرتیں تھیں، بقول شرابریہ کے، جب حضرت فاطمہ رض نے ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) سے فدک کا مطالبہ کیا اور اس سلسلہ میں آپ دونوں سے سخت گفتگو کی تو علی رض نے (بقول شرابریہ کے) آپکی کوئی مدد نہیں کی تو اس پر فاطمہ رض نے آپ سے کہا، اے ابن ابی طالب: تو نے یوں اپنے آپ کو جھپھپالیا جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ، پیٹ کے بچے کی طرح تو (خاموش) بیٹھا رہا، اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کہا۔

الامالی للطوسی ص 259 مطبوعہ ایران۔

حق الیقین للمجلسی ص 203 - 204 مطبوعہ ایران

الاحتجاج للطبرسی مطبوعہ ایران

اس سے بھی بڑھ کر یہ بھی کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رض آپکی بیٹی کو ڈانٹتے رہے اور آپ انہیں اس ڈانٹ ڈپٹ سے روک تک نہ سکے کلینی کہتا ہے ابو عبد اللہ نے ام کلثوم بنت علی کی عمر بن خطاب سے شادی کے بارہ میں کہا تھا یہ ایسی شر مگاہ ہے جسے ہم سے چھین لیا

گیا۔

الکافی فی الفروع ج 1 ص 141 مطبوعہ ایران

نیز یہ بھی لکھا ہے کہ علی (رض) اپنی بیٹی ام کلثوم کی شادی عمر (رض) سے نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن آپ سے ڈرتے تھے۔ اس لئے آپ نے اپنے چچا عباس رض کو وکیل بنایا کہ وہ ام کلثوم کی شادی عمر (رض) سے کر دیں۔

حدیقة الشیعة "لمقدس اردبیلی ص 277 مطبوعہ ایران

قسط نمبر 27

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت ہم اہل سنت کے نزدیک انتہائی معظم و محترم ہے اور اسکی بے شمار وجوہات ہیں خلفاء راشدین کے تذکرہ میں انکا ذکر خیر انکے مناقب و فضائل سمیت انشاء اللہ تفصیل سے آئے گا

لیکن شیعہ شرا لبر یہ اپنی کتب میں ایک طرف عظمت و بلندی کی ان انتہاؤں تک لے جاتے ہیں کہ مقام ربوبیت بھی نعوذ باللہ اسکے سامنے ہیچ نظر آتا ہے دوسری طرف انہی کتب میں انکی شخصیت پر ایسے ایسے اتہام لگائے جاتے ہیں کہ وہ نعوذ باللہ انتہائی کم تر اور بیچ انسان نظر آتے ہیں اور یہ سب محبت علی رض و محبت اہل بیت رض کی آڑ میں کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ آپکی طرف منسوب کر کے ایسے جھوٹ بولتے ہیں کہ الامان والحفیظ۔

ان کے عقیدہ و تصور میں وہ بھی نعوذ باللہ ایک لالچی انسان تھے جو منصب کے پیچھے دوڑتا ہے اور اسکے لئے ہر تدبیر اور طریقہ بلا تا مل اختیار کرتا ہے، جو اپنا مقصود حاصل کرنے کے لئے وہ تمام وسائل اور ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے جنکی توقع کسی شریف آدمی سے نہیں کی جاسکتی، ہاں! ہاں! یہ لوگ آپکو بھی لالچی، خود غرض اور مفاد پرست بتا رہے ہیں، جو اپنے مقصود کی خاطر اپنے حسب و نسب بلکہ اپنی بیوی اور اولاد کو بھی استعمال کرتا ہے دیکھئے کس طرح یہ لوگ آپ رض کی توہین کرتے ہوئے اپنی اہم، معتمد، مسلمہ و معتمد کتب میں کیا لکھ رہے ہیں۔

جب ابو بکر (رض) کی بیعت ہو چکی اور علی (رض) کے کانوں میں بھی یہ خبر پہنچی تو آپ رض نے کہا کہ "یہ نام (یعنی خلیفہ) تو صرف میرے ہی لئے ہے اور پھر اس روز اس کے متعلق کچھ نہیں کہا" جب رات ہو گئی تو آپ نے فاطمہ علیہا السلام کو گدھے پر سوار کرایا، اپنے دونوں بیٹوں حسن و حسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی نہیں چھوڑا جس کے گھر آپ نہ گئے ہوں، انہیں اپنے حق کے لئے خدا کی قسمیں دیں، اپنی مدد کے لئے پکارا، لیکن ان میں سے کسی آدمی نے آپکی بات

قبول نہ کی۔

کتاب سلیم بن قیس ص ۸۳-۸۲ مطبوعہ ایران

کیا اس سے زیادہ توہین کا تصور کیا جاسکتا ہے کہ علی بن ابی طالب (رض) جیسا جلیل القدر صحابی اپنی بیوی، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پیاری لخت جگر بھی ہے اور جنت میں عورتوں کی سردار بھی کو گدھے پر سوار کرائے، رسول اللہ کے نواسوں کو ساتھ لے، ایک ایک دروازے پر دروازہ گر (فقیر) کی طرح ان سے مدد و نصرت اور رحم کی بھیک مانگتا پھرے؟
حاشا وکلا حضرت علی رض کے بارہ میں کم از کم میں تو اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ انہوں نے ایسا کیا ہو گا یہ صرف اور صرف ان پر بہتان، دجل اور صریح جھوٹ ہے۔

اسی پر بس نہیں آگے پڑھئے

جب علی علیہ السلام نے دیکھا کہ لوگ آپ کی مدد نہیں کرتے، سب آپ کو چھوڑ چکے ہیں، سب ابو بکر (رض) پر متفق ہو چکے ہیں، اور انکی عزت و تعظیم کر رہے ہیں تو آپ اپنے گھر میں پڑے رہنے لگے۔
کتاب سلیم بن قیس ص 82 مطبوعہ ایران

مندرجہ بالا الفاظ و کلمات کو بار بار پڑھئے اور ان پر غور کیجئے، اس سے معلوم ہو جائے گا کہ علی رض کے بارہ میں ان لوگوں کی کیا آراء ہیں، کس طرح یہ لوگ حضرت علی رض کی تحقیر و تحقیر کرتے ہیں اور یہ تصور دیتے ہیں کہ علی رض کو سب لوگ چھوڑ چکے اور مسترد کر چکے تھے!

شیعہ شرا بریہ کے جلیل القدر محدث ابن بابویہ قمی نے اپنی کتاب میں اس جیسی بہت سی روایات بیان کی ہیں آپ کی توہین و تحقیر کا دوسرا پہلو ان لوگوں نے یہ اختیار کیا کہ دنیا بھر کی قباحتیں اور خامیاں آپ رض کی صورت اور مزاج پر چسپاں کر دیں، جن میں سے ایک خامی یہ ہے کہ آپ رض کے پاس مال نہیں تھا، آپ قلاش اور فقیر تھے، لکھتے ہیں مفلس (ابو طالب) کے گھر سے اسکی تمام اولاد کو دوسرے لوگ لے گئے تھے تاکہ وہ اپنے ساتھی کی کفالت کر سکیں اور انکا بوجھ ہلکا ہو جائے۔

مقاتل الطالبین۔ لابی الفرج ص 26 مطبوعہ ایران

اسی لئے بقول انکے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رض سے فاطمہ رض کی شادی کرنا چاہی تو فاطمہ رض نے اس شادی سے انکار کر دیا تھا۔ لکھتے ہیں

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فاطمہ رض) کی شادی علی رض سے کرنے کا ارادہ کیا تو فاطمہ رض کو بتایا، فاطمہ رض کہنے لگیں، یا رسول اللہ، آپ کو اپنی مرضی کا زیادہ حق ہے، لیکن قریش کی عورتوں نے مجھے (علی رض) کے بارہ میں بتایا ہے کہ وہ، پھولے پیٹ والا، لمبی لمبی کمنیوں والا، مضبوط جوڑوں والا، کنپٹیوں پر سے گنجا، اور موٹی موٹی آنکھوں والا ہے، اس کے کندھے اونٹ کے کندھوں کی طرح لٹکتے ہیں، ہنسی سے دانت نکلے ہوئے ہیں، اور اس کے پاس کوئی مال بھی نہیں (العیاذ باللہ)

تفسیر القمی ج ۲ ص 336 مطبوعہ ایران

اصفہانی، ابن ابی اسحاق سے نقل کرتے ہوئے حضرت فاطمہ رض کا یہ بیان نقل کرتا ہے کہ، میرے والد نے مجھے جمعہ کے روز مسجد میں داخل کیا، مجھے اٹھایا، میں نے علی (رض) کو دیکھا، کہ وہ، منبر پر بیٹھے خطبہ دے رہے ہیں، وہ ایک بوڑھے گنچے آدمی تھے، سوجی ہوئی پیشانی اور دونوں کندھوں کے درمیان کافی چوڑائی تھی، انکی داڑھی نے انکاسینہ بھر دیا تھا، انکی آنکھ میں نرمی (آشوب چشم بیماری) تھی۔

مقاتل الطالین ص ۲۷ مطبوعہ ایران

آپ کی پوری ہئیت کذائی بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

علی علیہ السلام گندمی رنگ اور درمیانے قد والے تھے، یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ آپ کا قد چھوٹا تھا، بڑی سی توند تھی، باریک انگلیاں تھیں، موٹی موٹی کلائیائیں تھیں، باریک باریک پنڈلیاں تھیں، آپ کی آنکھوں میں نرمی (آشوب چشم بیماری) تھی، گھنی داڑھی تھی، کنپٹیوں سے گنچے، اور ابھری ہوئی پیشانی والے تھے۔

مقاتل الطالین ص ۲۷ مطبوعہ ایران

کافی میں ایک اور روایت کلینی سے نقل کی گئی ہے، جس میں بتایا گیا ہے کہ فاطمہ رض شادی کے بعد بھی علی سے خوش نہیں تھیں اور نہ آپ نے دل سے علی رض کو قبول کیا تھا روایت کے الفاظ یوں ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رض کی شادی علی علیہ السلام سے کر دی تو آپ ص انکے پاس گئے، دیکھا کہ فاطمہ رو رہی ہیں، آپ ص نے ان سے پوچھا، کہ کس چیز نے تجھے رُلا یا؟

بخدا اگر میرے گھرانے میں اس سے بہتر کوئی دوسرا ہوتا تو میں تیری شادی ہر گز اس (علی رض) سے نہ کرتا، میں نے اس کے ساتھ تیری شادی نہیں کی، خدا نے تیری شادی کی ہے۔

الفروع من الکافی مطبوعہ ایران

ارہلی بریدہ سے نقل کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا، اُٹھ اے بریدہ، ہم فاطمہ (رض) کے پاس جائیں گے، ہم آپ کے پاس گئے، آپ رض نے اپنے والد کو دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: میری بیٹی: کس چیز نے تجھے رُلا دیا؟ فاطمہ نے کہا: کھانا کم فکر زیادہ! اور غم بہت ہے۔۔۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ رض نے کہا، بخدا میرا غم بہت زیادہ ہو گیا ہے، فاقے بہت ہو رہے ہیں، اور میری بیماری بڑھ گئی ہے۔

کشف الغمہ ج ۱ ص ۱۴ و ۱۵۰ مطبوعہ ایران

یہ ان لوگوں کا حال اور ان کا انداز محبت ہے جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ خصوصاً ابو بکر صدیق رض، عمر فاروق رض، عثمان غنی رض جیسے بزرگ اور پاکیزہ لوگوں پر، بلکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سمیت دیگر اللہ کے جلیل القدر انبیاء و رسل پر زبان درازیاں کرنے سے نہیں رکتے کیا وہ لوگ حضرت علی رض، حضرت فاطمہ رض یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر اہل بیت کا احترام کریں گے؟
نہیں ہر گز نہیں!!

قسط نمبر ۲۸

شیعہ شراہریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی رض، اور حضرت عائشہ رض کی توہین کرتے ہوئے ایک انتہائی ناپاک، بے ہودہ، اور گندی روایت یوں بیان کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف ایک لحاف تھا اور کوئی لحاف نہیں تھا، عائشہ رض بھی آپ کے ساتھ تھیں چنانچہ رسول اللہ علی رض اور عائشہ رض کے درمیان سویا کرتے تھے، سب پر ایک ہی لحاف ہوتا تھا، جب رسول اللہ رات کو اٹھتے تھے تو اپنے ہاتھ سے عائشہ اور علی کے درمیان لحاف کے وسط سے حد بندی کر دیا کرتے۔

کتاب سلیم بن قیس ص ۲۲۱ مطبوعہ ایران

کیا اس سے زیادہ توہین کی جاسکتی ہے؟

ہاں ہاں اس سے بھی زیادہ اور بہت زیادہ توہین کی روایات انکی کتب میں موجود ہیں

ایک بار علی (رض) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، ابو بکر رض و عمر رض بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود

تھے، علی (رض) کہتے ہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور عائشہ (رض) کے درمیان بیٹھ گیا، عائشہ (رض نے) علی (رض) سے کہا تمہیں میری اور رسول اللہ کی ران کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں ملی۔

تفسیر البرہان ج 4 ص 225 مطبوعہ ایران

ایک بار علی (رض) آئے تو بیٹھنے کو جگہ نہ ملی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف اشارہ کیا، ادھر آجا، (اپنے پیچھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) عائشہ (رض) چادر اوڑھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑی تھیں، علی (رض) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عائشہ (رض) کے درمیان بیٹھ گئے، عائشہ (رض) غصے ہو گئیں اور کہنے لگیں: تیری سُرین کو میری گود کے سوا اور کوئی جگہ نہیں ملتی؟

کتاب سلیم بن قیس ص ۷۹ مطبوعہ ایران

اس طرح یہ لوگ حضرت علی رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رض کی توہین کر رہے ہیں

اور یہی وہ لوگ ہیں جو آپ رض کے اقتدار پر فائز ہونے کے بعد بھی، جب آپ رض مسلمانوں کے خلیفہ اور امیر المؤمنین بن چکے تھے، چھوڑ گئے تھے، کسی بھی جنگ یا معرکہ کا وقت آتا تو یہ اس سے جان بچاتے پھرتے، بہانے ڈھونڈتے رہتے، کہ کسی طرح آپ رض کے ساتھ جانے سے بچ جائیں، بغیر کسی عذر کے، کبھی کھلم کھلا اور کبھی کسی حیلے بہانے سے! تاریخ کی کتب انکی غداروں سے بھری پڑی ہیں، یہ لوگ ہمیشہ معرکوں اور جنگوں میں آپ رض کو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے ہیں، عین اس وقت جب جنگ کے شعلے پوری طرح بھڑک اٹھے، یہ لوگ آپ رض کو جنگ کے بھڑکتے شعلوں میں چھوڑ کر کنارہ کش ہو جاتے تھے اسی بارہ میں حضرت علی رض فرماتے ہیں

خدا تمہیں موت دے، تم نے میرے دل کو نفرت اور سینے کو غصہ سے بھر دیا، تم نے مجھے تمہتوں کے کڑوے گھونٹ پلائے، تم نے میری مرضی کے خلاف نافرمانی و سرکشی کی، مجھے چھوڑ گئے، اور قریش نے یہاں تک کہہ دیا کہ، ابن ابی طالب ایک بہادر آدمی ہے لیکن جنگ کرنا نہیں جانتا، اس کے بعد کہا، لیکن اسکی کیا مرضی و رائے ہے جسکی اطاعت ہی نہ کی جاتی ہو۔

نہج البلاغہ ص ۷۱-۷۰ مطبوعہ ایران

ایک بار کہا

سنو: میں نے ان لوگوں سے لڑنے کے لئے تمہیں صبح و شام پکارا، چھپ کر اور اعلانیہ تمہیں پکارا، میں نے تمہیں کہا: اس سے پہلے کہ وہ تم پر حملہ کر دیں، تم ان پر حملہ کر دو، خدا کی قسم کوئی قوم بھی اپنے گھروں کے آگن میں نہیں لڑی مگر ذلیل و رسوا ہوئی، تم نے

نازل ہوئی۔

رجال الکشی ص 53 مطبوعہ ایران

کہتے ہیں کہ: یہ دونوں آیتیں، پہلی آیت، ومن کان فی ہذہ اعلیٰ فہو فی الآخرة اعلیٰ واضل سبیلا۔ ترجمہ: اور جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا اور زیادہ گمراہ ہوگا: اور دوسری آیت: ولا تنفعکم نصیحتی ان اردت ان انصح لکم۔ ترجمہ: اور تمہیں میری نصیحت فائدہ نہیں دیتی، اگر میں تمہیں نصیحت کا ارادہ کروں:

یہ دونوں آیات (نعوذ باللہ) آپ (حضرت عباس رض) ہی کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں

رجال الکشی ص ۵۳-۵۲ مطبوعہ ایران " علی کی عبد اللہ اور عبید اللہ کو بددعاء " کے عنوان تحت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائیوں، سرداران بنی ہاشم، عبد اللہ بن عباس اور عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے بارہ میں کہتے ہیں

امیر المؤمنین نے کہا تھا: یا اللہ فلاں آدمی کے دونوں بیٹوں پر لعنت کر، حاشیہ میں فلاں آدمی کی وضاحت کی گئی ہے کہ اس سے مراد عبد اللہ بن عباس اور عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم ہیں، یا اللہ جس طرح انکے دل اندھے ہیں، انکی آنکھیں بھی اندھی کر دے، انکی موت میری گردن پر، ان کی آنکھوں کے اندھے پن کو ان کے دل کے اندھے پن کی دلیل بنادے۔

رجال الکشی ص ۵۲۔ مطبوعہ ایران " علی کی عبد اللہ اور عبید اللہ کو بددعاء " کے عنوان تحت

حضرت علی رض کے سگے بھائی حضرت عقیل بن ابی طالب رض کے بارہ میں حضرت علی رض کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ نقل کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے مددگاروں اور ساتھیوں کی کمی کا ذکر کرتے ہوئے کہا تھا

میرے اہل بیت میں میرے ساتھ اس وقت قوت و وجاہت والا کوئی نہیں بچا، حمزہ (رض) جنگ اُحد میں شہید کر دئے گئے، جعفر (رض)

بھی اپنی موت کے دن مار دئے گئے، اور اب میں دو ذلیل، حقیر اور ڈرپوک آدمیوں، عباس اور عقیل (رضی اللہ عنہما)

کے درمیان زندہ رہ گیا ہوں۔

الانوار النعمانیہ للجزائری "مجالس المؤمنین" ص ۸۷ مطبوعہ: قدیم، ایران

اسی جیسی روایت کلینی نے محمد باقر سے نقل کی ہے، کہتا ہے کہ۔

آپ (علی رض) کے ساتھ صرف دو کمزور، ذلیل اور بے کس آدمی رہ گئے، جنہوں نے نیا نیا اسلام قبول کیا تھا، عباس اور عقیل (رض)

(رض)

الفروع من الکافی " کتاب الروضہ " مطبوعہ ایران

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ عباس اور عقیل رضی اللہ عنہما اور آپ دونوں کی اولاد کا شمار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں ہوتا ہے اور شیعہ مجتہد اہل بیت نے اس بات کو تسلیم کیا ہے، لکھتا ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تھا کہ، آپ کے اہل بیت کون کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، آل علی، آل جعفر، آل عقیل، آل عباس (رضی اللہ عنہم)

کشف الغمہ ج ۱ ص 43 مطبوعہ ایران

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور چہیتی بیٹی، حسنین کریمین کی والدہ محترمہ، خاتون جنت، سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی انکی توہین سے محفوظ نہیں رہیں انکی بھی ایسی ایسی توہین کی اور انکی طرف بھی ایسی باتیں منسوب کیں جو ایک عام مسلمان اور ایمان والی عورت کے متعلق بھی نہیں کی جاسکتیں، کجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کا ٹکڑا، اور جنت کی عورتوں کی سردار سے ایسی باتیں سرزد ہوں،

کہتے ہیں کہ: آپ رض ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی، علی رض سے برہم رہتی تھیں، ان پر اعتراض کرتی رہتی تھیں، اور انکی معمولی معمولی اور چھوٹی چھوٹی باتوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کرتی رہتی تھیں حتیٰ کہ بقول ان کے نیکی اور بھلائی کے کاموں میں بھی آپ ان پر اعتراضات کیا کرتیں تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کیا کرتی تھیں شیعہ شراہریہ کا بہت بڑا محدث ابن الفتح نیشابوری (اسکا نام محمد بن حسن قتال نیشابوری ہے رجال الحلی نے اس کے بارہ میں لکھا ہے: جلیل القدر متکلم، فقیہ، عالم، زاہد اور متقی تھا۔ رجال الحلی ص ۲۵۹ مطبوعہ ایران۔ پانچویں صدی کے شیعہ شیوخ میں سے ہے۔ "روضۃ الواعظین" کا مصنف ہے۔ تاسیس الشیعہ ص ۳۹۵ مطبوعہ ایران۔ شیعہ حضرات کا جلیل القدر شیخ ہے، مدرس، علم کلام کا ماہر، فقیہ، عالم، قاری، مفسر اور دیندار آدمی تھا، امین اور معتمد علماء میں سے تھا۔ محمد مہدی خراسان کے مقدمہ کتاب مطبوعہ ایران ص ۱۱ سے منقول) بیان کرتا ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رض کے باغ میں پودے لگائے تھے، علی رض نے اسے بیچ ڈالا اور اسکی قیمت لے کر پوری کی پوری مدینہ کے فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم کردی اور اپنے پاس ایک درہم بھی نہیں رکھا، جب آپ گھر آئے تو فاطمہ رض آپ سے کہنے لگیں: اے میرے چچا کے بیٹے! تو نے وہ باغ بیچ ڈالا جس میں میرے والد نے پودے لگائے تھے؟

آپ نے کہا ہاں، اس سے بہتر چیز کے بدلہ میں، اب بھی نفع بعد میں بھی نفع، آپ (حضرت فاطمہ رض) نے پوچھا: قیمت کہاں ہے؟

علی رض نے کہا، میں نے اسے تقسیم کر دیا ہے، فاطمہ رض کہنے لگیں: میں بھوکی ہوں، میرے دونوں بیٹے بھوکے ہیں اور کوئی شک نہیں کہ آپ بھی ہماری طرح بھوکے ہیں، اور اس میں سے ایک درہم بھی نہیں بچا، آپ نے علی رض کے کپڑے کا کنارہ پکڑ لیا، علی رض کہنے لگے، اے فاطمہ رض: مجھے چھوڑ دے، آپ کہنے لگیں خدا کی قسم ہر گز نہیں، میرے اور آپ کے درمیان میرے والد فیصلہ کریں گے، چنانچہ جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تجھے سلام کہہ رہا ہے اور کہتا ہے کہ، علی کو بھی میری طرف سے سلام کہہ دے، اور فاطمہ سے کہہ دے، کہ تیرے لئے یہ مناسب نہیں کہ تو علی کے ہاتھ روکے۔

روضۃ الواعظین ج ۱ ص ۱۲۵ مطبوعہ ایران

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی توہین

جس قدر توہین شیعہ شراہریہ کی طرف سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی گئی ہے شاید کسی اور کی اتنی توہین و تحقیر نہ کی گئی ہو، آپ کے والد حضرت علی رض کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کو آپ کے والد کا جانشین اور اپنا امام بنالیا تھا، لیکن آپ کچھ ہی عرصہ خلیفہ رہے کہ ان لوگوں نے آپ کو بھی اسی طرح چھوڑ دیا تھا جس طرح آپ کے والد حضرت علی رض کو چھوڑ دیا تھا جس طرح حضرت علی رض سے لوگوں نے عہد شکنی کی اسی طرح آپ رض سے بھی غداری کی، معروف شیعہ مؤرخ یعقوبی کہتا ہے، حسن (رض) اپنے والد کے بعد دو ماہ تک خلیفہ رہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ، چار ماہ خلیفہ رہے، آپ عبید اللہ بن عباس کے ساتھ بارہ ہزار کا لشکر لے کر معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے جنگ کرنے کے لئے بڑھے۔۔۔۔۔ معاویہ (رض) نے عبید اللہ کو ایک لاکھ درہم دئے جس کی وجہ سے آپ (رض) کے ساتھیوں میں سے آٹھ ہزار (معاویہ رض) کے ساتھ ہو گئے معاویہ (رض) حسن (رض) کی طرف بڑھا، مغیرہ بن شعبہ، عبد اللہ بن شعبہ، عبد اللہ بن عامر، اور عبد الرحمن بن ام الحکم آپ (رض) کے پاس آئے، آپ مدائن کے مقام پر اپنے خیموں میں موجود تھے، اس کے بعد یہ سب حضرات آپ کے پاس سے اٹھ گئے، لوگوں نے سنا کہ یہ حضرات کہہ رہے تھے، اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی وجہ سے خون ریزی سے بچالیا، فتنہ تھم گیا، آپ نے صلح کر لی، لشکر تتر بتر ہو گیا، کسی نے انکی بات کی سچائی میں شک نہیں کیا، لوگ حسن (رض) پر کود پڑے، مال غنیمت لوٹنے لگے، حسن رض ایک گھوڑے پر سوار ہو کر مظلم سا باط میں چلے گئے، جراح بن سنان اسدی گھات میں بیٹھ گیا، اس نے کدال آپ کی ران میں مار کر آپ کو زخمی کر دیا، آپ کی داڑھی پکڑی، اسے کھینچا، اور آپ کی گردن مروڑی، حسن کو مدائن کی طرف لے جایا گیا، آپ خون بہ جانے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے تھے، اور شدید بیمار ہو گئے تھے، لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا، معاویہ (رض) عراق کی طرف بڑھا اور اقتدار پر قبضہ کر لیا، حسین

(رض) انتہائی اور شدید بیمار تھے، جب حسن (رض) نے دیکھا کہ آپ میں مقابلہ کی قوت نہیں، آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ چکے ہیں تو آپ نے معاویہ (رض) کی مزاحمت نہ کی، بلکہ معاویہ (رض) سے صلح کر لی۔

تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۱۵ مطبوعہ ایران

شیعہ مؤرخ مسعودی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے معاہدہ کرنے کے بعد لوگوں سے یوں خطاب کیا:

اے کوفہ والو: میں نے تمہاری تین خصلتوں کی وجہ سے تمہیں نظر انداز کر دیا،

(۱) میرے والد سے تمہارا لڑنا (۲) میرا سامان چھیننا (۳) اور مجھے پیٹ (لاٹچ) کا طعنہ دینا، میں معاویہ (رض) کی بیعت کر چکا ہوں سنو اور فرماں برداری کرو۔ اہل کوفہ نے حسن رضی اللہ عنہ کے شامیانے اور اونٹ کا کجاوہ لوٹ لیا، آپ کے پیٹ میں خنجر مارا، جب آپ کو پیش آمدہ واقعات کا پورا یقین ہو گیا تھا تو آپ نے صلح کر لی۔

مروج الذهب للمسعودی ج ۲ ص 431 مطبوعہ ایران

اس حد تک آپ کی توہین کی گئی کہ:

آپ کا خیمہ تک آپ سے چھین لیا گیا، حتیٰ کہ آپ کے نیچے سے مصلیٰ بھی لے گئے، پھر عبدالرحمن بن عبد اللہ جعال ازدی نے آپ پر حملہ کر دیا اور آپ کے کندھوں سے چادر کھینچ لی، آپ بغیر چادر کے تلوار گردن میں لٹکائے بیٹھے رہے۔

الارشاد للمفید ص ۱۹۰ مطبوعہ ایران

قسط نمبر 30

قسط نمبر ۲۹ میں شیعہ شراہیریہ کی جانب سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی توہین کے کچھ واقعات ذکر کئے تھے ان باکس احباب کے اصرار پر شیعہ شراہیریہ کی کتب سے مزید کچھ واقعات کا تذکرہ کرتا ہوں

بنی اسد کے ایک آدمی جراح بن سنان نے آپ کی ران میں نیزہ مارا جو گوشت کو چیر کر ہڈی تک جا پہنچا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بستر پر ڈال کر مدائن پہنچایا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ اپنے زخم کا علاج کرواتے رہے، قبائل کے کچھ سرداروں نے معاویہ (رض) کو اپنی خفیہ اطاعت کے متعلق لکھ بھیجا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ کو اس پر ابھارا کہ آپ جلدی سے فاصلہ طے کرتے ہوئے ان تک پہنچیں، ان لوگوں نے معاویہ (رض) کو یقین دلایا کہ جو نہی یہ لوگ آپ کے لشکر کے قریب پہنچیں گے، حسن (رض) کو ان کے حوالے

کر دیں گے، یا موقع پا کر مار ڈالیں گے۔۔۔۔۔ حسن علیہ السلام کو اس بات کا پتہ چلا۔۔۔۔۔ وہ لوگ آپ کو چھوڑ گئے، اس سے آپ کی بصیرت میں اضافہ ہوا، آپ نے انکی نیت کی خرابی بھانپ لی، آپ سمجھ گئے کہ یہ لوگ آپکو گالیاں بکتے اور کافر قرار دیتے ہیں، آپ کا خون کرنے اور آپ کے مال و دولت کو لوٹ لینے کو حلال و جائز سمجھتے ہیں۔

کشف الغمہ ص 540 - 541 مطبوعہ ایران۔ یہی روایت ان کتب میں بھی بیان کی گئی ہے الارشاد ص ۱۹۰ مطبوعہ

ایران۔

الفصول المهمة في معرفة احوال الائمة ص 162 مطبوعه ايران

جس طرح یہ لوگ اپنے کرتوتوں اور اپنے ہاتھوں سے آپ کی توہین کرتے رہے، اسی طرح اپنی بدزبانیوں سے بھی آپ کی توہین کرتے رہے، کشی نے ابو جعفر کے حوالہ سے نقل کیا ہے

حسن علیہ السلام کا ایک ساتھی، جسے سفیان بن ابی لیلیٰ کہا جاتا تھا، اپنی سواری کے جانور پر بیٹھا، حسن (رض) کے پاس آیا، حسن (رض) اپنے گھر کے صحن میں جُھپے بیٹھے تھے، اس نے آپ سے کہا، اے مؤمنین کو ذلیل کرنے والے، السلام علیک: آپ نے کہا تجھے کیا معلوم؟ اس نے کہا تو نے امت کے اقتدار پر قبضہ کرنا چاہا، اور پھر اپنی گردن سے یہ جُواتار پھینکا، اور اس نافرمان امت کے گلے میں ڈال دیا جو خدا کی نازل کردہ تعلیمات کے برعکس حکومت چلا رہی ہے۔

رجال اکشی ص ۱۰۳ مطبوعه ایران

پھر حسن (رض) نے اسے بتایا کہ آپ کے شیعہ اور آپ کے والد کے شیعہ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا، کیسی کیسی توہین اور گستاخیاں کیں ہیں، آپ نے بلند آواز میں کہا۔

خدا کی قسم: معاویہ (رض) میرے حق میں ان لوگوں سے بہتر ہے، جو اپنے آپ کو میرا شیعہ کہتے ہیں، ان لوگوں نے مجھے قتل کرنا چاہا، میرا مال لوٹ لیا، خدا کی قسم: معاویہ (رض) سے معاہدہ کر کے میں نے اپنی جان بچالی، اپنے گھروالوں کو محفوظ کر لیا، یہ اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے مار ڈالتے، اور میرے اہل بیت کو مار ڈالتے، بخدا: اگر میں معاویہ (رض) سے جنگ کرتا تو وہ لوگ مجھے گردن سے پکڑ کر اس کے حوالے کر دیتے، میں نے اس سے مصالحت کر لی، یہ اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے مار ڈالتے یا مجھے قیدی بنا لیتے، اس (معاویہ رض) نے مجھ پر احسان کیا، بنی ہاشم پر احسان کیا، معاویہ (رض) اور اس کے بعد آنے والا ہمیشہ ہمارے زندوں اور مردوں پر احسان کرتا رہے گا۔

الاحتجاج للطبرسی ص 148 مطبوعه ایران

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی توہین یوں بھی کی کہ آپ کی اولاد اور پشت سے امامت کا سلسلہ منقطع کر دیا، بلکہ آپ کی اولاد میں سے اگر کوئی امامت کا دعوٰی کرے تو اس پر ان لوگوں کی طرف سے کُفر کا فتویٰ ہے

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس دشمنی کی بنیادی وجہ ایک ہی ہے کہ حسن رض نے معاویہ رض سے صلح کر لی یہ بات جب بھی ان لوگوں کے سامنے کی جائے تو پہلے تو انتہائی شرمندہ ہوتے ہیں پھر ادھر ادھر کی ہانکنا شروع کر دیتے ہیں، بالآخر اپنی عقل و فکر کی پیدا کردہ تاویلات پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں

کچھ کا جواب یہ بھی ہوتا ہے کہ حسن رض نے معاویہ رض سے صلح تو کر لی لیکن بیعت نہیں کی، آپ کی امارت و خلافت کو تسلیم نہیں کیا، اس پر میں کافی حوالہ جات انکی کُتب سے پیش کر سکتا ہوں لیکن خوف طوالت کی وجہ سے صرف دو حوالوں پر ہی اکتفا کرتا ہوں یہ گمان رکھتے ہوئے کہ جو بصیرت حاصل کرنا چاہے اس کے لئے تو یہی حوالے کافی ہیں اور جن کے دلوں پر مہریں لگ چکی ہیں ان کے لئے سینکڑوں حوالہ جات بھی ناکافی ہیں

[illegible]

دیں۔۔۔۔۔ حضرت حسن رض کی پیش کردہ شرائط بلا ترمیم مان لی گئیں۔۔۔۔۔ تو حضرت حسن رض نے اس مسجد میں جو مسجد انکے بابا حضرت علی رض نے بنوائی تھی۔۔۔۔۔ اور وہ منبر جس پر حضرت علی رض خطبہ دیا کرتے

تھے۔۔۔۔۔ اسی مسجد کے اسی منبر پر حضرت معاویہ رض کو بٹھایا۔۔۔۔۔ خود نیچے بیٹھے۔۔۔۔۔ اکیلے نہیں

آئے۔۔۔۔۔ حضرت حسین رض کو ساتھ لے کے آئے۔۔۔۔۔ اور ساتھ اپنی فوج کے سپہ سالار قیس بن سعد بن عبادہ کو بھی لائے۔۔۔۔۔

پہلے خود بیعت کی۔۔۔۔۔ پھر حضرت حسین رض کو فرمایا۔۔۔۔۔ "قم و بائع"۔۔۔۔۔ اٹھو اور بیعت کرو۔۔۔۔۔ حضرت

حسین رض نے اٹھ کے بیعت کی۔۔۔۔۔ پھر قیس بن سعد بن عبادہ کو فرمایا۔۔۔۔۔ "قم و بالیج"۔۔۔۔۔ اٹھو اور بیعت

کرو۔۔۔۔۔ قیس بن سعد بن عبادہ نے حضرت حسین رض کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ (قیس فوجی آدمی تھا زبان حال سے یہ کہنا چاہا

رہا تھا کہ اس معاویہ رض کے ہاتھ پر بیعت کروں جس سے میں جنگیں کرتا رہا) حضرت حسین رض نے کہا۔۔۔۔۔ "تم فبايع انه امامی" اٹھو اور بیعت کرو بے شک یہ میرا امام ہے۔۔۔۔۔ قیس نے بھی اٹھ کے بیعت کر لی۔

اب یہاں میرا پوری قوم شیعہ شراہریہ سے ایک سوال ہے تمہارے نزدیک امام معصوم ہوتا ہے اور ہمیشہ حق پر ہوتا ہے اب یہاں ایک امام معصوم نے نہیں بلکہ دو معصوم اماموں نے حضرت معاویہ رض کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ بیعت ایک دو دن کے لئے نہیں کی یا ایک دو سال تک کے لئے نہیں کی بلکہ یہ بیعت پورے بیس سال باقی رہی

جس شخصیت کو تیرے دو معصوم اماموں نے اپنا امام مان لیا۔۔۔۔۔ تو اس شخصیت کا انکار کرنے کی جرات کیسے کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ اس شخصیت کے خلاف بات بھی کیسے کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ یا تو سیدھی طرح کہو کہ تمہیں جس بات کا علم ہے اسکا علم تمہارے ائمہ معصومین کو نہیں تھا۔۔۔۔۔ اور یا تو یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ تو حق پر ہے اور تیرے امام حق پر نہیں تھے۔۔۔۔۔ "معاذ اللہ" اگر یوں کہوں کہ امام حق پر نہیں تھے تو عقیدہ عصمت باقی نہیں رہتا۔ عقیدہ عصمت کا مطلب ہی یہ ہے کہ جس سے غلطی کے صدور کا تصور بھی محال ہو۔۔۔۔۔ اور پھر امام بھی ایک نہیں دو امام۔۔۔۔۔

حضرت علی رض کو چھوڑ کے بقیہ تمام ائمہ میں افضل ترین امام جنہوں نے بیعت کی۔۔۔۔۔ صرف بیعت ہی نہیں کی۔۔۔۔۔ اس بیعت کو بیس سال تک برقرار رکھا۔۔۔۔۔ جاؤ ذرا اپنی منہی الآمال مرزا عباس قمی کی۔۔۔۔۔ اور جلاء العیون ملا باقر مجلسی کی بھی اٹھا کر دیکھو۔۔۔۔۔ جن میں یہ دونوں مجتہد لکھ رہے ہیں کہ جب تک حضرت معاویہ رض زندہ رہے حسنین کریمین ان سے وظیفہ لیتے رہے۔۔۔۔۔ صرف وظیفہ ہی نہیں لیتے رہے بلکہ۔۔۔۔۔ تمام نمازیں بھی امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رض کے مقرر کردہ گورنر مدینہ مروان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے۔۔۔۔۔ وہ مروان جس کا نام آج تم لوگ بغیر گالی کے نہیں لیتے: ہاں: ہاں: اسی مروان کے پیچھے اسی کی اقتدا میں نمازیں پڑھتے رہے۔۔۔۔۔ آج امیر المؤمنین معاویہ رض کو بکو اس کرنے سے قبل اتنا سوچ لیا کریں کہ وہ تمہارے دو معصوم اماموں کے امام ہیں آج جو کچھ تم انکے خلاف کہتے ہو ان تمام باتوں میں ایک بھی بات سچ ہوتی تو یہ ائمہ معصومین ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے ساری زندگی ان سے وظائف نہ لیتے بلکہ انکے خلاف خروج کرتے۔۔۔۔۔ ان کے خلاف جہاد کرتے۔۔۔۔۔ چلیں حضرت حسن رض کی وفات تو جلد ہو گئی لیکن حضرت حسین رض تو حیات رہے۔۔۔۔۔ بیس سال کے طویل عرصہ میں ایک بار بھی ان کی زبان سے کوئی شکوہ کوئی شکایت حضرت معاویہ رض کے خلاف نکال کے دکھاؤ۔۔۔۔۔ میرا عقیدہ تو یہ ہے جس کے ہاتھ پہ حسنین کریمین بیعت کر لیں اس کے متعلق کافر، فاسق، فاجر، اور باغی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔۔ لگا دو فتویٰ میرے اوپر ناصبی ہونے کا۔۔۔۔۔ مجھے فخر ہے میں اس امیر

المؤمنین حضرت معاویہ رض کو اپنا مقتدا سمجھتا ہوں جسے سیدنا حسن رض نے اور سیدنا حسین رض نے اپنا مقتدا سمجھا اگر ان کو مقتدا سمجھنے پر میں ناصبی ہوں تو یہ ناصبیت مجھے حسین کریمین سے ورثہ میں ملی ہے۔۔۔۔۔ لگاؤ ذرا فتویٰ اپنے ائمہ معصومین پر بھی ناصبی ہونے کا۔۔۔۔۔ میرا تو تمہارے ائمہ کی عظمت پر پورا ایمان ہے۔۔۔۔۔ تم لوگوں کا اپنے ائمہ معصومین کے بارہ میں درپردہ جو عقیدہ ہے اسے واضح کرو

قسط نمبر 31

حضرت حسین رض بھی اپنے بھائی، ماں اور باپ سے زیادہ کچھ خوش قسمت نہیں، اس کے باوجود کہ یہ لوگ آپ سے محبت و تعلق کے دعووں میں بے حد مبالغہ آرائیاں کرتے ہیں، اپنے آپ کو انکا مطیع اور پیرو کہتے ہیں، لیکن آپ کو بھی تو ہین و تحقیر سے معاف نہیں کیا، آپ کی توہین کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

آپ کی والدہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رض کو آپکا پیدا ہونا ناپسند تھا، جبکہ بارہا آپکی ولادت کی خوش خبری دی جا چکی تھی، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپکی ولادت کی بشارت کو قبول کرنا نہیں چاہتے تھے، فاطمہ (رض) نے آپ کو کراہت و ناپسندیدگی کے ساتھ جنم دیا، اور اس ناپسندیدگی ہی کی وجہ سے حسین رض نے اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیا:

یہ تمام ان روایات ان لوگوں کی حدیث کی اہم ترین، صحیح ترین، معتمد اور مسلمہ کتب میں موجود ہیں،

کلینی روایت کرتا ہے، جبرائیل رسول اللہ کے پاس آئے اور کہا، فاطمہ علیہا السلام عنقریب ایک بچے کو جنم دیں گی، جسے آپ کے بعد آپ کی امت قتل کر دے گی، جب فاطمہ (رض) کو حسین کا حمل ہو گیا تو آپ اس حمل کو سخت ناپسند کرنے لگیں، اسی طرح ناگواری کے ساتھ آپ نے حسین (رض) کو جنم دیا، اس کے بعد ابو عبد اللہ علیہ السلام کہتے ہیں، دنیا میں کوئی ماں ایسی نہیں جو اپنے لڑکے کو ناگواری سے جنم دے، آپ اس لئے حسین (رض) کو ناپسند کرنے لگیں کہ آپ کو علم ہو چکا تھا، اسے قتل کر دیا جائے گا، اس کے بعد کہا، آپ ہی کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی تھی، ووصینا الانسان بالذیہ الخ، ترجمہ۔ ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی ہدایت کی، اس کی ماں نے اسے تکلیف برداشت کر کے پیٹ میں اٹھائے رکھا، اور پھر وضو (بچے کی پیدائش کی تکلیف بھی برداشت کی۔

اگلے صفحہ کی روایت

حسین (رض) نے نہ فاطمہ علیہا السلام کا دودھ پیانہ کسی اور عورت کا، نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے پاس آیا کرتے تھے اور اپنے انگوٹھے کو آپ کے منہ میں رکھ دیا کرتے آپ اسے چوس لیتے جو دو یا تین دن کے لئے کافی ہوتا۔
الاصول من الکافی ج ۱ ص 465 مطبوعہ ایران

قسط نمبر 32

گذشتہ اقساط میں یہ بات تفصیل سے گذر چکی ہے حضرت علی رض اور حضرت حسن رض کی کس قدر توہین ان لوگوں کے ہاتھوں ہوئی یہی سلوک ان لوگوں نے حضرت حسین رض کے ساتھ بھی کیا جسکی دور وایات کل کی قسط میں گذر چکی ہیں کوفہ وہ شہر ہے جو شیعہ حضرات کا مرکز تھا، اور جس کا ذکر کرتے ہوئے شیعہ مؤرخین زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں مثال کے طور پر صرف دور وایات کا ذکر کرنا چاہوں گا
ہماری ولایت زمین و آسمان، پہاڑوں اور شہروں پر پیش کی گئی، کسی نے بھی اسے اس طرح قبول نہیں کیا، جس طرح کوفہ والوں نے۔
بصائر الدرجات للصفار جزء ثانی باب نمبر ۱۰ مطبوعہ ایران
دوسری روایت

اللہ تعالیٰ نے شہروں میں سے چار شہر چن لئے، فرمایا: **الثین والزیتون** و **طور سینین** و **هذالبلد الامین**: **الثین** سے مدینہ، **الزیتون** سے بیت المقدس، **طور سیناء** سے کوفہ، اور **هذالبلد الامین** سے مکہ مراد ہیں۔

مقدمۃ تفسیر البرہان ص ۲۲۳ مطبوعہ ایران

تمام شیعہ مؤرخین یہ بیان کرتے ہیں کہ کوفہ والوں نے وہی کوفہ جسکے فضائل درج بالا ہیں اور وہی کوفہ جو شیعہ کا سب سے بڑا مرکز تھا، اسی کوفہ سے حضرت حسین رض کو سینکڑوں خطوط لکھے گئے جن میں ان لوگوں نے یہ لکھا تھا
بسم اللہ الرحمن الرحیم، حسین بن علی (رض) کی طرف جو اپنے، اور اپنے والد امیر المؤمنین کے گروہ کی طرف سے امیر المؤمنین ہیں، سلام اللہ علیک، اما بعد، لوگ آپ کے منتظر ہیں، آپ کے سوا انکی کوئی رائے نہیں، اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بیٹے، جلدی کی جے، جلدی، والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

کشف الغمہ ج ۲ ص ۳۲ مطبوعہ ایران۔ الارشاد ص ۲۰۳ مطبوعہ ایران۔ الفصول المهمة فی معرفة احوال الائمة ص ۱۸۲ مطبوعہ ایران

ایک اور خط میں یوں لکھا

اما بعد: باغات سرسبز ہو چکے ہیں، پھل تیار ہو چکے ہیں، اگر آپ چاہتے ہیں، تو آپ مضبوط لشکر کی طرف آجائیے، والسلام۔

الارشاد للمفید ص ۲۰۵ مطبوعہ ایران۔ اعلام الوری للطبرسی ص ۲۲۳ مطبوعہ ایران

جب شیعہ کی طرف سے پے در پے خطوط اور ان کے نمائندے مسلسل آپ کے پاس پہنچنے لگے تو آپ نے اپنے چچا کے بیٹے حضرت مسلم بن عقیل کو ان کے پاس بھیجا، کوفہ والے بے تابانہ آپ کے پاس پہنچ گئے، آپ کے گرد جمع ہو گئے، سب نے روتے ہوئے آپ کی بیعت کی، انکی تعداد اٹھارہ ہزار سے زائد تھی۔

الارشاد للمفید ص ۲۰۵ مطبوعہ ایران

کچھ دنوں بعد مسلم بن عقیل نے آپکو لکھا: آپ کے ساتھ ایک لاکھ تلواریں (یعنی ایک لاکھ لوگ) ہیں، تاخیر نہ کی جائے۔

الارشاد للمفید ص ۲۲۰ مطبوعہ ایران

آپ نے مسلم بن عقیل اور کوفہ والوں کو جواب دیتے ہوئے لکھا: میں منگل کو، ذی الحج کے مہینہ میں ترویہ کے روز روانہ ہوں گا، جو نہی میرا نمائندہ تم تک پہنچے، تم اپنے کام کے لئے مستعد ہو جاؤ، میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔

الارشاد للمفید ص ۲۲۰ مطبوعہ ایران

مگر حالات بدل گئے، شیعہ اپنی عادت و دستور کے مطابق بدل گئے، مسلم بن عقیل کو بے دردی کے ساتھ بے کسی کی حالت میں شہید کر دیا گیا، جب حضرت حسین رض کو آپکی شہادت کی خبر پہنچی اس کے بعد کوفہ میں ابن زیاد کے لشکر سے آپ رض کا سامنا ہوا تو آپ، تہہ باندھے، جوتا پہنے، اور چادر اوڑھے ان کے پاس گئے، اللہ کی حمد و ثنا کی، اس کے بعد کہا،

اے لوگو! میں نہیں آ رہا تھا، تم نے خطوط لکھے، کہ ہمارے پاس آئیے، ہمارا کوئی امام نہیں، شاید آپ کے ذریعہ اللہ ہمیں حق و ہدایت پر جمع کر دے، اگر یہی بات تھی تو میں تمہارے پاس آ گیا ہوں، مجھے وہ کچھ دو، جس پر میں نے تمہارے وعدوں اور یقین دہانیوں کی وجہ سے بھروسہ کیا تھا، اگر تم ایسا نہیں کر سکتے، میرا آنا تمہیں ناپسند ہے، تو میں تمہیں چھوڑ کر جہاں سے آیا تھا، وہیں لوٹ جاتا ہوں۔

الارشاد للمفید ص 224 مطبوعہ ایران

اہل عراق میں سے بیس ہزار افراد نے حسین (رض) کی بیعت کی، انہی لوگوں نے آپکو دھوکا دیا، اور آپکو چھوڑ کر، آپکی بیعت کو اپنی گردنوں میں ڈالے چلے گئے، اور پھر آپکو مار ڈالا۔

اعیان الشیعہ قسم اول ص 34 مطبوعہ ایران

شیعہ کا بہت بڑا مورخ یعقوبی لکھتا ہے،

جب اہل کوفہ نے آپ کو قتل کر دیا، تو آپ کے خیمے لوٹ لئے، عورتوں کو گرفتار کر کے انہیں کوفہ لے جایا گیا، جب یہ کوفہ پہنچیں، تو کوفہ کی عورتیں چیختی چلاتی اور روتی ہوئی نکلیں، یہ دیکھ کر حسین بن علی (زین العابدین رح) نے کہا، یہ ہمارے حال پر روتی ہیں تو ہمیں قتل کس نے کیا۔

تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۲۳۵ مطبوعہ ایران

یہ ہیں شیعہ حضرات! اور اس طرح محبت اہل بیت کے پردے میں اہل بیت کے ساتھ اس طرح کے سلوک و ظلم و ستم کیا کرتے تھے۔ ظلم کرنے کے بعد پھر محبت و اتباع کے دعوے،

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رض کے دوسرے اہل بیت بھی ان لوگوں کی ضرر رسانی، ایذا دہی، توہین اور گستاخی سے محفوظ نہیں رہے، انہیں بھی یہ لوگ کافرو فاسق کہتے اور گالیاں بکتے ہیں، حسین رض کی اولاد میں سے ان آٹھ کے علاوہ جنکو یہ اپنا معصوم امام سمجھتے ہیں یعنی گیارہویں امام تک جو کوئی بھی اپنا حق مانگے، اپنی امامت کا دعویٰ کرے خواہ وہ کسی امام کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، حضرت حسن رض کا بیٹا ہو، یا حضرت علی رض کا بیٹا یہ اسے کافرو فاسق کہیں گے اور گالیاں بکیں گے، محمد بن حنفیہ، اور آپ کے بیٹے ابی ہاشم، زید بن زین العابدین، اور آپ کے بیٹے یحییٰ، عبداللہ بن محض بن حسن ثنی، اور آپ کے بیٹے محمد جن کا لقب نفس الزکیہ ہے، آپ کے بھائی ابراہیم، علی کے بیٹے نقی، جعفر بن علی، اور دوسرے بہت سے علوی حضرات کو یہ لوگ گالیاں بکتے ہیں اسی طرح تمام طالبین (ابی طالب کی اولاد) کو بھی، جنکا ذکر اصفہانی نے مقاتل الطالبین میں کیا ہے، اور اسی طرح جعفر بن ابی طالب، عقیل بن ابی طالب کو بھی یہ لوگ گالیاں بکتے ہیں حالانکہ یہ سب اہل بیت میں سے ہیں، اسی طرح حضرت عباس کی اولاد عباسیین میں سے بھی جو امامت کا دعویٰ کرے اسے یہ لوگ کافر سمجھتے ہیں، باوجود اس بات کے کہ یہ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہونا تسلیم کرتے ہیں، اس سلسلہ میں ان لوگوں نے بہت سی روایات بھی گھڑ رکھی ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ:

ابو جعفر سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب پوچھا گیا کہ، یوم القیامۃ تری الذین کذبوا علی اللہ وجوہہم مسودۃ (ترجمہ: اور قیامت کے دن آپ اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں کے چہروں کو دیکھیں گے کہ وہ سیاہ ہو چکے ہیں) آپ نے کہا، (یہ اس آدمی کے بارہ میں ہے) جو کہے کہ میں امام ہوں اور وہ امام نہ ہو، راوی کہتا ہے، میں نے پوچھا اگرچہ وہ علوی ہو، آپ نے کہا، اگرچہ علوی ہو، میں نے پوچھا، اگرچہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اولاد میں سے ہو، آپ نے کہا، اگرچہ آپ کی اولاد میں سے ہو، اور آپ کے بیٹے جعفر کی نقل کردہ ایک روایت میں ہے، کہ آپ نے کہا، اگرچہ فاطمی ہو، علوی ہو،

الاصول من الکافی ج ۱ ص ۷۲ مطبوعہ ایران

ایک روایت میں ہے جس نے امامت کا دعویٰ کیا اور وہ اسکا اہل نہ ہو وہ کافر ہے۔

الاصول من الکافی ج ۱ ص ۸۲ مطبوعہ ایران

یہ تو رہے اپنی جگہ، حضرت حسین کی اولاد میں سے ان آٹھ ائمہ جن کو انہوں نے امام کا لقب دے رکھا ہے اور نواں انکا موہوم امام (امام غائب) ان ائمہ کی تحقیر و توہین کرنے میں بھی ان لوگوں نے کوئی کمی نہیں چھوڑی، ان پر بھی یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں، بُرا بھلا کہتے ہیں، انہیں بھی ان لوگوں نے چھوڑ دیا، انہیں ذلیل کیا، انکا مذاق اڑایا، ان پر وہ تہمتیں لگائیں جس سے وہ سب اللہ والے پاک تھے، ان کے ساتھ بھی وہ سلوک روا رکھا گیا، جو سلوک ان کے آباء و اجداد حسنین کریمین سیدہ فاطمہ الزہراء، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین اور سید کونین رسول الثقلین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر نبیوں اور رسولوں کے ساتھ کر چکے ہیں

قسط نمبر 33

حضرت حسین رض کی شہادت کے بعد بقول کتب شر البریہ جب چوتھے موعومہ معصوم امام زین العابدین (علی بن حسین رح) کی امامت کا وقت آیا تو بقول کتب شیعہ حضرت علی رض کے بیٹے محمد بن حنفیہ (رح) نے خود اپنی امامت کا دعویٰ کیا اور اپنے بھتیجے علی بن حسین (زین العابدین رح) کی امامت تسلیم نہ کی اور بھتیجے سے فرمایا کہ، بنسبت تمہارے میں زیادہ مستحق ہوں، تم ابھی کم سن ہو، میں تمہارا چچا ہوں، مگر زین العابدین نہیں مانے، اور اپنے چچا سے کہا، دیکھو: میری امامت میں جھگڑانہ کرو و گرنہ تمہاری عمر کم ہو جائے گی، لیکن چچا جان نہیں مانے بہت جھگڑا ہوا، بالآخر بھتیجے نے بطور معجزہ حجر اسود سے اپنی امامت کی گواہی دلوا کر چچا جان کو شکست فاش دی۔

یہ کہانی بھی شر البریہ کی معتبر، مستند کتب کے اندر موجود ہے، اصول کافی اور احتجاج طبرسی دونوں میں یہ روایت موجود ہے لیکن میں احتجاج طبرسی سے نقل کرتا ہوں

ابو جعفر یعنی (امام باقر) علیہ السلام سے روایت ہے، کہ انہوں نے فرمایا، جب حسین بن علی شہید ہو گئے، تو محمد بن الحنفیہ نے زین العابدین کو بلوا بھیجا، اور ان سے تنہائی میں ملاقات کی، پھر ان سے کہا، اے میرے بھائی کے لڑکے، تم جانتے ہو کہ، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت و امامت اپنے بعد علی بن ابی طالب (رض) کے لئے مقرر کی تھی، پھر علی کے بعد حسن کے لئے، پھر حسین

کے لئے، اور تمہارے والد حسین شہید ہو گئے، اللہ ان سے راضی ہو، اور ان پر اپنی رحمتیں نازل کرے اور انہوں نے کسی کو اپنا وصی نہیں بنایا، اور میں تمہارا چچا ہوں، اور تمہارے باپ کے برابر ہوں، اور میری پیدائش علی سے ہے، اور میرا سن (عمر) بھی تم سے زائد ہے، میں امامت کا بنسبت تمہارے زیادہ حق دار ہوں، تم ابھی نو عمر بھی ہو، لہذا وصیت و امامت کے متعلق مجھ سے نزاع مت کرو، اور میری مخالفت نہ کرو، تو ان سے علی بن حسین (زین العابدین) علیہ السلام نے کہا، کہ اللہ سے ڈرو، اور اس چیز کا دعویٰ مت کرو، جس کا تم کو حق نہیں ہے، میں تم کو نصیحت کرتا ہوں، کہ تم جاہلوں میں سے مت بنو، اے میرے چچا! یہ تحقیق میرے باپ نے اللہ کی رحمتیں ہوں ان پر مجھے وصی بنادیا تھا، قبل اس کے کہ عراق کی طرف جائیں، اور شہید ہونے سے کچھ پہلے مجھے احکام بھی دے دئے تھے، اور یہ ہتھیار ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میرے پاس، لہذا (اے چچا) تم اس معاملہ کو نہ چھیڑو، ورنہ میں اندیشہ کرتا ہوں، کہ تمہاری عمر کم ہو جائے گی، اور تم پریشان حال ہو جاؤ گے، تحقیق اللہ تبارک و تعالیٰ نے قسم کھالی ہے کہ وصیت و امامت سوا اولاد حسین کے کسی کو نہ دے گا، پھر بھی اگر تم اس بات کو جاننا چاہو تو ہمارے ساتھ حجر اسود کے پاس چلو، ہم دونوں اس کو حکم (جج) بنائیں اور اس سے اس معاملہ کو پوچھیں، امام باقر علیہ السلام فرماتے تھے کہ یہ گفتگو جب ان دونوں کے درمیان ہوئی تو وہ دونوں مکہ میں تھے، پس وہ دونوں حجر اسود کے پاس گئے، تو زین العابدین نے محمد (اپنے چچا) سے کہا کہ تم ابتدا کرو، اللہ کے سامنے گڑ گڑاؤ، اور یہ درخواست کرو، کہ تمہارے لئے حجر اسود کو گویائی عطا فرمائے، پھر حجر اسود سے (اس معاملے) کو پوچھو، چنانچہ محمد بن حنفیہ نے دعائیں بہت گریہ و زاری کی، اور اللہ سے درخواست کی، پھر حجر اسود کو پکارا، لیکن حجر اسود نے جواب نہ دیا، تو امام زین العابدین نے فرمایا، اے چچا! اگر تم وصی اور امام ہوتے تو حجر اسود ضرور تم کو جواب دیتا، پھر محمد بن حنفیہ نے کہا، کہ اچھا اے بھتیجے تم تو اللہ سے دعا کرو، چنانچہ امام زین العابدین نے اللہ سے جو انکی مراد تھی دعا مانگی، پھر فرمایا، اے حجر اسود تم سے پوچھتا ہوں اس ذات کا واسطہ دے کر، جس نے تیرے اندر نبیوں کا عہد و پیمان، اور وصیوں کا عہد و پیمان رکھا ہے، کہ تو ہم کو صاف عربی زبان میں بتادے کہ حسین بن علی کے بعد وصی اور امام کون ہے، پس حجر اسود نے جنبش کی، یہاں تک کہ قریب تھا کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے، پھر اس کو اللہ نے صاف عربی زبان میں قوت گویائی عطا فرمائی، اور اس نے کہا کہ بار خدایا! تحقیق وصیت اور امامت حسین بن علی بن ابی طالب کے بعد علی کے لئے ہے جو بیٹے ہیں حسین بن علی بن ابی طالب کے، اور بیٹے ہیں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، پس محمد بن حنفیہ لوٹ گئے، اس حال میں کہ وہ امام زین العابدین سے محبت کرتے تھے،

احتجاج للطبرسی ص 162 مطبوعہ ایران

اس روایت میں جو چیز سب سے حیرت انگیز ہے وہ یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ مسئلہ امامت سے باخبر تھے، حالانکہ گذشتہ اقساط میں یہ

باتیں گزر چکی ہیں کہ مسئلہ امامت بطور راز کی اللہ تعالیٰ نے جبرائیل سے بیان کیا، اور جبرائیل نے بطور راز کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور راز کے حضرت علی سے بیان کیا، اور حضرت علی نے جسکو چاہا (یعنی جس کو اہل دیکھا اس سے بطور راز بیان کیا، اس روایت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت محمد بن حنفیہ بھی حضرت علی کے نزدیک اہل تھے، اسی لئے حضرت علی نے اس راز کو ان کے سامنے کھول دیا تھا، مگر حیرت کی بات یہ ہے، محمد بن حنفیہ صرف امام حسین تک کے اماموں کے نام سے واقف تھے، آگے بننے والے ائمہ کی انکو خبر نہ تھی، نیز اس بات سے بھی واقف نہ تھے کہ اللہ تعالیٰ قسم کھا چکا ہے، کہ امام حسین کی اولاد کے سوا کسی کو امامت نہ دے گا، ورنہ وہ نہ اپنے لئے امامت کا دعویٰ غلط دلائل کی بنیاد پر نہ کرتے، کہ میں علی کا بیٹا ہوں، عمر میں تم سے بڑا ہوں، تجربہ کار ہوں، اور نہ امام زین العابدین کی امامت کا انکار کرتے،

یاد دوسری بات یہ سمجھ آتی ہے شیعہ شراہریہ کے نزدیک محمد بن حنفیہ جانتے سب کچھ تھے مگر جس طرح امام حسن رض کی اولاد حاسد تھی اور حسد کی وجہ سے امام حسین کی اولاد سے بغض و عناد رکھتی تھی آئمہ کی امامت کا انکار کرتی تھی اسی طرح محمد بن حنفیہ بھی حاسد تھے اور حسد کی وجہ سے بغاوت پر کمر بستہ ہو چکے تھے،

دوسری حیرت انگیز بات یہ کہ، امام زین العابدین نے اپنے والد کی وصیت کی رو سے اپنے آپ کو امام قرار دیا، یہ کیوں نہ کہا، کہ خدا کی طرف سے بارہ اماموں کا تقرر ہو چکا ہے، رسول ص کے سامنے ہی یہ مسئلہ طے ہو چکا تھا، بارہ اماموں کے نام سر بمہر لفافے خدا کی طرف سے جبرائیل نے لا کر رسول ص کو دے دیئے تھے، اور رسول اللہ نے حضرت علی کے حوالے کر دیئے تھے، ان لفافوں میں میرے نام کا بھی ایک لفافہ ہے،

بہر حال اس روایت سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ حضرت علی رض کے لخت جگر محمد بن حنفیہ رح امام چہارم کی امامت کے منکر تھے، اور اپنی امامت کے مدعی تھے، اور کتب شراہریہ میں یہ بات مسلمہ ہے کہ جو شخص امامت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے، خواہ وہ علوی ہو، خواہ فاطمی ہو، لہذا محمد بن حنفیہ کا کفر تو ثابت ہو گیا اور اب اس کفر کے بعد انکا تائب ہونا کہیں بھی صراحتاً نہ کور نہیں، اس روایت کے آخری الفاظ سے استنباط کر لینا قابل التفات نہیں ہو سکتا،

دیکھئے مسئلہ امامت نے کیسے کیسے جلیل القدر اور مقدس حضرات کی انکے ہاتھوں کس کس طرح توہین و تذلیل کروائی ہے، اس مقام پر ایک عجیب لطیفہ یہ بھی ہے کہ امام زین العابدین نے اپنی امامت نہ تو قرآنی آیات سے ثابت کروائی نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے، بلکہ امامت کا فیصلہ پتھر سے کروایا اور پھر تعجب محمد بن حنفیہ پر بھی کہ انہوں نے بغیر قرآن و حدیث کے دلائل کے اسے تسلیم بھی کر لیا،

آج جو شیعہ قرآن و حدیث سے مسئلہ امامت کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں ان کی یہ کوشش امام زین العابدین کی سنت کی سراسر مخالفت ہے۔

یہی علی بن حسین رح جو شر البریہ کے چوتھے معصوم امام ہیں، جن کے بارہ میں انکا اعتقاد ہے کہ یہ حضرت حسین رض کے بعد ہمارے چوتھے امام ہیں، آپ کی اطاعت و پیروی ضروری ہے، انہیں یہ لوگ ایک عام آدمی سے بھی زیادہ بزدل اور ڈرپوک سمجھتے اور کہتے ہیں، کہتے ہیں کہ یزید (بقول ان کے قاتل حسین) کی غلامی کا اقرار کیا ہے، (یزید قاتل حسین تھا یا نہیں اپنے مقام پر یہ بحث ہوگی انشاء اللہ اور مضبوط دلائل اور شیعہ کتب ہی سے ثابت کیا جائے گا کہ اصل قاتل حسین کون ہے) ان کی کتاب الکافی میں یہ روایت انہی مزمومہ معصوم امام زین العابدین سے انکے بیٹے پانچویں مزمومہ معصوم امام محمد باقر رح نے بیان کی ہے کہ،

یزید بن معاویہ حج کے لئے مدینہ آیا، اس نے قریش کے ایک آدمی کو بلوایا، وہ اس کے پاس آیا، یزید نے اس سے پوچھا، کیا تو اقرار کرتا ہے کہ تو میرا غلام ہے؟ چاہوں تو بیچ دوں چاہوں تو اپنا غلام رکھوں! اس آدمی نے کہا، اللہ کی قسم اے یزید: قریش میں حسب کے اعتبار سے تو مجھ سے زیادہ معزز نہیں، نہ تیرا باپ جاہلیت اور اسلام میں میرے باپ سے افضل تھا، تو دین میں بھی مجھ سے افضل نہیں اور نہ مجھ سے بہتر ہے، جو تو نے پوچھا، میں کیونکر اس کا اقرار کر لوں؟ یزید نے اس سے کہا، اگر تو میرے سامنے اس کا اقرار نہیں کرے گا تو بخدا میں تجھے قتل کر دوں گا! اس آدمی نے کہا، تیرا مجھے قتل کر دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حسین بن علی علیہما السلام کو قتل کر دینے سے تو بڑا واقعہ نہیں، یزید نے حکم دیا، اور اسے قتل کر دیا گیا، پھر اس نے علی بن حسین علیہما السلام کی طرف ایک آدمی بھیجا اور آپ سے بھی وہی کچھ کہا، جو اس قریشی سے کہا تھا، علی بن حسین علیہما السلام نے اس سے کہا: کیا اگر میں اقرار نہ کروں تو تو مجھے بھی اسی طرح قتل کر دے گا جس طرح کل ایک آدمی کو قتل کر چکا ہے؟ یزید پر اللہ کی لعنت ہو (نعوذ باللہ) کہنے لگا: ہاں کیوں نہیں، اس پر علی بن حسین علیہما السلام نے کہا، جو تو نے پوچھا میں اس کا اقرار کرتا ہوں، میں ایک مجبور غلام ہوں، چاہے تو مجھے اپنے پاس رکھ، چاہے تو بیچ ڈال۔

الروضہ من الکافی ج ۸ ص 234 - 235 مطبوعہ ایران

قسط نمبر 34

شر البریہ اپنے چوتھے امام زین العابدین کی توہین تو جو کی وہ کی انکی توہین سے امام زین العابدین کی والدہ (زوجہ حضرت حسین رض جن

کی اولاد سے آگے ساری نسل امامت چلی) بھی نہ بچ سکیں اور نہ ہی زین العابدین رح کے بیٹے زید رح۔

شہر بانو زوجہ حضرت حسین رض اور چوتھے امام زین العابدین کی توہین
شوستری اپنی کتاب مجالس المؤمنین میں لکھتا ہے۔

حسین رض کے شہید ہونے کے بعد سوائے پانچ کے باقی سارے کے سارے مرتد ہو گئے تھے، وہ پانچ، ابو خالد کابلی، یحییٰ بن ام
الطویل، جبیر بن مطیع، جابر بن عبد اللہ، اور حسین بن علی (رض) کی بیوی شیکہ ہیں۔

مجالس المؤمنین: للشوستری "المجلس الخامس" ص 144 مطبوعہ ایران

اس روایت میں صراحتاً پانچ کا تذکرہ ہے چوتھے امام زین العابدین کا اپنا تذکرہ بھی نہیں اور حضرت حسین رض کی بیوہ اور زین العابدین
کی والدہ ماجدہ جن سے آگے ساری نسل امامت چل رہی ہے شہر بانو ان کا تذکرہ بھی موجود نہیں، اس روایت سے تو یہی سمجھ میں آتا
ہے کہ زین العابدین رح اور شہر بانو بھی مرتدین میں شامل تھے۔

پانچویں اور چھٹے امام محمد باقر رح اور جعفر صادق رح کی توہین

یہ دونوں بزرگ تو پوری فہرست امامت میں سب سے زیادہ مظلوم ہیں، کوئی نقص اور خامی ایسی نہیں جو ان لوگوں نے ان کی طرف
منسوب نہ کی ہو، بزدلی، دھوکہ، نفاق، خیانت، جھوٹ، فریب، یہ سب برائیاں آپ کی ذات پر چسپاں کی گئی ہیں، ان دونوں کے نام
پر ان لوگوں نے اپنا ایک الگ مذہب و مسلک گھڑ لیا ہے، اور حقیقت میں وہ لوگ اس سے قطعی بے خبر و بے تعلق ہیں، کہتے ہیں کہ
باقر رح خوف اور بزدلی کی وجہ سے خدا کی حلال کردہ چیزوں کو بھی حرام کر دیا کرتے تھے، مثلاً آپ فتویٰ دیا کرتے تھے۔

باز اور شکرے کی شکار کی ہوئی چیز حلال ہے، خواہ وہ جانور حرام ہی کیوں نہ ہو۔

الفروع من الکافی ج 6 ص 208 مطبوعہ ایران

اور خود انہی لوگوں کی بے شمار روایات بیان کی ہیں، جن میں بتایا گیا ہے، کہ باز اور شکرے کا شکار شدہ جانور حرام ہے۔

زرارہ بن اعین شربریہ کے ان اکابر و اویوں اور ان کے ان مشائخ میں سے ہے جس پر ان کے مذہب کی عمارت قائم ہے، یہ محمد باقر رح
کے بارہ میں کہتا ہے کہ،

اس بوڑھے کو مخالفت کا کوئی علم نہ تھا (یعنی اختلاف کرنے کا طریقہ تک نہیں جانتا تھا)

ایک اور روایت یہی زرارہ بیان کرتا ہے، میں نے محمد باقر (رح) سے ایک مسئلہ پوچھا، آپ نے مجھے بتایا، پھر آپ کے پاس ایک

آدمی آیا، اور اس نے بھی وہی مسئلہ پوچھا، اسے آپ نے کچھ اور جواب دیا، پھر ایک آدمی آیا، اور اس نے بھی وہی مسئلہ پوچھا، اسے

آپ نے اس کے علاوہ کوئی اور جواب دیا جو مجھے اور میرے ساتھی کو دے چکے تھے، جب یہ دونوں آدمی چلے گئے، تو میں نے پوچھا؛ اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد؛ آپ کے گروہ میں سے اہل عراق میں سے دو آدمی مسئلہ پوچھنے آئے، آپ نے ہر ایک کو دوسرے سے مختلف جواب دیا؟

آپ نے کہا، اے زرارہ! یہ ہمارے لئے بہتر ہے، اسی میں ہماری تمہاری بقا ہے، اگر تم لوگ کسی ایک چیز پر متفق ہو گئے تو لوگ ہمارے خلاف ہو جائیں گے (کیونکہ یہ سارا مذہب ہی جھوٹ اور نفاق کا پلندہ ہے) اور اس طرح ہم تم زیادہ دیر نہیں رہ سکیں گے، زرارہ کہتا ہے، پھر میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے کہا، اگر تم اپنے شیعہ کو نیزوں یا آگ پر بھی چلنے کو کہو گے تو وہ چلیں گے، لیکن وہ آپ کے پاس سے اختلاف رکھتے ہوئے اٹھتے ہیں، کہتا ہے کہ آپ نے بھی مجھے وہی جواب دیا جو آپ کے والد نے دیا تھا۔
اصول من الکافی کتاب فضل العلم، ص 65 مطبوعہ ایران

قسط نمبر 35

جیسا کہ گذشتہ قسط میں بتایا تھا، ثر البریہ نے سب سے زیادہ نشانہ ستم بنایا امام باقر اور امام جعفر صادق کو، اسی سلسلہ کی مزید روایات پیش خدمت ہیں

کلینی محمد بن مسلم سے روایت کرتا ہے کہ، میں ابو عبد اللہ علیہ السلام کے پاس گیا، ابو حنیفہ آپ کے پاس موجود تھے، میں نے آپ سے کہا، میں آپ کے قربان جاؤں، میں نے عجیب خواب دیکھا ہے، آپ نے مجھ سے کہا، اے ابن مسلم بیان کر، ایک عالم اس وقت تشریف رکھتے ہیں، اور اپنے ہاتھ سے ابو حنیفہ کی طرف اشارہ کیا، میں نے کہا، میں نے یوں دیکھا، گویا میں اپنے گھر میں داخل ہوا ہوں، اچانک میری بیوی نکلی، اس نے بہت سے اخروٹ توڑے، اور میرے سامنے بکھیر دئے، مجھے اس بات پر تعجب ہوا، ابو حنیفہ نے کہا، تو کنجوس لوگوں سے اپنی بیوی کے مال میراث کے لئے لڑتا اور جھگڑتا ہے، شدید دشمنی کے بعد تو اپنے مقصد کو پالے گا، انشاء اللہ، اس پر ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہا، اے ابو حنیفہ، آپ نے سچ کہا، پھر جب ابو حنیفہ آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے، تو میں نے کہا، میں قربان جاؤں میں اس دشمن کی تعبیر کو ناپسند کرتا ہوں، آپ نے کہا، اے ابن مسلم خدا تیرا برانہ کرے، اس کی تعبیر ہماری تعبیر کے موافق نہیں، اور ہماری تعبیر اسکی تعبیر کے موافق، اس کی صحیح تعبیر وہ نہیں جو اس نے بتائی ہے، میں نے آپ سے کہا، میں آپ کے قربان، تو پھر آپ کا یہ کہنا کہ، آپ نے ٹھیک کہا، اور آپ نے اس پر قسم بھی کھائی، جبکہ وہ (ابو حنیفہ) غلط کہہ رہے تھے؟ آپ نے

کہا، ہاں میں نے اس پر قسم کھائی کہ اس نے غلطی کی ہے۔

کتاب الروضہ من الکافی ج ۸ ص 296 مطبوعہ ایران

یہ کس قسم کا جھوٹا بے ایمان اور منافق استاد (امام جعفر صادق امام ابو حنیفہ کے استاد ہیں) بنا کے پیش کر رہے ہیں امام جعفر صادق کو، اللہ کی قسم وہ ایسے نہیں تھے یہ شرالبریہ کی جھوٹی محبت اہل بیت ہے کہ ایک طرف محبت کے دعوے اور انکو مقام کبریائی تک لے جانا اور دوسری طرف انکو جھوٹا اور منافق لکھنا۔

ایک اور روایت میں کہتے ہیں کہ آپ نے کہا، میرے ستر منہ ہیں جن سے میں بولتا ہوں، اور ہر ایک سے نکلنے کا راستہ بھی ہے۔

بصائر الدرجات، جزء 6 ص مطبوعہ ایران

اب اسی روایت ستر منہ والی کو لے لیں اس سے شرالبریہ اپنے امام کی کس قدر توہین کر رہے ہیں کہ ایک ایک بات کے ستر مختلف معانی کا مطلب تو یہی ہوا کہ یہ امام سب سے بڑا منافق تھے (حالانکہ وہ ایسے نہیں تھے یہ خرافات ان شرالبریہ نے غلط انکی طرف منسوب کی ہیں)

ایک اور روایت۔

کشی نے زرارہ سے نقل کیا ہے، کہتا ہے کہ،

خدا کی قسم، اگر میں وہ سب کچھ بیان کر دوں جو میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا ہے تو مردوں کے آلہ تناسل لکڑیوں پر چڑھ جائیں۔

رجال الکشی ص 123 حالات زرارہ بن اعین مطبوعہ ایران

قسط نمبر 36

شرالبریہ کے ساتویں امام موسیٰ بن جعفر (امام کاظم) اور انکی والدہ بھی شرالبریہ کے ہاتھوں توہین سے محفوظ نہ رہ سکے۔

ابن عکاشہ راوی ہے میں ابو جعفر علیہ السلام کے پاس آیا، ابو جعفر علیہ السلام نے کہا، ابو عبد اللہ شادی کیوں نہیں کرتا؟ حالانکہ وہ شادی کر سکتا ہے: راوی کہتا ہے، آپ کے سامنے ایک سربہ مہر تھیلی تھی، آپ نے کہا، عنقریب اہل بربر میں سے نحاس (یعنی مویشی اور لونڈیاں بیچنے والا آئے گا، اور میمون کے گھراترے گا، ہم اس تھیلی سے آپ کے لئے ایک لونڈی خریدیں گے، بیان کرتا

ہے کہ، اس کے بعد جو ہوا سو ہوا، ایک روز ہم ابو جعفر علیہ السلام کے پاس گئے، آپ نے کہا، کیا میں تمہیں نخاس کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ جس کا تم سے پہلے میں نے ذکر کیا تھا، جاؤ، اور اس تھیلی سے آپ کے لئے ایک لونڈی خریدو، ہم نخاس کے پاس آئے، اس نے کہا میں بیچ چکا ہوں، میرے پاس صرف سو بیمار لونڈیاں تھیں، ایک لونڈی دوسری سے کچھ بہتر تھی، ہم نے کہا دونوں کو نکال لیں تاکہ ہم انہیں دیکھیں، اس نے دونوں کو نکالا، ہم نے پوچھا، یہ دونوں ایک جیسی لونڈیاں ہمیں کتنے میں دے گا؟ اس نے کہا، ستر دینار! ہم نے کہا بہتر ہے، اس نے کہا میں ستر دینار سے کم نہیں کروں گا، ہم نے اس سے کہا، ہم تجھ سے اس تھیلی کے بدلے میں خریدتے ہیں، اس میں جتنے بھی دینار ہوں، ہمیں نہیں معلوم اس میں کتنے ہیں؟ اس کے پاس ایک آدمی تھا جس کا سر اور داڑھی سفید تھی، وہ کہنے لگا، اسے کھولو، اور وزن کرو، نخاس نے کہا کھولو مت اگر ستر دینار سے ذرہ مقدار بھی کم ہوئی تو میں تمہارے ہاتھ نہیں بیچوں گا، اس بوڑھے نے کہا قریب آؤ، ہم قریب ہوئے، اور مہر توڑ ڈالی، دیناروں کا وزن کیا، وہ پورے ستر دینار تھے، نہ کم نہ زیادہ، ہم نے ایک لونڈی لے لی، اور ابو جعفر علیہ السلام کے پاس لے گئے، جعفر آپ کے پاس کھڑے تھے، ہم نے ابو جعفر کو پورا واقعہ سنایا، آپ نے خدا کی حمد و ثنا کی، اور اس لونڈی سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے، اس نے کہا، حمیدہ، آپ نے کہا دنیا میں حمیدہ اور آخرت میں محمود، مجھے بتا کہ تو باکرہ ہے یا ثیبہ؟ اس نے کہا، باکرہ (کنواری) آپ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

نخاسین کے ہاتھ تو چیز بھی لگے یہ اسے خراب کر دیتے ہیں؟

اس نے کہا، وہ میرے پاس کئی دفعہ اس طرح بیٹھ جاتا جس طرح مرد عورت سے جماع (Sex) کرتے وقت بیٹھتا ہے، تو اللہ نے اس پر ایک سفید داڑھی اور سفید سر والا آدمی مقرر کر دیا، وہ اسے تھپڑ مارتا رہتا، ختا کہ وہ میرے پاس سے اٹھ جاتا، اس نے کئی مرتبہ میرے ساتھ ایسا کیا، اور اس بوڑھے نے بھی اس کے ساتھ ویسا ہی کیا، آپ نے کہا، اے جعفر! اسے اپنے ساتھ لے جا، چنانچہ اس نے روئے زمین کے بہترین فرد موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کو جنم دیا۔

الاصول من الکافی، باب موسیٰ بن جعفر کی ولادت، ج ۱ ص ۴۷۷ مطبوعہ ایران

آپ کی عقل اور علم پر بھی تنقید کرتے ہیں اور کہتے ہیں، کہ آپ سے اس عورت کا حکم پوچھا گیا جس نے شوہر کے ہوتے ہوئے اور شادی کر لی تو! آپ نے کہا، عورت کو سنگسار کیا جائے گا، اور مرد کو کچھ بھی نہیں کہا جائیگا، راوی کہتا ہے میں ابو بصیر سے ملا (ابو بصیر شربریہ کے اکابر علماء و مشائخ میں سے ہے جعفر نے اس کے بارہ میں کہا، اگر یہ نہ ہوتا تو نبوت کے آثار و روایات ختم ہو جاتیں اور مٹ جاتیں رجال الکشی ص ۱۵۲ مطبوعہ ایران) اور ابو بصیر کو بتایا، میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے اس عورت کا حکم پوچھا تھا، جس نے شوہر کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کر لی تو آپ نے کہا تھا، عورت کو سنگسار کیا جائے گا اور مرد کو کچھ نہیں کہا جائے گا، راوی کہتا

ہے، ابو بصیر نے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرا اور کہا، میں نہیں سمجھتا کہ ہمارا ساتھی اب آپ کے فیصلے کا انکار کرے گا، اور دوسری روایت کے الفاظ ہیں میں اپنے ساتھی کے بارہ میں سمجھتا ہوں اسکا علم کامل نہیں۔

رجال الکشی، ص ۱۹۳، ۱۵۴ مطبوعہ ایران

ابو بصیر مرادی موسیٰ بن جعفر پر تہمت لگایا کرتا تھا، کہ آپ دنیا دار ہیں،

کشی حماد بن عثمان سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے کہا ہے، میں، ابن ابی یعفور، اور ایک اور آدمی حیرہ یا کسی دوسرے مقام کی طرف گئے، ہم نے دنیا کی بات چھیڑی تو ابو بصیر مرادی نے کہا، سُنو، اگر تمہارا ساتھی دنیا حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا، تو اسی میں گرفتار ہو کر رہ جائے گا،

رجال الکشی ص ۱۵۴ مطبوعہ ایران

ساتویں مزمومہ معصوم امام رضا کی توہین

علی بن موسیٰ بن جعفر کے بارہ میں کہتے ہیں، آپ عورت کے ساتھ غیر فطری راستہ سے شہوت پوری کرنے کو جائز سمجھتے تھے۔

الاستبصار " باب ایقان النساء ما دون الفرج " ج ۳ ص ۳۴۳ مطبوعہ ایران

نویں امام محمد بن علی (امام جواد) کے بارہ میں بھی موسیٰ بن جعفر جیسا ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ،

ہشام بن احمد سے روایت ہے، ابوالحسن اول علیہ السلام نے کہا، کیا تجھے معلوم ہے کہ اہل مغرب میں سے کوئی آدمی آیا ہے؟ میں نے کہا، نہیں، آپ نے کہا ہاں، ایک سُرخ آدمی آیا ہے، آپ ہمارے ساتھ چلے، آپ سوار ہو گئے، ہم بھی آپ کے ساتھ سوار ہو کر ایک آدمی کے پاس پہنچے، دیکھا تو اہل مغرب میں سے ایک آدمی ہے، اور اس کے پاس لونڈیاں ہیں، آپ نے اس سے کہا، ہمارے سامنے کر، اس نے نو لونڈیاں ہمارے سامنے پیش کیں، ہر ایک کے بارہ میں ابوالحسن علیہ السلام کہتے رہے کہ یہ نہیں چاہئے، پھر اس سے کہا اور دکھا، اس نے کہا بخدا میرے پاس اور کچھ نہیں آپ نے اس سے کہا ہمیں اور دکھا، وہ کہنے لگا، بخدا ایک بیمار لونڈی کے سوا میرے پاس اور کچھ نہیں، آپ نے اس سے کہا، وہ کیوں نہیں دکھاتا؟ اس نے اسے دکھانے سے انکار کر دیا، اس وقت آپ لوٹ گئے،

دوسرے دن پھر آپ نے مجھے اس کے پاس بھیجا اور کہا، اس سے پوچھو، کتنے پیسے چاہتا ہے؟ جب وہ کہے اتنے، تو کہہ دینا میں نے خرید لی، میں اس کے پاس آیا، اس نے کہا، اتنے دام ہوں گے، کم نہیں کروں گا، میں نے کہا، میں نے خرید لی، جتنے دام تو نے کہے، میں دوں گا، اس نے کہا پھر وہ تیری ہو گئی، لیکن یہ تو بتا کل تیرے ساتھ کون آدمی آیا تھا، میں نے کہا، بنی ہاشم کا کوئی آدمی تھا، اس نے پوچھا، کون سے بنی ہاشم سے؟ میں نے کہا، بنی ہاشم کے سرداروں سے، اس نے کہا میں کچھ زیادہ جاننا چاہتا ہوں، میں نے کہا اس سے زیادہ

مجھے معلوم نہیں، اس نے کہا، میں تمہیں اس لونڈی کے بارہ میں بتاتا ہوں اسے میں نے دور دراز کے مغربی علاقوں سے خریدا ہے، اہل کتاب میں سے ایک عورت مجھے ملی، اور پوچھنے لگی، یہ تیرے ساتھ لونڈی کون ہے، میں نے اسے کہا کہ یہ میں نے اپنے لئے خریدی ہے، وہ کہنے لگی مناسب نہیں، کہ اس جیسی لونڈی تیرے جیسے آدمی کے پاس ہو، اس جیسی لونڈی تو روئے زمین پر سب سے بہتر آدمی کے پاس ہونی چاہئے، اسے اس آدمی کے پاس زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ اسکی اولاد سے یہ ایک لڑکے کو جنم دے گی، جسکا دین مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا، (کہتا ہے) میں اسے لے آیا، اور وہ آپ کے پاس زیادہ عرصہ نہیں رہی کہ اس نے علی علیہ السلام کو جنم دیا۔

عیون اخبار الرضاء لابن بابویہ قمی ج ۱ ص ۱۸-۱۷ مطبوعہ ایران

الاصول من الکافی ج ۱ ص 486 مطبوعہ ایران

کیا یہ بات عقل سلیم میں آسکتی ہے، کہ موسیٰ بن جعفر اور جعفر بن باقر جیسے آدمیوں کو بنی ہاشم یا دوسرے اشراف گھرانوں سے کوئی عورت نہ مل سکی، جس سے یہ حضرات شادی کر لیتے؟ یا کوئی اور آزاد عورت نہ مل سکی کہ وہ لونڈیاں خرید کر اپنا سلسلہ نسب و سلسلہ امامت آگے بڑھا سکتے؟

لونڈیاں بھی ان نخاسین سے خریدتے رہے جو ان لونڈیوں کے کپڑے اتروا کر انکی شرم گاہوں تک کا معائنہ کیا کرتے تھے اور انکی جائے جماع کے پاس بیٹھے رہا کرتے تھے؟

یہ ہے ان کے نزدیک اصلیت ان کے اماموں کی اور انہی لونڈیوں کی نسل سے آگے سلسلہ امامت چلا، حتاکہ بارہواں جس کے لئے صبح شام دھانیاں دیتے ہیں فریادیں کرتے ہیں چیخ و پکار مچاتے ہیں عجل اللہ فرجہ کی صدائے یاس بلند کرتے ہیں، حقیقت میں تو وہ پیدا ہی نہیں ہوا لیکن اگر شرابریہ کے عقیدہ کے مطابق ایک لمحے کے کروڑھوں حصے سے بھی کم اسے تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ پیدا ہوا تھا تو اس کی ماں بھی ایک لونڈی تھی نہ گھس!

بارہویں کی ماں نہ گھس (جو ایک لونڈی تھی) کی رنگین و سنگین داستان عشق و محبت صرف دو اقساط کے بعد

۰ قسط نمبر 37

خلاف تسلسل ایک پوسٹ !!

28 ستمبر 2015 کو شیعہ شرابریہ پر پہلی پوسٹ لکھی بعنوان،

اتحاد امت کو افتراق و انتشار کی بھیٹ چڑھانے والے پہلے مذہب شیعہ شرابریہ کی حقیقت !!

28 ستمبر سے 21 اکتوبر تک شرابریہ غار سے بارہویں کے آنے کا انتظار کرتے رہے، کہ شاید وہ باہر آ کے جواب دے دے، لیکن وہ بے چارہ اگسپید ہوا ہوتا، تو اس کے آنے کا کوئی امکان بھی ہوتا،

21 اکتوبر کو علی مہدی نامی غالی رافضی نے ایک پوسٹ لگائی، جس میں سوال گندم جواب چنا کے مصداق روایتی دجل و فریب سے کام لیتے ہوئے سلسلہ اقساط شروع کیا،؟ جسکی آج کے دن تک صرف بارہ اقساط آئی ہیں، اور ان میں سے کسی ایک بھی قسط میں میرے کسی سوال کا یادے گئے حوالے کا جواب نہیں، اس شخص کو جو بھی یہ اقساط لکھ کے دے رہا ہے، وہ اسے بھی اور اپنے حواریوں کو بھی آئیں بائیں شائیں سے مطمئن کرنے کی کوشش کر رہا ہے، اور ہٹ دھرمی کی انتہاء یہ کہ وہ یہ بھی چاہتا ہے، اسکے دجل و فریب پر مبنی جوابات پر مشتمل پوسٹ کو میں اپنی وال کی زینت بھی بناؤں، اس لئے ہر پوسٹ مجھے ٹیگتا بھی ہے۔

14 نومبر کو ایک دوسرے صاحب سید فراست علی نقوی نے بھی جواب دینا شروع کیا، انکی شاید پہلی ہی پوسٹ پر کو منٹ کرتے ہوئے جب میں نے کچھ سوالات اٹھائے تو فوراً اعتراف بھی کر لیا، کہ حوزہ کے چند ساتھیوں کی مدد بھی شامل ہے، انکی اپنی علمی حالت یہ ہے، کہ انہیں یہ بھی علم نہیں کہ اسماء الرجال کس فن کا نام ہے، اور سند کہاں مانگی جاتی ہے اور کس بات پر !!
عبداللہ بن سباء کا انکار کرنے کے لئے کہ وہ بانی مذہب شیعہ شرابریہ نہیں، انہیں ملیں بھی تو اہل سنت کی طرف منسوب کتب، اور انکی بھی کچھ باتیں انہوں نے سیاق و سباق سے ہٹ کے کیں، جن پر ان ہی کی وال پر انہیں متنبہ بھی کیا،
عبداللہ بن سباء کے اثبات پر گذشتہ ہفتہ ساٹھ سے زائد کتب اہل سنت و اہل تشیع کے حوالہ جات بزبان عربی انہیں دئے، تو بے چارے چلا اٹھے، کہ انکا ترجمہ بھی کر دی جے، مجھے سمجھ نہیں آئی، اب پتہ نہیں انہیں سمجھ نہیں آئی، یا ان کے حوزہ کے مجتہدین کو،
واللہ اعلم

اگلی قسط میں فرمایا ان کتب کی سند دی جے، انکی حالت تو اس شعر کے مطابق ہے

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اک قطرہ خون نکلا

گذشتہ کچھ دنوں سے شدید مصروفیات تھیں جن کی وجہ سے پوسٹس بھی بہت مختصر لکھتا رہا، جس پر یہ لوگ اور بقول انکے، انکے متاثرین یہ کہنے لگے، کہ ضیاء بھاگ گیا، اب بس کر دیں وغیرہ وغیرہ،

اہل تشیع کے وہ وارث جنہوں نے ڈیڑھ ماہ کے بعد میری اقتساط کا جواب دینا شروع کیا اور وہ بھی کسی سے لکھوا کے !!
 انکے دجل و فریب کی انتہا یہ ہے کہ ڈیڑھ ماہ تو شیر مادر سمجھ کے ان حقائق سے اس امید پر کہ تو ترکی طرح آنکھیں بند کئے بیٹھے رہے، کہ شاید یہ بندہ اس سلسلہ کو بند کر دے، اور ہمارے جھوٹے مذہب کی چھپی ہوئی غلطیتیں سادہ لوح عوام کے سامنے نہ آئیں،
 لیکن انہیں یہ خبر نہیں، کہ یہی ایک ایسا موضوع ہے جسے میں نے جب بھی عوام کو بتانا شروع کیا، مکمل کر کے دم لیا،
 گجرات کے میرے مستقل خطبہ جمعہ کے سامعین اس بات کے گواہ ہیں، کہ کئی سال تک اللہ کی توفیق اور اسکی مدد سے اپنے جمعہ کے بیانات میں مسلسل اس موضوع کو بیان کیا، اور ان کے مذہب کے ایک ایک دجل کو بے نقاب کیا، الحمد للہ،
 انشاء اللہ فیس بک پر بھی یہ سلسلہ (اگر میری زندگی رہی تو) اس وقت تک جاری رہے گا، جب تک انکے پورے مذہب کا پوسٹ مارٹم نہیں کر لیتا، ابھی تو بحث امامت ہی ختم نہیں ہوئی، ابھی اس کے اختتام میں چند یوم باقی ہیں، ابھی نرجس نامی لونڈی کی خرید و فروخت ہونی ہے، پھر اسکی داستان عشق و محبت، پھر گیارہویں امام صاحب کے پاس اس کا آنا وغیرہ وغیرہ، اور بہت کچھ، پھر اسکا پوسٹ مارٹم، انشاء اللہ

شرالبر یہ کا دفاع کرنے والے دونوں اصحاب کی اپنی علمی حالت یہ ہے کہ اردو صحیح طریقے سے لکھنا تو انکو آتی نہیں، اور چلے ہیں مجھے جواب دینے، (حضور پہلے کسی اسکول میں نئے سرے سے داخلہ لے کے کچھ تعلیم وغیرہ کم از کم اردو ہی کی حاصل کر آئے پھر جواب کے لئے سوچتے گا،

جواب وہ ہوتا ہے جو خود لکھا جائے، نہ کہ کسی پردہ نشین سے لکھوا کے اپنی وال کی زینت بنایا جائے، گیدڑ شیر کی کھال پہن کے شیر نہیں بن جاتا، گیدڑ ہی رہتا ہے، ہمت و بہادری کی حالت تو آپ لوگوں کی یہ ہے، کہ اپنی وال پر اپنی تصویر آج تک نہیں لگا سکے، مرد پردوں کے پیچھے نہیں چھپتے، سامنے آ کے بات کرتے ہیں،

لیکن آپ لوگوں کا تو سارا مذہب ہی چودہ سو سال سے ہزار پردوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے اسے آج تک آپ لوگوں کو ظاہر کرنے کی ہمت نہیں ہوئی، اپنے آپ کو کیا ظاہر کرو گے،

کچھ روز قبل علی عمران ہندل نامی ایک اور رافضی نے سید فراست علی کی وال پر کو منٹ کرتے ہوئے میرے بارہ میں یہ لکھا، کہ رضیہ غنڈوں میں پھنس گئی ہے،

علی عمران صاحب شکریہ، آپ نے ایک بات تو تسلیم کی، کہ شرالبر یہ غنڈوں اور بد معاشوں کا گروہ ہے، جنگی غنڈہ گردی سے نہ انبیاء محفوظ رہے نہ رسل، نہ آقائے دو جہاں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، نہ صدیق اکبر رض، نہ عمر فاروق رض، نہ عثمان غنی رض، نہ

حضرت علی رض محفوظ رہے، نہ حضرت فاطمہ رض، نہ حضرت حسن رض، نہ حضرت حسین رض، نہ حضرت معاویہ رض، نہ ہی دیگر مزعومہ ائمہ معصومین، نہ ہی ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش صحابہ کرام علیہم الرضوان،

رہی میری بات تو میں الحمد للہ مرد ہوں، میری پوری تفصیل میری وال پر بمعہ میری تصویر کے موجود ہے، رضائیں وہ ہیں جو علی مہدی اور فراست نقوی کی طرح پردوں میں چھپی ہوئی ہیں، ذرا انہیں کہئے، مرد بنیں مرد، اور اپنی شکل تو دکھائیں، مجھے بھی پتہ چلے، کون ہے جھوٹ کو مزید پردوں میں چھپانے کی ہمت کرنے والا،

سچ کا سامنا کرنے کے لئے اپنے رخ تاریک سے ذرا انقباض تو ہٹائیے، تاکہ مجھے بھی پتہ چلے میرے مخاطبین خنثی مشکل ہیں یا فقط خنثی، عبد اللہ بن سباء کا ذکر ابتدائی اقساط میں مختصر طور پر کیا تھا شاید آپ کی تسلی نہیں ہوئی تھی اس سلسلہ کی مزید روایات جن کی اسناد میں کوئی سیف بن عمر نہیں وہ بھی پیش خدمت ہیں::

اس میں ذرا سیف بن عمر دکھاؤ کہاں ہے۔

وَأَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ أَنَا أَبُو الْحَسَنِ بْنِ كَيْ أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْمُؤَمَّلِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الشَّيْبَانِيِّ نَابِغِي بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ صَاعِدِ بْنِ بَدْرٍ نَابِغِي بْنِ جَعْفَرٍ نَابِغِي عَنْ سَلْمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ
قال: (قال علي بن أبي طالب: مالي ولهذا الخبيث الأسود - يعني عبد الله بن سبأ - وكان يقع في أبي بكر وعمر
تاريخ دمشق ابن عساکر ج 29 ص 7 ترجمہ ابن سباء
ترجمہ - زید بن وہب کہتے ہیں کہ علی ابن ابی طالب نے کہا کہ مجھے
اس کا لے خبیث کے ساتھ کیا کرنا چاہئے ان کا مطلب عبد اللہ بن سبا تھا جو کہ
ابی بکر و عمر کی برائی کرتا تھا۔

اس روایت میں بھی دکھاؤ کہاں ہے سیف بن عمر

أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ طَاوُسٍ وَأَبُو يَعْلَى حَمْزَةُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْمَفْرَجِ

، قال: أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ، نَا أَبُو مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي نَصْرٍ، أَنَا

خَيْثَمَةُ بْنُ سَلِيمَانَ، نَا أَحْمَدُ بْنُ زَهْرٍ بْنِ حَرْبٍ، نَا عَمْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ نَابِغِي عَنْ

سَلْمَةَ بْنِ كَهِيلٍ عَنْ زَيْدِ قَالَ: قال علي بن أبي طالب: مالي ولهذا الخبيث

الأسود؟ یعنی عبداللہ ابن سباؤ کان یقع فی ابی بکر و عمر۔
 زید کہتے ہیں کہ علی ابن ابی طالب نے کہا کہ مجھے اس کالے
 خبیث کے ساتھ کیا کرنا چاہئے ان کا مطلب عبداللہ بن سبا تھا جو کہ ابی بکر و
 عمر کی برائی کرتا تھا
 تاریخ دمشق ابن عساکر ج 29 ترجمہ ابن سباء

اس کی سند پر جرح کرو ذرا تمھاری کتاب کی روایت ہے یہ والی

رجال الکشی روایت 171

حدثنی محمد بن قلوبیہ، قال حدثنی سعد بن عبداللہ، قال حدثنی یعقوب بن یزید و محمد
 بن عیسیٰ، عن ابن ابی عمیر، عن هشام بن سالم، قال سمعت أبا عبداللہ (ع) یقول وھو یحدث
 أصحابہ بحديث عبداللہ بن سبا و ما دعی من الربوبیة فی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب،
 فقال إنه لما دعی ذلک فیہ استتابہ امیر المؤمنین (ع) فأبی أن یتوب فأحرقہ بالنار۔
 یعنی جعفر صادق نے کہا کہ بن سبا وہ بندہ تھا جو کہتا تھا کہ سیدنا علی اللہ ہیں اور اس کی اسی دعوت پر سیدنا علی نے اسے توبہ کرنے کو کہا
 اس نے انکار کیا تو اسے آگ میں ڈال دیا۔۔۔
 دکھاؤ کہاں ہے اس میں سیف بن عمر

أخبرنا أبو المظفر بن القشیری، أنا أبو سعد الجعزروی،
 أنا أبو عمر ابن حمدان، وأخبرنا أبو سهل محمد بن إبراهیم بن سعدویہ، أنا
 أبو یعلیٰ الموسلی، أنا أبو کریب محمد بن العلاء الحمدانی، نا محمد ابن
 الحسن الأسدی، ناھارون بن صالح الحمدانی، عن الحارث ابن عبدالرحمن عن
 ابی الجلاس، قال: سمعت علیا یقول لعبداللہ السبئی: ویلک واللہ ما أنفنی
 إلی بشئ کتمہ أحد من الناس، ولقد سمعتہ یقول: أن بین یدی
 السامۃ ثلاثین کذا باؤنک لاحدھم۔ قال: وانا أبو یعلیٰ، نا أبو بکر بن

ابی شیبہ، نامحمد ابن الحسن، زاد ابن المقرئ الأسدي باسنادہ مشدہ
تاریخ دمشق ابن عساکر ج 29 ترجمہ ابن سبأ

علی رض نے ابن سبا سے کہا کہ تم پر افسوس ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسا کچھ نہیں بتایا جو کہ انہوں نے دوسروں سے مخفی رکھا ہو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آج سے قیامت تک 30 جھوٹے ہونگے اور ان میں سے ایک تو ہے

قسط نمبر 38

ابو الحسن ثانی المعروف امام رضا (رح) کے بارہ میں بیان کرتے ہیں، کہ وہ مامون کے چچا کی بیٹی سے عشق کرتے تھے، اور وہ بھی ان سے عشق کرتی تھی،

ابن بابویہ قمی ابو الحسن رضا اور ذوالریاستین کے درمیان تعلقات کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے،

ذوالریاستین، رضا علیہ السلام سے شدید عداوت رکھتا تھا، اس لئے کہ مامون رضا کو ذوالریاستین پر ترجیح دیا کرتا

تھا، سب سے پہلی ذوالریاستین کی دشمنی جو ابو الحسن کے خلاف ظہور پذیر ہوئی وہ یہ تھی، کہ مامون کے چچا کی بیٹی رضا علیہ السلام سے محبت کیا کرتی تھی، رضا اس سے محبت کیا کرتے تھے، اس کے کمرے سے مامون کے دربار کی طرف ایک دروازہ کھلتا تھا، وہ ابو الحسن رضا علیہ السلام کی طرف میلان رکھتی اور آپ سے محبت کیا کرتی تھی، اس بات کا ذکر وہ ذوالریاستین سے کیا کرتی تھی، جب ذوالریاستین کو اس بات کا پتہ چلا، تو اس نے مامون سے کہا، آپ کے دربار سے عورتوں کے گھروں کی طرف کوئی دروازہ نہیں کھلنا چاہئے، مامون نے اسے بند کر دینے کا حکم دیا، ایک دن رضا علیہ السلام مامون کی طرف جایا کرتے اگلے دن مامون رضا علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا، ابو الحسن رضا علیہ السلام کا گھر مامون کے گھر کے پہلو میں تھا، جب ابو الحسن علیہ السلام مامون کے پاس آئے تو دیکھا، کہ دروازہ بند ہو چکا ہے، آپ نے کہا اے امیر المؤمنین اس دروازے کو آپ نے کیوں بند کر دیا؟ مامون نے پوچھا، آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے کہا، اسے کھول دیا جائے؟ اور آپ کی چچا کی بیٹی کے پاس چلا جائے، فضل کی کوئی بات نہ مانی جائے، یہ بے موقع اور بے محل بات ہے، مامون نے اسے گرا دینے کا حکم دیا، فضل (ذوالریاستین) کو اس بات کا علم ہوا تو اسے بہت غم ہوا۔

عیون اخبار الرضا ص 153 - 154 مطبوعہ ایران

انہی شر البریہ کے نزدیک آپ انتہائی بزدل اور ڈرپوک بھی تھے،

کہتے ہیں کہ جب رشید نے اپنے ایک امیر جلو دی کو آپ کی طرف بھیجا، کہ آپ کے گھر کو لوٹ لے، مال و اسباب چھین لے، تو چاہئے تو یہ تھا، کہ آپ اپنا، اپنے اہل بیت کا، اپنی عزت و حرمت کا، اور اپنی عورتوں کا دفاع کرتے، آپ نے خود مال اٹھا اٹھا کے انکو دینا شروع کر دیا،

ابوالحسن رضاعلیہ السلام گھر میں داخل ہوئے، اور اپنی عورتوں پر کوئی چیز نہ چھوڑی، ختا کہ ان کے کانوں کی بالیاں، پازیب، اور بٹن تک اتار لئے، اس کے علاوہ بھی گھر میں تھوڑا یا زیادہ جو کچھ تھا، سب لے آئے اور اسے دے دیا۔

عیون اخبار الرضا ج ۲ ص ۱۶۱ مطبوعہ ایران

انہی رضا کے بیٹے محمد، جنکا لقب قانع اور کنیت ابو جعفر ثانی ہے، جنکو امام جواد کہتے ہیں، ان کے بارہ میں شک کرتے تھے، کہ یہ رضا کے بیٹے ہیں یا نہیں؟ انکی امامت کو بھی قبول کرنے میں انہیں اس لئے تردد و تامل تھا، کہ آپ کے چہرے کا رنگ کالا تھا، کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے آپ کے بارہ میں شک کیا، وہ آپ کے بھائی اور چچا زاد بھائی تھے، بیان کرتے ہیں کہ، علی بن جعفر بن باقر نے اپنے (یعنی رضا) کے بھائیوں سے کہا: ہم میں کوئی امام بھی اس طرح کا لے رنگ کا نہیں ہوا، (روایت میں حائل اللون کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جنکا معنی رنگ بدل جانا اور کالا ہو جانا کے ہیں) اس پر رضاعلیہ السلام نے کہا وہ میرا بیٹا ہے، وہ کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قیافہ شناسوں سے فیصلہ کروایا تھا، ہمارا اور آپ کا فیصلہ بھی قیافہ شناسوں پر رہا، آپ نے کہا، تم اسے انکی طرف بھیج دو، میں نہیں بھیج سکتا، جب انہیں بلاؤ (قیافہ شناسوں کو) تو انہیں یہ بات مت بتاؤ اور اپنے گھروں میں بیٹھے رہو، جب قیافہ شناس آئے، تو آپ نے ہمیں باغ میں بٹھا دیا، اور آپ کے سنگے بھائی، سگی بہنیں اور چچا زاد بھائی آف بنا کر کھڑے ہو گئے، انہوں نے رضا علیہ السلام کو لیا، انہیں صوف کا جبہ اور ٹوپی پہنائی ان کی گردن پر نیلچہ رکھا، اور انہیں کہا کہ باغ میں چلے جاؤ، اور یوں ظاہر کرو، گویا تم اس میں کام کر رہے ہو، پھر ابو جعفر علیہ السلام کو لیکر آئے، اور کہنے لگے، اس لڑکے کو اپنے باپ سے ملا دو،

قیافہ شناس کہنے لگے، یہاں اسکا باپ موجود نہیں ہے البتہ اس کے باپ کا چچا ہے، یہ اسکا چچا ہے، یہ اسکی پھوپھی ہے، اگر یہاں کہیں کوئی اس کا باپ ہے تو وہ اس باغ کا مالی ہے، کیونکہ اس کے اور اسکے پاؤں ایک جیسے ہیں، جب ابوالحسن علیہ السلام لوٹے، تو انہوں نے کہہ دیا کہ، یہ اسکا بیٹا ہے۔

الاصول من الکافی ج ۱ ص ۳۲۳-۳۲۲ مطبوعہ ایران

ان کے بارہ میں بھی یہ کہتے ہیں، کہ وہ بے حد بزدل اور سہمے ہوئے انسان تھے، جب عباسی خلیفہ معتصم نے انکو دوسری بار طلب کیا تو، وہ اس قدر روئے کہ انکی داڑھی تر ہو گئی، پھر سنبھل کر کہنے لگے، اس موقع پر تو علی (رض) بھی ڈرا کرتے تھے۔

الاصول من الکافی ج ۱ ص ۳۲۳-۳۲۲ مطبوعہ ایران

شرالبریہ نے اپنی توہین سے اپنے دسویں امام کو بھی نہیں بخشا۔

علی بن محمد کنیت ابوالحسن الثالث (امام ہادی) کے بارہ میں کہتے ہیں جب انکا ان کے والد کا انتقال ہوا تو انکی عمر آٹھ سال تھی، اس لئے لوگ انکی امامت میں اختلاف اور اسے قبول کرنے میں لے دے کرنے لگے، پھر ایک ایسے آدمی کی گواہی پر جو ان میں سے نہیں تھا، ان کی امامت کو قبول کیا، اسے اس گواہی پر مجبور کیا گیا تھا۔

الاصول من الکافی ج ۱ ص 324 مطبوعہ ایران

ان کی امامت کو (مجبوراً) تسلیم کر لینے کے باوجود کہتے ہیں کہ، ان کے والد کے ترکہ، جس میں جائیداد، مال، نقدی اور لونڈیاں ہیں ان کے سپرد نہیں کیا جائے گا، عبداللہ بن مسادر کو اس پر نگران مقرر کیا گیا، تاکہ وہ ان کے والد کی طرف سے انہیں پہنچا دے۔

الاصول من الکافی ج ۱ ص 325 مطبوعہ ایران

مال و اسباب کی حفاظت کے تو قابل نہ تھے لیکن دین معاملات میں ایک بڑی عجیب و غریب روایت انکی طرف منسوب کی جاتی ہے، ارد گرد دیہات کے رہنے والے کچھ شیعہ حضرات نے ان کے پاس آنے کی اجازت چاہی،، وہ لوگ ان کے پاس آئے، اور ایک ہی مجلس میں تیس ہزار مسئلے پوچھے (یا للعجب) انہوں نے سب کے جواب دئے، اور اسوقت انکی عمر دس سال تھی۔

الاصول من الکافی ج ۱ ص 496 مطبوعہ ایران

اب معلوم نہیں اس علم و فضل کے باوجود ان کے لئے سرپرست مقرر کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی (کچھ لوگ پاؤں جوڑ کے جھوٹ بولتے ہیں شرالبریہ کے محدثین پاؤں کھول کے جھوٹ بولتے ہیں اور اتنا جھوٹ کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں ہوتی)

پھر ان پر یہ تہمت بھی لگاتے ہیں کہ انہیں اتنا بھی علم نہیں تھا، کہ ان کے بعد امام کون ہوگا، پہلے انہوں نے اپنے بڑے بیٹے ابو جعفر محمد کو امامت دے دی، انہیں علم نہیں تھا کہ یہ زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہیں گے، اور انکی زندگی ہی میں وفات پا جائیں گے، جب ابو جعفر محمد فوت ہو گئے تو انہوں نے کہا، میں نے کوئی غلطی نہیں کی، اللہ ہی کو علم نہیں تھا کہ میرے بعد کون امام ہوگا، ان کی کتاب کی عبارت پڑھئے۔

خدا نے ابو جعفر (ان کے بڑے بیٹے محمد) کے بعد ابو محمد (ان کے دوسرے بیٹے حسن عسکری بارہویں کے والد) کو ظاہر کیا، جس کے بارے میں خدا کو معلوم نہیں تھا، اسی طرح (جعفر کے دونوں بیٹوں اسماعیل اور موسیٰ) اسماعیل کے گزرنے کے بعد موسیٰ کو ظاہر کیا، اس کے حال کی بھی اسکو (یعنی اللہ کو خبر نہیں تھی)، واقعہ یوں ہی ہے، تیرا دل تجھ سے کچھ بھی کہے، ولو کرہ المبطون۔

الارشاد للمفید ص 336 مطبوعہ ایران

اپنے گیارہویں امام حسن بن علی (حسن عسکری) کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بڑے بھائی محمد بن علی کی وفات پر اپنا گریبان پھاڑ لیا تھا، اپنے منہ پر طمانچے مارے تھے، لیکن جب یہ سنا کہ انکو امامت مل گئی ہے، تو انہوں نے خدائے بزرگ و برتر کا شکر ادا کیا۔

الارشاد للمفید ص 326 مطبوعہ ایران

کشف الغمہ ص 405 مطبوعہ ایران

رومی لونڈی نرگس کی رنگین و سنگین داستان عشق کے لئے چالیسویں قسط کا انتظار کیجئے۔

قسط نمبر 39

شیعہ کتب میں کچھ روایات ایسی ہیں جنکو پیش کرتے یا انکا ترجمہ کرتے ہوئے بھی ہمیں حیا آتی ہے اس لئے ان روایات کو میں نے پیش نہیں کیا تھا،

لیکن شیعہ شراہبر یہ چاہتے ہیں کہ میں انکے غلیظ مذہب کی کوئی بات نہ چھپاؤں انکی امہات الکتاب میں جتنا بھی گند بھرا ہوا ہے وہ سارا بیچ چور ہے کے سادہ لوح سنی مسلمانوں کے سامنے آشکار کروں، تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے، محبت اہل بیت کے خوبصورت لہادے میں چھپے ہوئے دشمنان اہل بیت کا گنداء، غلیظ اور مکروہ ترین چہرہ اپنی اصل شکل میں عوام کے سامنے آ سکے،

بے شمار دلائل دینے کے باوجود ڈیڑھ ماہ کے بعد آئیں بائیں شائیں، میں نہ مانوں، کو اسفید ہے، قسم کی اقساط پیش کرنے اور پھر ان کے جوابات پر اصرار، پوسٹ کسی اور موضوع پر اور سوالات کسی اور موضوع پر کرنے کا، شیعہ شراہبر یہ کانبیادی مقصد ہی یہ ہے کہ میں ادھر ادھر الجھار ہوں اور ان کے مذہبی دجل و فریب کو ظاہر نہ کروں، عربی عبارات پیش کروں تو کہتے ہیں ترجمہ بھی کرو، صرف ترجمہ کروں تو اگلا مطالبہ، متون بھی پیش کرو،

اپنی کتب کو خود پڑھنے کی زحمت تو گوارا کرتے نہیں یا انکی رسائی اپنے مذہب کی ان کتب اور انکی عبارات تک نہیں، اس لئے اٹلے سیدھے سوالات کر کے اپنے جھوٹے مذہب کو بچانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں،

جب ہر کتاب کا صفحہ نمبر، جلد نمبر، مطبوعہ کس ملک یا شہر کی ہے، سب کچھ پیش کر رہا ہوں تو ان کتب کو جا کے پڑھو، حوالے غلط ہوں

ان کتب میں موجود نہ ہوں پھر آ کے اعتراض کرنا کہ میں نے غلط ترجمہ کیا ہے یا حوالہ غلط دیا ہے، اب گذشتہ گزری ہوئی کسی قسط پر کئے گئے سوالات کے جوابات اس وقت تک نہیں دئے جائیں گے، جب تک میں اپنا سلسلہ اقساط مکمل نہیں کر لیتا، ہاں جو قسط چل رہی ہوگی، اس پر ہونے والے ہر اعتراض کا جواب دینے کا میں پابند ہوں، یہ بات میں پہلے بھی کئی بار لکھ چکا ہوں شیعہ شراہبر یہ اپنے آئمہ کی طرف جو روایات منسوب کرتے ہیں وہ اللہ کے ولی ان تمام باتوں سے مبرا تھے لیکن شیعہ کی گستاخیاں اس قدر ہیں کہ ان کے محدثین کو وہ روایات ذکر کرتے ہوئے ذرہ بھر بھی حیا نہیں آتی، کہ جنکو ہم آئمہ معصومین سمجھتے ہیں انکی کس قدر گستاخی کر رہے ہیں،

پہلے وہ روایات جن کے متن کا مطالبہ کیا گیا ہے،

جن روایات کا متن علی مہدی نے مانگا ان میں سے پہلی روایت:

عن زراره قال والله لو حدثت بكل ما سمعته من ابی عبد الله عليه السلام لا تتخفت ذكورا لرجال علی الحشب۔

رجال کشی ص ۲۳۳ تذکرہ زراره بن اعین مطبوعہ کربلا، عراق

زراره سے روایت ہے کہ کہا اس نے، کہ اگر میں ابو عبد اللہ علیہ السلام (امام جعفر صادق) سے سنی ہوئی تمام باتیں بیان کروں تو لوگوں کے آلات تناسل لکڑی کی طرح سخت ہو جائیں۔

مجھے تو اس روایت سے یہ سمجھ آ رہا ہے کہ نعوذ باللہ امام جعفر صادق ہر وقت (SEX) کی باتیں کیا کرتے تھے اسی لئے انکا مرید خاص زراره اس طرح کی باتیں بتانے کی بات کہہ رہا ہے۔

دوسری روایت کا عربی متن:

فدخلنا يوما على ابی جعفر عليه السلام فقال الا خبركم عن النخاس الذي ذكرته لكم قد قدم فاذا هبوا فاشتر و بهذا الصرة منه جارية قال فاتينا النخاس فقال قد بعث ما كان عندي الا جارتين مريضتين احدهما مثل من الاخرى قلنا فاخر جهما حتى ننظر اليهما فاخر جهما فقلنا بكم تبيعنا هذه المتماثلة قال بسبعين دينار قلنا احسن فقال لا انقص من سبعين دينار قلنا له نشتر يها منك بهذا الصرة ما بلغت ولا ندرى ما فيها وكان عنده رجل ابيض الراس والليحية قال فلو زونو فقال النخاس لا تفكوا فانها ان نقصت حبة من سبعين دينار لم اباليكم فقال الشيخ ادنو فدونا و فقلنا الخاتم ووزنا الدنانير فاذا هي سبعون دينار الا تزيد ولا تنقص فاخذنا الجارية فادخلناها على ابی جعفر عليه السلام و جعفر قائم عنده فاخبرنا با جعفر بما كان فحمد الله واشنى عليه ثم قال لها ما اسمك قالت حميدة قال حميدة في الدنيا محمودة في الآخرة اخبرني عنك ابكر انت ام شيب قالت بكر قال وكيف ولا يقع في ايدي النخاسين شي الا افسدوه فقالت قد كان يحسبني فيقع مني مقعد الرجل من المرأة فيسلط الله عليه

رجلا بیض الراس واللحية فلا يزال يلمطه حتى يقوم عنى ففعل بی مراراً وفعلاً الشیخ به مراراً فقال یا جعفر خذ هذا الیک فولدت خیر اهل الارض موسی بن جعفر علیهما السلام۔

اصول کافی ج ۱ ص 476-477 مطبوعہ تہران، طبع جدید

یہ اسی روایت کا عربی متن ہے جس کا ترجمہ پچھلی اقساط میں بیان کیا جا چکا ہے۔ شر البریہ کے امام موسی کاظم کی والدہ (جنکو ستر دینار میں خرید گیا تھا) امام باقر کی امام جعفر صادق کے لئے خرید کردہ لونڈی جس سے نخاسین کا ایک فرد جماع کی کوشش کیا کرتا تھا۔ پورا ترجمہ اس روایت کا پڑھنے کے لئے گذشتہ قسط ملاحظہ فرمائیں۔

توہین امام باقر

امام باقر کے نزدیک کپڑے اتار کے آلہ تناسل پر صرف چونالگا لینے سے پردہ ہو جاتا ہے۔

ان ابا جعفر علیہ السلام کان یقول من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یدخل الحمام الا بالیس المذر قال فدخل ذات یوم الحمام وتوران اطبقت النورة علی بدنہ القی المذر فقال له مولیٰ ہ بابی انت وامی انک لتوصینا بالمذر ولزومہ وقد القیتہ عن نفسک فقال اما علمت ان النورة قد اطبقت العورة۔

فروع کافی طبع قدیم ج ۲ ص 61 مطبوعہ ایران

ابو جعفر علیہ السلام (امام محمد باقر) نے فرمایا، جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، وہ حمام میں لنگی باندھے بغیر داخل نہ ہو، ایک دن امام صاحب حمام میں داخل ہوئے اور اپنے جسم پر چونالگا لگایا، اور لنگی اتار کر باہر پھینک دی، آپ کے ایک غلام نے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ ہمیں وصیت کرتے رہتے ہیں، کہ حمام میں لنگی باندھ کر داخل ہوا کریں لیکن آج آپ نے لنگی اتار کر باہر پھینک دی، تو فرمایا کہ چونے نے شرم گاہ کو چھپا لیا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ شر البریہ کے نزدیک صرف شرم گاہ کو ڈھانپ لینا ہی پردہ کے لئے کافی ہے، اور صرف اتنی سی جگہ کو ڈھانپنے کے لئے کسی کپڑے وغیرہ کی بھی ضرورت نہیں بس آگے پیچھے چونال لو تو پردہ ہو گیا، حالانکہ اعضائے مخصوصہ پر چونال لینے سے انکی شکل و صورت چھپ نہیں جاتی بلکہ اسی طرح نظر آتی رہتی ہے،

قارئین ملاحظہ کر لیں کہاں امام باقر جیسی عزت و عظمت کی پیکر شخصیت مجسم شرم و حیا اور کہاں شر البریہ کا انکی طرف اس طرح کی روایات کو منسوب کرنا،

اگر شیعہ اس روایت کو امام باقر کی عظمت کے منافی نہیں سمجھتے، تو آئندہ یہ بھی کپڑے اتار کے جسموں پر چونال کے مجلس عزاکے

اندر شریک ہوا کریں تاکہ سنت باقر و جعفر پوری ہو،

امام جعفر آلہ تناسل پر پٹی لپیٹ کر حمام میں ننگے آجاتے تھے اور اسی حالت میں ایک شخص سے طلاء لگوا یا کرتے تھے۔
وكان الصادق عليه السلام يطلّي في الحمام فاذا بلغ موضع العورة قال للذي يطلّي شيخ ثم يطلّي هو ذلك الموضع ومن اطلّي فلا باس ان يلقى
الستر عنه لان النورة ستر الخ۔

من لایحضرہ الفقیہ ج 1 ص 34 طبع قدیم لکھنؤ۔ طبع جدید ص

امام صادق (جعفر صادق) علیہ السلام حمام میں طلا لگایا کرتے تھے، (طلاء سے مراد یہاں چونے کو پانی میں بھگو کر جسم پر لگانا ہے) جب عضو تناسل پر پہنچتے تو طلا لگانے والے کو کہتے تم چلے جاؤ، اور خود اس مخصوص جگہ پر طلا لگایا کرتے، اور کہا کرتے جو طلا لگائے اگر وہ ستر کا کپڑا واردے تو کوئی گناہ نہیں، کیونکہ لگا ہوا چونا ستر کا کام دے دیتا ہے، اور امام جعفر علیہ السلام حمام میں داخل ہوئے، حمام کے مالک نے انہیں کہا، کیا حمام آپ کے لئے خالی کروادیں؟ فرمایا، مومن کسی کو تکلیف نہیں دیتا، (لہذا خالی کروانے کی کوئی ضرورت نہیں) عبید اللہ المرافقی سے روایت کی گئی ہے کہ میں مدینہ کے ایک حمام میں گیا، تو ایک ضعیف العمر شخص کو دیکھا، وہ حمام کا منتظم تھا، میں نے اس بوڑھے سے پوچھا، یہ حمام کس کا ہے، کہنے لگا، یہ حمام امام باقر کا ہے، میں نے پوچھا، وہ خود بھی یہاں آتے ہیں؟ کہا ہاں! پھر پوچھا، پھر وہ یہاں آکر کیا کچھ کرتے ہیں؟ اس نے کہا، حمام میں داخل ہوتے ہی اپنی شرم گاہ پر طلاء لگاتے ہیں، پھر عضو تناسل پر ایک پٹی باندھ کر مجھے بلاتے ہیں، تو میں انکے باقی جسم پر طلاء لگاتا ہوں، میں نے انہیں ایک دن کہا، کہ جس چیز کو آپ دکھانا پسند نہیں کرتے، میں اسے دیکھ لیتا ہوں، فرمایا، ایسا ہر گز نہیں، چونکہ لگا ہوا تو پردہ ہو جاتا ہے، مزعومہ معصوم امام جعفر کے نزدیک تھوک سے استنجا کرنا جائز ہے۔

حنان بن سدید نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے عرض کی، میں بعض دفعہ پیشاب کرتا ہوں، پھر مجھے پانی نہیں ملتا، مجھے اس وقت سخت پریشانی ہوتی ہے (تو اس وقت مجھے کیا کرنا چاہئے) امام نے فرمایا، جب تو بول کر لے، تو اپنے عضو تناسل پر تھوک لگا لیا کر، اور کوئی چیز خارج بھی ہو، تو، تو اسکو تھوک ہی سمجھا کر۔

من لایحضرہ الفقیہ ج 1 ص 21 مطبوعہ لکھنؤ۔

" اور " ج 1 ص 41 مطبوعہ تہران

عضو تناسل کا استنجا تھوک سے کرنے میں شر البریہ کی کیا حکمت ہے اور وہ اس سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں یہ تو وہی جانیں ہاں امام جعفر کی طرف اس کی نسبت کرنا سخت ترین گستاخی ہے،

شرالبریہ کے نزدیک عورت کی پاخانہ والی جگہ پر وطی کرنا جائز ہے اور یہ بھی فرمان ہے امام جعفر کا!!

عن عبد اللہ بن ابی یعفور قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یاتی فی دبرھا قال لا باس اذ رضیت۔ الاستبصار ج ۳ ص

242 - 243 طبع جدید مطبوعہ تہران

ابو یعفور نے کہا، میں نے امام جعفر علیہ السلام سے پوچھا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی دُبر میں (پاخانہ والی جگہ پر) خواہش پوری کرتا ہے (یعنی لواطت کرتا ہے) تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا اگر عورت راضی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔

عورت کی دُبر میں وطی کرنا تو قوم لوط کو بھی نہ سوچھا جن کے اسی گناہ کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب آیا، اس کے جواز کا فتویٰ امام جعفر صادق کی طرف کرنا یہ بھی شرالبریہ کی محبت اہل بیت ہی کی دلیل ہے

عن حماد بن عثمان قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام او اخبرنی من ساءه عن الرجل یاتی المراءۃ فی ذلک الموضع فی البیت جماعۃ فقال لی و رفع صوتہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کلف مملوکہ مالا یطیق فلیبعہ ثم نظرنی وجوہ اهل البیت ثم اصغی الی فقال لا باس بہ۔

الاستبصار ج ۳ ص 243 مطبوعہ تہران

حماد بن عثمان روایت کرتا ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ (جعفر صادق) علیہ السلام سے دریافت کیا، کہ اپنی عورت کی مقعد میں دخول کرنا (غیر فطری راستہ میں شہوت پوری کرنا) کیسا ہے، اس وقت چونکہ آپ کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے تھے، آپ نے بلند آواز سے فرمایا، کہ اپنے غلام سے اسکی طاقت سے بڑھ کے خدمت لینی جائز نہیں بلکہ اسے فروخت کر دینا چاہئے، (مقصد یہ تھا کہ لوگ یہ سمجھیں اس شخص نے غلام کے متعلق سوال کیا ہے، (راوی کہتا ہے) دوسرے لوگوں کے منہ کو دیکھ کر آپ نے اپنا منہ جھکا کر مجھے چپکے سے فرمایا، اس میں کوئی حرج نہیں۔

شرالبریہ کے امام جعفر صادق کے نزدیک عورت کی شرمگاہ ادھار پر لینا دینا جائز ہے۔

سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن عاریۃ الفرج قال لا باس بہ۔

الاستبصار ج ۲ ص ۷۵ طبع قدیم لکھنؤ " اور " ج ۳ ص 141 مطبوعہ تہران

میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام (امام جعفر صادق) سے عورت کی شرمگاہ کو ادھار لینے کے متعلق دریافت کیا، آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں،

یورپی ممالک میں اور پاکستان میں بھی کچھ نود و تنیئے بے غیرت لوگ اپنی بیویوں کو ایک دوسرے سے Swipe (ادلا بدلا)

کرتے ہیں ایک رات یا زیادہ راتوں کے لئے، اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ امام جعفر صادق کے فتویٰ پر عمل کرتے ہیں،

مُشت زنی بھی امام جعفر کے نزدیک جائز ہے

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال سائقہ عن الدلک قال نكح نفسه لاشی علیہ۔

فروع کافی ج ۵ ص 53 مطبوعہ تہران

امام جعفر صادق سے سوال کیا گیا مُشت زنی (خود لذتی) کے بارہ میں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں یہ تو اپنے نفس سے نکاح کرنا ہے،

عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال العورة عورتان القبل والد بر فاما الد بر مستور بالایتین فاذا سترت القضیب والبیضتین فقد سترت العورة وقال فی روایة اخرى واما الد بر فقد سترته الایتان واما القبل فاستره بیدک۔

فروع کافی ج 6 ص ۵۰۱ طبع جدید، مطبوعہ تہران

طبع قدیم ج ۲ ص 60 مطبوعہ لکھنؤ، ہندوستان

ابو الحسن رضا علیہ السلام (امام موسیٰ کاظم) نے فرمایا، شرمگاہ دو ہیں، قُبُل اور دُبُر، لیکن دُبُر (پچھلی شرمگاہ) تو چوتڑوں کے درمیان چھپی ہوئی ہے، رہی اگلی (قُبُل) سوا سکو اپنے ہاتھوں سے چھپالو، جب تم نے آلہ تناسل اور دونوں خسیوں کو چھپالیا، تو تم نے اپنی شرمگاہ کو چھپالیا۔

اس روایت سے معلوم ہوا امام موسیٰ کاظم صرف دو مقامات کو قابلِ پردہ سمجھتے تھے، بلکہ دو بھی نہیں ایک شرمگاہ کو، کہ بقول ان کے پچھلی شرمگاہ تو چوتڑوں کے درمیان چھپی ہوئی ہوتی ہے اس لئے اسے تو ڈھانپنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، اب رہا گلا حصہ، اسے ایک ہاتھ سے ڈھانپ لیجئے اور پھر مجلسِ عزاسے خطاب شروع فرمادی جائے، اور اگر جلوس ذوالجناح میں ذوالجناح کے ساتھ ساتھ مجتہد صاحب اسی حلیہ میں چلتے جائیں تو سونے پر سہاگہ ہوگا،

سچ کہا کسی نے

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن،

مزعومہ نویں معصوم امام تقی کی اہلیہ اور معصوم بارہویں کی پردادی کی عزت افزائی، ایسی عزت افزائی کہ پوری نسل انسانی کی تاریخ میں کسی محب (محبت کرنے والے) نے ایسی عزت افزائی نہ کی ہوگی۔

وروی ان امراتہ ام الفضل بنت المامون ستہ فی فرجہ بمندیل فلما احس بذلک قال لھا ابلاک اللہ بداء لادواءہ فوقعت الاکلکۃ فی فرجھا وکانت تنتصب للطیب فینظرون الیھا ویسرون بالدواء علیھا فلا ینفع ذلک حتی ماتت من علتھا۔

مناقب آل ابی طالب لابن شہر آشوب۔ ج 4 ص 391 مطبوعہ قم، ایران

روایت کی گئی ہے، کہ امام تقی کی بیوی ام الفضل بنت مامون نے زہر لگا رومال امام تقی کے عضو تناسل پر لگا دیا، آپ نے جب اس تکلیف کو محسوس کیا، تو بیوی سے کہا، اللہ تجھے لاعلاج بیماری میں مبتلا کرے، لہذا ام الفضل کی شرمگاہ میں پھوڑا نکلا، جس کے علاج کے لئے وہ حکیموں کے پاس جاتی، وہ اسکی شرمگاہ دیکھتے، اور اس پر دوائی لگا کر خوش ہوتے، اسے کسی دوائی سے نفع نہ ہوا، حتیٰ کہ اسی بیماری میں فوت ہو گئی۔

شر البریہ کے بے حیا اور بے غیرت محدثین کو اتنی بھی شرم نہیں کہ وہ یہ بکواس لکھنے سے قبل ایک لمحہ کے لئے تو سوچتے کہ یہ محترمہ کس گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں، کاش، امام تقی کی زوجہ کے بارہ میں یہ بکواس لکھنے سے قبل انکو کم از کم کسی شریف عورت پر ہی قیاس کر لیتے اگر شریف عورت پر نہیں قیاس کر سکتے تھے تو کم از کم اپنے گھر کی خواتین پر ہی قیاس کر لیتے تو اس طرح کی روایات ہر گز نقل نہ کرتے،

اسی طرح کی بے شمار روایات جن سے مزعومہ آئمہ معصومین امام تو بہت دور کی بات ہے ایک شرم و حیا والے انسان بھی ثابت نہیں ہوتے، کو میں چھوڑ رہا ہوں۔ مشتے نمونہ از خردارے مندرجہ بالا چند روایات نقل کفر کفر نہ باشد کے مصداق درج کی ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی لکھ چکا ہوں محبت اہل بیت کے خوبصورت عنوان سے جتنی توہین اہل بیت شیعہ شر البریہ نے کی ہے اتنی توہین کسی عام مسلمان کی بھی کسی کافر نے نہیں کی۔

شر البریہ مجھے کہتے ہیں حوالہ جات کا صرف ترجمہ کیا کرو اپنی طرف سے حاشیہ آرائی یا تشریح نہ کیا کرو، بھولے لوگو: حاشیہ آرائی تو میں نے ابھی تک نہیں کی، نہ ہی یہ میری عادت ہے،

نہ ہی ابھی تک اپنی طرف سے کچھ لکھا ہے صرف آپ لوگوں کی کتب کے حوالہ جات یا ان کے تراجم پیش کئے ہیں۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کو آپ کے مجتہدین نے محبت کے نام پر ایسا فریب دیا ہوا ہے جسکی مثال کائنات میں کوئی نہیں ملتی، اب تک میں نے جو کچھ لکھا ہے، صرف اور صرف تمہاری کتب سے لکھا ہے، میرا ایک حوالہ غلط ثابت ہو جائے میرا خون آپ لوگوں کو معاف ہے، لیکن خدا رکھہ ہوش کے ناخن لو، معصوم بارہویں کی ماں نر جس / ملیکہ / یا جو بھی نام رکھ لو اس رومی لونڈی کا!! اسکی عشق و محبت کی رنگین و سنگین داستان بھی، تمہاری کتب سے ہی پیش ہوں گی "انشاء اللہ" اور اگلی ہی یعنی چالیسویں قسط میں: "صرف کل تک انتظار کریں"

شیعہ شہر البریہ کے نزدیک جو بارہ امام منصوص من اللہ ہیں، اور جن پر ایمان لانا ضروری اور شرط نجات ہے ان میں گیارہویں امام حسن عسکری ہیں، جو اصول کافی کے بیان کے مطابق رمضان ۲۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور تقریباً صرف ۲۸ سال کی عمر میں ربیع الاول 260ھ میں انکا انتقال ہو گیا، ان کے حقیقی بھائی جعفر بن علی اور خاندان کے دوسرے لوگوں کا بیان ہے، کہ حسن عسکری لا ولد فوت ہوئے اور حکومت کے ذمہ داروں کی تحقیق و تفتیش سے بھی یہی ثابت ہوا، اسی بناء پر انکا ترکہ (وراثت) شرعی قانون کے مطابق ان کے دوسرے موجود وارثوں میں تقسیم کی گئی یعنی انکی والدہ اور بھائی جعفر بن علی کے درمیان،

شیعہ شہر البریہ کا یہ بھی عقیدہ ہے، کہ تیسرے امام یعنی حضرت حسین رض کے بعد امام کا بیٹا ہی امام ہوتا ہے، اصول کافی میں ایک مستقل باب ہے "باب اثبات الائمہ فی الاعتقاد" اس باب میں مزمومہ معصومین ائمہ کی طرف منسوب متعدد روایات ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے امام کا بیٹا ہی امام ہوتا ہے کوئی بھی دوسرا قریبی ترین عزیز بھی نہیں ہو سکتا، انہی روایات پر اس عقیدہ کی بنیاد ہے، اس بناء پر حسن عسکری کے لا ولد فوت ہونے پر شہر البریہ کو یہ مشکل پیش آئی کہ امامت کا سلسلہ کیسے جاری رکھا جائے اور بارہواں اور آخری امام کسے قرار دیا جائے، اب اس سلسلہ امامت کو مکمل کرنے کے لئے عجیب و غریب داستانیں گھڑی گئیں جن میں سب سے عجیب داستان زرگھس / زر جس / ملیکہ نامی رومی لونڈی کی ہے،

پڑھئے اس داستان عشق و محبت کو، اور سردھنئے کہ ان کے بڑے بڑے محدث کس طرح اور کس پائے کے داستان نگار ہیں، اور داستانیں لکھتے وقت انہیں یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ یہ داستان کس شخصیت کے لئے ہم گھڑ رہے ہیں،

مجلسی نے جلاء العیون اور حق الیقین میں بارہویں امام (امام غائب) کی والدہ کی انتہائی حیرت انگیز داستان (جو عشق و محبت کی بھی حیرت انگیز کہانی ہے) ابن بابویہ اور شیخ طوسی کی روایات کے حوالہ سے بیان کی ہے، اور لکھا ہے کہ ان دونوں حضرات نے (جو مذہب شیعہ کے اساطین میں سے ہیں) معتبر اسناد سے بشر بن سلیمان سے یہ واقعہ روایت کیا ہے، ان دونوں کتب میں واقعہ کی جو روایت نقل کی گئی ہے وہ بہت لمبی ہے یہاں اسکو اختصار اور تلخیص کے ساتھ میں نذر قارئین کرتا ہوں، جسے شوق ہو پوری روایت پڑھنے اور دیکھنے کا، تو وہ حق الیقین مطبوعہ ایران اور جلاء العیون مطبوعہ ایران میں دیکھ سکتا ہے۔

روایات کا خلاصہ یہ ہے، گیارہویں امام حسن عسکری کے شہر "سرمن رائی" میں انکے پڑوس میں ایک شخص بشر بن سلیمان رہتا تھا، وہ امام حسن عسکری اور انکے والد امام علی نقی کے بھی شیعیان خاص (یعنی مخلص و معتمد مریدوں) میں سے تھا، وہ بردہ فروشی (یعنی

غلاموں اور باندیوں کی خرید و فروخت) کا کاروبار کرتا تھا، اس نے بیان کیا، کہ امام علی نقی نے ایک دفعہ فرنگی زبان (انگریزی زبان) اور اسی کے رسم الخط میں ایک خط لکھ کر مجھ کو دیا، اور اسکے ساتھ دو سو بیس اشرفیاں بھی دیں اور کہا کہ بغداد چلے جاؤ، (جو اس وقت دار الخلافہ تھا) وہاں دریا کے ساحل پر تم کو ایک کشتی نظر آئے گی جس میں برائے فروخت کنیزیں ہوں گی، تم دیکھو گے کہ ان میں ایک کنیز وہ ہے، جو پردہ میں ہے، اور اسکو اس سے انکار ہے کہ کوئی اسکو دیکھے، ایک عرب نوجوان اسکو خریدنا چاہے گا، وہ اسکی قیمت تین سو اشرفی لگائے گا، لیکن وہ کنیز اس کے ساتھ جانے پر کسی طرح راضی نہ ہوگی، اس وقت تم اس کنیز کے مالک سے کہنا کہ میرا یہ خط اس کنیز تک پہنچا دو، (بشر کا بیان ہے) کہ میں امام علی نقی کے حکم کی تعمیل میں بغداد روانہ ہو گیا، اور وہ سارے واقعات پیش آئے، جو جناب امام نے پہلے ہی بیان فرمادے تھے، آخر کار امام صاحب کا وہ خط اس کنیز تک پہنچ ہی گیا، جیسے ہی اس نے خط دیکھا بار بار اس کو چوما، اور مالک سے کہا، مجھے اس خط والے کے ہاتھ فروخت کر دو، ورنہ میں خود کشی کر لوں گی، مالک دو سو اشرفی لیکر اسے میرے حوالہ کرنے پر رضامند ہو گیا، اور میں اسکو اپنے ساتھ لے آیا، اس کنیز نے مجھے بتایا، میں بادشاہ روم کی پوتی ہوں، اور میرا نام ٹلیکہ ہے، (یہاں ایک انتہائی اہم بات قابل غور و فکر ہے کہ شرابریہ کے بارہویں امام کی ہونے والی والدہ کو جو خط لکھا گیا وہ افرنگی زبان یعنی انگلش میں لکھا گیا اور امام نقی نے لکھا حالانکہ رومیوں کی زبان انگلش کسی بھی زمانہ میں نہیں رہی اور نہ ہی سلطنت روم کا کبھی بھی کوئی بادشاہ انگریز رہا، جب ان کے عقیدہ کے مطابق ائمہ سب زبانیں اہل زبان کی طرح جانتے ہیں تو کون سی بات مانع تھی اہلین زبان میں خط لکھنے میں، سچ کہتے ہیں دروغ گور حافظہ نباشد، جھوٹے کی یادداشت نہیں ہوتی) اور میری والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی شمعون کی اولاد میں سے ہیں، میرا قصہ یہ ہے، کہ جب میں تیرہ سال کی تھی، میرے دادا نے اپنے ایک بھتیجے کے ساتھ میری شادی طے کر دی، اور مقررہ دن پر شادی کی تقریب میں ایک عظیم الشان جشن منعقد کیا گیا، تخت پر صلیب رکھی گئی، دولہا کو اس تخت پر بٹھایا گیا، پادری صاحبان ہاتھوں میں انجیل لئے کھڑے ہوئے، اور انہوں نے اپنے طریقہ کے مطابق میرے عقد کی کاروائی شروع کر دی، کہ اچانک ایسا ہوا، کہ صلیب سرنگوں ہو کر گر پڑی، اور تخت ٹوٹ گیا، اور میرا چچا زاد بھائی کہ جس کے ساتھ میری شادی ہو رہی تھی، وہ تخت کے اوپر سے نیچے آگرا اور بے ہوش ہو گیا،

اس نامبارک حادثہ کے بعد میرے دادا نے اپنے ایک دوسرے بھتیجے کے ساتھ میرا عقد کرنے کا ارادہ کیا، اور مقررہ دن پر اسی طرح جشن منعقد ہوا، لیکن عین عقد کے دن اسی طرح کا واقعہ پھر رونما ہوا، جیسا کہ پہلے ہوا تھا،

میرے دادا کو بہت ہی رنج ہوا،

اسی رات کو میں نے خواب میں دیکھا، کہ حضرت مسیح (عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور انکے وصی شمعون، اور انکے علاوہ

حوار بین کی ایک جماعت، یہ سب حضرات میرے دادا کے شاہی محل میں تشریف لائے، اور نور کا ایک ممبر رکھا گیا، اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصی علی اور دوسرے اماموں کے ساتھ تشریف لائے، اور نور کے اس ممبر پر رونق افروز ہوئے، اور آپ نے حضرت مسیح سے فرمایا، کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ ملیکہ جو تمہارے وصی شمعون کی بیٹی (یعنی انکی اولاد میں سے) ہے، اپنے اس فرزند کے لئے مانگوں، اور آپ نے یہ فرماتے ہوئے امام حسن عسکری کی طرف اشارہ فرمایا، جو اس وقت آپ کے ساتھ تھے اور سامنے موجود تھے، (ملیکہ نے بشر بن سلیمان کو یہ سارا قصہ سنا کر اُن سے یہ کہا، کہ یہی امام حسن عسکری ہیں، جن کے والد کا خط تم نے مجھے دیا ہے، آگے ملیکہ نے اپنے خواب کا باقی حصہ سناتے ہوئے بشر بن سلیمان سے کہا، کہ حضرت مسیح اور انکے وصی شمعون نے خوشی سے اس کو قبول کیا، اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ نکاح پڑھا، اور حضرت مسیح نے مجھے امام حسن عسکری کے نکاح میں دے دیا،

ملیکہ نے اپنے خواب کا یہ قصہ سنانے کے بعد بشر بن سلیمان سے کہا، کہ میں نے اپنے اس خواب کا کسی سے تذکرہ نہیں کیا، لیکن اسی وقت سے اس "خوشید فلکِ امامت" امام حسن عسکری کے عشق کی آگ میرے سینہ اور دل میں بھڑکنے لگی، اور چین و سکون رخصت اور کھانا پینا بھی ختم ہو گیا، اور اس آتش عشق کے آثار باہر بھی ظاہر ہونا شروع ہو گئے، اس کے بعد میں نے ایک دن ایک خواب دیکھا، کہ حضرت مریم تشریف لائیں، اور ان کے ساتھ حضرت فاطمۃ الزہرا بھی تھیں، اور ہزار ہا حورانِ بہشتی بھی، حضرت مریم نے مجھے فرمایا، کہ یہ خاتون سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء ہیں، تمہارے شوہر کی یہ ماں ہیں، میں نے یہ سنتے ہی انکا دامن پکڑ لیا، اور میں بہت روئی، اور میں نے عرض کیا، کہ آپ کے فرزند حسن عسکری کبھی مجھے دیکھنے اور اپنی صورت دکھانے بھی نہیں آتے، انہوں نے فرمایا، کہ وہ کیسے آسکتے ہیں، تم عیسائی ہو، اور تمہارا عقیدہ مشرکانہ ہے، (جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں نکاح پڑھایا تھا تب اسے مسلمان کیوں نہ کیا گیا یہ بھی ایک سوال ہے) حضرت فاطمۃ الزہرا (رض) کی یہ بات سن کر میں نے اسی وقت خواب میں کلمہ شہادت پڑھا، اور اسلام قبول کر لیا، جب خواب سے بیدار ہوئی، تو میری زبان پر کلمہ شہادت جاری تھا، اس کے بعد سے کوئی رات ایسی نہیں گزری کہ میرے وہ شوہر امام حسن عسکری میرے خواب میں نہ آئے ہوں اور مجھے شربت وصال سے شاد کام و مسرور نہ فرمایا ہو،

اب انہی کے فرمانے کے مطابق میں نے ایسا کیا، کہ ہمارے ملک کا ایک لشکر جو مسلمانوں سے جنگ کے لئے جا رہا تھا، میں کسی طرح اس لشکر کے ساتھ چل پڑی، جب مسلمانوں کے لشکر نے رومی لشکر کو شکست دے دی، تو دوسری بہت ساری خواتین کے ساتھ میں بھی گرفتار کر لی گئی، اور اس طرح میں تمہارے پاس پہنچ گئی اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔

مجلسی نے اپنی ان دونوں کتب میں جس طرح یہ قصہ بیان کیا ہے، اسی کو اختصار اور تلخیص کے ساتھ یہاں نذرِ قارئین کر دیا گیا ہے۔ مجھے اس سے کوئی بحث نہیں کہ اس میں کچھ واقعیت بھی ہے یا اول تا آخر سارا مجلسی کا تراشیدہ افسانہ ہے، بہر حال مجلسی کی ان روایات کے مطابق شاہ روم کی یہ پوتی ملیکہ یاد و سرانام زرگھس اسی طرح ایک زر خرید لونڈی کی حیثیت سے گیارہویں امام معصوم حسن عسکری کے حرم میں داخل ہوئی اور شرابریہ ہی کی بعض روایات کے مطابق ۲۵۵ھ یا ۲۵۶ھ میں اسی کے بطن سے امام غائب پیدا ہوا، اب اسکی پیدائش ہوئی یا بغیر پیدائش کے ہی (جیسے ملیکہ / زرگھس کو خواب میں ہی شربت وصال سے امام حسن عسکری شاد کام و مسرور کرتے رہے اسی طرح خواب ہی میں اسکی پیدائش ہوئی اور وہ خواب ہی میں پیدا ہونے کے بعد تقریباً بارہ سو سال سے کسی خوابی غار میں چھپا بیٹھا ہے۔

قسط نمبر 41

سیدنا علی مرتضیٰ رض سے لے کر بارہویں موہوم امام آخر الزماں تک، ائمہ اثنا عشریہ کی انبیاء کرام علیہم السلام ہی کی طرح اللہ کی طرف سے نامزدگی، اور ان کے مقام و مرتبہ اور ان پر ایمان لانے کے تاکید کی حکم کے بارہ میں پچھلی اقساط میں روایات بیان کی جا چکی ہیں، امید ہے، احباب اس بارہ میں اثنا عشریہ کے عقائد و موقف کو اچھی طرح سمجھ چکے ہوں گے، لیکن یہ موضوع اس وقت تک تشنہ اور نامکمل رہے گا، جب تک بارہویں امام غائب کی موہوم پیدائش اور اسکی غیوبت کے بارہ میں اثنا عشریہ کا عقیدہ بیان نہ کیا جائے، جو یقیناً عجائبات عالم میں سے ہے، یہ ایسا موضوع ہے، کہ اگر شیعہ حضرات کی کتب سامنے رکھ کے، جو کچھ ان میں لکھا گیا ہے، صرف اسی کو درج کر دیا جائے، تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے، لیکن میں یہاں صرف اسی قدر لکھوں گا، جتنا اپنے احباب کو واقف کرانا ضروری ہے،

بارہویں کے بارہ میں یہ کہہ دینا کافی ہے، کہ ان لوگوں نے اپنی کتب میں واضح طور پر لکھا ہے، کہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوا، اور باوجود پوری تلاش اور جستجو کے، ابھی تک اسکی کوئی خبر اور پتہ نہیں مل سکا، اور پھر ان لوگوں نے اسکی، ولادت اور نشانیوں کے بارہ میں بہت سی رام کہانیاں اور من گھڑت قصے گھڑ رکھے ہیں، کیا وہ پیدا ہو چکا ہے؟ اور کہیں موجود ہے؟ یا ابھی تک پیدا نہیں ہوا! اور کہیں موجود نہیں ہے! پیدا نہیں ہوا، اور ہو بھی چکا ہے، موجود ہے بھی اور نہیں بھی! اس سے بڑھ کر کیا گستاخی ہو سکتی ہے؟ اس سے بھی زیادہ کسی کی توہین کی جاسکتی ہے؟

میں شرابریہ کی اپنی ہی اہم ترین کتب سے حسب سابق عبارات پیش کروں گا،

احمد بن عبد اللہ بن خاقان کے بارہ میں بیان کرتے ہیں کہ اس نے حسن عسکری کے متعلق ایک لمباقصہ بیان کیا ہے،

جب آپ (حسن عسکری) بیمار ہو گئے تو سلطان نے آپ کے والد کی طرف پیغام بھیجا کہ رضا کا بیٹا بیمار ہو گیا ہے، وہ اسی وقت سوار ہوئے، اور جلدی جلدی دار الخلافہ پہنچے، پھر جلدی ہی وہاں سے لوٹ گئے، آپ کے ساتھ امیر المؤمنین کے پانچ خادم تھے، جو سب کے سب اعتبار والے اور آپ کے خصوصی خادم تھے، ان میں خریر بھی تھا، آپ نے انہیں ہمیشہ حسن کے گھر میں موجود رہنے اور ان کے حال کی خبر رکھنے کا حکم دیا، آپ نے طبیبوں کی ایک جماعت کو بلوایا، اور انہیں حکم دیا، کہ وہ حسن کے پاس آتے جاتے رہیں، صبح و شام ان کا علاج کریں، اور خیال رکھیں، اس کے دو یا تین دن کے بعد انہیں بتایا گیا، کہ آپ بہت کمزور ہو چکے ہیں، آپ نے طبیبوں کو ہر وقت ان کے گھر میں رہنے کا حکم دیا، قاضی القضاۃ کی طرف پیغام بھیجا، اسے اپنے ہاں بلوایا، اور حکم دیا، کہ اپنے ساتھیوں میں سے دس ایسے آدمی چن لو، جن کی دینداری، تقویٰ اور امانت داری پر تمہیں اعتماد ہو، اس نے آدمی پیش کر دئے، اور انہیں لے کر حسن کے گھر کی طرف چلا گیا، انہیں حکم دیا، کہ وہ دن رات حسن کے پاس موجود رہیں، یہ لوگ وہیں رہتے تھے، کہ آپ انتقال کر گئے، ایک کھرام بپا ہو گیا، سلطان نے آپ کے گھر اور آپ کے کمروں کی تلاشی کے لئے آدمی روانہ کئے، ہر چیز پر مہر لگادی، اور آپ کے بیٹے کو تلاش کرنے لگے، اس کے آدمی ان تمام عورتوں کو لے آئے، جن کے بارہ میں لگتا تھا، کہ وہ حاملہ ہیں، سلطان نے انہیں اپنی لونڈیوں کے پاس بھیج دیا، کہ لونڈیاں ان عورتوں کو دیکھیں، لونڈیوں میں سے کسی نے بتایا، کہ انکی ایک لونڈی کو حمل ہے، اسے ایک کمرے میں ڈال دیا گیا، اس پر خریر خادم اس کے ساتھیوں اور عورتوں کو نگران مقرر کر دیا گیا، اس کے بعد تجہیز و تکفین کی تیاریوں میں لگ گئے، بازار بند ہو گئے، بنو ہاشم، دوسرے سردار، اور میرے والد، جنازہ کی طرف گئے، وہ دن جس نے دیکھا، اسے قیامت کا دن لگا، جب تیاری سے فارغ ہو گئے، تو سلطان نے ابو عیسیٰ بن متوکل کی طرف پیغام بھیجا، اور اسے آپ کی نماز پڑھانے کا حکم دیا، جب نماز کے لئے جنازہ رکھا گیا، تو ابو عیسیٰ اس کے قریب گئے، آپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا، بنی ہاشم کے علویوں، سرداروں، منصفوں، قاضیوں، اور حاکموں کو دکھاتے ہوئے کہا، یہ حسن بن علی بن رضا ہے، جو اپنے بستر پر طبعی موت مرا، امیر المؤمنین کے مُعتمد ساتھیوں میں سے فلاں فلاں، قاضیوں میں سے فلاں فلاں، طبیبوں میں سے فلاں فلاں، اس کے پاس موجود تھے، پھر آپ کا چہرہ ڈھانپ دیا اور اسے اٹھانے کا حکم دیا، آپ کو گھر کے درمیان سے اٹھایا گیا، اور اس گھر میں دفن کیا گیا، جس میں آپ کے والد کو دفن کیا گیا تھا،

آپ کو دفن کر دیا گیا، تو سلطان اور دوسرے لوگوں نے آپ کے بیٹے کو ڈھونڈنا شروع کیا، گھروں اور چوباروں میں بہت ڈھونڈا گیا،

ان کی میراث تقسیم کرنے میں توقف کیا گیا، وہ لونڈی جس کے بارہ میں شبہ تھا، کہ اسے حمل ہے، اس وقت تک نگرانی میں رہی، حتیٰ کہ بات واضح ہو گئی، کہ اسے حمل نہیں ہے، جب علم ہو گیا کہ اس کو حمل نہیں ہے، تو آپ کی میراث آپ کی والدہ اور بھائی جعفر میں تقسیم کر دی گئی، آپ کی والدہ کو آپ کی وصیت کے مطابق حصہ دے دیا گیا، اور یہ سب کچھ قاضی کے ہاں درج کیا گیا۔

کتاب الحجۃ من الکافی، ص ۵۰۵ مطبوعہ ایران

الارشاد للمفید ص 339-340 مطبوعہ ایران

کشف الغمہ ص 408-409 مطبوعہ ایران

الفصول المهمہ ص ۲۸۹ مطبوعہ ایران

جلاء العیون ج ۲ ص 762 مطبوعہ ایران

اعلام الولی للطرسی ص ۳۸۰ مطبوعہ ایران

یہ انکا بارہواں امام!!

اگر بارہواں امام ہے تو، ان میں سے کچھ لوگ واقعی اس کی امامت کا اعتقاد رکھتے ہیں، انہیں جعفریہ یا اثنا عشریہ کہا جاتا ہے، دوسرے شیعہ کے فرقے انہیں برا بھلا کہتے ہیں، اور حسب عادت جیسے دوسرے حضرات کو گالیاں بکتے ہیں، اسی طرح انہیں بھی گالیں بکتے ہیں، یہ لوگ جعفر بن محمد کے بارہ میں کہتے ہیں:

وہ اعلانیہ فاسق و فاجر تھا، بے شرم تھا، شرابی تھا، مردوں میں کم ترین اور اپنے آپ کو انتہائی ذلیل اور رسوا کرنے والا تھا، گھٹیا تھا، خود اپنی نظروں میں چھوٹا تھا۔

اصول کافی ج ۱ ص 114 مطبوعہ ایران

اسے یہ لوگ جعفر کذاب کے نام سے پکارتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی کئی برائیوں سے متصف کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری کے لاولد فوت ہونے کی بناء پر جو مشکل شرابریہ کو پیش آئی، اس مشکل کو حل کرنے کے لئے یہ دعویٰ کیا گیا، اور مشہور کر دیا گیا، کہ امام حسن عسکری کی وفات سے چار یا پانچ سال قبل (ایک روایت میں ۲۵۵ اور دوسری روایت میں ۲۵۷ میں) ان کے ایک صاحبزادے انکی ایک کنیز کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، جنکو عام نظروں سے چھپا کر رکھا جاتا تھا، اس لئے کوئی انکو دیکھ نہ سکتا تھا، (اصول کافی میں امام حسن عسکری کے والد دسویں امام رضا سے اس مضمون کی متعدد روایات نقل کی گئی ہیں، کہ انہوں نے امام حسن عسکری کے بعد ہونے والے امام یعنی بارہویں امام کے بارہ میں فرمایا تھا، انکم لاترون شخصہ، دوسری روایت میں لایری

جسمہ، دونوں روایات کا مطلب یہی ہے کہ تم اسکو دیکھ نہیں پاؤ گے اصول کافی ص ۲۰۷) وہ اپنے والد امام حسن عسکری کی وفات سے دس روز قبل غائب ہو گئے، اور وہ تمام چیزیں اور وہ سارے سامان جو حضرت علی سے منتقل ہو کر ہر امام کے پاس رہتے تھے، اور آخر میں امام حسن عسکری کے پاس تھے، مثلاً حضرت کا جمع کیا ہوا اور لکھا ہوا اصلی اور کامل قرآن، اور اس کے علاوہ قدیم آسمانی کتب تورۃ، زبور، انجیل، ودیگر انبیاء علیہم السلام کے صحف، اپنی اصلی شکل میں، مصحف فاطمہ، الجعفر، الجامعہ، انبیاء سابقین کے معجزات، عصائے موسیٰ، قمیص آدم، اور سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی، وغیرہ جن کے متعلق روایات گزشتہ اقساط میں گزر چکی ہیں، شرابریہ کی روایات کے مطابق چار یا پانچ سال کا ایک بچہ یہ سارے سامان تنہا اپنے ساتھ لے کے ایک غار میں روپوش ہو گیا، جیسا کہ پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ شرابریہ کا عقیدہ ہے، امام حسن عسکری کے یہی موہوم صاحبزادے امام آخر الزمان، بارہویں امام ہیں، ان پر امامت کا سلسلہ ختم ہو گیا، اور چونکہ ان کے عقیدے میں یہ مسئلہ سب سے ضروری ہے، جب تک اس دنیا کا وجود باقی ہے ایک امام معصوم کا وجود بھی دنیا میں ضروری ہے وگرنہ یہ دنیا قائم نہیں رہے گی۔ اس لئے یہ امام آکر الزمان قیامت تک زندہ رہے گا۔ اور اس طرح غائب و روپوش رہے گا، جب وہ وقت آئے گا جو اس کے ظہور کے مناسب ہوگا، اسوقت وہ غار سے برآمد اور ظاہر ہوگا، اور پھر ساری دنیا پر اسی کی حکومت اور بادشاہی ہوگی، اور وہ ہوگا، جو دنیا میں پہلے کبھی نہیں ہوا، وغیرہ وغیرہ۔

شیعہ شرابریہ کی خاص مذہبی زبان میں اس کو الحجۃ، القائم، المنتظر، صاحب الزمان وغیرہ مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے، اور وہ تمام راسخ العقیدہ شیعہ جو امام غائب پر یقین رکھتے ہیں وہ بولنے اور لکھنے میں عجل اللہ فرجہ لازمی لکھتے اور بولتے ہیں (یعنی اللہ اسکو جلد ظاہر کرے) لیکن صورت حال یہ ہے کہ آج اس وقت تک ۷۷۱ سال کا عرصہ گزر چکا ہے وہ باہر نہیں آیا، اور انہی کے عقیدہ کے مطابق ممکن ہے مزید ہزاروں سال اسی طرح اسکی غیوبت کے گزر جائیں، اس امام غائب کی غیوبت کا ایک زمانہ غیبت صغریٰ کہلاتا ہے اور ایک زمانہ غیوبت کبریٰ کا۔

غیبت صغریٰ میں کیا ہوتا رہا اور غیبت کبریٰ میں اب تک کیا ہوتا رہا اور آئندہ کیا ہوگا، نیز اس غائب کا ظہور کب ہوگا؟ کس طرح ہوگا؟ اور ظاہر ہونے کے بعد کیا کیا کارنامے انجام دے گا۔

قسط نمبر 42

امام غائب جسے، الحجۃ، المنتظر، القائم، المہدی، خلف الصالح، صاحب العصر، صاحب الامر، الباقی، ودیگر کئی ناموں سے پکارا جاتا ہے، کے بارہ میں عجیب و غریب دعاوی کئے جاتے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں،
دانیال نبی نے آپ کی پیدائش سے 1420 سال قبل آپ کا لقب منتظر قرار دیا ہے،

کتاب دانیال، باب ۱۲، آیت ۱۲ بحوالہ چودہ ستارے ص ۵۵۹ مطبوعہ لاہور

آپ کی پرورش کا کام جناب جبرائیل علیہ السلام کے سپرد تھا، اور وہ ہی آپ کی پرورش و پرداخت کرتے تھے، چودہ ستارے ص ۵
آپ اپنے آباء و اجداد کی طرح امام منصوح، اعلم زمانہ، اور افضل کائنات ہیں،
آپ بچپن ہی میں علم و حکمت سے بھرپور تھے،
صواعق محرقہ - ص 124

آپ نے تین سال کی عمر میں کم سنی کے باوجود بزبان فصیح فرمایا، انا حجة الله وانا بقية الله، (میں ہی خدا کی حجت اور حکم خدا سے باقی رہنے والا ہوں) کشف الغمہ - ص ۱۳۸

آپ نے پانچ سال کی عمر میں اپنے والد امام حسن عسکری (رح) کا جنازہ پڑھایا،
آپ کو پانچ سال کی عمر میں ایسی حکمت دے دی گئی جیسی حضرت یحییٰ کو ملی تھی،
آپ بطن مادر میں اسی طرح امام قرار دئے گئے، جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی قرار پائے تھے، کشف الغمہ ص ۱۳۹
آپ انبیاء سے بہتر ہیں، اسعاف الراغبین ص ۱۲۸

آپ کی پشت پر اسی طرح مہر امامت ثبت ہے، جس طرح پشت رسالت مآب پر مہر نبوت ثبت تھی،
اعلام الولی ص 26

غایۃ المقصود. ج 1 ص 64

نور البصار ص ۱۵۲

اسی طرح کی کئی اور صفات مختلف کتب و صحف انبیاء کے حوالوں سے انکی کتب میں درج کی گئی ہیں لیکن جب اصل ماخذ جسکا حوالہ دیا گیا ان تک رسائی کی کوشش کی گئی تو کئی صحف کا تو دنیا میں وجود ہی باقی نہیں، اور جو مخطوطے یا کتب دستیاب ہو سکے (مثلاً زبور حضرت داؤد پر منزل من اللہ کتاب، صحیفہ شعیا پیغمبر، صحیفہ تنجاس، انجیل میں کتاب دانیال وغیرہ) ان میں اشارتاً بھی ایسی کسی بات کا وجود نہیں۔ پورا ایک ہفتہ ان کی چھان بھٹک کی گئی۔ کیونکہ میں چاہتا تھا انکی کتب میں صحف آسمانی کی طرف منسوب جو حوالہ جات ہیں فضائل المنتظر میں، کم از کم اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھ اور پڑھ سکوں، لیکن ان صحف انبیاء و کتب رسل میں ایسی کسی بات کا کوئی اشارہ تک موجود نہیں،

انکی ماضی قریب کی کئی کتب میں امام احمد بن حنبل رح کی طرف بھی ایک کتاب منسوب کی گئی " جسکا نام ان کی کتب میں مسند رضا

لکھا گیا ہے، حالانکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مسند امام رضا یا مسند رضا نام کی کوئی کتاب نہیں لکھی، نہ ہی ان کے کسی شاگرد نے ایسی کوئی کتاب لکھ کے انکی طرف منسوب کی۔

اس کے علاوہ ہندوستان کے ایک بہت بڑے عالم شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی طرف بھی ایک کتاب منسوب کی گئی، مناقب ائمہ اطہار، انکی کئی کتب میں اس کتاب کا حوالہ دیا گیا، کہ اس میں بھی امام غائب کے غائب ہونے اور پھر باہر آنے کا ذکر موجود ہے، لیکن مذکورہ بالا نام کی کوئی کتاب شیخ الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے نہیں لکھی، اگر کوئی شیعہ یہ دعویٰ کرتا ہے، کہ ایسی کسی کتاب کا وجود ہے، تو وہ کتاب پیش کرے، اور ماضی قریب کی اپنی کتب میں موجود ان حوالہ جات کا سکین پیش کرے، جن حوالہ جات کو یہ اپنی کتب میں حضرت دہلوی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

دیگر کتب اہل سنت میں جن امام مہدی کا تذکرہ ہے، جو زمانہ قرب قیامت میں پیدا ہوں گے، انکی ذات و صفات کو بارہویں کی طرف منسوب کر کے سنی عوام کو یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ تمہارے اکابر کی کتب میں ہمارے بارہویں امام کا تذکرہ موجود ہے، پچاس ساٹھ کتب و اکابرین اہل سنت کا نام لکھ دیا جاتا ہے، جب ان کتب کی طرف مراجعت کی جاتی ہے، تو وہاں ایسی کسی بات کا سرے سے وجود ہی نہیں ہوتا، یا ان امام مہدی کا ذکر ہوتا ہے جنہوں نے عقیدہ اہل سنت کے مطابق ابھی پیدا ہونا ہے، یہ انکے فطری دجل اور فریب کی ایک چھوٹی سی مثال ہے، انکی کئی کتب میں جب میں نے اس طرح کے حوالہ جات پڑھے، تو اصل کتب کی طرف رجوع کیا، میرا مقصد و منشاء یہ تھا کہ انکے دجل و فریب کی تہوں تک پہنچوں، لیکن ان کتب میں یا تو سرے سے اس بات کا وجود ہی نہیں تھا یا بالکل مختلف بات تھی جسے یہ اپنے روایتی دجل اور فریب سے توڑ مروڑ کر اپنے حق میں پیش کرتے ہیں۔

ہا تو ابرہا نکم ان کنتم صادقین۔

اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پورے قرآن مجید میں امام غائب کے موجود ہونے، طوالت عمر، ظہور، شہود اور ظہور کے بعد سارے دین کو ایک کر دینے کے متعلق ۹ آیات موجود ہیں لیکن اکثر کتب میں حوالہ فقط چند آیات کا دیا جاتا ہے، اور اپنی مرضی کا ترجمہ و تفسیر کی جاتی ہے،

پہلا حوالہ۔

سورۃ بقرہ کی تیسری آیت "الذین یؤمنون بالغیب" کا تذکرہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی یہ جھوٹ منسوب کرتے ہیں، کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ایمان بالغیب سے امام مہدی کی غیبت مراد ہے، نیک بخت ہیں وہ لوگ جو انکی غیبت پر صبر کریں گے، اور مبارک باد کے قابل ہیں، وہ سمجھدار لوگ جو غیبت میں بھی انکی محبت پر قائم رہیں گے،

ینا بیج المودۃ ص ۷۰ ۳ مطبوعہ بمبئی، ہندوستان
دوسرا حوالہ۔

امام غائب کے موجود اور باقی ہونے کے متعلق "جلل کلمۃ باقیۃ فی عقبہ" ہے، ابراہیم کی نسل میں کلمہ باقیہ کو قرار دیا ہے، جو باقی اور زندہ رہے گا، اس کلمہ باقیہ سے امام مہدی کا باقی رہنا مراد ہے، اور وہی آل محمد میں باقی ہیں۔
تفسیر حسینی۔ تالیف، حسین واعظ کاشفی ص 226۔

تیسرا حوالہ۔

امام غائب کے ظہور و غلبہ کے متعلق "یظہرہ علی الدین کلمہ" جب امام مہدی بحکم خدا ظہور فرمائیں گے، تو تمام دینوں پر غلبہ حاصل کر لیں گے، یعنی دنیا میں سوا ایک دین اسلام کے کوئی اور دین نہ ہوگا،
نور الابصار ص ۱۵۳ مطبوعہ مصر

موہوم بارہویں امام کی غیبت!
بارہویں امام کی غیبت کی دو حیثیتیں ہیں،
غیبت صغریٰ اور غیبت کبریٰ

غیبت صغریٰ شرا لبر یہ کی بعض کتب کے مطابق ۷۵ یا ۷۳ سال تھی۔ لیکن انہی کتب کا توجہ سے جب مطالعہ کیا جاتا ہے تو بڑی وضاحت سے ایک بات سامنے آتی ہے، کہ امام حسن عسکری رح کی وفات ان کی اپنی کتب کے مطابق سن 260 ہجری میں ہوئی، اور اس کے فوراً بعد حکام کے خوف سے المنتظر صاحب پانچ سال کی عمر میں غائب ہو گئے، اور آخری سفیر و نائب خاص علی بن محمد السمری کے مرنے کے بعد غیبت کبریٰ کا سلسلہ شروع ہو گیا، علی بن محمد السمری کی موت ۳۲۹ ہجری میں ہوئی، اس حساب سے تو 69 سال غیبت صغریٰ کا عرصہ بنتا ہے، لگتا یوں ہے، کہ یہ اپنے بڑوں کی کتب بھی نہیں پڑھتے، کوئی ستر سال لکھتا ہے، کوئی ۷۳ سال، اور کوئی ۷۵ سال، کوئی لکھتا ہے پیدائش سے پہلے ہی غائب ہو گئے، کوئی لکھتا ہے، تین سال کی عمر میں اور کوئی پانچ سال کی عمر میں، کوئی مجتہد یہ لکھتا ہے، کہ امام حسن عسکری کا جنازہ اس موہومہ پانچ سالہ بچے نے پڑھایا اور کوئی لکھتا ہے ابو عیسیٰ بن متوکل نے سلطان کے حکم سے جنازہ پڑھایا،

اس کے بعد غیبت کبریٰ شروع ہو گئی، غیبت صغریٰ کے زمانہ میں صرف چار لوگوں کا تذکرہ کتب شرا لبر یہ میں ملتا ہے، جو بارہویں امام کے سفیر یا نائب خاص تھے، انہی کے ذریعہ لوگوں سے تحفے تحائف، مال و اسباب، اور خمس وغیرہ وصول کیا جاتا تھا، انکو یہ باور

کروا کے، کہ یہ سب امام غائب تک پہنچایا جاتا ہے،

سب سے پہلا سفیر و نائب خاص۔

ابو عمر عثمان بن سعید عمری، (جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے پہلے نائب و سفیر خاص کا نام عثمان اور کنیت ابو عمر، یعنی اس کے نام و کنیت میں عمر بھی ہے اور عثمان بھی) اس کا تعلق قبیلہ بنو اسد سے تھا سامرہ کے قصبہ عسکر کا رہنے والا تھا، مرنے کے بعد بغداد میں باب جبلہ کے قریب مسجد میں دفن کیا گیا،

دوسرا سفیر و نائب خاص۔

اسی ابو عمر عثمان بن سعید عمری کا بیٹا محمد بن عثمان بن سعید۔ اسکی کنیت ابو جعفر تھی، اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے مرنے سے دو ماہ قبل امام غائب کے کہنے پر اپنی قبر کھدوا لی تھی، باب کوفہ کے قریب سر راہ دفن ہوا،

تیسرا سفیر و نائب خاص

حسین بن روح، اس کی کنیت ابو قاسم تھی، محلہ نوبخت کوفہ کا رہنے والا تھا، خفیہ طور پر ممالک اسلامیہ کے دورے کیا کرتا تھا شرب البریہ کو منظم کرنے کے لئے، یہ شخص اتنا چالاک اور طرار تھا، اور اہل سنت میں اس طرح گھل مل جاتا تھا، کہ بڑے بڑے ہوشیار لوگ بھی اسے سنی سمجھتے تھے، اور اس پر اعتماد کرتے تھے، لیکن یہ ان میں گھس کے اپنے مذہب دجل و فریب کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دیتا رہا، چالاک کی انتہاء یہ تھی، کہ اہل سنت اسے معتمد، ثقہ، صالح اور امین قرار دیتے تھے، محلہ نوبخت کوفہ میں مدفون ہے، چوتھا اور آخری سفیر و نائب خاص۔

ابوالحسن علی بن محمد السمری۔

اس کے بعد یہ نیابت و سفارت اور غیبت صغریٰ کا سلسلہ ختم ہوا، شعبان ۳۲۹ ہجری کے بعد غیبت کبریٰ کا سلسلہ شروع ہوا جسکو تقریباً پونے بارہ سو سال گزر چکے ہیں۔

قسط نمبر 43

عقیدہ اہل سنت امام مہدی کے بارہ میں!

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں عقیدہ اہل سنت مختصر آئیہ ہے، کہ امام مہدی قرب قیامت کے زمانہ میں پیدا ہوں گے، مکہ المکرمہ میں انکا ظہور ہوگا، خانہ کعبہ میں حجر اسود کے قریب مقام ملتزم پر کھڑے ہو کر اسلام کی تبلیغ کا آغاز فرمائیں گے، آپ کا زمانہ ایسا زریں ہوگا، کہ سونا اور چاندی پانی کی طرح ہوگا، اور پوری دنیا میں کوئی بھی بھکاری نہیں رہے گا، امن و سلامتی کی یہ حالت

ہوگی، کہ بھیڑ بکریاں اور بھیڑے مل کر چراگا ہوں میں چریں گے، ایک ہی گھاٹ سے پانی پیئیں گے، لیکن ایک دوسرے کا کوئی نقصان نہیں کریں گے۔

شیعہ شراہبرہ کے امام مہدی۔

امام غائب کی غیبت کے کچھ حالات گذشتہ قسط میں گذر چکے ہیں، روایات غیبت کے تعارض میں ایک اور روایت۔ تاریخ الائمہ جو شراہبرہ کی معتبر کتب میں سے ہے، اس میں لکھا ہے، اگرچہ امام حسن عسکری کے وصال کے وقت انکی عمر صرف پانچ سال تھی، لیکن اس صغر سنی کے ہوتے ہوئے بھی اپنے والد کی نماز جنازہ انہوں نے خود پڑھائی تھی۔

تاریخ الائمہ ص ۳۸۰-۳۷۹

غیبت ہوئی کیوں؟

عن زراره قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان للقا تم غیبة قتل ان یقوم ان یخاف واو ما بیدہ الی بطنہ یعنی القتل۔

اصول کافی، کتاب الحجۃ باب الغیبت ج ۱ ص ۳۳۸ مطبوعہ تہران

زرارہ سے مروی ہے، کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، امام قائم آل محمد کے لئے بچپن ہی میں غیبت ہوگئی، خوف کی وجہ سے، اور اشارہ کیا، اپنے ہاتھ سے اپنے پیٹ کی طرف، یعنی قتل کے خوف سے۔

عن زراره قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان للقا تم غیبة قبل ان یقوم قال قلت ولم قال یخاف واو ما بیدہ الی بطنہ الخ۔ اصول کافی، کتب الحجۃ، باب الغیبة ص ۳۳۷ مطبوعہ تہران

زرارہ سے مروی ہے، مجھ سے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا، حضرت امام غائب کی غیبت بچپن میں ہوگئی تھی، میں نے کہا، یہ کیوں ہوئی؟ فرمایا دشمن کے خوف سے، اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا، اپنے پیٹ کی طرف، (یعنی وہ دشمن میری نسل ہی سے ہوگا یہ اشارہ ہے امام حسن عسکری کے حقیقی بھائی جعفر کی طرف جسے شراہبرہ جعفر کذاب کہتے ہیں) پھر فرمایا، اے زرارہ، وہ امام منتظر ہوگا، اور اسکی ولایت میں شک کیا جائے گا، کوئی کہے گا، اس کے والد لا ولد (بے اولاد) مرے تھے، کوئی کہے گا، حمل میں انتقال ہو گیا، کوئی کہے گا، وہ باپ کی موت سے دو سال پہلے پیدا ہوئے تھے، حالانکہ وہ امام منتظر ہوں گے۔

کسی شیعہ کے لئے بھی امام غائب کا نام لینا جائز نہیں، اور نہ ہی وہ کسی کو نظر آئیں گے۔

روایت نمبر ۱

عن داؤد بن قاسم الجعفری قال سمعت ابا الحسن العسکری علیہ السلام یقول الخلف من بعدی الحسین فلیف لکم بالخلف من بعد الخلف

فقلت ولم جعلني الله فداك قال انكم لاترون شخصه ولا يحل لكم ذكره باسم فقلت كيف نذكره فقال قولوا الحجة من آل محمد صلوات الله عليه وسلم۔

داؤد بن قاسم الجعفری کہتا ہے، میں نے امام نقی علیہ السلام سے سنا، کہ میرے بعد میرے جانشین حسن عسکری علیہ السلام ہیں، پھر فرمایا، تم کیا طریقہ اختیار کرو گے ان کے فرزند کے ساتھ؟ میں نے کہا، اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے، کیوں نہ ہم انکی اتباع کریں گے، فرمایا تم ان کے وجود کو نہ دیکھ سکو گے، اور نہ ہی یہ جائز ہو گا تمہارے واسطے ان کا نام لیکر ذکر کرنا، میں نے کہا، پھر ہم ان کے لئے کیا ذکر کریں گے، فرمایا یہ کہنا! حجت آل محمد صلوات اللہ وسلامہ۔

روایت نمبر ۲

عن ابی عبد اللہ الصالح قال سألني اصحابنا بعد مضي ابی محمد علیہ السلام ان اسال عن الاسم والمكان فخرج الجواب ان دللتهم على الاسم اذا عوه وان عرفوا المكان دلو عليه۔

ابو عبد اللہ الصالح کہتا ہے، امام حسن عسکری کے انتقال کے بعد ہمارے اصحاب نے کہا، کہ میں حضرت الامر سے انکا نام اور جگہ معلوم کروں! جواب آیا، کہ اگر تم نام معلوم کرو گے تو لوگ اسے شہرت دیں گے، اور یہ ہمارے خاندان کے لئے نقصان کا باعث ہو گا، اور اگر رہائش کا پتہ چل گیا تو لوگ اس پر چڑھ دوڑیں گے۔

روایت نمبر ۳

عن الريان بن صلت قال سمعت ابا الحسن الرضا علیہ السلام وسئل عن القائم قال لا يرى جسمه ولا يسمى اسمه۔
ریان بن صلت کہتا ہے، میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا، کہ حضرت سے جب قائم آل محمد کے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، ان کا جسم نہیں دیکھا جائے گا، اور انکا نام نہیں لیا جائے گا۔

روایت نمبر

عن ابن رناب عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال صاحب هذا الامر لا يسمى باسمه الا كافر۔

ابن رناب کہتا ہے، کہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا، کہ صاحب الامر (امام غائب) کو ان کے نام سے صرف کافر پکارے گا۔

یہ چاروں روایات اصول کافی ج ۱ ص ۳۳۲-۳۳۳ مطبوعہ تہران کی ہیں۔

مذکورہ بالا روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ بارہویں صاحب اس دور میں پیدا ہوئے تھے، جب خطرات کا زمانہ تھا، اسی لئے وہ خوف

کی وجہ سے غائب ہو گئے، جیسا کہ امام جعفر صادق (رح) نے فرمایا، اگر لوگوں کو ان کا پتہ چل جائے، تو انہیں قتل کر دیں، اس لئے وہ خوف کے مارے پھپھپ گئے ہیں، اور ان کا پوشیدہ رکھنا بہت ضروری ہے، اور اسی بنا پر شاید امام جعفر صادق نے یہ بھی فرمایا، ان کا نام لے کر بلانا جائز نہیں، بلکہ یہاں تک فرمادیا، کہ ان کو نام لے کر بلانے والا کافر ہے۔

ان روایات کی روشنی میں امام جعفر صادق رح ہی کے فتویٰ کی روشنی میں وہ تمام شیعہ محدثین، مجتہدین، مراجع سو فیصد کافر ہیں، جنہوں نے اپنی کتب میں اس موہوم امام غائب کا نام محمد لکھا ہے۔

الزام ان کو دیتے تھے، قصور اپنا نکل آیا۔

اس غائب کے ظہور کے متعلق روایات کا تضاد بھی اس کے عدم وجود پر دلالت کرتا ہے، اختصار کے لئے صرف چند روایات پر ہی اکتفا کروں گا۔

قسط نمبر 44

موہوم امام غائب کے بارہ میں شیعہ روایات کا تضاد ہی اس قصہ کے من گھڑت ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے
مشتے نمونہ از خردارے کے مصداق صرف چند روایات پیش خدمت ہیں۔
پہلی روایت:

شر البریہ کے محدثین کے بقول حضرت علی رض سے پوچھا گیا، کہ امام مہدی کتنے دن غائب رہیں گے، تو حضرت علی رض نے اس کے جواب میں فرمایا۔

ستۃ ایام اوستۃ اشھر اور ستۃ سنین۔

اصول کافی ج ۱ ص ۳۳۸ مطبوعہ تہران

چھ دن، یا چھ مہینے، یا چھ سال۔

دوسری روایت۔

فقال علیہ السلام ما من الا قائم بامر اللہ وھاد الی دین اللہ و لکن القائم الذی یطھر اللہ بہ الارض من اھل الکفر و الحجود و یملأ الارض قسطا وعدلا ھو الذی یحقی علی الناس ولادیتہ و یغیب عنھم شخصہ و یحرم علیھم تسمیتہ و ھو سمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کنیہ و ھو الذی تطوی بہ الارض و یذل بہ کل صعب یمتہع الیہ من اصحابہ عدۃ اھل بدر (ثلاث مائۃ و ثلاثۃ عشر) رجلا من اقاص الارض و ذلک قول اللہ لہما تکنونوا یت بکم اللہ جمیعاً ان اللہ علی کل شیء قدیر فاذا اجتمعت لہ ھذہ العدۃ من اھل الاخلاص اظھر اللہ امرہ فاذا کمل لہ

العقد (وهو عشرة الاف رجل) خرج باذن الله فلا يزال يقتل اعداء الله حتى يرضى عز وجل۔

احتجاج طبرسی ج ۲ ص ۲۵۰ مطبوعہ قم، ایران

احتجاج طبرسی ص 248 مطبوعہ نجف، عراق

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا، ہم میں سے ہر ایک اللہ کے حکم سے قائم ہے، اور اللہ کے دین کا ہادی ہے، لیکن قائم وہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ اسکی وجہ سے زمین کو کفر و جور سے پاک کرے گا، اور عدل و انصاف سے زمین کو بھر دے گا، اور وہ، وہ ہے، کہ جسکی ولادت اور اسکا وجود لوگوں سے مخفی ہوگا، اور لوگوں پر اسکا نام لینا بھی حرام ہوگا، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نام اور ہم کنیت ہوگا، اور وہ، وہ ہے، کہ جس کے لئے زمین کو لپیٹا جائے گا، اور اس کے لئے ہر سخت کو نرم کیا جائے گا، اور اس کے لئے جمع ہوں گے، اس کے اصحاب اہل بدر کی تعداد کے برابر زمین کے کناروں سے، ۳۱۳، اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے، کہ تم جہاں بھی ہوں گے، اللہ تعالیٰ تم کو ایک جگہ کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے، اور جب اہل اخلاص سے یہ تعداد اس کے لئے جمع ہو جائے گی، تو اللہ تعالیٰ اپنے امر کو ظاہر کرے گا، اور جب اسکی تعداد پوری ہو جائے گی، دس ہزار اس وقت وہ اللہ کی اجازت سے نکل آئے گا، پس وہ ہمیشہ دشمنوں کو قتل کرتا رہے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔

تیسری روایت۔

عن ابی حمزہ الثمالی قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول ینتاب ان اللہ تبارک وتعالیٰ کان وقت هذا الامر فی السبعین فلما ان قتل الحسین صلوات اللہ علیہ اشتد غضب اللہ تعالیٰ علی اهل الارض فاخره الی اربعین ومائة فحدثنا کم فاذا عتم الحدیث کشفتم قناع الستر ولم یجعل اللہ بعد ذلک وقتا عندنا یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعنده ام الکتاب قال ابو حمزہ فحدثت بذلک ابا عبد اللہ فقال قد کان کذلک۔

اصول کافی باب کراہت التوقیت ج ۱ ص 368 مطبوعہ تہران

ابو حمزہ ثمالی سے روایت ہے، کہ میں امام باقر علیہ السلام کو کہتے سنا، کہ اے ثابت (ابو حمزہ کا نام) اللہ نے ہمارے اور شیعوں کے لئے فرانی اور حکومت کا زمانہ ۷۰ ہجری کو معین کیا تھا، چونکہ امام حسین علیہ السلام شہید کر دئے گئے، لہذا خدا کا غضب نازل ہوا، مشرکین اہل زمین پر، پس تاخیر کی ان مشرکوں کی رسوائی کے لئے 140 ہجری تک، پس ہم نے بیان کیا، تم سے اپنے اسرار کو، تم نے نشر کر دیا، ہماری باتوں کو، اور کھول دیا ہمارے بھیدوں کو، اس کے بعد خدا نے کوئی وقت معین نہ کیا، اور اللہ جو چاہتا ہے، برقرار رکھتا ہے، ابو حمزہ نے کہا، میں نے یہ حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کی، آپ نے فرمایا، ایسا ہی ہے۔

اہل دانش کے لئے لمحہ فکر۔

مذکورہ بالا تینوں روایات کو اگر کوئی شخص سرسری نظر سے بھی پڑھے گا، تو یہ کہنے پر مجبور ہوگا، کہ امام غائب کا قصہ از اول تا آخر تمام من گھڑت ہے، اور بڑی چالاکی سے اسے گھڑا گیا ہے، شیعہ شراہریہ کی کتب ان کے اس عقیدہ سے بھری پڑی ہیں، کہ ائمہ اہل بیت کو "ماکان وما یكون" کا علم ہوتا ہے، جب ان کے علم کا یہ حال ہے، تو پھر امام غائب کے بارے میں ان کے اس قول کا کیا معنی ہوگا؟ امام غائب چھ دن، یا چھ مہینے، یا چھ سال میں ظاہر ہوں گے، پھر یہ قول حضرت علی رض کی طرف منسوب کر کے انکی شدید توہین کی گئی، کیونکہ آپ نے امام غائب کے ظہور کی مدت زیادہ سے زیادہ چھ سال مقرر فرمائی، اب اس کے بعد بھی 1400 سال سے زیادہ وقت گزر چکا ہے، لیکن امام غائب کے ظہور کا نام و نشان تک نہیں، تو معلوم ہوا، کہ یہ قول حضرت علی رض کی طرف اگرچہ منسوب کر دیا گیا، لیکن درحقیقت ان کا یہ قول ہر گزہر گز نہیں، ان پر سراسر بہتان ہے۔

دوسری روایت میں جو یہ کہا گیا ہے، کہ جب تین سو تیرہ مخلص شیعہ آکر جمع ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے امر کو ظاہر کرے گا، اور جب انکی تعداد دس ہزار تک پہنچ جائے گی، تو اللہ تعالیٰ امام غائب (مہدی) کو دنیا میں ظاہر فرمادے گا، اس روایت میں قابل غور بات یہ ہے، کہ امام غائب تو اب تک یقیناً ظاہر نہیں ہوا (اور انشاء اللہ کبھی بھی ظاہر نہیں ہوگا کیونکہ جو پید اہی نہیں ہوا وہ ظاہر کیسے ہوگا) لہذا ایک حقیقت تو یہ بھی ظاہر ہو گئی، کہ پورے روئے زمین پر آج تک دس ہزار مخلص شیعہ کبھی بھی جمع نہیں ہو سکے، جسکی وجہ سے امام غائب ابھی تک غائب ہے، حالانکہ شیعہ کی تعداد تو کروڑوں میں ہے، لیکن سب کے سب بے ایمان اور منافق ہیں، اور یہ جان بوجھ کے غائب کو غائب ہی رکھنا چاہتے ہیں، اگر ان میں ایک ذرہ بھر بھی اخلاص ہوتا تو کروڑوں میں صرف دس ہزار تو مخلص بن ہی جاتے، تاکہ غائب بے چارہ ظاہر ہو سکے، معلوم ہوا یہی سب سے بڑے دشمن ہیں اپنے ائمہ خصوصاً موم امام غائب کے۔

تیسری روایت جو امام باقر رح کی طرف منسوب کی گئی ہے، وہ بھی محض جھوٹ اور افترا کا پلندہ ہے، کیونکہ اس میں امام موصوف کی طرف منسوب کر کے یہ بات کہی گئی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے امام غائب (مہدی) کے ظہور کے لئے ۷۰ ہجری کا زمانہ مقرر فرمادیا، اور پھر بوجہ قتل حسین رض اللہ نے غضب میں آکر یہ زمانہ ۱۰ ہجری تک بڑھا دیا، اس کے بعد تیسری مرتبہ یوں ہوا، کہ جب شیعہ شراہریہ نے بد عہدی کی، اور اپنے امام غائب کے راز کو فاش کر دیا، تو اللہ تعالیٰ نے غیر معینہ مدت تک کے لئے امام غائب کے ظہور کو موقوف کر دیا،

کیا امام باقر رح اللہ تعالیٰ کے لئے اس طرح کی ترمیم و تنسیخ کا قول کر سکتے ہیں، کیا "وہو بکل شیء علیم" کا امام موصوف کو علم نہ تھا؟ گویا اس روایت میں صرف امام باقر رح کی ہی توہین نہیں کی گئی بلکہ اللہ رب العزت کی شان بے نیازی میں بھی دخل اندازی کی گئی ہے، لہذا معلوم ہوا، کہ یہ روایت بھی پچھلی روایات کی طرح بے اصل اور من گھڑت ہے، اور اپنے ہی ائمہ معصومین پر بہتان اور افترا

ہے، جب یہ ساری روایات ہی من گھڑت اور بے اصل ہیں، تو ان سے جس بات یعنی ظہور امام غائب کو ثابت کرنے کو شش کی جارہی ہے وہ عقیدہ بھی اور وجود بارہواں امام بھی اور ظہور بارہواں امام بھی من گھڑت، بے اصل، کذب اور افتراء ہے۔

شرالبریہ کی معتبر و مستند کتاب احتجاج طبرسی سے بھی میں امام رضا کا قول (شیعہ کے نزدیک حدیث) ذکر کر چکا ہوں، کہ دس ہزار مخلص شیعہ پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ امام مہدی کو ظاہر کر دے گا، جب کہ امام رضا ہی کے دور میں شیعہ کی تعداد اس وقت بھی لاکھوں تک پہنچ چکی تھی، اس کے باوجود آپ کا مذکورہ ارشاد بتلاتا ہے، کہ ان لاکھوں لوگوں میں دس ہزار بھی مخلص شیعہ نہ تھے ورنہ امام رضا کے دور ہی میں انکا غائب ظاہر ہو جاتا۔

قسط نمبر 45

شیعہ شرالبریہ ہر وقت محبت اہل بیت و محبت آئمہ اطہار کا راگ الاپتے رہتے ہیں، انکے اس راگ میں کتنی سچائی ہے، اور آئمہ اہل بیت کے نزدیک انکی حقیقت کیا ہے، پچھلی قسط کی آخری دو روایات سے یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے، مزید تسلی کے لئے امام رضا رح کا ایک اور قول (شیعہ کے نزدیک حدیث) ملاحظہ فرمائیں۔

موسیٰ بن بکرواسطی نے کہا، مجھے امام رضا نے فرمایا، اگر میں اپنے شیعوں میں تمیز کرتا ہوں، تو محض زبانی تعریف کرنے والا ہی پاتا ہوں، اگر میں انکا امتحان لوں تو سب کو مرتد پاؤں گا، اگر انکی صحیح جانچ لوں تو ہزار میں سے ایک بھی مخلص نہ نکلے، ان کی چھان بین کرنے سے میرے لئے یہی کچھ باقی رہ جاتا ہے، کہ ایک مدت ہوئی، مسندوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہیں، اور کہتے ہیں، ہم علی کے شیعہ ہیں، حالانکہ علی کا شیعہ وہ ہے، جسکا قول اس کے عمل کی تصدیق کرے۔

روضہ کافی ج ۸ ص ۲۲۸ مطبوعہ تہران

حلیۃ المتقین ص ۷ مطبوعہ تہران

اگر امام رضا کی زندگی میں ان کی حالت یہ تھی، جیسی مذکورہ روایت میں بیان کی گئی تو آج تو ان کے حالات ہزاروں گنا بدتر ہیں، ان کے فرمان کے مطابق اگر ہزار میں ایک بھی مخلص نہیں، تو پھر دس ہزار مخلص تو قیامت تک اکٹھے نہیں ہو سکتے،

(حالانکہ ان کے مجتہدین اور مراجع کی تعداد ہی کئی دس ہزار سے زیادہ ہوگی ثابت ہوا وہ بھی سارے کے سارے بے ایمان، منافق اور دھوکہ باز ہیں)

یعنی بقول کسے،

نہ نو من تیل ہو گانہ رادھانا چے گی،

موہوم بارہویں یعنی غائب کو باہر آنے سے روکنے والے خود شیعہ ہی ہیں، اگر بفرض محال اسکا کوئی وجود ہے تو!!
بارہواں غائب کہاں ہوا تھا؟

در سامرا قبر امامین ہمامین حضرت ہادی و حضرت عسکری متوفی 260 ہجری و سرداب غیبت حجة بن الحسن ع در کنار آں بارگاہ قرار
گرفته در سامرا در صحن بزرگ است۔

چہارده معصوم ج ۲ ص 667 طبع جدید ایران

سامرا (عراق کا شہر) میں دو بزرگ اماموں حضرت ہادی اور حضرت امام حسن عسکری کی قبر ہے، اور امام حسن عسکری کے بیٹے
حضرت حجة (بارہواں موہوم غائب) کے غائب ہونے والا تہ خانہ اسی بارگاہ کے قریب بڑے صحن کے اندر ہے۔
بارہواں اگر ہے؟ تو اس وقت ہے کہاں؟

ان کے ہر عقیدے کی طرح اس بارہ میں بھی عجیب و غریب اور متضاد روایات انکی معتمد و مستند کتب میں موجود ہیں، ذیل میں ان کی
صرف دو کتب کی تین روایات میں ذکر کرتا ہوں، قارئین اسی سے مجموعہ تضادات مذہب کے سب سے اہم عقیدہ کے بارہ میں بھی
تضادات کا اندازہ کر لیں گے۔ ہر مجتہد ہر محدث جھوٹ لکھنے اور بولنے کے عالمی مقابلہ میں حصہ لے رہا ہے اور ہر ایک کی خواہش یہی
ہے، کہ وہ جھوٹوں کے عالمی مقابلہ میں اول آجائے۔

آفتاب وجودش از شرق دامن مادرش نر جس خاتون شاہزادہ رومی در شب جمعہ ۱۵ شعبان نزدیک صبح در سال ۲۵۵ ہجری پدیدار گشت
الخ

چہارده معصوم ج ۲ ص 683 مطبوعہ ایران

امام غائب کا آفتاب وجود اپنی والدہ کے افک داماں سے جہان نام نر جس خاتون اور وہ روم کی شہزادی ہیں شعبان کی پندرہ تاریخ کو ۲۵۵
ہجری میں بوقت صبح ظاہر ہوا، ۱۱۸ سال ہوئے اب تک دنیا والوں کی نظر سے پردہ خفا میں ہے، تا آنکہ اللہ کے حکم سے ظاہر ہوں
گے، جس تہ خانہ میں آپکی غیبت کبریٰ ہوئی وہ جگہ زمین کے اندر بڑی خوبصورت اور وسیع ہے، جو عسکرین کے چند بڑے کمروں کو
آپس میں ملاتی ہے، دشمنوں کے حملے کے خوف سے وہاں آپکی غیبت کبریٰ واقع ہوئی، یعنی امام زمانہ حضرت حجة بن امام حسن عسکری،
اللہ انہیں جلد ظاہر کرے، اس جگہ آخری بار عام لوگوں کی نظر سے مخفی ہوئے، خاص الخاص اور مخلص بندوں کے سوا کوئی انہیں دیکھ
نہیں سکتا، البتہ جو لوگ اولیاء اللہ میں سے ہوں اور خدا شناس نگاہیں رکھتے ہوں، وہ آپکو دیکھ سکتے ہیں، چاہے آپ جس بھی لباس میں
ہوں۔

در کتاب نزعة الناظر مسطور است کہ امروز مکان حضرت الامر در جزیرہ از جزائر مغرب است کہ آنرا علمیه خوانند و ہر یک از اولادند مذکور آم حضرت طاہر و قاسم در جزیرہ از ازاں جزائر حاکمند و مؤید ایں قول آنکہ در شام شہرے ہست حزیں نام اوست سید صالح شیعہ از مردم آل ولایت است ایں فقیر را خبر داد کہ مادر مکہ بودیم شخصے را دیدم کہ در بازار

منی میگردید و زری و دوست داشت و مے خواست بفروشد و کسی از و ایں زر را نئے خرید بد و گفتم تو را چہ حالت است گفت چند درہم دارم و کسے از ایں نمیگیر دئے دانم چہ کنم گفتم بمن بنا! چوں نگاہ کردم سکہ او ایں بود "اللہ ربنا محمد نبینا و المہدی امامنا" پرسیدم کہ تو از کجائی؟ گفت از بلاد مغربم در میان دریائے خضر و اورا پادشاہ است کہ نام او مہدی است، و ایں سکہ بنام مبارک اوست و عمر بسیار دارد من گفتم کیست ایں مہدی؟ و از کدام طائفہ است؟ انگشت بلب گذاشت کہ حرف مزین اگر تو شیعہ ای میدانی۔

تذکرۃ الائمہ ص 14 طبع جدید ایران

کتاب نزعة الناظر میں لکھا ہے، کہ حضرت الامر (امام غائب) کی رہائش اس وقت مغربی جزائر میں سے ایک جزیرہ میں ہے، جسے علمیه کہتے ہیں، اور آپکی زینہ اولاد میں سے طاہر اور قاسم دونوں ان جزائر میں سے ایک ایک جزیرہ کے حاکم ہیں، اس قول کی تائید اس طرح ہوتی ہے، کہ ملک شام میں ایک حزیں نامی شہر ہے، وہاں کے ایک باشندے سید صالح شیعہ نے مجھے بتایا، کہ جب ہم مکہ میں تھے، میں نے وہاں منی کے بازار میں ایک شخص کو گھومتے ہوئے دیکھا، جس کے ہاتھ میں کچھ سونا تھا، جسے وہ بیچنا چاہتا تھا، مگر کوئی شخص اس سے خرید نہیں رہا تھا، میں نے اسے کہا، یہ آپکی کیا حالت ہے؟ کہنے لگا میرے پاس چند درہم ہیں، اور کوئی شخص خرید نہیں رہا، اب کیا کروں؟ میں نے کہا مجھے دکھا دو! جب میں نے دیکھا تو ان درہم پر یہ مہر تھی "اللہ ہمارا رب ہے، محمد ص ہمارا نبی ہے، اور مہدی ہمارا امام ہے" میں نے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے؟ کہنے لگا میں مغربی ممالک میں سے دریائے اخضر کے درمیان کارہنے والا ہوں، ہمارے بادشاہ کا نام مہدی ہے، یہ سکہ اسی کے نام مبارک کا ہے، اسکی عمر بڑی لمبی ہے، میں نے کہا یہ مہدی کون ہے اور کس گروہ سے ہے؟ تب اس نے لبوں پر انگلی رکھ دی اور کہا آگے بات نہ کرنا، اگر تو شیعہ ہے تو سب کچھ جانتا ہوگا۔

قسط نمبر 46

دوسری روایت، تذکرۃ الائمہ سے۔

علی بن عزالدین استرآبادی نقل کرتا ہے، جس کے باپ دادا کمال علم و ورع اور شیعہ ہونے میں علاقہ بھر میں مشہور تھے، کہ آج سے پانچ سال پہلے میں ایک جماعت کے ساتھ دریائے شام میں تھا، کہ دریا میں ایک کشتی نمودار ہوئی، جو عام کشتیوں سے مختلف تھی،

جب وہ کشتی نزدیک آئی تو اس میں جو لوگ تھے، ہم ان کے قریب پہنچے اور انکا حال پوچھا، معلوم ہوا، ایک ماہ سے راستہ بھولے ہوئے ہیں، اور آبادی تک نہیں پہنچ سکے، آگے ملا باقر مجلسی کی اپنی زبان سے پورا واقعہ سُنئے،

پس احوال پر سیدہ کہ شمار چہ ہستید چوں معلوم کردند کہ بردین اسلام ایم خوشدل شدند اما مخدّر بودند تا آنکہ تحقیق کردند کہ بطریق اثنی عشریم بیکبارگی رام شدند و بکنار خشکی آمدند و ایشان را ترغیب کردیم بہ نیکی اعتقاد مردم این ولایت و ارزانی و فراوانی نعمت گمان ایشان یقین شد کہ مخالف دریں ولایت نئے باشند پس بیروں آمدند و نماز ظہر را بجماعت گزارند و در ہم بسیار بیروں آوردند کہ چیزے بخزند و سکہ آں را در اہم بنام مبارک امام مہدی بود۔

تذکرۃ الائمہ۔ ص 141 مطبوعہ ایران

انہوں نے پوچھا کہ تم کس دین میں ہو، جب انہیں معلوم ہوا کہ ہم دین اسلام پر ہیں، تو وہ بہت خوش ہوئے، مگر کچھ خوفزدہ تھے، جب انہیں تحقیق ہو گئی، (ہم شیعہ ہیں) بارہ اماموں کے قائل ہیں، تو وہ یک دم نرم ہو گئے، اور ساحل پر آ گئے، ہم نے انہیں شامی لوگوں کے حسن اعتقاد اور نعمتوں کی فراوانی وغیرہ سے خبر دی، انہیں یقین ہو گیا، کہ اس ملک میں ہماری مخالفت نہیں ہوگی، چنانچہ وہ باہر آ گئے، اور ہمارے ساتھ نماز ظہر ادا کی، اور بہت سے درہم باہر لائے، تاکہ کچھ چیزیں خریدیں، ہم نے دیکھا کہ ان درہم کی مہر امام مہدی کے نام کی تھی۔

یاد رہے کہ ملا باقر مجلسی نے مذکورہ بالا واقعات امام مجدی کے ذکر میں اس عنوان کے تحت لکھے ہیں "اسامی و کلامی آنحضرت و جماعتے کہ آنحضرت را دیدہ اند" یعنی امام مہدی کے نام اور کلام اور اس جماعت کا ذکر جنہوں نے آنحضرت کو دیکھا ہے۔
لمحہ فکر یہ!

کتاب چہارہ معصوم کی دو عدد عبارات سے یہ معلوم ہوا، کہ امام مہدی بغداد کے قریب شہر سامرہ کے ایک تہ خانہ میں غائب ہیں، اور عام لوگوں کو تو نظر نہیں آتے، مگر خاص لوگ انہیں پہچان لیتے ہیں، خواہ وہ کسی بھی لباس میں ظاہر ہوں، اور تذکرۃ الائمہ کی دو عدد روایات سے واضح ہوا، کہ امام مہدی کے دو بیٹے طاہر و قاسم مغرب کے جزائر میں حکومت کرتے ہیں، اور وہاں امام مہدی کے نام کا سکہ چلتا ہے،

احباب کرام:

شیعہ شہر البریہ کی ان معتبر کتب کی عبارات میں غور کریں، اور پھر فیصلہ کریں، کہ آیا امام مہدی غائب ہے، یا دنیا کا ایک عظیم بادشاہ ہے، جو تقریباً بارہ سو سال سے حکومت کرتا چلا آ رہا ہے، علاوہ ازیں معتبر بلکہ امام غائب کی مصدقہ کتب میں تو یوں مذکور ہے، کہ امام

جعفر نے فرمایا، کہ جو آدمی امام مہدی کا نام لے، وہ ہمارا قاتل ہے، اور کافر ہے،

اب ان مختلف اقوال کو تطبیق دے کر جمع کرنا عقل انسانی سے باہر ہے، جب ان کی تطبیق مشکل ہے، تو معلوم ہوا، کہ شیعہ شرابریہ نے امام مہدی کے متعلق جو کچھ بھی افسانے بنا رکھے ہیں، وہ ان کے من گھڑت ہیں اور انکی کوئی حقیقت نہیں، ہو سکتا ہے، کہ مقام غیبت اور مقام حقیقت میں یوں تطبیق دیں، کہ بارہواں امام داخل تو سامرا کی غار میں ہوا، اور داخل ہونے کے بعد اس نے غار میں سرنگ کھودنی شروع کر دی، (جیسے جیلیں توڑ کے بھاگنے والے اندر ہی اندر سرنگیں کھود لیتے ہیں اور باہر نکل جاتے ہیں اس سے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسے غار میں زبردستی ڈالا گیا) اور سرنگ بلاد مغرب میں جا پہنچی، اب مغرب سے مراد یا تو مراکش ہے جسے عرب مغرب کے نام سے پکارتے ہیں یا یورپین ممالک جہاں سے نرجس خاتون آئی تھیں یعنی روم وغیرہ، وہاں جا کے امام ظاہر ہو گیا، اور اسے حکومت بھی مل گئی، آپ بلاد مغرب یعنی مراکش اور یورپین ممالک کی پوری تاریخ اٹھا کے دیکھ لیں وہاں تو ایسا کوئی حکمران نظر نہیں آتا، اور پھر اس پر بھی غور کریں، ایک شخص دشمنوں کے خوف سے غار میں چھپتا ہے، اور پھر بلاد مغرب میں حکومت بھی کرتا ہے پھر اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ ہے، کہ جب شیعہ حضرات سے پوچھا جاتا ہے کہ مہدی کون ہے، تو انگشت بدنداں جواب دیا جاتا ہے، اگر تم شیعہ ہو تو سب کچھ جانتے ہو، لہذا خاموش رہو!

اس سے تو یہ ثابت ہوا، ہر مجتہد جھوٹ کے عالمی مقابلہ میں اول آنے کی کوشش کر رہا ہے، بارہویں موہوم امام کی غیبت کا عقیدہ گھڑنے کی اصل وجہ کچھ اور ہے!

اور وہ ہے لوگوں کو بے وقوف بنا کے انکا مال کھانا خصوصاً خمس اور اپنے آپ کو امام کا نائب ثابت کر کے انکے عقائد، اور عقل و شعور کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا،

غیبت صغریٰ کے زمانہ کے چاروں سفراء کا بھی یہی حال تھا، لوگ انہیں غائب کے نام خطوط لکھ کے دیتے، ساتھ غائب کے لئے نقد نذرانے بھی، تقریباً ستر سال تک یہ سلسلہ چلتا رہا جب حکومتی حکام کی طرف سے تفتیش شروع ہوئی تو ایک دم نیا راگ الاپنا شروع کر دیا گیا کہ اب بارہویں صاحب غیبت کبریٰ میں چلے گئے ہیں، یہیں سے ولایت فقیہ کا نظریہ شروع ہوا، اور نائب امام شیعہ عوام کے مال، جان اور ایمان کے مالک بن بیٹھے، ذیل میں زمانہ قریب کے نائب امام خمینی کی کتاب الحکومت الاسلامیہ سے دو حوالے ذکر کرتا ہوں جس سے بات کو سمجھنے میں آسانی ہوگی، یہ وہی کتاب ہے جو ایران میں برپا کئے گئے انقلاب کی مذہبی و فکری بنیاد ہے۔

قد مر علی الغیبة الکبریٰ لامنا المہدی اکثر من الف عام وقد تمر الوف سنین قبل ان نقضى المصلیة قدوم الامام المنتظر۔

الحکومت الاسلامیہ مطبوعہ ایران

ہمارے امام مہدی کی غیبت کبریٰ پر ایک ہزار سال سے زیادہ گزر چکے، اور ہو سکتا ہے، ہزاروں سال اس وقت کے آنے سے پہلے اور گزر جائیں، جب مصلحت کا تقاضا ان کے ظہور کا ہو وہ تشریف لائیں۔

اصل بات آگے بیان کی۔

واذا انخفض بامر تشکیل الحكومة فقيه عالم عادل فانه يلي من امورا لمجتمع ماكان يليه النبي (ص) منمهم ووجب على الناس ان يسمعوا به ويطيعوا ويملك هذا الحاكم من امر الامارة والرعاية والسياسة للناس ماكان يملكه الرسول (ص) وامير المؤمنين (ع)

الحكومة الاسلاميه ص 49 مطبوعه ايران

اور جب کوئی فقیہ (مجتہد) جو صاحب علم ہو، عادل ہو، حکومت کی تشکیل کے لئے اٹھ کھڑا ہو، تو اسکو معاشرے کے معاملات میں وہ سارے اختیارات حاصل ہوں گے، جو نبی ص کو حاصل تھے، اور سب لوگوں پر اسکو سننا اور اسکی اطاعت واجب ہوگی، اور یہ صاحب حکومت فقیہ و مجتہد حکومتی نظام اور عوامی و سمانی مسائل کی نگہداشت اور امت کی سیاست کے معاملات میں اسی طرح مالک و مختار ہوگا، جس طرح نبی (ص) اور امیر المؤمنین (ع) مالک و مختار تھے۔

اسی کتاب میں آگے جا کے پورا بلا تھیلے سے باہر نکل رہا ہے۔

ان الفقهاء هم اوصياء الرسول من بعد ائمة وفي حال غيا بهم وقد كفوا بالقيام بجميع ماكف الائمة بالقيام به۔

الحكومة الاسلاميه ص 55 مطبوعه ايران

فقهاء (یعنی مجتہدین) آئمہ معصومین کے بعد اور انکی غیبت کے زمانے میں رسول خدا (ص) کے وصی ہیں اور وہ مکلف ہیں ان سب امور و معاملات کی انجام دہی کے، جن کی انجام دہی کے مکلف آئمہ علیہم السلام تھے۔

اس حوالہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مجتہدین و مراجع کو بھی وہی حیثیت و مقام حاصل ہے جو آئمہ معصومین کو حاصل تھا یعنی مجتہدین بھی وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں غیبت امام کے زمانہ میں۔

وہ مقام وصایت جو انہوں نے حضرت علی رض کو کھینچ کھانچ کے دیا تھا اب اس زمانہ میں خمینی جیسی اور اس کے بعد کی ہر اولاد متعہ کا بھی وہی مقام ہے، محبت اہل بیت و آئمہ اطہار کا بھانڈا ان حوالہ جات سے بچ چورا ہے کے پھوٹ رہا ہے

قسط نمبر 47

موہوم بار ہواں جب غار سے باہر آئے گا تو کس حالت میں آئے گا، کون کون سے کام کرے گا، اور اپنے ساتھ کیا کیا لے کے آئے گا۔

معتمد و مستند کتب شراہریہ کی صرف ظہور غائب بارے عبارات ہی کو پڑھ لیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے، کہ مذہب شیعہ شراہریہ کا اسلام سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں،

از حضرت امام باقر علیہ السلام کہ چوں قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیرون آید خدا اور ایاری کند بملائکہ و اول کسے کہ باو بیعت کند محمد (ص) باشد و بعد از آل علی (ع) و شیخ طوسی و نعمانی از حضرت امام رضا (ع) روایت کردہ اند کہ از علامات ظہور حضرت قائم (ع) آل است کہ بدن برہنہ در پیش قرص آفتاب ظاہر خواہد شد و منادی ندا خواہد کرد کہ امیر المؤمنین است۔

حق البیقین ص ۱۳۹ مطبوعہ ایران طبع جدید

حق البیقین ص ۲۱۹ - ۳۳۷ مطبوعہ تہران۔ طبع قدیم

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جب قائم آل محمد (بارہواں) ظاہر ہوں گے، اللہ انکی فرشتوں کے ذریعہ مدد کرے گا، اور ان کی سب سے پہلے بیعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کریں گے، پھر حضرت علی علیہ السلام، شیخ طوسی اور نعمانی امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، کہ امام مہدی کے ظہور کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے، کہ وہ سورج کی ٹکیہ کے سامنے برہنہ بدن ظاہر ہوں گے ایک منادی ندا کرے گا کہ یہ امیر المؤمنین ہیں۔

لمحہ فکر یہ !!

اس بات کو امت محمدیہ کے تمام مسالک تسلیم کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والرسول ہیں اسی لئے آپ پوری کائنات کے امام اور پیشوا ہیں، لیکن آپکا پیشوا اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی نہیں، اور یہ مسلمہ بات ہے، اب یہ کہنا، کہ غائب ننگا ظاہر ہوگا، اور اس کے ہاتھ پر سب سے پہلے بیعت کرنے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے، پہلی بات:

کہ یہ صریح کذب اور افتراء ہے، پھر اسکی نسبت امام باقر اور امام جعفر کی طرف کر دینا، یہ انکی شان میں گستاخی ہے، کہ وہ لوگ تو اس طرح کی بکو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے،

دوسری بات:

یہ اتنی بڑی توہین اور گستاخی ہے، کہ کمزور سے کمزور ایمان والا انسان بھی اسکا تصور نہیں کر سکتا،

تیسری بات:

ان کے اپنے امام قائم (جو کہ نہ تھا نہ ہے نہ کبھی ہوگا) کی شان میں بھی یہ خود گستاخی کر رہے ہیں کہ وہ ننگا ظاہر ہوگا،

اب نگاہ ظاہر ہونے میں کیا حکمت ہے، یہ تو اولادِ متعہ ہی جانے تو جانے: (یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ جب میں کسی کو اولادِ متعہ لکھتا ہوں، تو میرے نزدیک اس کا مطلب جو بھی ہو، شیعہ شراہر یہ کے نزدیک یہ فخر و غرور کی بات ہے، کہ ان کے مذہب کی انتہائی اہم ترین اور ثواب میں درجہ کمال تک پہنچی ہوئی عبادات میں سے سب سے بڑی عبادت ہے، تفصیل سے انکی اس عبادت کا ذکر اپنے موقع پر کیا جائیگا انشاء اللہ)

ملا باقر مجلسی نے اپنی روایت میں یہ صراحت بھی کر دی کہ بارہویں کے ننگے ظاہر ہونے اور رسول اللہ کے اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے عقیدہ میں وہ اکیلا نہیں بلکہ شیخ طوسی اور شیخ نعمانی کا بھی یہی عقیدہ ہے، اور حقیقی بات یہ ہے کہ یہ عقیدہ ان تینوں کا نہیں بلکہ شراہر یہ کے تمام مراجع اور مجتہدین کا ہی نہیں، بلکہ تمام عوام شراہر یہ کا یہی عقیدہ ہے، اگر شراہر یہ اسکا انکار کریں کہ یہ ہمارا عقیدہ نہیں، تو کسی مرجع یا مجتہد کی کوئی ایک کتاب مجھے پیش کر دیں، جس نے اس طرح کی روایات پیش کرنے پر مجلسی اور اس جیسے کسی بھی حرامی النسل کا رد کیا ہو،

اس غائب کی دیگر نشانیاں پڑھنے کے بعد یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے، کہ غائب کی آڑ میں اولادِ مجوس و یہود اپنی تشنہ خواہشات (جو انشاء اللہ تشنہ و مردود ہی رہیں گی) کا افسانہ حسرت پیش کر رہی ہے، چودہ ستارے کا مصنف نجم الحسن کراروی باقر مجلسی کی عین الحیات ص ۹۲ (میرے پاس عین الحیات موجود نہیں لیکن چودہ ستارے نامی کتاب پاکستانی تمام شیعہ شراہر یہ کی معتمد اور مشہور ترین کتاب ہے جس کی بڑے بڑے مجتہدین نے تصدیق کی ہے) کے حوالہ سے یہ بھی لکھتا ہے، آسمان سے جبرائیل و میکائیل آکر بیعت کریں گے، پھر ملائکہ آسمانی کی عام بیعت ہوگی۔

چودہ ستارے ص 594 مطبوعہ لاہور پاکستان

حق الیقین میں ملا باقر مجلسی نے حرامی پن کی انتہاء کرتے ہوئے ابن بابویہ کی علل الشرائع کے حوالہ سے اپنی قلبی خباثت کا تذکرہ ان الفاظ میں بھی کیا ہے۔ اور اسے بھی امام باقر کی طرف منسوب کیا ہے۔

چوں قائم ماظہر شود عائشہ رازندہ کند تا براوحد بزندان مقام فاطمہ ماز و بکشد۔

حق الیقین ص ۱۳۹ مطبوعہ ایران طبع جدید

حق الیقین ص ۳۳۷ مطبوعہ ایران طبع قدیم

جب ہمارے قائم (بارہواں دجال) ظاہر ہوں گے تو وہ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) عائشہ (رض) کو زندہ کر کے انکو سزا دیں گے اور فاطمہ کا انتقام ان سے لیں گے۔

ملا باقر مجلسی کا شیعیت میں کیا مقام ہے، اسکا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے، کہ خمینی نے اپنی کتاب کشف الاسرار میں باقر مجلسی لعین کی فارسی تصانیف کا تعریف کے ساتھ ذکر کر کے ان کے مطالعہ کا مشورہ دیا ہے، اور خاص کر حق الیقین کا جسکی مذکورہ بالادو روایات میں نے نقل کی ہیں، اور اسکی بعض روایات کو کشف الاسرار ص ۱۲۱ مطبوعہ ایران میں نقل بھی کیا ہے۔

اسی حق الیقین کی ایک اور روایت اتحاد بین السنی والشیعہ کاراگ الاپنے والے سنی بے وقوفوں کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ ہے۔
و قتیکہ قائم علیہ السلام ظاہر می شود پیش از کفار ابتدا بہ سنیاں خواهد کرد با علماء ایشاں و ایشاں را خواهد کشت۔

حق الیقین ص ۵۲ مطبوعہ ایران طبع قدیم

جس وقت قائم علیہ السلام ظاہر ہوں گے تو وہ کافروں سے پہلے سنیوں خاص کر ان کے عالموں سے ابتدا کریں گے اور سب (سنی عوام و علماء) کو قتل کر کے نیست و نابود کر دیں گے۔

القائم کو لوگوں کو قتل کرنے کا حکم ہے، وہ کسی کو معاف نہیں کریں گے۔

الغیبة النعمانی ص ۱۵۳ مطبوعہ ایران

القائم کو غلاموں اور زخمیوں کو قتل کرنے کی اجازت ہوگی۔

الغیبة النعمانی ص ۱۲۱ مطبوعہ تہران

زرارہ ابو عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا اے فرزند رسول (ص) آپ امام قائم کا نام تو بتادیں؟ فرمایا انکا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ہوگا، میں نے پوچھا کیا انکی سیرت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہوگی؟ آپ نے فرمایا، افسوس افسوس اے زرارہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عمل نہیں کریں گے (کیا کہنے بارہویں کے) آگے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو معاف کر دیا تھا، لیکن یہ معاف کرنے والے نہیں وہ انہیں قتل کریں گے، (یعنی نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلطی کی تھی اور یہ لعنتی اس غلطی کا ازالہ کرے گا)

غیبة النعمانی مطبوعہ ایران

اب دیکھتے ہیں کلینی اس غائب کے متعلق کیا کہتا ہے

عن جعید الحمدانی عن علی بن الحسین علیہ السلام؛ قال روح القدس بہ تلقانا شی فان اعیانا بحکم آل داؤد،۔

الکافی ج ۱ ص ۳۹۷ مطبوعہ ایران

علی بن حسین علیہ السلام نے فرمایا، ہمارے پاس روح القدس ہے، جو ہماری مشکل میں مدد کرتا ہے، وہ (غائب) داؤد کی شریعت پر

حکم دیں گے،

(گو یا نعوذ باللہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات اس کے آنے کے بعد منسوخ ہو جائے گی تبھی تو وہ حضرت داؤد کی شریعت پر فیصلے کرے گا یہ روایت بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ شیعہ شرابریہ یہودیت کا چہرہ ہے) صاحب بحار الانوار کا بھی اعتراف۔

اللہ کی قسم میں انہیں دیکھتا ہوں رکن اور مقام کے درمیان (بیت اللہ کا ایک کونہ رکن یمانی اور مقام ابراہیم) کے درمیان لوگ انکی بیعت کر رہے ہیں، ایک طاقتور حکم، اور نئی کتاب، اور نئی شریعت، جو آسمان سے اتری ہوگی، مہدی ایک نئی شریعت لائیں گے۔

بحار الانوار ج ۱۰ ص ۵۹۷ مطبوعہ ایران

پس پروردگار من شریعتی ونبوتی بمن عطا فرمود۔

بحار الانوار ج ۱۰ ص ۵۵۰ مطبوعہ ایران

پس میرے خدا نے مجھے شریعت اور نبوت عطا کی ہے۔

یعنی وہ مہوم امام فقط امام نہیں، صاحب شریعت ہے، اور صاحب شریعت فقط نبی نہیں ہوتا بلکہ رسول ہوتا ہے، اور یہ رسول بھی ایسا ہے کہ جس کے ہاتھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعت کریں گے، العیاذ باللہ۔

وہ مدینہ اور مکہ آکر، مسجد الحرام، کعبہ، اور مسجد نبوی کو گرا دے گا۔

بحار الانوار ج 104 ص ۵۳ / ۱۰۵ مطبوعہ ایران

جب یثرب (مدینۃ النبی) پہنچے گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ اکھاڑ دے گا، اور اس میں جو بھی دفن ہیں انکو صلیب دیا جائے گا (یعنی حضرت ابو بکر رض اور حضرت عمر رض کو) اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا جائے گا،

بحار الانوار ج 104 ص ۵۳ / ۱۰۵ مطبوعہ ایران

اگر کوئی سنی شیعہ بنے گا تو ٹھیک، نہیں تو اسکو قتل کیا جائے گا، یا وہ ذمی بن کے جزیہ دے گا۔

بحار الانوار ج ۵۲ ص ۳۲۷ مطبوعہ ایران

تفسیر فرات ص ۱۰۰ مطبوعہ ایران

سنی ہم سے اب نکاح کر سکتے ہیں، لیکن جب المہدی آئے گا، تو ان کے عالموں سے لے کر عام سنی تک سب کو قتل کرے گا۔

حق البقین للملا مجلسی مطبوعہ ایران

اہل عرب کو ڈرنا چاہئے، کیونکہ ان میں سے کوئی بھی مہدی کے ساتھ نہیں ہوگا۔

الغیبة النعمانی ص 254 مطبوعہ ایران

قتل کی شروعات قریش سے کریں گے، اور ان پر بالکل رحم نہیں کیا جائے گا، حتا کہ کچھ لوگ کہیں گے، یہ شخص آل محمد میں سے نہیں، ہوتا تو رحم کرتا۔

الغیبة النعمانی ص ۱۵۵ مطبوعہ ایران

(وہ لوگ بالکل صحیح کہیں گے اس لئے کہ ایسا لعنتی اور دجال آل محمد میں سے نہیں ہو سکتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ قریش سے قتل کی ابتدا کرے)

یہ یمن سے نکلے گا، اور اس سے تیرہ شہر جنگ کریں گے، سارے عرب، مکہ اور مدینہ بھی۔

الغیبة النعمانی ص ۱۵۵ مطبوعہ ایران

یہ قریش کا مدینہ میں اس طرح قتل عام کرے گا، کہ لوگ واقعہ حرہ کو حقیر سمجھیں گے۔

الغیبة النعمانی ص ۱۵ مطبوعہ ایران

کہاں تک سنو گے کہاں تک سناؤں۔

جس کتاب کے جس صفحے کو ہاتھ لگاتا ہوں پہلے کفر سے بڑا کفر نظر آتا ہے

قسط نمبر 48

ویکون عندہ سلاح رسول اللہ وسیفہ ذوالفقار وتکون عندہ صحیفۃ فیہا اسماء شیعۃ الی یوم القیامۃ وصحیفۃ فیہا اسماء اعدائہ الی یوم القیامۃ
ویکون عندہ الجامعہ وہی صحیفۃ طولھا سبعون زراعا فیہا جمیع ما یحتاج الیہ ولد آدم ویکون عندہ الجفر الاکبر والاصغر وھواھاب کبش فیہا
جمیع العلوم حتی ارش الحدش وحتى الجلدۃ ونصف الجلدۃ وثلاث الجلدۃ ویکون عندہ مصحف فاطمہ علیہا السلام

احتجاج الطبرسی ص 240 مطبوعہ نجف طبع قدیم

احتجاج الطبرسی ج ۲ ص ۲۳۱ مطبوعہ قم طبع جدید

غائب کے پاس رسول اللہ (ص) کے ہتھیار اور ذوالفقار تلوار ہوگی، ان کے پاس ایک صحیفہ ہوگا، جس میں ان کے قیامت تک کے شیعوں کے نام ہوں گے، اور ایک صحیفہ ہوگا، جس میں ان کے قیامت تک کے دشمنوں کے نام ہوں گے، اور " الجامعہ " نامی صحیفہ

ہوگا، جسکی لمبائی ستر گز ہوگی، اس میں اولاد آدم کے تمام مسائل کا حل ہوگا، اور ان کے پاس جفراکبر اور اصغر ہوگا، وہ ایک مینڈھا کی کھال ہے، جس میں تمام علوم ہوں گے حتیٰ کہ خراش کی سزا مکمل، آدھی یا تہائی حصہ سب مذکور ہوگا، اور ان کے پاس سیدہ فاطمہ علیہا السلام کا مصحف بھی ہوگا۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان القرآن الذی جاء بہ جبریل الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سبعة عشر الف آیات۔
اصول کافی ج ۲ ص 634 مطبوعہ ایران

امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا، وہ قرآن جسے جبریل نبی علیہ السلام پر لائے ستر ہزار آیات والا تھا گذشتہ قسط کی روایات اور مذکورہ بالا دور و آیات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے، کہ شیعہ شرابریہ ختم نبوت کے منکر ہیں، اور یہ وہ عقیدہ ہے جس پر ایمان رکھے بغیر کوئی شخص ایک لمحے کے لئے بھی مسلمان نہیں ہو سکتا، اگر اس پر یہ اعتراض کیا جائے کہ تقسیم بر صغیر سے قبل بھی اور بعد بھی مرزا قادیانی کے خلاف تحفظ ختم نبوت کی جو تحریک چلی تھیں ان میں ہمارے اکابر کے ساتھ شیعہ کے اکابر بھی موجود تھے اور انہوں نے ختم نبوت کی تحریک میں اہل سنت کا ساتھ دیا تھا، تو اس کے جوابات حاضر ہیں

شیعہ ہر دور میں تقیہ کر کے اہل اسلام کی صفوں میں ہمیشہ اپنے مذموم مقاصد کے لئے شامل رہے، اس وقت بھی انہوں نے اکابر اہل سنت کو یہی باور کروایا ہوا تھا، کہ ہم ختم نبوت پر کامل ایمان رکھتے ہیں، شیعہ کی کتب کی رسائی عام علماء اہل سنت تک نہ تھی، جن علماء اہل سنت تک ان کتب کی رسائی تھی، انہوں نے برملا کہا بھی اور لکھا، کہ یہ بھی مرزائیوں کی طرح ختم نبوت کے منکر ہیں

۱۹۸۰ کے خمینی انقلاب کے بعد جب پاکستان میں شیعہ کتب کثیر تعداد میں پہنچیں تو جن جن علماء نے ان کتب کا مطالعہ کیا، ان سب نے انکو ختم نبوت کا منکر اپنی تقاریر میں کہا بھی اور کتب میں لکھا بھی،

انکی کئی کتب میں صراحت سے یہ بات ان کے محدثین کی زبانی مذکور ہے، کہ ہمارے کئی اکابر بظاہر سنی بن کے اہل سنت کی صفوں میں تاحیات رہے انہوں نے اپنے عقائد پر کتب بھی لکھیں، اور اہل سنت کی کتب میں تحریف بھی کرتے رہے، اور یہی وہ کتب اور حوالہ جات ہیں، جو آج کل متقدمین اہل سنت کی کتب کے اور ان کے حوالے دے کے اہل سنت کو بہکانے کی کوشش کی جاتی ہے، کہ تمہارے فلاں بزرگ نے یہ لکھا ہے، فلاں کتاب کا یہ حوالہ ہے،

ابن شہاب زہری کی مثال ان شرابریہ کی چالاکیوں کو سمجھنے کے لئے کافی ہے،

یہ بخاری کاراوی بھی ہے اور امام بخاری کے اساتذہ میں بھی ہے، صحیح بخاری میں اسکی کافی روایات موجود ہیں، اور شیعہ کی اصول کافی تو بھری پڑی ہے اس کی روایات سے، اور وہاں اس کے عقیدہ کا بھی کھل کے اظہار ہو رہا ہے، اسی طرح بے شمار افراد اس زمانہ میں یا تو اہل سنت بن کے اہل سنت کو دھوکا دیتے رہے، یا جن کی شیعیت لوگوں پر آشکار تھی، وہ یہ دھوکا دیتے رہے، کہ وہ صرف فضیلت علی کے قائل ہیں، اس سے زیادہ نہیں،

پوری دنیا کے تمام ممالک کے جن شیوخ اور اداروں نے بھی ان کے کفر کا فتویٰ دیا ہے، منجملہ دیگر وجوہات کے مسئلہ ختم نبوت سر فہرست ہے۔

شیخ الجامعۃ الاظہر کا گذشتہ دنوں جو فتویٰ شیعہ کے مسلمان ہونے کے متعلق گردش کرتا رہا ہے اس کی دیگر کئی وجوہات میں سب سے بنیادی وجہ یہ ہے، جامعہ اظہر جسے مسلمانوں کی سب سے بڑی یونیورسٹی کہا اور سمجھا جاتا ہے، اسکی اصل حقیقت پہلے سمجھ لی جے، پھر اس کے فتاویٰ پر اعتماد کی جے،

جامعہ اظہر کی بنیاد ۱۹۷۰ یا ۱۹۷۲ عیسوی میں رکھی گئی، ہجری کیلنڈر کے حساب سے چوتھی صدی ہجری میں، یعنی آج سے تقریباً 1035 سال قبل،

اسکی بنیاد رکھنے والی فاطمیون حکومت تھی، یہ اسماعیلی شیعہ تھے، جنہیں کچھ عرصہ قبل تک تو اثنا عشری شیعہ کافر کہتے تھے، لیکن اب عالمی تناظر میں ان سے اتحاد کرتے ہیں اور انہیں کافر نہیں کہتے، ۱۹۷۲ عیسوی سے لے کے ۱۱۷۱ عیسوی تک یہ مکمل طور پر اسماعیلی مذہب کی پیروکار رہی، اور انہی کی تعلیمات کو عام کرتی رہی، مصر میں شیعہ حکومتوں کے خاتمہ کے بعد اس کا بھی قبلہ تبدیل ہو گیا، اور اہل سنت حکومتوں کی وجہ سے اسے اسلامی یونیورسٹی سمجھا جانے لگا، لیکن اب بھی اسلامک فیکلٹی میں فقہ جعفریہ وہاں ایک لازمی اور ممتاز مضمون کے طور پر پڑھائی جاتی ہے، 1961 میں اسے یونیورسٹی کا سٹیٹس دیا گیا جمال عبدالناصر کے دور میں جو ایک سوشلسٹ ذہن کا مالک تھا،

جامعہ اظہر کے چار ہزار کے قریب اساتذہ میں سے ایک استاد بھی داڑھی والا نہیں، اور جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء و قراء بھی ۹۹ فیصد بغیر داڑھی کے ہوتے ہیں، اسی سے اس جامعہ کے اسلامی ماحول یا اسلامک یونیورسٹی ہونے کے دعوے کا پول کھل جاتا ہے،

جس جامعہ کے سو فیصد اساتذہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے اس قدر دشمن ہوں، کہ نہ داڑھی خود رکھیں، نہ ان کے شاگرد رکھیں، ان کی تعلیمات اور فتاویٰ جات کا اندازہ اسی سے کیا جاسکتا ہے،

شیعہ شراہرہ کا عقیدہ ختم نبوت

شیعہ کے نزدیک امامت کا وہی مفہوم ہے جو ہمارے نزدیک نبوت کا ہے،

ابتدائی اقساط میں آئمہ کی طرف منسوب کچھ روایات میں تذکرہ کر چکا ہوں،

جس فکر پر شیعہ مذہب کی عمارت ایستادہ ہے، اس فکر اور فکر اسلامیہ کے درمیان واضح فرق یہ ہے، کہ شیعیت میں ختم نبوت کا کوئی

تصور ہی موجود نہیں، شاید اتنی بات پڑھ کے میرے احباب مجھ پہ انتہاء پسندی کا فتویٰ لگا دیں، انکے اطمینان قلب کے لئے میں وہ

دلائل ذکر کروں گا، جنکو پڑھ کے یاسن کے کوئی شخص بھی شیعہ کو ختم نبوت کا قائل نہیں سمجھتا، جب آپ ان دلائل کا مطالعہ کریں

گے، تو انکو ختم نبوت کا قائل سمجھنے والے سادہ لوح مسلمان انشاء اللہ اپنی رائے کو تبدیل کریں گے، اور انہیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا، کہ

میں نے اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کیا ہے، ولایجر منکم شأن قوم علی ان لا تعدلوا اعداؤا ہوا قرب للفقوی۔

تمہیں کسی قوم کی مخالفت عدل وانصاف سے روگردانی پر مجبور نہ کرے، انصاف کرنا تمہاری ذمہ داری ہے اور تقویٰ کا بھی یہی

تقاضا ہے۔

ہمارے ہاں المیہ یہ ہے، کہ اہل سنت کے ساتھ ساتھ خود شیعہ مذہب سے تعلق رکھنے والے اکثر حضرات کو بھی شیعہ مذہب کے

عقائد اور اسکی تاریخ علم نہیں، وہ اپنی سادہ لوحی کی بنا پر یہ سمجھتے ہیں، کہ شاید حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ذکر پر آنسو

بہا لینا، ماتم کرنا، تعز یہ نکال لینا حضرت علی رض اللہ عنہ ودیگر اہل بیت سے محبت کرنے کا نام شیعیت ہے، حالانکہ اگر وہ غیر جانبدار

ہو کر گذشتہ اقساط میں اور آئندہ اقساط میں آنے والے عقائد کو باہوش و حواس پڑھ لیں اور قرآن مجید سے راہنمائی حاصل کریں)

لیکن وہ قرآن مجید کو اپنا مقتدا بنائیں گے نہیں کہ ان کے اذہان میں یہ بات راسخ کر دی گئی ہے کہ یہ قرآن اصل قرآن نہیں، اصل

بار ہواں امام لے کے آئے گا اس وقت تک بطور تقیہ اسکو مانوتا کہ اہل سنت تمہیں منکر قرآن نہ کہیں) تو وہ شیعیت سے نجات ہی میں

اپنی عاقبت کی بہتری خیال کریں،

عقیدہ ختم نبوت کا انکار بھی ان عقائد میں سے ہے، جنکا اہل سنت کے ساتھ ساتھ شیعہ اکثریت کو بھی علم نہیں، یہ ایک ایسا عقیدہ ہے،

جس سے آگاہی کے بعد شیعہ مذہب کے صاحب بصیرت (جو شاید ناممکن ہے) طبقے سے یہ امید کی جاسکتی ہے، کہ وہ اس مذہب

سے اپنا تعلق ختم کر لے۔

شیعہ شراہرہ اپنے بارہ اماموں کو ان چار خصوصی صفات سے متصف کرتی ہے، جو کہ نبوت کا خاصہ ہیں۔

۱۔ ائمہ کا اللہ کی طرف سے مبعوث ہونا۔

۲۔ اُنکا معصوم عن الخطاء ہونا۔

۳۔ اُنکی اطاعت کا فرض ہونا۔

4۔ اُن پر وحی اور فرشتوں کا نازل ہونا۔

یہ چاروں صفات اگر کسی بھی انسان میں مان لی جائیں، تو اس میں اور انبیاء کرام علیہم السلام میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا، جب کوئی شخص کسی کے بارہ میں یہ کہتا ہے،

وہ اللہ کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہے۔

وہ معصوم عن الخطاء ہے۔

اس کی اطاعت فرض ہے۔

اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔

تو گویا کہ وہ اسے اللہ کا نبی خیال کرتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا ہے۔

شیعہ مذہب میں بارہ اماموں کو یہ چاروں حیثیتیں حاصل ہیں، چنانچہ اس مذہب میں حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہ تھے، اور نہ ہی نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے، بلکہ امامت کے لبادے میں نبوت جاری و ساری رہی، اور بارہ امام، بارہ امام ہی نہیں بلکہ بارہ نبی تھے، اب میں ان چاروں صفات، یعنی بعثت، عصمت، وجوب اطاعت، اور نزول وحی کو خود شیعہ کتب کی روشنی میں ثابت کروں گا، کہ شیعہ مذہب کے مطابق بارہ امام ان چاروں صفات سے متصف ہیں۔

مشہور شیعہ محدث و مجتہد ملا باقر مجلسی جسے شیعہ شراہریہ نے خاتمۃ المحدثین کا لقب دے رکھا ہے، اپنی مشہور ترین کتاب حق الیقین میں لکھتا ہے۔

بارہ امام اللہ کی طرف سے منصوص یعنی مبعوث ہیں۔

حق الیقین ص 47 مطبوعہ ایران

شیعہ شراہریہ کا یہ بنیادی عقیدہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ نص یعنی Ordinance کے ذریعہ نامزد کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نص نازل ہوئی تھی، جس میں اماموں کو نامزد کیا گیا تھا، اس نص کے مطابق پہلے امام حضرت علی رض اللہ عنہ تھے اور آخری امام محمد بن حسن العسکری (یعنی موہوم بارہواں)

شیعہ شراہریہ کا "شیخ صدوق" ابن بابویہ قمی، محمد بن یعقوب کلینی، اور مشہور عالم طوسی نے اپنی کتب میں یہ روایت بیان کی ہے،

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وفات سے قبل ایک کتاب نازل فرمائی اور کہا،
یا محمد! هذه وصيتك طالی النجبة من اهلك۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تیرے خاندان کے معززین کے لئے نصیحت ہے،
آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا، میرے خاندان کے معززین کون لوگ ہیں؟ جبریل نے کہا، علی ابن ابی طالب اور انکی اولاد سے
فلاں فلاں،

اس کتاب پر سنہری رنگ کی مہریں لگی ہوئی تھیں، آپ نے وہ کتاب امیر المؤمنین علیہ السلام کے سپرد کر دی، چنانچہ علی علیہ السلام
نے ایک مہر کو کھولا، اور اس وصیت کے مطابق اپنے دور امامت میں عمل کیا، پھر حضرت حسن علیہ السلام نے دوسری مہر کو کھولا، اور
وصیت کے مطابق عمل کیا، حتیٰ کہ وہ آخری امام تک پہنچ گئی۔

عیون اخبار الرضا لابن بابویہ قمی ج 1 ص 43 مطبوعہ ایران

اصول کافی ج 1 ص 280 مطبوعہ ایران

کمال الدین و تمام النعمۃ لابن بابویہ قمی ج 2 ص 669 مطبوعہ ایران

امالی للصدوق ص 328 مطبوعہ ایران

امالی للطوسی ج 2 ص 52 مطبوعہ ایران

کتاب الغیبة للطوسی ص 90 مطبوعہ ایران

قسط نمبر 49

شیعہ شراہریہ کا سب سے بڑا محدث محمد بن یعقوب کلینی اپنی کتاب اصول کافی میں حضرت جعفر کی طرف منسوب کرتے
ہوئے لکھتا ہے۔

ان الامة عهد من الله عز وجل معهود لرجال مسمين ليس للامام ان يزويها عن الذي يكون من بعده۔

امامت اللہ عز وجل کی طرف سے ایک منصب ہے، جس پر چند برگزیدہ اور متعین ہستیاں فائز ہیں، کوئی امام اپنے اختیار سے اپنے بعد
والے امام کو اس منصب سے محروم کر کے کسی اور کو اس پر فائز نہیں کر سکتا۔

یعنی بارہ اماموں میں سے ہر ایک کا تقرر و تعین اللہ کی طرف سے ہوا ہے، امامت ایک منصب الہی ہے، وہی جسے چاہتا ہے، امام مقرر
کرتا ہے،

شیعہ اکابرین کا کہنا ہے

یجب علی اللہ نصب الامام کنصب النبی۔

منہاج الکراہ للعلی ص ۷۲ مطبوعہ ایران

اعیان الشیعہ ج ۱ ص ۶ مطبوعہ ایران

الشیعہ فی التاریخ ص ۴۴ مطبوعہ ایران

اصول المعارف ص ۸۲ مطبوعہ ایران

اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ وہ امام کو بھی اسی طرح مقرر کرے، جس طرح وہ نبی کو مقرر کرتا ہے۔

یعنی امامت کا منصب بھی نبوت کی طرح اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہے۔

اس عقیدے کے مطابق حضرت علی رض شیعوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ پہلے امام تھے اور ان کی امامت پہ

ایمان لانا اسی طرح فرض تھا، جس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا فرض ہے۔

اسی عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے شیعہ محدث شیخ مفید لکھتا ہے، امامیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو خلیفہ نامزد کیا تھا، چنانچہ انکی خلافت و امامت کا منکر، دین کے ایک اہم فرض اور بنیادی رکن کا منکر تصور ہوگا۔

اوائل المقالات از مفید ص ۴۸ مطبوعہ ایران

شیعہ عقیدے کے مطابق امت مسلمہ کے وہ تمام مکاتب فکر جو حضرت ابو بکر صدیق رض کو رسول اللہ کا خلیفہ مانتے ہیں، وہ نہ

صرف دین اسلام کے ایک بنیادی رکن بلکہ سرے سے نبوت ہی کے منکر ٹھہرتے ہیں، کیونکہ

"علی علیہ السلام کی امامت کا انکار تمام انبیاء کرام کی نبوت کے انکار کے مترادف ہے"

اعتقادات الصدوق از مقدمۃ البرہان ص ۱۹ مطبوعہ ایران

کلمینی حضرت باقر کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتا ہے، اللہ نے علی علیہ السلام کو اپنی مخلوق کے لئے نشان ہدایت بنا کے مبعوث

کیا ہے، جس نے ان کی معرفت حاصل کر لی وہ مؤمن قرار پائے گا، جو ان سے بے خبر رہے گا، وہ گمراہ کہلائے گا، اور جس نے ان

کے ساتھ کسی اور کو بھی (خلافت و امامت میں) شریک کیا، اسے مشرک کہا جائے گا۔

اصول کافی ج ۱ ص ۴۳۷ مطبوعہ ایران

شیعہ محدث ابن بابویہ قمی لکھتا ہے،

لیس الاحد ان یختار الخلیفۃ الا اللہ عزوجل۔

کمال الدین لابن بابویہ قمی ص ۹ مطبوعہ ایران

خلیفہ کو منتخب کرنے کا اختیار اللہ عزوجل کے علاوہ کسی کو نہیں۔

مقصود یہ ہے کہ وہ تمام خلفاء جنہیں عوام نے منتخب کیا تھا، بشمول خلفائے ثلاثہ " حضرت ابو بکر صدیق رض، حضرت عمر فاروق

رض، حضرت عثمان غنی رض " غیر شرعی خلفاء تھے، خلافت و امامت صرف حضرت علی رض کا حق تھی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ایک صریح نص کے ذریعہ ان کے سرپر تاج امامت رکھا گیا تھا،

طبری اور شریعتی لکھتے ہیں،

بارہ اماموں میں سے ہر امام اللہ کی طرف سے منصوص یعنی مقرر کردہ تھا۔

اعلام الولی ص 206 مطبوعہ ایران

عقیدۃ الشیعہ فی الامۃ از شریعتی ص ۸۳ مطبوعہ ایران

شیعہ فرقے کے اسی عقیدے کو بڑے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں بیان کرتے ہوئے مجتہد کاشف الغطاء لکھتا ہے۔

الامۃ منصب الہی کا النبوة

اصل الشیعہ واصولہا ص ۱۰۳ مطبوعہ ایران

امامت بھی نبوت کی طرح خدائی منصب ہے۔

ان تمام نصوص اور عبادات کا خلاصہ یہ ہے، کہ شیعہ علماء اپنے اماموں کو انبیاء و رسل کی طرح اللہ کی طرف سے مبعوث سمجھتے ہیں،

جب کہ امت مسلمہ کے نزدیک بعثت فقط انبیاء کرام و رسل کی خاصیت ہے، تو گویا غیر انبیاء کی نسبت مبعوث ہونے کا عقیدہ رکھنا

انکار ختم نبوت کی طرف پہلا قدم تھا، جو ابن سبأ نے اٹھایا اُس کی ذریت نے اُسکی پیروی کی، اور یہی شیعہ مذہب کی بنیاد ہے۔

"عصمت"

امت مسلمہ کے نزدیک عصمت صرف انبیاء کا خاصہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ کے خاتم الانبیاء ہونے کا ایک معنی یہ بھی ہے، کہ آپ

خاتم المعصومین ہیں، انبیاء کے علاوہ دوسری کوئی بھی شخصیت معصوم عن الخطاء نہیں، مگر شیعہ شرابریہ کے نزدیک ان کے ائمہ بھی

اس صفت میں انبیاء کرام کے ہم پلہ و شریک ہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی حفاظت و صیانت اور انہیں غلطیوں سے

پاک کرنے کا ذمہ لیا ہے، بعینہ بارہ امام بھی ہر قسم کی غلطی اور لغزش سے پاک ہیں۔
محدث طوسی لکھتا ہے۔

العصمة عند الامامية شرط اساسي لجميع الانبياء والائمة عليهم السلام سواء في الذنوب الكبيرة والصغيرة قبل النبوة والامامة وبعدهما على سبيل
العمد والنسيان، وهكذا العصمة عن كل الرزائل والقبائح۔
تلخیص الشافی للطوسی ج ۱ ص ۶۲ مطبوعہ ایران

امامیوں کے نزدیک انبیاء اور اماموں کا معصوم ہونا نبوت و امامت کی بنیادی شرط ہے، انبیاء و ائمہ کبیرہ و صغیرہ ہر قسم کے گناہوں سے
معصوم ہیں، ان سے نبوت و امامت سے پہلے غلطی کے صدور کا امکان ہے، نہ نبوت و امامت کے بعد، وہ جان بوجھ کر گناہ کا ارتکاب
کرتے ہیں، نہ بھول کر، اسی طرح وہ ہر قسم کی غیر اخلاقی اور انسانی مروت کے خلاف حرکات سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔
محدث طوسی لکھتا ہے۔

امام چونکہ واجب الطاعت ہوتا ہے، اس لئے اس کا معصوم ہونا ضروری ہے۔

تلخیص الشافی ص ۱۹۱ مطبوعہ ایران
باقر مجلسی لکھتا ہے

اجماع الامامية منعقد علی ان الامام مثل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ معصوم من اول عمرہ الی آخر عمرہ من جمیع الذنوب الصغائر والكبائر۔
حق الیقین ص ۴۰ مطبوعہ ایران
عقیدۃ الشیعہ فی الامامة ص ۲۳۴ مطبوعہ ایران

امامیوں کا اس بات پر اجماع ہے، کہ امام بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرح صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے پیدائش سے وفات تک معصوم
عن الخطاء ہوتا ہے۔

ابن بابویہ قمی نے اپنی کتاب کمال الدین و تمام النعمہ میں " وجوب عصمة الامام " کا ایک عنوان قائم کر کے ایک مستقل باب لکھا
ہے، جس میں اس نے مختلف روایات کا سہارا لے کر بے بنیاد قسم کے دلائل بھی ذکر کئے ہیں، ایک جگہ لکھتا ہے،
اگر ہم کسی کی امامت کو مان لیں، اور اسکے معصوم ہونے کا اقرار نہ کریں، تو اس کا معنی یہ ہوگا، ہم نے اس کی امامت ہی کو نہیں مانا۔
کمال الدین از ابن بابویہ قمی ج ۱ ص ۸۵ مطبوعہ ایران

یعنی عصمت کے بغیر امامت کا تصور ادھور اور نامکمل ہے، جس طرح یہ کہنا، کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی تو ہیں مگر معاذ اللہ

معصوم نہیں انکار نبوت کو مستلزم ہے، اسی طرح بارہ اماموں میں سے کسی کی عصمت پر ایمان نہ لانا اسکی امامت کے انکار کو مستلزم ہے۔

محدث طبرسی اپنی کتاب اعلام الوری میں لکھتا ہے۔

الامام لابد ان یکون معصوما۔

اعلام الوری از طبرسی ص 206 مطبوعہ ایران

باقر مجلسی لکھتا ہے

نیز انبیاء اور اماموں کے بارہ میں ہمارا اعتقاد ہے، کہ وہ ہر قسم کی برائی سے محفوظ ہیں، نہ کسی صغیرہ گناہ کا صدور ان سے ممکن ہے، نہ کبیرہ گناہ کا، ان کی عصمت کا انکار کرنے والا ان کی عظمت کا منکر اور انکی فضیلت سے نا آشنا ہے۔

بحار الانوار للمجلسی ج ۱۱ ص ۷۲ مطبوعہ ایران

ابن بابویہ قمی اور باقر شریعتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

انا و علی و الحسن و الحسین و التسعة من ولد الحسین مطہرون معصومون۔

عیون اخبار الرضا لابن بابویہ قمی ج ۱ ص 64 مطبوعہ ایران

عقیدۃ الشیعہ فی الامامة از باقر شریعتی ص ۲۲۸ مطبوعہ ایران

"یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " میں اور علی اور حسن اور حسین اور حسین کی اولاد میں سے نو معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں۔

قسط نمبر 50

امامیہ کے نزدیک امام کا معصوم ہونا اس لئے ضروری ہے، کہ امام کی بعثت کا مقصد مظلوموں کی دادرسی، اور زمین میں عدل و انصاف قائم کرنا ہے (یہ الگ بات ہے کہ اُنکی اپنی اولادوں کے درمیان امامت کے جھگڑے ہوتے رہے) اور اگر امام سے بھی غلطی صادر ہونے کا امکان ہو تو اسکی اصلاح کے لئے کسی دوسرے امام کی ضرورت پڑے گی اور یوں تسلسل لازم آئے گا، جو کہ محال ہے۔

عقیدۃ الشیعہ فی الامامة از شریعتی ص ۲۲۸ مطبوعہ ایران

ابن بابویہ قمی اپنی کتاب معانی الاخبار میں لکھتا ہے،

ابن ابی عمر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں؛ میں نے ہشام بن حکم سے پوچھا: کیا امام معصوم ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں!

میں نے پوچھا؛ اوصاف عصمت کیا ہیں؟ کیا تمام گناہوں کو ہم چار قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں؟ حرص، حسد، غضب، شہوت۔

امام حر یص اس لئے نہیں ہوتا، کہ ساری دنیا اس کے قبضے میں ہوتی ہے، وہ خود دنیا کا مالک ہوتا ہے، حاسد اس لئے نہیں ہوتا، کہ اس کا رتبہ سب سے بلند ہوتا ہے، اور انسان حسد اس سے کرتا ہے، جو اس سے بلند ہو، اُسے غصہ اس لئے نہیں آتا، کہ اس کی ساری جدوجہد کا محور اللہ کی رضا کا حصول ہوتا ہے، دنیوی خواہشات و لذات کا متبع اس لئے نہیں ہوتا، کہ اسے آخرت اسی طرح محبوب ہوتی ہے، جیسے ہمیں دنیا، گناہ کی یہ چار قسمیں ہیں، اور ان چاروں سے امام معصوم ہوتا ہے۔

معانی الاخبار از قمی ص ۱۳۲-۱۳۱ مطبوعہ ایران

امالی الصدوق ص ۵۰۵ مطبوعہ ایران

شیعہ شراہریہ کا چوتھی صدی ہجری کا عالم الحرانی اپنی کتاب "تحف العقول عن آل الرسول" میں لکھتا ہے۔

الامام مطہر من الذنوب مبرء من العیوب

تحف العقول ص ۳۳۸ مطبوعہ بیروت

امام گناہوں سے پاک اور عیوب سے صاف ہوتا ہے۔

باقر شریعتی ایک مقام پہ یوں لکھتا ہے

وجوب عصمة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ مع عدم وجوب عصمة الامام علیہ السلام لایجتمعان۔۔۔ کما وجوب عصمة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ

وجوب عصمت الامام۔

عقیدۃ الشیعہ فی الامامة ص 236 مطبوعہ ایران

نبی اور امام دونوں معصوم ہیں، ایک کی عصمت، اور دوسرے کی عدم عصمت کا اجتماع ناممکن ہے،۔۔۔ نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے

، تو امام کا معصوم ہونا بھی ضروری ٹھہرے گا۔

یعنی یہ کہنا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو معصوم عن الخطاء ہیں، لیکن بارہ اماموں میں سے کسی کے متعلق یہ کہنا کہ وہ معصوم نہیں، شیعہ مذہب کے مطابق درست نہیں۔

عصمت ائمہ کے بارہ میں آخری نص ذکر کر کے میں اس موضوع کو ختم کرتا ہوں۔

مشہور شیعہ مجتہد محسن امین اپنی کتاب اعیان الشیعہ میں لکھتا ہے۔

يجب في الامام ان يكون معصوماً كالمجرب في النبى.

اعیان الشیعہ از محسن امین ج ۱ ص ۱۰۱ مطبوعہ ایران

یعنی امام کے متعلق معصوم ہونے کا عقیدہ رکھنا بھی اسی طرح واجب ہے، جس طرح نبی کے متعلق معصوم ہونے کا عقیدہ رکھنا واجب ہے،

ان تمام نصوص و اقتباسات سے یہ واضح ہوتا ہے، کہ شیعہ دین میں جس طرح امام انبیاء کرام کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ اور اسکی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اسی طرح وہ معصوم عن الخطاء بھی ہوتا ہے۔

انکار ختم نبوت کی طرف شیعہ علماء کی طرف سے اٹھایا جانے والا یہ دوسرا قدم تھا۔

وجوب اطاعت۔

تیسرے نمبر پر شیعہ فقہاء و مجتہدین نے انکار ختم نبوت کے لئے جو عقیدہ وضع کیا، وہ یہ تھا، کہ اماموں کی اطاعت لوگوں پر فرض ہے، یعنی جس طرح انبیاء کرام کے ارشادات و فرامین سے روگردانی اور انکار کفر ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص بارہ اماموں میں سے کسی امام کی نافرمانی کرتا ہے، یا اسکی اطاعت و اتباع کو فرض نہیں سمجھتا، تو وہ بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس لئے کہ ائمہ بھی انبیاء کرام کے ہم پلہ اور حاملین اوصاف نبوت ہیں،

ابن بابویہ قمی، محدث حرانی متوفی ۱۳۸۱ اور دیگر محدثین ہجری شیعہ کے آٹھویں امام علی بن موسیٰ رضا سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛

امامت انبیاء کا رتبہ ہے، امام اللہ کا خلیفہ ہوتا ہے، امام اسلام کی بنیاد بھی ہے، اور اسکی شاخ بھی،

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ و دیگر فرائض و واجبات دین امام کے بغیر مکمل نہیں ہوتے،

امام کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ وہ اشیاء کو حلال یا حرام قرار دے،

امام اللہ کا خلیفہ اور اسکی طرف سے بندوں پر حجت ہوتا ہے،

پوری کائنات میں امام سب سے افضل ہوتا ہے،
کوئی اسکا ہم مرتبہ نہیں ہوتا،
یہ فضائل وہی اور کسی (نبوت کی طرح) ہیں،
امام نبوت کا خزانہ ہوتا ہے،

امام کے حسب و نسب پر تنقید نہیں کی جاسکتی، آخر میں بقول ان محدثین امام علی رضا کہتے ہیں،
مستحق للتراسة مفترض الطاعة

یعنی اقتدار کا حق صرف امام کو ہوتا ہے،
اسکی اطاعت لوگوں پر فرض ہوتی ہے۔

امالی الصدوق ص 540 مطبوعہ ایران

کمال الدین ج ۲ ص 677 مطبوعہ ایران
تحف العقول للحرانی ص 326 مطبوعہ بیروت

امام کے واجب الاطاعت ہونے کے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے شیعہ محدث طوسی لکھتا ہے،
حضرت ہارون علیہ السلام کی اطاعت بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ان کی امت پر فرض تھی، اس لئے کہ وہ شریک نبوت
تھے، اور باہر ہے کہ اگر ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بعد زندہ رہتے، تب بھی انکی اطاعت امت پر فرض رہتی، اور چونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض کو وہ تمام مراتب عطا کئے تھے، جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ
السلام کی طرف سے عطا کئے گئے تھے، چنانچہ ثابت ہوا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپکی امت پر علی علیہ السلام کی
اطاعت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح) فرض رہی۔

تلخیص الشافی از طوسی ج ۲ ص ۲۱۰ مطبوعہ ایران

قارئین کرام :

اسی ایک نص سے ہی اندازہ کر سکتے ہیں، کہ شیعہ مذہب میں امامت اور امام کا مفہوم کیا ہے، اور یہ کہ حضرت علی رض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ نہیں، بلکہ وہ آپکی نبوت میں شریک اور آپ کے ہم پلہ و ہم رتبہ تھے۔

مزید وضاحت کرتے ہوئے طوسی لکھتا ہے،

علی من الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کفسہ طاعتہ کطاعتہ ومعصیتہ کمعصیتہ۔ تلخیص الشافی از طوسی ص ۸۱ مطبوعہ ایران
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہم مثل ہیں، انکی اطاعت رسول اللہ کی اطاعت ہے،؟ اور انکی معصیت رسول اللہ کی معصیت
ہے۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رض کا مرتبہ برابر تھا، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث، معصوم اور
واجب الطاعت تھے، اسی طرح حضرت علی رض بھی مبعوث، معصوم اور واجب الطاعت تھے، رسالت اور امامت میں لفظی
فرق تو ضرور ہے، مگر حقیقت میں دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے، العیاذ باللہ
چھٹی صدی ہجری کا مشہور شیعہ محدث ابو جعفر طبری اپنی کتاب بشارۃ المصطفیٰ الشیعۃ المرتضیٰ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
جھوٹ باندھتے ہوئے لکھتا ہے،

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سے دریافت کیا، کہ کیا حضرت علی علیہ السلام کا یہ کہنا درست ہے کہ اللہ نے انہیں اپنی
مخلوق کے لئے امیر مقرر کیا ہے؟

اس شخص کا یہ سوال سن کر آپ غصہ میں آگئے، اور فرمایا؛

علی مؤمنوں کے امیر ہیں، اللہ نے انکی امارت کا فیصلہ فرشتوں کو گواہ بنا کر اپنے عرش پر کیا ہے، علی اللہ کے خلیفہ اور مسلمانوں کے
امام ہیں،

علی کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے،

انکی معصیت اللہ کی معصیت ہے،

انکی پہچان میری پہچان ہے،

ان کی امامت کا منکر میری نبوت کا منکر ہے،؟ اور انکی امارت کا منکر میری رسالت کا منکر ہے،

میں، علی، فاطمہ، حسن، حسین اور باقی نوامام اللہ کے بندوں پر حجت ہیں،

ہمارا دشمن اللہ کا دشمن ہے،

اور ہمارا دوست اللہ کا دوست ہے۔

بشارۃ المصطفیٰ ص 68 مطبوعہ نجف، عراق

اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا، کہ بارہ اماموں کی اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح امت پر فرض ہے۔

اسی کتاب میں امام علی رضا کی طرف منسوب یہ روایت بھی ہے
الناس عبید لنا فی الطاعة۔

بشارة المصطفیٰ ص ۷۰ مطبوعہ نجف، عراق

یعنی؛ لوگ اطاعت کے اعتبار سے ہمارے غلام ہیں۔
باقر مجلسی لکھتا ہے،

طاعة الائمة واجبة علی الناس فی اقوالہم و افعالہم۔

حق البقین ص 41 مطبوعہ ایران

لوگوں پر اماموں کے اقوال و افعال کی اطاعت فرض ہے۔

باقر مجلسی دوسری کتب میں یوں لکھتا ہے۔

ان طاعة الائمة طاعة الرسول و معصیتہم کمعصیة الرسول۔

بحار الانوار ج ۲۵ ص 361 مطبوعہ ایران

عقیدۃ الشیعة فی الامة ص 209 مطبوعہ ایران

اماموں کی اطاعت رسول کی اطاعت ہے، اور انکی نافرمانی رسول کی نافرمانی ہے۔

قسط نمبر 51

ملا باقر مجلسی ابو خالد کابلی سے روایت کرتا ہے۔

میں حضرت زین العابدین (شیعہ کے چوتھے امام کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے پوچھا؛ اے صاحبزادہ رسول: ہمارے اوپر اللہ کی طرف سے کن کی اطاعت فرض ہے؟

آپ نے فرمایا؛ علی علیہ السلام کی، پھر حسن علیہ السلام کی، پھر حسین علیہ السلام کی، اور اب یہ سلسلہ ہم تک پہنچ چکا ہے۔

بحار الانوار از مجلسی ج 36 ص 386 مطبوعہ ایران

کلینی لکھتا ہے، امام جعفر فرماتے ہیں۔

نحن قوم معصومون امر اللہ تبارک و تعالیٰ بطاعتنا و نہی عن معصیتنا نحن الحجة الباطنة علی من دون السماء و فوق الارض۔

اصول کافی ج 2 ص 269 مطبوعہ ایران

ہم سب (بارہ امام) معصوم عن الخطاء ہیں، اللہ نے ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے، اور ہماری نافرمانی سے منع فرمایا ہے، ہم آسمان سے نیچے اور زمین سے اوپر رہنے والوں کے لئے اللہ کی طرف سے کامل حجت ہیں۔
بارہ اماموں میں سے کسی اور امام کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہی کلینی لکھتا ہے۔
طاعتی مفترض مثل طاعة علی وکذلك الائمه من بعدی۔

اصول کافی ج 1 ص 187 مطبوعہ ایران

میری اطاعت علی (رض) کی اطاعت کی طرح فرض ہے، اسی طرح میرے بعد آنے والوں کی اطاعت بھی فرض ہے۔
اسی بناء پر شیعہ مفسر " البحرانی " لکھتا ہے۔
من جحد امامة امام الله فهو كافر مرتد۔

مقدمہ تفسیر البرہان ص 21 مطبوعہ ایران

بارہ اماموں میں سے کسی امام کی امامت کا انکار کرنے والا کافر مرتد ہے۔

شیعہ محدث مفید مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

امامیوں کا اس امر پر اتفاق ہے، کہ جو شخص کسی امام کی امامت پر ایمان نہ لائے، اور اسکی اطاعت کی فرضیت کو تسلیم نہ کرے، فہو کافر ضالٌ مستحق الخلود فی النار۔

کتاب المسائل از شیخ مفید نقل از مقدمۃ البرہان للبحرانی ص 20 مطبوعہ ایران
یعنی وہ کافر، گمراہ، اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے۔

اسی سلسلہ میں شیعہ کا شیخ صدوق ابن بابویہ قتی اپنی کتاب میں بڑی وضاحت کے ساتھ اس شیعہ عقیدے کو بیان کرتا ہے۔

اعتقادنا فی من جحد امامۃ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام وائمتہ من بعدہ انہ کمن جحد نبوة جمیع الانبیاء۔

اعتقادات الصدوق ص 113 مطبوعہ ایران

عقیدۃ الشیعہ فی الامامۃ ص 141 مطبوعہ ایران

جو شخص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور دیگر گیارہ اماموں کی امامت پر ایمان نہ لائے، ہمارا اس کے متعلق عقیدہ ہے، کہ وہ اس شخص کی مانند ہے، جو تمام انبیاء کی نبوت کا منکر ہو۔

مفسر بحرانی لکھتا ہے۔

ان الائمة مثل النبی فی فرض الطاعة والافضلية۔

مقدمہ تفسیر البرہان ص 19 مطبوعہ ایران

بارہ امام وجوب اطاعت، اور افضلیت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مرتبہ وہم پلہ ہیں۔

یعنی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع امت پر فرض ہے، اسی طرح بارہ اماموں کی اطاعت و اتباع بھی فرض ہے، جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا منکر کافر و مرتد ہے، اسی طرح اماموں کی اطاعت کا منکر بھی کافر و مرتد ہے۔

ابن بابویہ قمی لکھتا ہے

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا،

نحن معدن النبوة ونحن موضع الرسالة۔

کمال الدین از ابن بابویہ قمی ج 1 ص 206 مطبوعہ ایران

ہم نبوت کا خزانہ ہیں اور ہم جائے رسالت ہیں۔

طوسی کی کتاب تلخیص الشافی کا محشی سید حسین بحر العلوم لکھتا ہے۔

ان منطلق الامة هو منطلق النبوة بالذات، والهدف الذي من اجله وجبت النبوة هو نفسه الهدف الذي من اجله تجب الامة۔

تلخیص الشافی از طوسی حاشیہ ج 4 ص 131 مطبوعہ ایران

ومثله عقيدة الشيعة في الامة ص 203 مطبوعہ ایران

امامت کا وہی فلسفہ ہے، جو نبوت کا ہے، اسی طرح جن مقاصد کی تکمیل کے لئے نبوت کا اجراء کیا گیا، وہی مقاصد امامت کے بھی ہیں۔

مزید لکھتا ہے، الامة اذن قرين النبوة۔

یعنی بناء بریں یہ کہا جاسکتا ہے، کہ امامت نبوت کے ہم پلہ ہے۔

اور ظاہر ہے جب امامت نبوت کے ہم پلہ وہم رتبہ ہے، تو امام بھی نبی و رسول کے ہم پلہ وہم رتبہ ہوگا،

مندرجہ بالا تمام محدثین و مفسرین نے تو اپنا عقیدہ پورا واضح نہیں کیا، لیکن خمینی نے کھل کے بڑی وضاحت کے ساتھ بغیر لگی لپٹی

رکھے اپنا اور تمام شیعہ شرابریہ کا عقیدہ واضح کر دیا، کہ بارہ امام انبیاء و رسل سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

ان من ضروریات مذہبنا انه لا ينال احد المقامات الروحیه للائمة حتی ملک مقرب ولا نبی مرسل وهذا من الاسس والاصول التي قام

عليها مذہبنا۔

ولایت فقیہ در خصوص حکومت اسلامی ص 58 مطبوعہ ایران۔

یعنی " یہ ہمارے مذہب کا بنیادی عقیدہ ہے، کہ جو مراتب و مقامات اماموں کو حاصل ہیں، ان تک کوئی مقرب فرشتہ یا کوئی رسول بھی نہیں پہنچ سکتا، اس عقیدے پر ہمارے مذہب کی بنیاد ہے۔

کوئی رسول سے وضاحت ہو رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے، جو بارہ اماموں کا مقام ہے، اور خمینی نے یہ عقیدہ اپنے پاس سے نہیں گھڑا، بلکہ متقدمین اکابرین شیعہ شراہریہ سے یہ عقیدہ لیا ہے، ملا باقر مجلسی لکھتا ہے،

ان الائمة افضل من الانبياء

بحار الانوار ج 26 ص 240 مطبوعہ ایران

الحرا العالمی لکھتا ہے۔

الائمة الاثنا عشر من سائر المخلوقات من الانبياء والاوصياء السابقين۔

الفصول المحممة فی اصول الائمة از حر عالمی ص 152 مطبوعہ ایران

بارہ امام سابقہ تمام انبیاء و اوصیاء اور ساری کائنات سے افضل ہیں،

محدث ابن بابویہ قمی نے اپنی کتاب عیون اخبار الرضا میں عنوان قائم کیا ہے " افضل الائمة علی جمیع الانبياء "

عیون اخبار الرضا از قمی ج 1 ص 262 مطبوعہ ایران

یعنی امام تمام انبیاء سے افضل ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اماموں کے افضل ہونے کی تصریح تو تقریباً تمام

شیعہ کتب میں موجود ہے۔

مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں کہتے ہیں، الائمة بمنزلة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ۔

اصول کافی ج 1 ص 270 مطبوعہ ایران

اماموں کا رتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے برابر ہے۔

حالانکہ یہ محض تکلفاً اور مسلمانوں کے رد عمل سے بچنے کے لئے کہا گیا ہے، حقیقت میں یہ لوگ اپنے اماموں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے بھی افضل قرار دیتے ہیں۔

قسط نمبر 52

" نزول وحی "

انکار ختم نبوت کی طرح شیعہ مذہب کے بانیوں کی طرف سے جو آخری اور انتہائی اہم قدم اٹھایا گیا وہ یہ تھا کہ انہوں نے یہ عقیدہ وضع کیا، کہ اماموں پر اللہ کی طرف سے باقاعدہ وحی نازل ہوتی تھی، اکثر اوقات تو جبرائیل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر ان پر نازل ہوتے تھے، اور کبھی کبھی جبرائیل علیہ السلام سے بھی عظیم اور افضل فرشتہ ان پر نازل ہوتا تھا، شیعہ اکابرین نے اپنی کتب میں اس سلسلے میں مستقل ابواب قائم کئے ہیں،

یہ عقیدہ رکھنے کے بعد نہ صرف یہ کہ شیعوں اور دیگر منکرین ختم نبوت کے درمیان کوئی فرق باقی نہیں رہ جاتا، بلکہ اس عقیدے میں شیعہ اثنا عشری اپنے ہم عقیدہ تمام فرقوں پر بھی بازی لے گئے ہیں، شیعہ کتب میں ان کے محدثین و اکابرین نے بہت سی ایسی نصوص ذکر کی ہیں، جن سے واضح طور پر یہ ثبوت ملتا ہے، کہ شیعہ اپنے اماموں پر وحی نازل ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اہم ترین کتاب بصائر الدرجات ہے، جو کہ محمد بن حسن الصفار کی تصنیف ہے، محمد بن حسن الصفار شیعہ کے سب سے بڑے محدث کلینی کا استاد ہے، اور قدیم ترین شیعہ محدث ہے، شیعہ مؤرخین کے مطابق یہ شخص گیارہویں امام حسن عسکری کے مقربین میں سے تھا۔

رجال طوسی ص 436 مطبوعہ ایران

اس شیعہ محدث نے اپنی کتاب " بصائر الدرجات الکبری فی فضائل آل محمد " میں بے شمار ایسے عنوانات قائم کئے، اور ان کے تحت ایسی روایات ذکر کی ہیں جن سے شیعوں کے اس عقیدے کی توضیح ہوتی ہے، اس کتاب کا ایک عنوان ہے، الباب الخامس فی الائمة علیہم السلام ان روح القدس یتلقاہم اذا احتاجوا الیہ۔

بصائر الدرجات الباب الخامس عشر، الجزء التاسع ص 471 مطبوعہ ایران

یعنی جب ائمہ کو ضرورت محسوس ہوتی ہے، تو روح القدس ان سے ملاقات کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔

روح القدس سے کیا مراد ہے، یہی صفار اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے،

خلق اللہ اعظم من جبرائیل ومیکائیل وقد کان مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ یخبرہ ویسددہ وهو مع الائمة یتخبرہم ویسددہم۔

بصائر الدرجات ص 475 مطبوعہ ایران

روح القدس جبرائیل و میکائیل سے بھی بڑا فرشتہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی زندگی میں یہ فرشتہ آپ کے ساتھ ہوتا تھا، آپ کو غیب کی خبریں دیا کرتا اور آپ کی راہنمائی کیا کرتا تھا، اب وہ اماموں کے ساتھ ہوتا ہے، انہیں غیب کی خبریں دیتا اور ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق یہ فرشتہ (جسکی قرآن و حدیث کے اندر کوئی وضاحت نہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نبی یا رسول پر نازل نہیں ہوا، یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور بارہ اماموں کے لئے مخصوص تھا۔

بصائر الدرجات ص 481 مطبوعہ ایران

اسی قسم کی روایات کلینی نے بھی اصول کافی میں ذکر کی ہیں، لکھتا ہے،

امام ابو عبد اللہ (جعفر صادق) علیہ السلام نے فرمایا، جب سے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل و میکائیل سے بھی بڑے روح نامی اس فرشتے کو نازل فرمایا ہے، یہ آسمانوں پر نہیں گیا، پہلے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے ہمراہ ہوتا تھا، اب یہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔

اصول کافی کتاب الحجہ ج 1 ص 273 مطبوعہ ایران

ایک اور شیعہ محدث الحر العالی اپنی کتاب الفصول المہمہ فی اصول الائمہ میں لکھتا ہے،

ان الملائکۃ ینزلون لیلۃ القدر الی الارض ینخرون الائمۃ علیہم السلام یجمع ما یکون فی تلك السنۃ من قضاء و قدر و انہم یعلمون کل علم الانبیاء علیہم السلام۔

الفصول المہمہ فی اصول الائمۃ باب 93 ص 140 مطبوعہ ایران

لیلاۃ القدر میں فرشتے زمین پر اترتے ہیں، اماموں کے پاس جاتے ہیں، اور انہیں سال بھر رونما ہونے والے تمام واقعات اور قضاء و قدر یعنی اللہ تعالیٰ نے اس سال کے لئے جتنے بھی فیصلے کئے ہیں، ان کی خبر دیتے ہیں، اسی طرح بارہ اماموں کے پاس تمام انبیاء کرام کا علم ہوتا ہے۔

جبرائیل علیہ السلام کے نزول کے متعلق محمد بن صفار بصائر الدرجات میں لکھتا ہے،

علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئی مرتبہ ہم کلام ہو چکے ہیں، اللہ تعالیٰ اور علی علیہ السلام کے درمیان حضرت جبرائیل علیہ السلام واسطہ ہوتے تھے۔

بصائر الدرجات ص 341 مطبوعہ ایران

ایک اور جگہ لکھتا ہے ایک دفعہ جبرائیل و میکائیل علیہ السلام پر نازل ہوئے اور ان سے گفتگو کی،

بصائر الدرجات ص 341 مطبوعہ ایران

" نیز " امام باقر اور امام جعفر علیہما السلام کے پاس ایک دفعہ جبرائیل اور ملک الموت آئے، جبرائیل بوڑھے آدمی کی شکل میں تھے، اور میکائیل جوان اور خوبصورت آدمی کی شکل میں۔

بصائر الدرجات ص 253 مطبوعہ ایران

ایک اور جگہ یوں لکھتا ہے،

ایک دفعہ حضرت جعفر سے دریافت کیا گیا، اے حضرت! جب آپ سے کوئی ایسا سوال پوچھا جاتا ہے، جس کا آپ کو علم نہیں ہوتا، تو آپ کیا کرتے ہیں؟

جواب میں کہا! جب کبھی ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے، تو روح القدس ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔

بصائر الدرجات ص 471 مطبوعہ ایران

ایک اور مقام پر یوں لکھا ہے،

بشر بن ابراہیم کہتا ہے، ایک روز میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا، کہ ایک شخص اندر داخل ہوا، اور کوئی مسئلہ پوچھا،

امام علیہ السلام فرمانے لگے، ماعندی فیہاشی، مجھے اس کا علم نہیں ہے، وہ آدمی یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا، کہ دعویٰ واجب الاطاعت ہونے کا کرتے ہیں، مگر سوالات کا جواب نہیں دے سکتے؟

امام جعفر علیہ السلام نے فوراً دیوار کے ساتھ اپنا کان لگایا، گویا کہ کوئی انسان ان سے ہم کلام ہو، تھوڑی دیر بعد فرمایا:

سائل کہاں ہے؟

اسے واپس بلا لیا گیا، امام علیہ السلام نے اسے اس کے سوال کا جواب دیا، اور وہ واپس چلا گیا، پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے،

لولا نزال لشفہ ما عندنا۔

بصائر الدرجات ص 416 مطبوعہ ایران

یعنی اگر ہمارے علم میں اضافہ نہ کیا جائے تو ہمارا علم کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔

آخر میں اصول کافی کی ایک عبارت نقل کر کے میں اس بحث کو سمیٹتا ہوں،

کلیںی نے اپنی کتاب میں ایک عنوان قائم کیا ہے، باب ان الائمة تند خل الملائكة بهو تهم وتا تهم بالاخبار۔
یعنی فرشتے اماموں کے گھروں میں داخل ہوتے ہیں، ان کی مسندوں پر بیٹھتے ہیں، اور انہیں غیب کی خبریں دیتے ہیں۔
ان واضح نصوص اور عبارات کے بعد کسی شیعہ کے لئے اس امر کی کوئی گنجائش نہیں رہتی، کہ وہ اماموں پر نزول وحی کے عقیدے کا انکار کرے، اور کہے کہ شیعہ ختم نبوت کے منکر نہیں، یا یہ کہ وہ بارہ اماموں کو نبی نہیں مانتے۔
ان سارے دلائل و براہین قاطعہ کا نتیجہ یہ نکلا، کہ اثنا عشری شیعہ عقیدہ امامت کے پردے میں ختم نبوت کے منکر ہیں، امام ان کے نزدیک؛

(1) اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے۔

(2) معصوم عن الخطاء ہوتا ہے۔

(3) واجب الطاعت ہوتا ہے۔

(4) اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔

شیعہ شرا لبر یہ یا توان عقائد سے توبہ کرے، اور اپنے ان تمام محدثین، مراجع، مجتہدین، اور اکابرین سے برات کا اظہار کرے، جنہوں نے ان عقائد کو وضع کیا، اور انہیں شیعوں میں رواج دیا، اور یا پھر کھل کر کہیں، کہ ان کے نزدیک ختم نبوت کا کوئی تصور نہیں، اور آخری نبی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں، بلکہ موہوم بارہواں امام ہے جو ان کے نزدیک غار میں چھپا بیٹھا ہے اس انتظار میں کہ 313 مخلص شیعہ پیدا ہوں اور اس بے چارے کی قید ختم ہو،
قسط نمبر 48 تا قسط نمبر 52 ان شیعہ حضرات کے لئے اتمام حجت ہے، جو واقعی حق کے متلاشی ہیں، اور اپنی عاقبت کو سنوارنا چاہتے ہیں !

کیا وہ چاہیں گے؟ کہ وہ ایسے مذہب کو اختیار کئے رکھیں جس کی تعلیمات واضح طور پر اسلام اور قرآن و سنت سے متصادم ہوں؟
اور جس مذہب میں ختم نبوت و رسالت کا کوئی تصور ہی موجود نہ ہو؟

قسط نمبر 53

قسط نمبر 52 میں شیعہ محدثین و مفسرین کی جانب سے یہ اصول ذکر کیا گیا تھا،
کہ، بارہ اماموں میں سے کسی بھی امام کی امامت کا انکار کرنے والا کافر، مرتد، گمراہ، جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے کا مستحق ہے، وہ

ایسے ہی ہے جیسے انبیاء کی نبوت کا انکار کرنے والا ہو، وغیرہ وغیرہ

اب ہم دیکھتے ہیں انہی مزعومہ معصوم ائمہ کی اولاد میں سے کس کس نے امامت کے بارہ میں جھگڑے کئے اور اثنا عشریہ کے ائمہ کی امامت کا انکار کیا، اور خاص اصحاب میں سے کس نے،

"پہلا اختلاف"

پچھلی اقسام میں حضرت زین العابدین اور حضرت محمد بن حنفیہ رحمہما اللہ کا جھگڑا تفصیل سے گزر چکا ہے، جس میں بقول شیعہ حضرت زین العابدین نے اپنے حق میں حجر اسود سے گواہی دلوائی تھی۔

مختار ثقفی جو شیعہ قوم کا ہیرو ہے، اور اس کی عظمت کے متعلق ان کی کتب میں مختلف روایات ہیں، جس کے بارہ میں یہ کہتے ہیں، کہ حضرت حسین رض کے قاتلوں کو چُن چُن کے اس نے قتل کیا تھا، اور چالیس ہزار سے زیادہ لوگوں کو انتقاماً قتل کیا تھا، یہ مختار ثقفی بھی حضرت حسین کے بعد حضرت زین العابدین کی امامت کا قائل نہیں، بلکہ محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہے، عجب طرفہ تماشہ یہ بھی ہے کہ، ایک طرف اسے کذاب بھی کہا جاتا ہے، دوسری طرف اسے مقبولان بارگاہ الہی میں سے بھی، رجال کشی کی عبارت ملاحظہ فرمائیں،

المختار هو الذي دعا الناس الى محمد بن علي بن ابي طالب ابن الحنفية وسموا الكيسانية وهم المختارية وكان لقبه كيسان وكان لا يبلغه عن رجل من اعداء الحسين (ع) انه في دار وفي موضع الا قصدته فهدم الدار باسرها وقتل كل من فيها من ذی روح وكل دار بالکوفة خراب فحی مهادمها۔

رجال کشی ص 127 مطبوعہ ایران

اور مختار وہ شخص ہے، جس نے لوگوں کو محمد بن علی بن ابی طالب (ابن الحنفیہ) کی امامت کی دعوت دی، اس کی پارٹی کو کیسانیاہ اور مختاریہ کہا جاتا ہے، کیسان خود اسی کا لقب تھا، اور حضرت حسین کے دشمنوں میں سے کسی شخص کے بارہ میں جب اسے یہ خبر پہنچتی، کہ وہ فلاں مکان یا فلاں جگہ میں ہے، یہ فوراً وہاں پہنچ جاتا، پورے مکان کو گرا دیتا، اور اس میں جتنی ذی روح چیزیں موجود ہوتیں، سب کو قتل کر دیتا، کوفہ میں جتنے مکان ویران ہیں سب اسی کے گرائے ہوئے ہیں۔

ایک طرف یہ اتنا بڑا محب حسین، اور دوسری طرف ائمہ کی طرف سے اسے کیا انعام مل رہا ہے، وہ بھی ملاحظہ فرمائیں عن حبیب الخشعی عن ابی عبد اللہ (ع) قال کان المختار یکنز علی بن الحسین علیہما السلام۔

رجال کشی ص 125 مطبوعہ ایران

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں، کہ مختار، امام زین العابدین علیہ السلام کے نام پر جھوٹ بکا کرتا تھا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ بھی کیا تھا، لیکن عجیب ترین بات یہ بھی ہے،

کہ امام زین العابدین (علی بن حسین) اس کذاب کے حق میں جزا اللہ خیر فرماتے تھے، کیونکہ اس نے حضرت حسین رض کا انتقام لیا تھا۔

رجال کشی ص 127 مطبوعہ ایران

اور ان کے صاحبزادے امام باقر بھی اس بد بخت کے لئے دعائے رحمت فرماتے تھے۔

رجال کشی ص 126 مطبوعہ ایران

نور اللہ شوستری مجالس المؤمنین میں لکھتا ہے،

مختار بن ابی عبید ثقفی رحمہ اللہ، علامی حلی اور از جملہ مقبولان شمار دہ،

مجالس المؤمنین ص 15 مطبوعہ تہران

نصیحت الشیعہ ص 132 مطبوعہ پاکستان

مختار بن ابی عبید ثقفی رحمہ اللہ، علامہ حلی نے اسے مقبولان بارگاہ الہی میں شمار کیا ہے۔

قارئین محترم۔ ان روایات سے شیعہ کا ایک اور دجل و فریب بھی آشکارا ہو رہا ہے، جس عظیم شخصیت کے ہاتھ پر حضرات حسین کریمین نے بیعت کی، انہیں اپنا امام بنایا اور ساری زندگی مانا بھی، میری مراد امیر المؤمنین قاتل المشرکین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں انکو تو شیعہ شر البریہ لعنت اللہ علیہ کہتے ہیں، اور جو ان کے ائمہ پر جھوٹ باندھتا تھا، اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ بھی جس نے کیا تھا، وہ رحمت اللہ علیہ ہے، اور مقبولان بارگاہ الہی میں اس کا شمار کیا جاتا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون جو چاہے آپکا عقیدہ تقیہ باز کرے۔

"دوسرا اختلاف"

امام باقر کے بھائی کا امام باقر کی امامت سے انکار۔

امام زین العابدین کے بعد جب امام باقر کا عہد امامت شروع ہوا تو ان کے بھائی حضرت زید شہید نے ان کی امامت کا انکار کر کے خود اپنی امامت کا دعویٰ کیا (شیعہ کا زیدیہ فرقہ انہی کا پیروکار ہے) اور صرف بھائی ہی کی امامت کا انکار نہیں کیا، بلکہ اپنے بھتیجے جعفر صادق

کی امامت کا بھی انکار کیا، شیعہ مصنفین نے زید شہید کا قصہ خوب رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کیا ہے، اصول کافی میں صحابی امام اور بہت بڑے مخلص شیعہ احوال اور زید شہید کی گفتگو اس طرح منقول ہے
عن ابان قال اخبرني الاحول ان زید بن علی بن الحسین بعث الیه وهو مستخف قال فانیته فقال لی ابا جعفر ما تقول الخ۔
اصول کافی ص 100 مطبوعہ لکھنؤ، انڈیا

ابان سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں، مجھ سے احوال نے بیان کیا، کہ زید فرزند امام زین العابدین نے مجھے بلا بھیجا، ایسے وقت میں کہ وہ (بادشاہ وقت کے خوف سے) روپوش تھے، چنانچہ میں ان کے پاس گیا، تو انہوں نے مجھ سے کہا، اے احوال تم کیا کہتے ہو؟ اگر کوئی آدمی ہم میں سے تمہارے پاس جائے، تو کیا تم اس کے ساتھ (بادشاہ وقت سے) لڑنے کے لئے نکلو گے؟ تو میں نے کہا، کہ اگر آپ کے والد یا آپ کے بھائی ہوتے تو میں ان کے ساتھ نکلتا، زید نے کہا، اچھا، (اب میں صاف کہتا ہوں) میں خود خروج کا اور اس قوم سے جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، تم میرے ساتھ نکلو، (احوال صاحب فرماتے ہیں) میں نے کہا نہیں میں ایسا نہیں کروں گا، زید نے مجھ سے کہا، کہ کیا تم جان کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتے ہو؟ میں نے ان سے کہا، میری جان تو ایک جان ہے (اسکا عزیز رکھنا کیا) مگر بات یہ ہے کہ، اگر زمین میں اللہ کی کوئی حجت موجود ہے، تو پھر تمہارے ساتھ نہ جانے والا ہلاک ہوگا، اور اگر اللہ کی کوئی حجت زمین میں نہیں، تو پھر تمہارے ساتھ جانے والا اور نہ جانے والا دونوں یکساں ہیں۔

(حضرت زید شہید نے احوال صاحب کو یہ سمجھ کر بلایا تھا، کہ یہ میرے والد ماجد کا مخلص فدائی ہے، ایسے نازک وقت میں ضرور میرا ساتھ دے گا، مگر اس مخلص صحابی والد کی بے وفائی اور غداری کی تقریر سن کر اللہ جانے کیسے انکی دل شکستگی ہوئی ہوگی، خیر یہ تو اس قوم کی فطرت ہے، اصل بات یہ کہ، حضرت زید نے جو حجت والی بات سنی انکے کان تو ایسی کسی بات سے نا آشنا تھے، کہ زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ بھی کوئی حجت ہو سکتا ہے؟ وہ تو قرآن مجید میں یہ پڑھ چکے تھے لئلا یكون للناس علی اللہ حجة بعد الرسل، حضرت زید رح جانتے تھے، کہ نبوت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ختم ہو چکی ہے، اور انہی کی ذات اکمل الصفات قیامت تک کے لئے حجت ہے، چنانچہ حضرت زید نے اپنی حیرت کا اظہار ان الفاظ میں کیا)

قال فقال لی یا ابا جعفر کنت اجلس مع ابی علی الخوان فی لقمنی المضغة السمنیه ویرد لی اللقمة الحارة حتی تبرد شفقه علی ولم یشفق علی من حر النار اذا خبرک بالدين ولم یخبرنی به۔

احوال کہتا ہے کہ پھر مجھ سے زید نے کہا، اے احوال میں اپنے والد کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھتا تھا، تو وہ مجھے چکنی بوٹی کھلاتے تھے (یعنی اچھے گوشت کی بوٹی) اور میرے لئے گرم لقمے کو ٹھنڈا کرتے تھے، تاکہ وہ ٹھنڈا ہو جائے، یہ شفقت ان کی میرے ساتھ تھی،

مگر انہوں نے دوزخ کی آگ کا خوف میرے لئے نہ کیا، کہ دین سے تجھ کو باخبر کیا، اور مجھے خبر نہ دی۔

حضرت زید شہید کے اس کلام کا خلاصہ یہ ہے، کہ اے احوال میرے والد مجھ سے اس قدر محبت کرتے تھے، کہ گرم لقمہ مجھے ٹھنڈا کر کے کھلاتے تھے، مگر ان پر مجھے تعجب ہے، کہ دنیا کی آگ سے تو مجھے بچانے کی فکر کی، لیکن جہنم کی آگ سے بچانے کی کوئی فکر نہ کی، دین سے مجھے بے خبر رکھا، یعنی مسئلہ امامت کی تجھے تعلیم دی، اور مجھ سے چھپایا، (یہ ایک ایسی لاجواب بات تھی کہ احوال صاحب کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو شرمندگی سے منہ چھپالیتا اور سر جھکا کے چلا جاتا لیکن شیعہ اور شرمندگی دو متضاد چیزیں ہیں، مذہب شیعہ تصنیف کرنے والے یہودی النسل مجوسی کوئی ایسے کچے مصنف نہیں تھے کسی نے سچ کہا، عیب کردن را ہنر باید، دیکھئے احوال صاحب کیسا چلبلا فقرہ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں،

فقلت له جعلت فداک من شفقتہ علیک من النار لم تخبرک خاف علیک الاتقبدہ تدخل النار واخبرنی فان قبلت نجوت وان لم اقبل لم یبال ان ادخل النار۔

میں نے زید سے کہا، میں آپ پر فدا ہو جاؤں، آپ کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لئے انہوں نے آپ کو اس مسئلہ کی خبر نہ دی، انکو اندیشہ تھا، کہ اگر آپ قبول نہ کریں گے، تو دوزخ میں جائیں گے، اور مجھے اس مسئلہ کی خبر دی، کہ اگر قبول کر لوں تو نجات پاؤں، اور اگر نہ قبول کروں تو میرے دوزخ میں جانے کی انکو کچھ پروا نہ تھی،

احوال صاحب کی اس طویل ترین روایت سے ایک خوبصورت اور نفیس بات یہ بھی معلوم ہوئی، کہ ائمہ کرام جس سے محبت کرتے تھے، انکو امامت کی تعلیم نہیں دیتے تھے، کہ کہیں وہ انکار کر کے جہنمی نہ بن جائے۔

؛ حضرت زید شہید کا امام باقر سے مباحثہ؛

اصول کافی ہی میں ایک لمبی روایت ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ، زید شہید اہل کوفہ کے خطوط لے کر اپنے بھائی امام باقر کے پاس گئے، ان خطوط میں لڑائی کی ترغیب دی گئی تھی، (حضرت حسین کو بھی کوفیوں نے ہی خطوط لکھ کے بلوایا تھا اور پھر شہید کیا تھا) امام باقر نے پوچھا، یہ خطوط کوفیوں نے کیا تمہارے خطوط کے جواب میں لکھے ہیں، یا ابتداءً لکھے ہیں، زید شہید نے کہا، ابتداءً لکھے ہیں، کیونکہ وہ قرابت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حقوق سے باخبر ہیں، اور ہم لوگوں کی اطاعت و محبت کو ضروری سمجھتے ہیں، اس پر امام باقر نے فرمایا، کہ اللہ کا حکم یہ ہے، کہ محبت تو ہم سب کی ضروری ہے، مگر اطاعت ہم میں سے صرف ایک کی لازم ہے، (مطلب یہ تھا کہ اطاعت صرف میری واجب ہے) امام باقر نے یہ بھی فرمایا، کہ حسین رض کے بعد سے تا آخر الزمان ہر امام کو حکم ہے، کہ صبر کرے، اور تقیہ سے کام لے، اس کا جو جواب حضرت زید شہید نے دیا، وہ اس قدر مدلل تھا، کہ پھر اس کا جواب امام باقر نے

دے سکے، روایت مذکورہ کا آخری حصہ یوں ہے۔

فغضب زید عند ذالک ثم قال لیس الامام منامن جلس فی بیتہ وارخی سترہ وثبط عن الجهاد و لکن الامام من منع حوزتہ وجاهد حق جہادہ
ودفع عن رعیتہ وذب عن حریمہ

اصول کافی ص 224 مطبوعہ لکھنؤ انڈیا

پھر زید شہید اس وقت غصے میں آگئے، اور انہوں نے کہا، کہ ہم میں سے امام وہ شخص نہیں ہو سکتا، جو اپنے گھر میں بیٹھ جائے، اور پردہ ڈال لے اور جہاد سے کنارہ کشی کرے، بلکہ امام وہ ہے، جو اپنے حلقہ کی حفاظت کرے، اور جہاد کرے، جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے، اور اپنی رعیت سے دشمن کے شر کو دفع کرے، اور اپنے حریم سے (بیگانوں کو) ہانکے۔

قارئین محترم؛ اس کے بعد حضرت زید نے چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ اس وقت کے والی عراق کے خلاف خروج کیا (وقت کا معصوم امام امام باقر عورتوں کی طرح چوڑیاں پہن کے گھر میں چھپ کے تقیہ کر کے بیٹھا رہا شیعہ ہی کی روایات کے مطابق) ان کے شیعہ میں سے تیس ہزار افراد نے عین موقع پر پھر ان سے بے وفائی اور غداری کی، جیسے حضرت حسین رض سے کی تھی، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سنت پھر تازہ ہوئی، حضرت زید نے جام شہادت نوش کیا، انکی امامت کے قائل زید یہ شیعہ کہلاتے ہیں، اور زید یہ شیعہ ہی کے بعض گروہ حضرت زید شہید کے امام مہدی ہونے کے بھی قائل ہیں

قسط نمبر 54

امام جعفر صادق کے مقابلہ میں ان کے چچا اور بھائیوں نے بھی محمد نفس زکیہ کی امامت کو قبول کیا، اور انکا ساتھ امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہم اللہ نے دیا (یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ شیعہ شراہبر یہ کے طعن و تشنیع کا نشانہ یہ دو بزرگ بھی بنے رہے)
حضرت حسن رض کے پوتے اور حضرت حسین رض کے نواسے حضرت عبداللہ محض جن کی والدہ فاطمہ بنت حسین تھیں، یہ بہت بڑے عالم، متقی، اور زاہد تھے، اس مسئلہ امامت پر انکی حضرت جعفر صادق سے چپقلش تا عمر رہی، یہ اپنے بیٹے محمد کو جو بوجہ اپنے تقویٰ و تقدس کے نفس زکیہ کے لقب سے ملقب تھے، امام بنانا چاہتے تھے، اور امام جعفر صادق اپنی امامت قائم کرنا چاہتے تھے،
حضرت عبداللہ محض نے بار بار امام جعفر صادق سے جا کے کہا، کہ تم میرے بیٹے کی بیعت کر لو، مگر امام جعفر صادق نہ مانے، آخر حضرت عبداللہ محض کو غصہ آیا، اور انہوں نے فرمایا، کہ امام حسن نے امامت اپنی اولاد کو نہ دی، بلکہ اپنے بھائی حضرت حسین کو دی، تو

حضرت حسین کو کیا حق تھا، کہ وہ امامت کو اپنی اولاد کی طرف منتقل کر دیں، یہ پورا قصہ اصول کافی میں موجود ہے، حضرت عبداللہ محض کے ساتھ حضرت حسن رض کی ساری اولاد متفق تھی، اور دوسری طرف حضرت جعفر صادق اکیلے تھے، حضرت حسین رض کی اولاد بھی ان کے ساتھ نہ تھی، حتا کہ ان کے بھائی اور چچا بھی ان کے خلاف تھے،
قارئین محترم:

ایک قابل عبرت بات یہ بھی قابل بیان ہے، کہ شیعہ محب اہل بیت ہونے کا دعویٰ تو بہت کرتے ہیں، لیکن ایسے مواقع پر جیسی وفاداری ان سے ظہور میں آتی رہی، وہ تاریخ کا دنی طالب علم بھی بخوبی جانتا ہے، پچھلی قسط میں احوال اور حضرت زید شہید کی گفتگو گذر چکی ہے، لیکن اہل سنت والجماعت نے ایسے مواقع پر وفاداری و جانثاری کا جو منظر پیش کیا ہے، وہ صفحات تاریخ میں ہمیشہ سورج کی طرح چمکتا رہے گا،

امام ابو حنیفہ رح اور امام مالک رح یہ دونوں جلیل القدر امام حضرت محمد نفس زکیہ کے ساتھ تھے، اور اس ساتھ دینے پر ان دونوں جلیل القدر ائمہ نے بہت ایذائیں اٹھائیں، شیعہ محدث خلیل قزوینی صافی شرح کافی کی اسی روایت کی شرح لکھتے ہوئے حق کا اظہار کئے بنانہ رہ سکا،

پس ظاہر شد محمد بن عبداللہ و مجمع شدن مردم برائے او اختلاف نہ کرد برویچ یک از قریش کہ مدنی بود نہ ہیچ یک از اہل مدینہ و مثل ابو حنیفہ کہ بسبب ایں در زندان منصور دوانیقی مرد و مثل مالک بن انس کہ بسبب ایں عیسیٰ بن موسیٰ اور ازد۔
صافی شرح اصول کافی مطبوعہ ایران

پھر عبداللہ محض کے بیٹے محمد ظاہر ہوئے، اور لوگ ان کے لئے جمع ہوئے، اور انکی امامت میں کسی قریشی نے جو مدینہ کا رہنے والا تھا، نیز مدینہ کے کسی بھی رہنے والے نے اختلاف نہیں کیا، اور ابو حنیفہ جیسے شخص انہی کے سبب منصور دوانیقی (حکمران وقت) کے قید خانہ میں انتقال کر گئے، اور مالک بن انس جیسے شخص کو انہی کے سبب عیسیٰ بن موسیٰ نے مارا پیٹا۔
کسی نے کیا خوب کہا

مقتل سے اپنی یاری ہے، ہر وار پر انا لگتا ہے،
صدیوں سے کتنا عادت ہے، اب دار پر انا لگتا ہے،

حضرت علی رض کی شہادت کے بعد شیعان علی پانچ گروہوں میں بٹ گئے،

" پہلا گروہ "

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رض کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی وجہ سے عقیدہ امامت بھی چھوڑ گیا،
"دوسرا گروہ"

حضرت محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہو گیا، مختار ثقفی اس گروہ کا سرغنہ تھا،
"تیسرا گروہ"

حضرت زین العابدین کی امامت کا قائل ہو گیا،
"چوتھا گروہ"

حضرت حسین رض پر امامت ختم ہونے کا قائل ہوا، اور کہا، امام صرف تین تھے،
حضرت علی رض، حضرت حسن رض اور حضرت حسین رض،
"پانچواں گروہ"

پانچواں گروہ اس بات کا قائل ہوا، کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے جو بھی امامت کے لئے کھڑا ہو
کرد عوت دے، وہ امام ہے، اور جو گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے، وہ اور اس کے پیروکار مشرک ہیں،
تخصیص از فرق الشیعہ للنو بختی مطبوعہ ایران
"چھٹا گروہ"

حضرت زین العابدین کے انتقال کے بعد شیعہ دو گروہوں میں بٹ گئے،
"پہلا گروہ"

زید بن زین العابدین رح (المعروف زید شہید جن کا تذکرہ پچھلی قسط میں گذرا ہے) اور ان کے پیروکار، انکی تعداد حضرت زید رح کی
زندگی ہی میں ہزاروں تک پہنچ گئی تھی،

"دوسرا گروہ" حضرت باقر رح جن کے پیروکار گنتی کے چند آدمی رہ گئے تھے، اور ان میں بقول حضرت جعفر صادق،
زرارہ، محمد بن مسلم، ابو بصیر لیث مرادی، بریدہ بن معاویہ عجل، خاص الخاص تھے، اور انہی سے شیعہ تعلیمات نے فروغ حاصل کیا،
امام باقر رح کے بعد شیعہ چار حصوں میں تقسیم ہو گئے،
"پہلا گروہ"

امام باقر ہی کو حی لایموت (یعنی وہ زندہ ہیں مرے نہیں) سمجھتا ہے، اور انہی کو امام مہدی مانتا ہے، ان کے نزدیک اب کسی امام مہدی

نے نہیں آنا،

"دوسرا گروہ"

امام باقر کے صاحبزادے زکریا کو امام مہدی اور آخری امام مانتا ہے،

"تیسرا گروہ" امام جعفر صادق کی امامت کا قائل ہے

"چوتھا گروہ"

حضرت حسن کے پڑپوتے محمد نفس زکیہ کی امامت کا قائل ہوا، اور انکا منصور عباسی کے خلاف خروج مشہور ہے،

حضرت جعفر صادق رح کے بعد شیعہ چھ گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔

"پہلا گروہ" امام جعفر صادق ہی کو امام مہدی اور آخری امام مانتا ہے، اور ان کے روپوش ہونے اور پھر دوبارہ ظاہر ہونے کا قائل

ہے،

"دوسرا گروہ"

امام جعفر صادق کے صاحبزادے موسیٰ بن جعفر کی امامت کا قائل ہے،

"تیسرا گروہ" امام جعفر کے بیٹے اسماعیل بن جعفر کی امامت کا قائل ہے، اور وہ انہیں امام مہدی مانتے ہیں، یہ اسماعیلیہ یا آغا خانی کے

نام سے مشہور ہیں، انکا مذہب ظاہر میں رافضیت اور باطن میں کفر محض ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات کو معطل سمجھنے والے ہیں،

نبوت، عبادات اور بعثت کے منکر ہیں، لیکن اپنے ان عقائد کا اظہار صرف ان لوگوں کے سامنے کرتے ہیں جو ان کے مذہب میں

آخری درجہ تک پہنچ جاتا ہے، (پرنس کریم آغا خان جو دنیا کا سب سے بڑا جواری اور عیاش ترین انسان ہے فرانس میں رہائش پذیر ہے

اور مغربی ممالک اسے سربراہ مملکت کا پروٹوکول دیتے ہیں، فرانس اور جزائر بہاماز میں تین جزیروں اور ریس کے سینکڑوں گھوڑوں کا

مالک ہے، دنیا میں ریس جیتنے والے اکثر گھوڑے اسی کی ملکیت ہوتے ہیں، پوری دنیا میں اس کے پیروکاروں کی تعداد تین کروڑ سے

زائد ہے، کراچی، ہنزہ، سکردو، گلگت اور بلتستان میں اسکے لاکھوں پیروکار موجود ہیں، عرصہ دراز سے شمالی علاقہ جات میں اسماعیلی

سٹیٹ بنانے کی کوششوں میں سرگرداں ہے) اسی اسماعیلی فرقے سے قرامطہ، حشیشیون، فاطمیون، اور الدروز جیسے فرقے بھی پیدا

ہوئے، ان میں سے حشیشیون امت مسلمہ کے لئے سب سے تباہ کن گروہ تھا، جنہوں نے قلعہ الموت میں عارضی جنت بنائی تھی، اور

وہاں سے فدائیین کو زہر میں بچھے خنجر دے کے عالم اسلام کے زعماء کو قتل کرنے کے لئے بھیجا جاتا تھا بیت المقدس کو فتح کرنے والے

عظیم اسلامی ہیر و اور سپہ سالار سلطان صلاح الدین ایوبی پر بھی یہودیوں اور عیسائیوں سے رقم لے کر کئی قاتلانہ حملے کئے گئے، جن

میں اللہ نے انکی حفاظت فرمائی،

"چوتھا گروہ"

حضرت جعفر صادق کے پوتے محمد بن اسماعیل بن جعفر کی امامت کا قائل ہے، اسے فرقہ مبارکہ کہتے ہیں، اور یہ اسماعیلیوں ہی کی ایک شاخ ہے،

"پانچواں گروہ"

حضرت جعفر صادق کے تیسرے صاحبزادے محمد بن جعفر کی امامت کا قائل ہے، اور سمیٹہ کہلاتا ہے،

"چھٹا گروہ"

حضرت جعفر صادق کے چوتھے صاحبزادے عبد اللہ جہد الفطح کی امامت کا قائل ہے، امام موسیٰ کاظم بن جعفر کے بعد شیعہ سات گروہوں میں تقسیم ہو گئے،

"پہلا گروہ"

امام موسیٰ کاظم کے صاحبزادے علی رضا کی امامت کا قائل ہے،

"دوسرا گروہ"

اسکا کہنا ہے، کہ امام موسیٰ کاظم مرے نہیں زندہ ہیں، وہی مہدی قائم ہیں،

"تیسرا گروہ"

اسکا کہنا ہے امام موسیٰ کاظم مرکز زندہ ہو گئے اور پھر روپوش ہو گئے، خاص لوگ انکی زیارت کرتے ہیں، وہ دوبارہ ظاہر ہوں گے،

"چوتھا گروہ"

اسکا کہنا ہے، کہ امام موسیٰ کاظم مر گئے ہیں، آخری زمانہ میں دوبارہ زندہ ہوں گے، اور وہی مہدی آخر الزمان ہوں گے،

"پانچواں گروہ"

اسکا کہنا ہے، کہ امام موسیٰ کاظم کا انتقال ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمانوں پر بلوایا ہے، آخری زمانہ میں دوبارہ بھیجے گا،

"چھٹا گروہ"

امام موسیٰ کاظم کی موت و حیات میں متردد (مشکوٰۃ) ہے اور کہتا ہے، کہ وہی امام مہدی ہیں،

"ساتواں گروہ"

امام موسیٰ کاظم کو زندہ اور روپوش مان کر محمد بن بشیر کو انکا جانشین مانتا ہے،
امام علی رضا بن موسیٰ کاظم کے بعد شیعہ پھر پانچ گروہوں میں تقسیم ہو گئے،
" پہلا گروہ "

امام علی رضا کے سات سالہ بیٹے محمد علی (امام جواد) کو امام مانتا ہے،
" دوسرا گروہ "

امام علی رضا کے بعد ان کے بھائی احمد بن موسیٰ کو امام مانتا ہے، کیونکہ امام علی رضا نے اس کے لئے وصیت کی تھی،
" تیسرا گروہ "

امام علی رضا کے بعد ان کی امامت کا بھی یہ کہہ کر منکر ہو گیا، کہ وہ چھوٹا بیٹا چھوڑ کر کیوں مرے، لہذا انکا کہنا یہ ہے، کہ امامت امام
موسیٰ کاظم پر ختم ہو گئی تھی،
" چوتھا گروہ "

امام علی رضا کے بعد عقیدہ امامت ہی سے منحرف ہو گیا، اور مرجئہ مذہب اختیار کر لیا،
" پانچواں گروہ "

امام علی رضا کے بعد موسوی سلسلہ سے منحرف ہو کر زید یہ میں چلا گیا،
امام محمد بن علی رضا کے بعد معمولی سا اختلاف ہوا،

امام محمد بن علی (امام جواد) کے بعد ان کے چھ سالہ بیٹے کو امام مانا گیا، ایک گروہ نے امام محمد جواد کے بھائی موسیٰ بن محمد کو امام مانا، مگر
امام علی ہادی کے بالغ ہونے کے بعد پھر انکو امام بنالیا گیا،
امام علی ہادی کی وفات کے بعد شیعہ پھر چار گروہوں میں تقسیم ہو گئے،
" پہلا گروہ "

امام علی ہادی کے پیروکاروں کا ایک گروہ، محمد بن بشیر نمیری کی جھوٹی نبوت پر ایمان لے آیا،
" دوسرا گروہ "

امام علی ہادی کے بیٹے محمد بن علی کا پیروکار ہوا، جو اپنے والد کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے تھے، یہ گروہ انہیں اپنے والد کا وصی اور امام
مہدی مانتا تھا،

" تیسرا گروہ "

امام علی ہادی کے صاحبزادے امام حسن عسکری کو امام ماننے لگا،

" چوتھا گروہ "

امام علی ہادی کے دوسرے بیٹے جعفر بن علی کا پیروکار ہوا،

امام حسن عسکری کے بعد شیعہ گروہوں میں ہولناک اختلافات ہوئے، اور بقول نو بختی شیعہ چودہ گروہوں میں تقسیم ہو گئے، جن میں سے پانچ بڑے گروہ اور نو چھوٹے گروہ تھے،

" پہلا گروہ " امام حسن عسکری کے بھائی جعفر بن علی ہادی کی امامت کا قائل ہوا،

" دوسرا گروہ "

امام حسن عسکری اور امام جعفر بن علی سے منحرف ہو کر ان کے باپ پر امامت ختم ہونے کا قائل ہوا،

" تیسرا گروہ "

امام حسن عسکری کی روپوشی اور دوبارہ آنے، اور انہی کے امام مہدی ہونے کا قائل ہوا،

" چوتھا گروہ "

امام حسن عسکری کے بعد از وفات دوبارہ زندہ ہونے اور انہی کے امام مہدی ہونے کا قائل ہے،

" پانچواں گروہ "

سب سے دلچسپ اور تعجب خیز موجودہ شیعہ اثنا عشریہ کا گروہ، جس نے امام حسن عسکری کے بے اولاد مر جانے پر یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ

انکا ایک پانچ سالہ بچہ تھا، جسے دنیا کی نظر سے انہوں نے چھپا کے رکھا ہوا تھا، انکی وفات کے بعد وہ ایک غار میں روپوش ہو گیا، تمام

آسمانی کتب قدیم۔

اصلی قرآن،

جعفر احمر،

جعفر ابیض،

عصائے موسیٰ،

قمیص آدم،

اگلوٹھی سلیمان،

مصحف فاطمہ،

ستر گز لمبا الجامعہ،

اور بہت کچھ لے کر سامرہ شہر کی غار میں روپوش ہو گیا، اب اس کے آنے کا انتظار کیا جا رہا ہے، 313 مخلص شیعہ جب تک نہیں ہوں گے وہ غار سے باہر نہیں نکلے گا۔

احباب گرامی،

حضرت حسین رض کے بعد شیعہ میں جو پچاس کے قریب گروہ وجود میں آئے ہیں، انہیں سامنے رکھیں، اور پھر شیعہ کی امام جعفر کے طرف منسوب وہ روایت بھی سامنے رکھیں، کہ ہمارے شیعہ اثنا عشری کے علاوہ باقی سب کنجریوں کی اولاد ہیں، تو اب آپ خود اندازہ لگالیں، کہ خود شیعہ کے کتنے گروہ اس فتوے کی زد میں آگئے۔

الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا، کے مصداق کتنے اماموں کے بھائی اور بیٹے حرامی اور ناپاک نسب والے قرار پاتے ہیں، اور بات صرف یہیں پر ختم نہیں ہوتی، ان تمام کی مائیں کسی نہ کسی امام کی بیوی یا والدہ ضرور تھیں۔

اس اصول کے تحت غور کی جائے، اور میں شیعہ کو خصوصاً دعوت فکر دیتا ہوں، کہ اہل بیت کا کون سا فرد یا شخصیت اس فتوے سے بچی ہے، کس امام کی والدہ اس فتوے کی زد میں نہیں آئی، جو کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے، خود اسی میں گر جاتا ہے، تمہارے بڑوں نے اہل سنت کو گالی نکالنے کی کوشش کی، اس گالی کی زد میں تمہارے اکثر ائمہ خود آگئے۔

قسط نمبر 55

کچھ احباب نے ان باکس اسماعیلیوں کے بارہ میں بہت زیادہ استفسارات پر میں نے مناسب سمجھا، کہ اقساط ہی میں اسماعیلی شیعہ کا بھی کچھ تعارف کروادیا جائے، اسماعیلی بھی اثنا عشری شیعہ ہی کی طرح عالم اسلام کے لئے ہر دور میں نقصان کا باعث بنتے رہے ہیں۔ اسماعیلیوں کا تعارف 1984 میں مجھے پہلی بار اس وقت ہوا، جب رائے ونڈ کے سالانہ تبلیغی اجتماع سے واپسی پر لاہور بادی باغ اڈہ پر جامعہ مدنیہ لاہور میں اُسی روز ہونے والی ایک کانفرنس کا اشتہار پڑھا، جس میں کئی مشہور خطباء بشمول مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب رحمہ اللہ کا نام تھا، حضرت شاہ صاحب سے یک گونہ عقیدت تھی، گجرات واپسی کی بجائے جامعہ مدنیہ لاہور چلا گیا، وہاں ایک عالم جنکا نام غالباً مولانا عبد اللہ صاحب تھا، سے ملاقات ہوئی، انکو گلگت انتظامیہ نے کافی عرصہ قبل سے گلگت سے نکال دیا تھا، اور اب راولپنڈی میں شاید انکی رہائش تھی، انہوں نے اپنے خطاب میں اسماعیلیوں کے اعتقادات سے آگاہ کیا، ان کے خطاب کے فوراً بعد

جامعہ مدنیہ کے مہمان خانہ میں ان سے ملاقات کی، اور اسماعیلیوں کے بارہ میں مزید معلومات چاہیں، اللہ انکو جزائے خیر عطاء فرمائے، بڑی محبت اور شفقت سے ان کے اعتقادات سے آگاہ کیا، اسماعیلیوں کی کتب کے بارہ میں استفسار پر انہوں نے فرمایا، انکی کتب کا حصول مشکل نہیں ناممکن ہے، سینہ گزٹ معلومات تو مل جائیں گی، لیکن صحیح معلومات کا حصول ناممکن ہے، جوئیندہ یا بندہ کے مصداق کئی سال کی تلاش و جستجو کے بعد ان کے بارہ میں صحیح اور مستند معلومات بالآخر مل ہی گئیں، جو اپنے احباب کے علم میں اضافہ کے لئے یہاں شئیر کر رہا ہوں۔

اسماعیلی ایک باطنی فرقہ ہے، اور یہ امام اسماعیل بن جعفر صادق کی طرف منسوب ہے، یہ ظاہر میں تو اہل بیت کے شیعہ ہی نظر آتے ہیں، لیکن حقیقت میں یہ اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں، 148 ہجری میں امام جعفر صادق کی وفات کے بعد ایک گروہ نے امام موسیٰ کاظم جو شیعوں کے ساتویں امام ہیں کو امام تسلیم نہ کیا، بلکہ انکے بھائی اسماعیل بن جعفر کو اپنا امام مانا، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ نے اسماعیلیوں کی حالت اس جملہ میں بیان کی ہے،

د عتصم زنادقہ و عوام رافضہ۔

ان کے داعی زندیق و بے دین ہیں، اور انکی عوام رافضی شیعہ ہیں۔

اسماعیلی شیعوں کے فرقے۔

قرامطہ اسماعیلی۔

حشاشی اسماعیلی۔

بُہرہ اسماعیلی۔

آغاخانی اسماعیلی۔

مکارمہ اسماعیلی۔

قرامطہ اسماعیلی شام اور بحرین میں ظاہر ہوئے تھے، کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے امام اسماعیل کی اطاعت سے انکار کر دیا تھا، ان کے ساتھیوں کے اموال لوٹ لئے، امام اسماعیل وہاں سے بھاگ کے سلیمہ کے علاقہ میں چلے گئے، وہاں سے بھاگے، شام چلے گئے، انہوں نے انکا پیچھا پھر بھی نہ چھوڑا، ان سے بچنے کے لئے ماوراء النہر کے شہروں میں چلے گئے، اسماعیلی قرامطہ کی اہم شخصیات میں سے عبد اللہ بن میمون قداح، فرج بن عثمان قاشانی، حمدان فرمط بن الاشعث، احمد بن قاسم، اور ابو سعید جنبی مشہور ہیں۔

عبد اللہ بن میمون قداح جنوبی ایران میں 260 ہجری میں نمودار ہوا تھا، فرج بن عثمان قاشانی جو ذکریہ کے نام سے مشہور ہے، یہ

عراق میں نمودار ہوا تھا، اس نے چھپے ہوئے امام غائب کی دعوت دی تھی، حمدان فرمط بن الاشعث اور احمد بن قاسم صحرائی ڈاکو تھے جو حاجیوں اور سُنی عوام کے گھروں اور قافلوں کو لوٹا کرتے تھے، حسن بن بہرام، ابو سعید جنبلی کے نام سے مشہور تھا، یہ بحرین میں نمودار ہوا، اور یہ طویل عرصہ تک چلنے والی حکومت قرامطہ کا بانی تصور کیا جاتا ہے، اس کے بعد اسکا بیٹا سلیمان بن حسن بن بہرام ہے، اس لعنتی خبیث نے تیس سال تک حکومت کی تھی، اس کے عہد حکومت میں بیت اللہ شریف پر حملہ کیا گیا، سینکڑوں حجاج کو شہید کر دیا گیا، حجر اسود کو چُرا کر بحرین لے آئے، اور بیس سال تک حجر اسود کو اپنے قبضہ میں رکھا، بیس سال تک بیت اللہ شریف حجر اسود کے بغیر رہا۔

"قرامطہ اسماعیلیوں کے انوکھے کام"

قرامطہ اسماعیلیوں کا عقیدہ یہ ہے، کہ مال اور شرم گاہیں سب جائز ہیں، سب سے پہلے یہ کام حمدان قرامطی نے کیا تھا، اس نے اپنے پیروکاروں سے کہا، اُلفت پیدا کرو، اور اسکا طریقہ یہ ہے، کہ اپنے مال ایک جگہ جمع کر دیں، اور اس میں سب برابر ہیں، اس نے اپنے پیروکاروں سے کہا، فلاں رات عورتوں کو جمع کرو، مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہو، اور بلا تفریق ایک دوسرے پر سواری کریں (یعنی زنا کریں) اس رات کا نام اس نے افاضہ رکھا، بحرین کے تمام علاقوں سے اپنے پیروکاروں مردوں اور عورتوں کو جمع کیا، چراغ بجھا دئے گئے، اور ساری رات جنسیت کا بازار گرم رہا، معلوم انسانی تاریخ میں بلا تفریق رشتہ داری اجتماعی زنا کا یہ پہلا پروگرام تھا۔ اسماعیلیوں کے نزدیک ایمان کامل ہی تب ہوتا ہے، جب آدمی تشریق کرے، تشریق یہ ہے، کہ آدمی اپنی بیوی کو دوسرے آدمی کے پاس زنا کے لئے بھیجے، اور بنیادی اور اہم بات یہ بھی ہے کہ اس آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے خود بھی دیکھے، پھر جب وہ زنا سے فارغ ہو جائے، تو اس آدمی کے چہرے پر تھو کے، اور اسکی گدی تھپتھپا کر اس کے خاوند سے کہے "صبر کر" جب یہ صبر کرے گا تو یہ کامل ایمان والا ہے۔

ابو سعید جنبلی نے اپنی بیوی کو یحییٰ مہدی کے پاس بھیجا، اور بیوی سے کہا، جب یہ تجھ سے زنا کرنا چاہے، تو اسے روکنا نہیں، اس گروہ کی عیاشی اس قدر بڑھ گئی کہ انہوں نے اپنے پیروکاروں کے لئے لواطت (لڑکوں سے غیر فطری کام) کو بھی جائز قرار دے دیا، اور اس لڑکے کو واجب القتل قرار دیتے تھے، جو یہ کام نہیں کرنے دیتا تھا، اس کے بعد علی بن فضل نے اپنے پیروکاروں کے لئے افاضہ کی رات ماہانہ شروع کر دی، اپنے قرامطہ پیروکاروں مردوں اور عورتوں کو ایک وسیع گھر میں جمع کیا جاتا روشنہ بھانے کا حکم دیا جاتا، جس کے ہاتھ جو بھی عورت لگتی، وہ اسکے ساتھ منہ کالا کرتا، چاہے وہ عورت اسکی ماں، بہن، یا بیٹی ہی کیوں نہ ہوتی۔

قسط نمبر 56

فاطمی اسماعیلی یہ اسماعیلی تحریک متعدد ادوار سے گذری، ایک دور انکار ازداری کا دور تھا، جو عبید اللہ مہدی کے دور تک جاری رہا، اسماعیل بن جعفر کی موت سے لیکر عبید اللہ مہدی تک ان کے ائمہ کی تفصیل میں بہت زیادہ اختلاف ہے، پوشیدہ رہنے اور ازداری کی وجہ سے، صفحات تاریخ میں بہت زیادہ اور بالکل متضاد روایات ملتی ہیں، عبید اللہ مہدی سلمیہ میں مقیم تھا، وہاں سے بھاگ کر شمالی افریقہ میں گیا، اور وہاں اپنے کتانی معاونین پر اس نے اعتماد کیا، افریقہ میں تیونس شہر پر اس نے قبضہ کیا، اور اسماعیلی فاطمیوں کی حکومت کی بنیاد رکھی، پھر قادیہ شہر پر 297 ہجری میں قبضہ کیا، اس کے بعد پھر درپے درپے فاطمی حکومتیں وجود میں آتی رہیں، تقریباً پچاس سال بعد 969 عیسوی 361 ہجری رمضان میں المعز الدین باللہ نامی فاطمی خلیفہ نے مصر کے شہر فسطاط پر قبضہ کیا، اور اسی شخص نے قاہرہ شہر کی بنیاد رکھی، اور پھر اسی قاہرہ شہر میں 970 یا 972 عیسوی میں الاظہر مدرسہ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا، جسے 1961 میں الاظہر یونیورسٹی بنایا گیا، (جسے جامعہ اظہر کے نام سے دنیا جانتی ہے) منصور باللہ، ابوطاہر اسماعیل، معز الدین باللہ، ابوتیمم معد، عزیز باللہ، ابو منصور نزار، حاکم بامر اللہ، ابو علی منصور، ظاہر ابو حسن علی، مستنصر باللہ، اور ابوتیمم اسماعیلی فاطمی مصر کے حکمران رہے، انکی حکومت مصر، حجاز، اور یمن میں رہی، اللہ کی رحمت سے، مجاہد اعظم اور بیت المقدس کو آزاد کروانے والے بطل حریت، سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے ہاتھوں اس فاطمی اسماعیلی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

آج کے دور کے شیعہ (الکفر ملہ واحدہ کے مصداق) ان فاطمیوں کے بارہ میں یہ کہتے ہیں، کہ وہ ہمارے ہی شیعہ تھے، وہ ہمارے مذہب کے داعی، اور ہماری عزت ہیں، انہوں نے مصر میں علم و تہذیب کی بنیادیں رکھیں، مسجدیں، لائبریریاں، اور یونیورسٹیاں تعمیر کیں۔

الشیعہ فی المیزان المغنیہ ص 149 مطبوعہ بیروت

اعیان الشیعہ ص 264 مطبوعہ ایران

حالانکہ ان کے اکابر سارے اس بات پر متفق تھے، کہ یہ سب کے سب کافر اور اسلام و ملت اسلامیہ سے خارج ہیں، 402 ہجری ربیع الاول کے مہینہ میں عباسی خلیفہ قادر کے زمانے میں ایک رپورٹ پیش کی گئی، جس پر اکابر شیعہ اثنا عشریہ کے دستخط موجود تھے، بالخصوص اس کے جسے ان لوگوں نے نقیب الاشراف اور جامع نجب البلاغہ کا لقب دے رکھا ہے، یعنی سید رضی، اور اسکا بھائی سید مرتضیٰ کے۔

ایک تاریخی امانت کے طور پر میں اسے من وعن یہاں نقل کرتا ہوں۔

مصر کا ایک خلیفہ منصور بن نزار ہے، جس کا لقب حاکم ہے، خدا اس کے لئے مصیبتوں، بلاؤں اور رسوائیوں کا فیصلہ کرے، ابن معد بن اسماعیل بن عبد الرحمن بن سعید ہے، اللہ اسے خوش بخشی نہ دے، جب یہ مغرب کی طرف گیا، (مراکش، الجزائر اور تیونس کی طرف) تو عبید اللہ کے نام سے اور مہدی کے لقب سے پکارا جانے لگا، وہ اس سے پہلے کے ناپاک و غلیظ۔۔۔ اس پر اور سب پر لعنت ہو، خوارج کے داعی تھے، علی بن ابی طالب کی اولاد کے ساتھ ان کا نسب ہر گز نہیں ملتا، یہ غلط اور جھوٹ ہے، ہم نہیں جانتے، کہ طالیین میں سے کوئی بھی ان کے بارہ میں یہ کہنے سے رکاوٹ ہو، کہ یہ خوارج کے داعی تھے، مغرب میں ان کے پہلے امیر کے وقت ہی سے یہ بات حرمین میں پھیل چکی تھی، اس قدر پھیل چکی تھی، کہ اب کوئی ان کے جھوٹ سے دھوکہ نہیں کھا سکتا، ان کی بات کی تصدیق نہیں کر سکتا، مصر کا یہ خلیفہ اور اس کے پیشرو سب کے سب کافر، فاسق و فاجر اور زندیق تھے، ان کے مذہب کے عقائد بت پرستانہ اور آتش پرستانہ ہیں، ان لوگوں نے حدود توڑیں، شرمگاہوں کو جائز سمجھا، خون بہائے، نبیوں کو گالیاں بکیں، اسلاف پر لعنتیں بھیجیں اور ربوبیت کے دعوے کئے۔

دستخط۔

سید شریف رضی، اسکابھائی سید مرتضیٰ، ابن الازرق موسوی، علویوں میں سے محمد بن محمد بن عمر بن ابی یعلیٰ، قاضی ابو محمد عبد اللہ بن اسکسانی، قاضی ابو قاضی، ابوالقاسم جزری، امام ابو حامد اسفرائینی و دیگر بہت سارے لوگوں کے دستخط ہیں۔ اور مندرجہ بالا ساری تحریر مندرجہ ذیل تمام کتب میں موجود ہے۔

النجوم الظاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ۔ ج 4 ص 229-230

شذرات الذہب،

تاریخ الاسلام للذہبی،

مراۃ العقول،

المنتظم،

عقد الجمان۔

قسط نمبر 57

اسماعیلی حشاشی فرقہ۔

یہ نزاری اسماعیلی ہیں انہیں حشیشین اور حشاشین بھی کہا جاتا ہے ابھی بھی شام اور ایران کے کچھ علاقوں میں پائے جاتے ہیں، ان کے

لیڈر کا نام حسن بھی صباح اور بعض کتب تواریخ میں حسن بن صلاح تھا، یہ ایرانی تھا، ولایت کا عقیدہ رکھتا تھا، کہ امام مستنصر ہی ولایت کا حق دار ہے، یہ الموت یا بعض روایات میں لمح کے قلعوں پر قابض ہوا، وہاں باقاعدہ ایک جنت بنائی، مختلف علاقوں سے خوبصورت ترین کم عمر لڑکیاں اغوا کر کے لائی گئیں، بہادر نوجوانوں کو اغوا کر کے قلعہ میں لایا جاتا، جتنی دیر وہ اس قلعہ میں رہتے، انہیں حشیش و دیگر نشہ آور چیزوں کے زیر اثر رکھا جاتا، اسی نشہ کی حالت میں انہیں اس جنت کی سیر کروائی جاتی، اور اس مصنوعی جنت میں خوبصورت کم سن لڑکیوں کی ملاقات کروا کے انہیں ذہنی طور پر باور کروایا جاتا، کہ یہ لڑکیاں تمہاری حوری ہیں اور یہ جنت اور اس میں موجود باقی تمام نعمتیں بھی ہمیشہ کے لئے تمہاری ہیں، اگر تم اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے، زہر میں بجھے ہوئے خنجر انکو دیے جاتے، اس حد تک انکو پٹاٹاڑ کیا جاتا، کہ وہ اپنے مشن میں کامیابی یا ناکامی دونوں صورتوں میں جنت میں جلد از جلد پہنچنے کے لئے خود کشی کر لیتے، عالم اسلام کے بڑے بڑے بلند پایہ لوگ اس گروہ کے ہاتھوں شہید ہوئے، حسن بن صباح تو اس تحریک کو شروع کرنے کے تھوڑے عرصہ بعد ہی مر گیا، اس کے بعد کیا بزرگ امیت، محمد بن کیا بزرگ، حسن ثانی بن محمد، محمد بن ثانی، حسن بن محمد ثانی، حسن ثالث بن محمد ثانی، محمد ثالث بن حسن ثالث، اور رکن الدین خورشید یکے بعد دیگرے اس قلعہ کے حاکم بنتے رہے، ہلاکو خان جس نے بغداد کی اسلامی سلطنت کو تاراج کیا تھا، اسی کے ہاتھوں انکی سلطنت ختم ہوئی اور اس نے ان کے تمام قلعے مسمار کر دیے، رکن الدین اور اس کے بہت سے حواری قتل ہو گئے، باقی حشاشین مختلف علاقوں میں پھیل گئے، ان کے پیروکار اب بھی مختلف اسلامی ممالک میں موجود ہیں، اسماعیلی فرقہ بُہرہ۔

یہ ہندوستان اور یمن کے اسماعیلی ہیں، پاکستان میں بھی ہندوستان سے آئے ہوئے ہیں انہوں نے سیاست بالکل چھوڑ رکھی ہے، تجارت کرتے ہیں، اور عام مسلمانوں سے میل ملاقات ضرور رکھتے ہیں، بُہرہ ہندی زبان کا قدیم لفظ ہے، اور اس کا معنی "تاج" ہے، بُہرہ فرقہ دو حصوں میں تقسیم ہے، بُہرہ سلیمانی انکا لیڈر سلیمان بن حسن ہے، اور انکا مرکز یمن ہے، بُہرہ داؤدی بڑا گروہ ہے ان کا لیڈر ڈاکٹر محمد برہان الدین تھا، جو کچھ عرصہ قبل فوت ہو چکا ہے، اسے یہ بہت مقدس گردانتے تھے، اسے سجدہ کرتے اور اس کے پاؤں کو چومتے تھے، 2011 میں اسے فالج ہوا اور 2014 میں یہ جہنم رسید ہوا، اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے مفضل سیف الدین اور خزیمہ قطب الدین میں وراثت کا جھگڑا ممبئی ہائی کورٹ اور گجرات ہائی کورٹ (انڈین صوبہ گجرات) میں چل رہا ہے، یہ دونوں آپس میں ماؤں کی طرف سے سوتیلے بھائی ہیں، بُہرہ لیڈر بادشاہوں جیسی زندگی بسر کرتے ہیں، اور انکا سلوک اپنے پیروکاروں کے ساتھ غلاموں اور مجرموں جیسا ہوتا ہے، یہ اپنے پیروکاروں کے ساتھ ایسے پیش

آتے ہیں جیسے ایک غلام کے ساتھ، اس فرقہ کا ہر چودہ سال کا لڑکا یا لڑکی لیڈر کا خادم اور مطیع بن جاتا ہے، سب سے بڑا امر کز انکا ممبئی میں ہے، ان کے ہاں ایمان کے سات ستون ہیں۔

ولایت، طہارۃ، صلوٰۃ، حج، روزہ، زکوٰۃ، جہاد۔

فجر علاحدہ، ظہر عصر اکٹھی، مغرب عشاء اکٹھی۔

حج کے ارکان؛ یہ ایام حج ہی میں لیکن دو دن پہلے ادا کر لیتے ہیں (تفصیل آگے آئے گی) جہاد کا مطلب ان کے ہاں اپنے نفس سے جہاد کرنا، اور اپنے آپ کو اپنے امام کا مکمل غلام بنالینے کا نام ہے۔

زکوٰۃ موجودہ سب سے بڑا لیڈر جسے یہ الداعی مطلق کہتے ہیں کو ادا کی جاتی ہے، کیونکہ انکے نزدیک وہ اللہ الارض (God of earth) یعنی زمین کا خدا ہے، اگر وہ کسی کی زکوٰۃ قبول نہیں کرتا، تو اسکی دیگر عبادات بھی ان کے نزدیک قبول نہیں ہوتیں یہ کام تب ہوتا ہے جب کوئی اپنی آمدن سے کم زکوٰۃ ادا کرے (1977 میں چن آذر نامی شہر جو بھارتی صوبہ گجرات میں واقع ہے، کی ایک 65 سالہ خاتون کے مرنے پر مقامی اسماعیلی امام نے اسے دفن کرنے سے روک دیا، اس کی وجہ یہ تھی، کہ اس کے 73 سالہ خاوند نے اپنے امام کو زکوٰۃ کم دی تھی، کئی دن تک اس خاتون کی لاش بدبو مارتی رہی بالآخر ان کی مرکزی پارلیمنٹ کے اراکین جمع ہوئے، بڑی منتوں کے بعد اس عورت کو دفن کرنے کی اجازت ان شرائط پر ملی، کہ اسکا خاوند اور اسکی اولاد ہی دفن کرتے وقت موجود ہوں گے اور بغیر جنازہ اور کفن کے اسے دفن کیا جائے گا۔

بُہرہ اسماعیلی ہمیشہ سفید شلوار قمیص اور سر پر سفید ٹوپی جس پر سنہری کڑھائی ہوئی ہے وہ پہنتے ہیں، بُہرہ اسماعیلی خواتین دو حصوں میں منقسم برقعہ جسے وہ ردا کہتے ہیں وہ پہنتی ہیں، ردا کالے رنگ کا نہیں ہو سکتا کہ سُنی خواتین سے مماثلت نہ ہو، (سُنی خواتین کا برقعہ 99 فیصد کالا ہوتا ہے) جس رنگ کی بھی ردا ہو اس کے کناروں پر لیس ضرور لگی ہوئی ہو، اور کڑھائی بھی اس پر لازمی ہونی چاہئے، اور چہرہ ہر حال میں کھلا ہونا چاہئے، (ان کے ہاں چہرے کا پردہ نہیں) یہ مردوں اور عورتوں کا لباس ڈاکٹر برہان الدین نے 1970 میں ایک خصوصی حکم سے لاگو کیا تھا، جس پر آج تک تعمیل ہو رہی ہے، انکی اپنی خفیہ زبان کا نام لسان الدعوت ہے، جو عربی فارسی اردو اور گجراتی زبان کا ملغوبہ ہے، آپس میں اسی زبان میں گفتگو کرتے ہیں، اسماعیلی آغا خانی فرقہ۔

یہ فرقہ بنیادی طور پر نزاری اسماعیلی فرقہ ہے اسکا 46 واں امام حسن علی شاہ تھا، یہ 1800 عیسوی میں پیدا ہوا 17 سال کی عمر میں اسکو 46 واں امام بنایا گیا، ایرانی بادشاہ فتح علی شاہ قاجار نے اس کو آغا خان کا خطاب دیا، اس طرح یہ آغا خان اول کہلایا،

پہلی اینگلو افغانی جنگ (برطانیہ اور افغانستان کی جنگ) جو 1841-1842 میں لڑی گئی، اس جنگ میں آغا خان اول نے برطانیہ کو گھڑ سوار فوج کی مدد فراہم کی، جنرل نوٹ (General Nott) کو قندھار میں، اور جنرل انگلینڈ (General England) کو سندھ سے قندھار کی طرف پیش قدمی کرنے کے لئے۔

ان خدمات پر برٹش گورنمنٹ کے ذمہ دار برائے متحدہ ہندوستان (وائسرائے ہند) کی جانب سے پرنس کا خطاب اور واحد کمیونٹی لیڈر جسے آئندہ کسی بھی ملک میں جانے پر گارڈ آف آنر پیش کیا جائے گا، کا مستحق ٹھہرایا، 1887 میں وائسرائے ہند نے بھی برٹش گورنمنٹ کی خدمات کے صلہ میں آغا خان کے خطاب سے نوازا۔

موجودہ آغا خان کا نام شاہ کریم حسینی ہے، اور یہ نزاری اسماعیلی سلسلہ کا 49 واں امام ہے، پورے نزاری اسماعیلی شیعہ میں یہ واحد امام ہے، جس کو اس کے دادا نے اپنی زندگی میں امام بنا دیا، اس سے پہلے 48 امام باپ کے بعد بیٹا امام بنتے رہے۔

اس کے ماننے والے اسے بھی داؤدی بہرہ فرقہ کی طرح اللہ الارض (God of Earth) زمینی خدا کا درجہ دیتے ہیں، اس پرنس کریم آغا خان نے جس انداز میں پوری دنیا میں اسماعیلیت کو پھیلایا، تاریخ شیعیت میں اس کی مثال پیش کرنا ممکن ہے، اسماعیلی آغا خانی دنیا کا ایک واحد مذہب ہے، جس کے ماننے والے اپنی ٹوٹل آمدنی کا دس فیصد ہر حال میں اپنے امام (آغا خان) کو دیتے ہیں۔

دنیا کا سب سے بڑا پرائیویٹ ڈویلپمنٹ نیٹ ورک AKDN ہے، (Aga Khan Development Network) جسے 1957 میں شروع کیا گیا تھا، اپنے نزاری اسماعیلیوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے۔

اس کے زیر اہتمام 225 سے زائد شعبے ہیں، جس میں ایک لاکھ سے زائد وہ ورکر کام کر رہے ہیں، جو باقاعدہ تنخواہ لیتے ہیں، رضاکارانہ بنیادوں پر کام کرنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے، جو اس وقت پوری دنیا میں تعلیم، صحت، ڈویلپمنٹ، وغیرہ کے لئے کام کر رہے ہیں، اور انکی سب سے زیادہ توجہ افریقہ اور ایشیاء کے غریب ممالک پر ہے، جہاں وہ ان سہولیات کو فراہم کر کے لوگوں کو اسماعیلی بنارہے ہیں، 2010 کی ایک رپورٹ کے مطابق پوری دنیا میں آغا خانی اسماعیلیوں کی تعداد تین کروڑ سے زائد ہے، یہ پوری دنیا کے شیعہ کا تقریباً 20 فیصد ہے، اس رپورٹ کے مطابق پوری دنیا میں 15 کروڑ یعنی 150 ملین کے قریب شیعہ ہیں، اسمیں شیعہ کے تمام فرقے شامل ہیں۔

آغا خانیوں کی تعداد کے حساب سے پہلے نمبر پر پاکستان، دوسرے نمبر پر ہندوستان اور تیسرے نمبر پر کینیڈا ہے، افغانستان، روس سے آزاد ہونے والی ریاستیں، تاجکستان، آذر بائیجان، اور غریب افریقی ممالک اس وقت ان کا سب سے بڑا ہدف ہیں، کینیڈا میں تو

ان کا اثر و رسوخ اس قدر بڑھ چکا ہے، کہ کینیڈا کی تاریخ میں پہلا مذہبی لیڈر جسے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کی دعوت دی گئی، وہ پرنس کریم آغا خان ہے، جس نے 27 فروری 2014 کو کینیڈین پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس (قومی اسمبلی اور سینیٹ) میں خطاب کیا۔

پرنس کریم آغا خان فرانس کی تاریخ نگاہ واحد غیر ملکی شخص ہے، (پرنس کریم کی نیشنلٹی برٹش ہے) جسے 10 ویں فرانسیسی صدر نکولس سرکوزی (جو اپنی مسلم دشمنی میں سب سے مشہور ہے) نے 2008 میں انکم ٹیکس، دولت ٹیکس، اور دیگر ہر قسم کا ٹیکس اور سٹمپ ڈیوٹیز تاحیات معاف کر دی۔

"آغا خانیوں کا اپنے مذہب کی دعوت کا انداز"

قسط نمبر 58

اسماعیلیوں کی دعوت کا انداز؛

اسماعیلی مذہب والوں نے حیلے گھڑے ہوئے ہیں، اور عوام کو اپنے مکارانہ جال میں پھنسانے کے لئے، اور اپنے عقائد میں لانے کے لئے دام ہمرنگ زمین بچھا رکھا ہے، ان کی دعوت کے متعدد مراحل ہیں

1۔ پہلا مرحلہ تفرس ہے، اس میں اسماعیلی مذہب کی دعوت دینے والا انتہائی درجہ کا ذکی اور فطین ہوتا ہے، اس کی اس بات پر گہری نظر ہوتی ہے، کہ کہاں میں نے ڈھیل دینی ہے، اور کہاں پکڑ کرنی ہے،

اور اسے نصوص کی تاویل پر پورا عبور ہوتا ہے، یہ عوام کو بھارتوں اور شکوک و شبہات میں ڈالنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے، کہ یہ ظاہری معنی ہے، یہ باطنی معنی ہے، اور عوام کے مزاج، میلان طبع، مذہب اور عقیدہ کے مطابق دعوت پیش کرتا ہے، اہل علم کا ان کے بارہ میں تجزیہ یہ ہے،

ان الاسماعيليه يهود مع اليهود ومجوس مع المجوس ونصارى مع النصارى وسنة مع اهل السنة .

اسماعیلی یہودیوں کے ساتھ یہودی، مجوسیوں کے ساتھ مجوسی، عیسائیوں کے ساتھ عیسائی، اور سنیوں کے ساتھ اہل سنت، چلو تم اُدھر کو۔۔۔ ہوا ہو جدھر کی

2۔ دوسرا مرحلہ تائیس ہے، اس میں اسماعیلی مذہب کا داعی جسے قربانی کا بکرا بنانا چاہتا ہے، اس کے دل کی کھیتی میں اطمینان کا بیج بوتا

- ہے، اس کے قرب میں رہتا ہے، اور دینداری، عبادت گزاری اور نرم گفتاری کے پردہ میں اسے قابو کرتا ہے،
- 3۔ تیسرا مرحلہ تشکیک ہے، تشکیک کا مطلب ہے شک پیدا کرنا، اس مرحلہ میں داعی جسے قربانی کا بکرا بنانا ہے، اسے ذہنی شکوک و شبہات میں مبتلا کر دیتا ہے، شریعت میں ثابت شدہ چیزیں، پیچیدہ مسائل، پوشیدہ اعداد، اور متشابہ آیات وغیرہ کے بارہ میں ذہنی الجھاؤ پیدا کرتا ہے،
- متشابہ آیات وغیرہ میں عوام کا علم سطحی ہوتا ہے، یہ داعی اس میں شکوک و شبہات پیدا کر کے دین سے دور کرتا ہے، آخر کار وہ آدمی ان میں الجھ کر دین سے باہر ہو جاتا ہے،
- آغا خانی شیعوں کا یہ مرحلہ انتہائی خطرناک ہوتا ہے،
- 4۔ تعلیق کا مرحلہ ہے، جب اسماعیلی داعی ایسے پریشان خیال مسلمانوں کو اپنے اعتقادات کا ہمنوا بنانے کے لئے کوشاں ہوتا ہے، تو اسے یہ بتاتا ہے، کہ ایسے پیچیدہ سوالات کے جوابات صرف ہمارے پاس ہیں، لیکن ہر ایک کے سامنے انکو ظاہر کرنا ہم مناسب نہیں سمجھتے، اور نہ ہی ہر وقت انہیں آشکار کیا جاسکتا ہے، جو ان جوابات کو حاصل کرنا چاہتا ہے، یا انکی معرفت سے آشنا ہونا چاہتا ہے، وہ انہیں راز میں رکھنے کا پہلے ہم سے پکا وعدہ اور پیمانہ باندھے، پھر یہ راز بتائیں گے، اس فریب کاری کی وجہ سے عام مسکین آدمی دھوکا کی رسی پر لٹک جاتا ہے، اس لئے اسے تعلیق کہتے ہیں،
- 5۔ پانچواں مرحلہ ربط ہے، اسکا مطلب ہے سخت قسموں اور پختہ عہد و پیمان کے ساتھ اسکی زبان بندی کی جاتی ہے، کہ داعی نے جو کچھ اسے بتایا، اور سکھایا، اسکو کسی بھی صورت کسی کے بھی سامنے ظاہر نہیں کرنا، اب یہ شخص فرقہ کے ابتدائی مراحل میں داخل ہو چکا ہے،
- 6۔ چھٹا مرحلہ تدلیس ہے، اسکا مطلب اسماعیلی عقائد کے اسرار و رموز کو آہستہ آہستہ اس شخص پر آشکار کرنا، اور اسے یہ تاثر دینا، کہ میرے پیروکار بہت بڑی تعداد میں ہیں، اور اس صحیح تعداد کا مجھے بھی علم نہیں،
- 7۔ ساتواں درجہ خلع و سلج کا ہے، اسکا مطلب یہ ہے، کہ اسماعیلی مذہب قبول کرنے والے نے اپنے عقائد اور ارکان دین سے علاحدگی اختیار کر لی ہے، اور اس خبیث مذہب میں شمولیت کے لئے مکمل تیار ہو چکا ہے،
- 8۔ ان مندرجہ بالا نکات کے بعد جب کوئی شخص اسماعیلی مذہب میں شامل ہو جاتا ہے تو اسے بلاغ اکبر کہتے ہیں،
- آج کل جن کو ہم ملحد سمجھتے اور کہتے ہیں، انکی اکثریت الحاد کے پردہ میں آغا خانی اسماعیلی ہی ہیں، اور اس وقت انکی دعوت سوشل میڈیا پر عروج پر پہنچی ہوئی ہے، یہ کبھی بھی اور کسی بھی صورت میں اپنے آپ کو آغا خانی یا اسماعیلی ظاہر نہیں کرتے، جب تک کہ انہیں

یقین واثق نہ ہو جائے، کہ شامل ہونے والا مکمل طور پر ہمارے رنگ میں رنگا چکا ہے، بنیادی طور پر ہر دور میں یہ ایک باطنی تحریک رہی ہے۔ اور اس کی فہرستِ دہشت گردی میں بھی ہر دور میں بڑے بڑے اکابر اہل سنت علماء و مشائخ کا قتل شامل رہا ہے،

آغا خانی اسماعیلیوں نے پاکستان کے کچھ خوبصورت ترین اور پسماندہ علاقوں، وادی ہنزہ، سکردو، چترال، بلتستان گلگت وغیرہ میں بڑے وسیع پیمانے پر اپنی سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی ہیں، یہ وہاں اپنی دعوت، طبی مراکز، اسکولز، کالجز، اور وفاہی کاموں کے پردے میں بڑی چابکدستی اور تیزی سے پھیلا رہے ہیں،

ایک مثال دے کے بات کو مزید واضح کرتا ہوں، 1988 میں پاکستان کی وزارت زراعت نے اس علاقہ کے غریب کاشتکاروں میں زرعی کھاد فری تقسیم کی، اگلے سال 1989 میں آغا خان نے گورنمنٹ سے ساری کھاد خرید لی، یہ کہہ کر، کہ ہم اپنی طرف سے بطور امداد غریب کاشتکاروں میں کھاد تقسیم کریں گے، کھاد اپنے پاس ذخیرہ کر لی، کھاد کی ضرورت کے وقت جب کاشتکاروں نے رابطہ کیا، تو لوگوں کے سامنے اپنی دعوت پیش کی، اس زمانہ میں جتنے لوگ آغا خانیت میں داخل ہوئے، پاکستان کی تاریخ میں اتنے لوگ داخل نہیں ہوئے، اسماعیلیوں کے عقائد؛

قسط نمبر 59

اسماعیلی شیعوں کا عقیدہ ہے، کہ امام معصوم کا وجود ضروری ہے، جو محمد بن اسماعیل کی نسل سے ہو، اس امام کے پاس علم باطن ہوتا ہے، اس امام کی وہ ایسی صفات بیان کرتے ہیں جو اسے اُلُوہیت سے بھی برتر بنا دیتی ہے، اپنی کمائی کا پانچواں حصہ اس امام کے نام کرتے ہیں، اسماعیلی عقیدہ تناسخ کے قائل ہیں، (روح جسم بدل کر بار بار آتی ہے یہ ہندوؤں والا عقیدہ ہے، جسے آواگون کہتے ہیں) امام انبیاء کا وارث ہوتا ہے، اس کے پیشرو پہلے تمام ائمہ کا بھی وارث ہوتا ہے، یہ صفات الہیہ کے بھی منکر ہیں، کیونکہ انکی نظر عقل سے بھی اوپر مقام پر لگی ہوتی ہے، یہ کہتے ہیں اللہ موجود نہیں، نہ ہی غیر موجود ہے، نہ عالم ہے، نہ جاہل ہے، نہ قادر ہے، نہ عاجز ہے، یہ مسلمانوں کی مساجد میں بھی داخل نہیں ہوتے، انکا ظاہری عقیدہ تو مسلمانوں کے مطابق ہوتا ہے، لیکن باطنی عقیدہ اس سے بالکل مختلف ہوتا ہے، یہ کبھی کبھی نماز تو پڑھتے ہیں، لیکن وہ نماز اسماعیلی امام کے لئے ہوتی ہے، ان میں سے کچھ لوگ حج کے لئے تو جاتے ہیں (اسماعیلی بوہری زیادہ اور اسماعیلی آغا خانی بہت کم) لیکن انکا عقیدہ یہ ہے، کہ کعبہ معصوم امام کے لئے ایک رمز اور اشارہ ہے،

اسماعیلی شیعوں (بوہری اور آغاخانی دونوں) کا عقیدہ یہ بھی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے جہان کو خود پیدا نہیں کیا، بلکہ یہ عقل کل کے طریقہ سے پیدا ہوا ہے، یہ صفات الہیہ کا محل ہے، اسے پردہ کہتے ہیں یہی عقل جب انسان میں اترتی ہے، تو اس سے نبی اور امام بن جاتے ہیں (اس عقیدہ کی مجھے بھی سمجھ نہیں آئی) اسماعیلی اپنے امام کی حد درجہ تعظیم کرتے ہیں، اور اسے مقام ربوبیت تک پہنچا دیتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ،

ان الائمة بشر کسائر الناس فی الظاہر فہم یا کلون وینامون ویموتون۔

بے شک ائمہ ظاہر میں عام لوگوں کی مانند بشر ہیں، کھاتے ہیں، سوتے ہیں، اور مرتے ہیں۔

آگے باطنی تاویل کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں،

ان الائمة ہم وجہ اللہ وید اللہ وجب اللہ وانہم ہم الذین یحاسبون الناس یوم القیامۃ الخ

لیکن حقیقت میں یہی ائمہ ہی اللہ کا چہرہ ہیں، اللہ کا ہاتھ ہیں، اللہ کا پہلو ہیں، یہ ائمہ ہی روز قیامت لوگوں کا حساب لیں گے، اور ائمہ ہی صراطِ مستقیم ہیں اور یہی ذکر حکیم ہیں، اور یہی قرآن کریم ہیں۔

قرآن مجید کی آیت مبارکہ، ام خلقوا السموت والارض بل لایوقنون۔ ام عند ہم خزائن ربک ام ہم المصیطرون۔

ترجمہ۔ کیا انہوں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے، بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے، کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں، یا وہ ان پر داروغے ہیں،

اسماعیلیوں کے نزدیک ان آیات میں ائمہ معصومین مراد ہیں، انکا ایک عقیدہ یہ بھی ہے، کہ امام محمد بن اسماعیل بن امام جعفر زندہ ہے، مرا نہیں، وہ بلادِ روم یعنی یورپ میں رہتا ہے، (شاید اسی لئے آغاخان بھی یورپ میں رہتا ہے) یہی قائم مہدی ہے، نئی رسالت دے کے اسے دوبارہ بھیجا جائے گا، اس کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت منسوخ ہو جائے گی، یہ بھی حضراتِ شیعین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تبرا کرتے ہیں، اور انہیں ابلیس، فرعون، ہامان، طاغوت، اور ہبل وغیرہ فتنج ناموں سے پکارتے ہیں،

اسماعیلیوں کا حج۔

اسماعیلی بُہری اور اسماعیلی آغاخانی عام مسلمانوں کے برعکس ایک دو دن پہلے حج کر لیتے ہیں (آغاخانی تو دس ہزار میں کوئی ایک حج کے لئے جاتا ہے لیکن بُہریوں کی کافی تعداد جاتی ہے) انکا ایک حاجی خود بیان کرتا ہے، کہ ہم نے مناسک حج کیسے ادا کئے، اور ہمارے ساتھ یمن کے اسماعیلی بھی تھے،

وقد ادى جميعنا مراسم الحج قبل الناس ببوئين وحين تجمعنا في عرفات تحت قيادة عالم اسماعيلي يعني احاط بنا جمع من اهل السنة وسالونا ماذا نفعل قبل الوقفة فاجبناهم بقراءة فأنصرفوا في اهل السنة بعد سماع هذا الجواب السازج، الخ
سلك الجوهري مطبوعه بيروت

ہم نے لوگوں سے دو دن پہلے ہی مراسم حج ادا کئے، جب ہم ایک یمنی اسماعیلی عالم کی قیادت میں عرفات میں جمع ہوئے، تو اہل سنت کی ایک جماعت نے ہمیں گھیر لیا، اور پوچھا، وقوف عرفات سے پہلے تم نے یہ کیا کیا ہے، تو ہم نے انہیں منقول دعائیں پڑھ کے سنائیں، تو وہ یہ سادہ سا جواب سن کے چلے گئے، اس کے بعد ہم مزدلفہ میں آئے، وہاں ہم نے طائف جانے والے راستہ کے قریب رات گزاری، اسی راستہ سے طائف والے حج کے لئے آتے ہیں، تو یہاں بھی ایک جماعت نے ہم سے سوال کیا، کہ ہم تو عرفات جا رہے ہیں، اور تم واپس آرہے ہو، یہ کیا ماجرا ہے؟ تو ہم نے کہا، ہم طائف سے آرہے ہیں، اور ہم جلد ہی مکہ آئیں گے، پھر ہم عرفات جائیں گے، اس طرح ہم نے یہ رات گزاری، پھر ہم عرفات کی طرف لوٹے، اور عام حاجیوں کے ساتھ شریک ہو گئے، یعنی یہ اسماعیلی ارکان حج جھوٹ بول کے ایک دو دن پہلے کر لیتے ہیں، اور دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے مسلمانوں کے حج میں بھی شریک ہو جاتے ہیں،

مصر میں بُہری اسماعیلی فاطمیوں کے قبرستان اور مساجد کو از سر نو تعمیر کر رہے ہیں، انہوں نے قاہرہ میں بنائی ہوئی انکی خود ساختہ قبر حسین پر سونے کا قبہ بنایا ہوا ہے، اور مقبرہ سیدہ زینب (یہ بھی قاہرہ میں ہے) پر بھی کروڑوں روپیہ سالانہ صرف کرتے ہیں، اسماعیلی بُہرہ فرقہ والے یہودیوں کی طرح کسی کو بھی اپنے مذہب میں شامل نہیں کرتے، صرف وہ بُہری ہوتا ہے جو بُہری والدین کی اولاد ہو، بُہری اسماعیلی ظاہری طور پر تو قرآن مجید کا احترام کرتے ہیں، لیکن تفسیر اپنے باطنی نظریات اور شیطانی انداز ہی میں کرتے ہیں، ان کی نماز کا قبلہ ان کے داعی ظاہر الدین کی قبر ہے، جسے یہ روضہ طاہرہ کہتے ہیں، ظاہر الدین ممبئی ہندوستان میں مدفون ہے، یہ ممبئی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، مسلمانوں کے قبلہ کی طرف نہیں، یہ محرم کے پہلے دس دنوں میں لازمی نماز پڑھتے ہیں، اور یہ نماز ان کے جماعت خانہ ہی میں ہوتی ہے، اور کسی جگہ نہیں، اگر کوئی بُہری ان دس ایام میں نماز کے لئے جماعت خانہ میں نہیں جاتا، تو اسے اس فرقہ سے نکال دیا جاتا ہے، اور کسی بھی اسماعیلی فرقہ میں اس کا داخلہ حرام ہو جاتا ہے، اسماعیلی آغا خانی عاشق حسین جو کہ پرنس کریم آغا خان کے فیڈرل دینی امور کا سربراہ ہے، وہ لکھتا ہے، یہ دینی امور کی کمیٹی جو کہ آغا خانی جماعت و مذہب پر مشتمل ہے، پاکستان کے شہر کراچی میں آغا خانی تعلیمات پھیلانے کے لئے انعقاد پذیر ہوئی ہے، یہ اپنے موجودہ امام پرنس کریم سے یہ التماس کرتی ہے، ہمارے مولا شاہ کریم الحسینی ہمارے حال پر رحم کرو، ہمیں بخش دو، اے حقیقی

مؤمنوں کے وارث ہماری مدد کرو،

آگے لکھتا ہے، ہم اسماعیلی آغا خانی دینی معلومات عوام تک پہنچاتے ہیں، ہمیں دینی معلومات مکی عالم کی زیر نگرانی حاصل ہو رہی ہیں، اسی وجہ سے تو ہم ان تعلیمات کے مطابق عبادت گزاری کے لئے جماعت خانہ میں جاتے ہیں، کسی دوسری جگہ انہیں ادا نہیں کرتے انکی تعلیمات درج ذیل ہیں۔

تختینا علی مدد جو ابنا مولانا علی مدد شہادتناھی اشہدان لالا الہ اللہ واشہدان محمد الرسول اللہ واشہدان علیا اللہ۔

ہمارا سلام یا علی مدد ہے، اور اسکا جواب مولانا علی مدد ہے، ہمارا کلمہ اشہدان لالا الہ اللہ واشہدان محمد الرسول اللہ اور میں گواہی دیتا ہوں علی اللہ ہے،

(آج کل اثنا عشری شیعہ بھی اسی طرح سلام کرتے ہیں اور انکی اکثریت بھی حضرت علی کو اللہ کہتی ہے)

ہمیں وضو کی ضرورت نہیں، یہ فقط دل کی طہارت ہے،

کھانے پینے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، ہمارا روزہ صرف تین گھنٹے کا ہوتا ہے، صبح رکھ کر دس بجے افطار کر لیتے ہیں، یہ ہمارا نفلی روزہ ہے،

ہر جمعہ کو ہمارا روزہ ہوتا ہے، کیونکہ یہ ہفتے کے شروع کا دن ہے،

ہمارے اوپر یہ فرض ہے، کہ ہم نے اپنی کمائی میں سے ساڑھے بارہ فیصد زکوٰۃ نکالنی ہے، ہمارا حج موجودہ امام کی زیارت کرنا ہے،

مسلمان کا قرآن کتاب میں ہے، ہمارا قرآن ہمارا امام ہے،

ہم نے سارے دن میں جو گناہ کئے ہوتے ہیں، وہ ہمارا عالم شام کو مٹا دیتا ہے، وہ اس طرح کہ وہ ہم پر پانی ڈالتا ہے، جس سے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں،

اور اگر کوئی روزانہ نہیں جاسکتا، تو ہمت کرے اور ہر جمعہ کے روز جماعت خانے میں داخل ہو، اور عالم سے استغفار کا مطالبہ کرے، تو اس کے پاس جانے سے سارے گناہ مٹ جاتے ہیں،

ہمارا امام ہمیں اسم اعظم سکھاتا ہے، اسکی قیمت 75 روپے ہے، ہم رات کے آخر میں اسکا ورد کرتے ہیں،

پانچ سال کی عبادت کی معافی کے لئے، اور بارہ سال کی عبادت سے دست برداری کے لئے 1200 روپے اور زندگی بھر کی عبادت کی معافی کے لئے 5000 روپے ہیں،

اور یہ گناہوں کی معافی کی اجرت ہم جماعت خانہ میں جمع کرواتے ہیں،

اور اپنے دور حاضر کے امام کے نور سے شرف یاب ہونے کے لئے 7000 روپے اجرت دیتے ہیں،
عذاب آخرت سے نجات کے لئے 25000 روپے دیتے ہیں
"نوٹ"

یہ عبادات کی معافی کاریٹ 1985 کے زمانہ کا ہے، اب تو اس میں سینکڑوں گنا کا اضافہ ہو چکا ہوگا:
عمدہ کھانے اور قیمتی لباس بھی جماعت خانہ کے نام کرتے ہیں،
جنہیں فروخت کر کے ان کی قیمت جماعت خانہ کی نظر کردی جاتی ہے،

یہاں ہم ایک وضاحت یہ بھی کر دیتے ہیں، آغا خانی ہمارا مذہب صدیوں پر محیط ہے، اسے آج تک کسی نے نامنظور نہیں کیا، آج اگر
ان مسلمان علماء کو اس کے باطل ہونے کی اطلاع ملی ہے، اور انہیں اس کی صداقت پر اعتراض ہے، تو یہ ہماری اسی دینی امور کی کمیٹی
سے رابطہ کریں، اور اس کی وضاحت طلب کریں، اگر یہ ایسا نہیں کر رہے، تو یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ یہ ہمارے علماء سے
مرعوب ہیں، اور ہمارے حاضر امام کا سامنا کرنے کی تاب نہیں رکھتے، اور نہ ہی ان میں اتنی جرات ہے، کہ یہ ہمارے مذہب کا ابطال
کر سکیں، ہم ہر حکومت کی مادی اور مالی اعانت کرتے ہیں، یہ بھی ہمارے مذہب کے صحیح ہونے کی قطعی دلیل ہے،
اے ہمارے مؤمنو! تم اپنے صحیح دین پر ڈٹ جاؤ، یہ مسلمان فتن و مصائب کی بھٹی میں ڈالیں تو مت ڈرنا، ہم اپنے امام کے دیدار سے
بہرہ ور ہو جائیں، تو سارے غموں کا یہی مداوا ہے، اور آخر میں، میں یہ کہتا ہوں
اے شاہ کریم حسینی! آپ ہی ہمارے موجودہ امام ہیں "اللھم لک سجود و طاعتی" اے میرے اللہ! یعنی شاہ کریم حسینی! میری
طاعت و سجدہ ریزی فقط تیرے لئے ہے۔

از عاشق حسین رئیس دینی امور فیڈرل کمیٹی پاکستان۔

بُہری اسماعیلیوں کی کئی عبادات اور عادات ہندوؤں سے ملتی جلتی ہیں، شادی کے دنوں میں یہ دلہا پر زعفران چھڑکتے ہیں، اور دلہا
کے استقبال کے وقت بُت پرستوں والی رسومات ادا کرتے ہیں، چراغ جلاتے ہیں وغیرہ وغیرہ
شادی کے بعد ولیمہ نہیں کرتے، بلکہ جب شادی شدہ آدمی مر جائے تو اس کے مرنے کے بعد اس کا ولیمہ کیا جاتا ہے، تیسرے، نویں
اور چالیسویں دن ولیمہ کرتے ہیں، اور چالیس دن کا سوگ مناتے ہیں، کسی بھی قسم کی خوشی ان دنوں میں نہیں مناتے، یہ نجومیوں
اور کاہنوں سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کرتے، حتاکہ سفر بھی ان سے پوچھ کے کرتے ہیں

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے،

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطٌ كَفِيهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دَعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ۔
ترجمہ۔ سچا پکارنا اسی (اللہ) کا حق ہے، اور اس کے (یعنی اللہ کے) سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں، وہ انکی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہیں کر سکتے، جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے، جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو، تاکہ وہ پانی (اڑ کر) آجائے، اور وہ (پانی) خود بخود اس کے (منہ) تک آنے والا نہیں اور کافروں کی غیر اللہ سے پکار گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں۔

شرک تو اسماعیلیوں (آغا خانوں اور بُریوں) دونوں کے اسلاف کی اصل فکر ہے، انکی سابقہ و موجودہ تاریخ گواہ ہے، کہ انہوں نے اپنے ائمہ اور داعیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا رکھا ہے، اور اللہ کو چھوڑ کر انکو اپنا معبود بنا رکھا ہے، حالانکہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

قُلْ إِيَّتِمَّ مَتَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادُوا خَلْقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَّهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ إِيَّتُونِیْ بَكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هَٰذَا وَإِنَّمَا مِنَ عِلْمٍ أَنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔

ترجمہ۔ (میرے پیغمبر) فرمادیجئے، جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ دکھائیں انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمان میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ کوئی اس سے پہلے والی کتاب لاؤ! یا کوئی علمی دستاویز لاؤ! اگر تم سچے ہو!
وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دَعْوَاهُمْ غَافِلُونَ۔ وَاذْهَبْ إِلَى الْكَافِرِينَ لَكُمْ عِندَهُمْ

اور اس سے بڑا کون گمراہ ہو سکتا ہے، جو اللہ کے سوا انکو پکارے، جو اسکی پکار کا جواب قیامت کے دن تک نہیں دے سکتے، اور وہ (سارے معبودان باطلہ) انکی پکار سے بے خبر ہیں۔ اور جب (روز قیامت) سب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ انکے دشمن ہو جائیں گے اور انکی عبادت ہی کا انکار کر بیٹھیں گے۔

ائمہ اہل بیت اور اپنے داعیوں کی قبروں کے ساتھ جس قسم کا یہ سلوک کرتے ہیں ماقبل میں اس کا ذکر کر چکا ہوں، بُری اسماعیلی تو زیادہ تعداد میں کراچی میں ہیں پاکستان کے بقیہ حصوں میں انکی تعداد قابل ذکر نہیں لیکن آغا خانی اسماعیلیوں کی

پاکستان کے صرف شمالی علاقہ جات میں تعداد کم از کم پینتیس لاکھ سے زائد ہے
کراچی میں بھی انکی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ پوری دنیا میں اسماعیلیوں (آغاخانی و بہریوں) کی تعداد تین کروڑ کے لگ بھگ
ہے۔

آغاخانیوں کے ہاں آٹھ عیدیں ہیں۔ 1 عید الفطر 2 عید الاضحیٰ۔ (ان دو عیدوں کا تو وہ زیادہ اہتمام نہیں کرتے) 3 عید معظمہ 4
عید الغدير (یہ اثنا عشری شیعہ بھی بہت زیادہ اہتمام سے مناتے ہیں) 5 عید یوم الامام، یہ حضرت علی رضی اللہ کے تحت خلافت پر
بیٹھنے کی خوشی میں مناتے ہیں، 6 عید نیروز۔ 7 عید آغاخان، امام آغاخان کی پہلی زیارت کی خوشی میں 8 عید بلقیت، یہ اکتوبر
1960 میں ایجاد ہوئی۔

اسماعیلیوں کے ذرائع آمدن

اسماعیلی خواہ بُہری ہوں یا آغاخانی، ان کے ذرائع آمدن کا قصہ بھی عجیب تر ہے گذشتہ قسط میں عبادات کی معافی کی قیمت کا ذکر کیا
گیا تھا، اس کے علاوہ یہ اپنے ماننے والوں سے جو کچھ وصول کرتے ہیں، اسکی تفصیل درج ذیل ہے،
زکوٰۃ، صلہ، فطرہ، نذر، حق نفس، خمس، تسلیم، نذر مقام، بچے کی ولادت سے قبل کا ٹیکس، بچے کی ولادت کے بعد کا ٹیکس، جب
بچہ تقریباً آٹھ سے دس سال کا ہو جائے، اس وقت کا ٹیکس، جوانی کا ٹیکس، اور میت کا ٹیکس، جب کوئی بندہ مرجاتا ہے، تو ورثاء
سے میت کا ٹیکس لے کے اس کے لئے مغفرت کا سرٹیفکیٹ لکھ کے دیا جاتا ہے، یہ سرٹیفکیٹ میت کے سینہ پر رکھ کے اسے
دفن کیا جاتا ہے، تاکہ وہ جنت میں داخل ہو سکے، یہ ٹیکس جتنا زیادہ مرنے والے کے ورثاء ادا کریں گے، اتنا ہی جنت میں بلندی
درجات کا باعث ہوگا،

یہ تیرہ قسم کے ٹیکس ہر بوہری اور آغاخانی نے ادا کرنے ہوتے ہیں، اور تمام آمدن امام کے خزانہ میں جاتی ہے، اس کے علاوہ
بُہریوں کی جتنی بھی جائیداد ہوتی ہے، منقولہ یا غیر منقولہ اس میں امام حصہ دار ہوتا ہے، خواہ وہ جائیداد زمینوں، مکانات، کاروبار،
سونا، چاندی کسی بھی شکل میں ہو،

نماز عید کی ادائیگی کے لئے بھی بُہریوں کے ہاں ٹیکس ادا کرنا ہوتا ہے، اس کے لئے داعی کے دفتر سے ایک ٹکٹ جاری ہوتا ہے، اور
اسے خریدنا ہر بُہری کے لئے لازمی ہوتا ہے، پہلی صف میں نماز پڑھنے کے لئے 1000 روپیہ دوسری صف والوں کے لئے
800 روپیہ تیسری صف والوں کے لئے 600 روپیہ، جتنا امام سے دور ہوتا جائے گا قیمت کم ہوتی جائے گی،

اسماعیلیوں کی امت مُسلمہ کے ساتھ خون ریزیاں اور مظالم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کو چُرانے اور قبر مبارک کی بے حرمتی کی کوشش:

حاکم بامر اللہ مصر کا ایک فاطمی اسماعیلی حکمران تھا، جس نے فوجیوں کا ایک دستہ مدینہ منورہ بھیجا، انکا پروگرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو اکھاڑ کے ان کے جسدِ اطہر کو وہاں سے نکال کے مصر لے جانے کا تھا، تاکہ وہ لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جائیں، اور فاطمی اسماعیلی شیعہ مسلمانوں کے نزدیک بُلند تر ہو جائیں، یہ گروہ جب اپنے ناپاک اعادے لے کے مدینہ منورہ میں داخل ہوا، لوگوں نے روکنے کی بہت کوشش کی، اسے بہت سنگین جرم قرار دیا، لیکن حاکم بامر اللہ کا بھیجا ہوا سالار اتنا خبیث تھا، کہ وہ نہ مانا، رات کے وقت اس نے اپنے آدمی حرمِ نبوی میں داخل کئے، تاکہ قبر مبارک کو اکھاڑ سکیں، یہ جب حجرہ شریف کے قریب آئے، کہ اندر داخل ہو کے قبرِ اطہر کو اکھاڑیں، اچانک تیز و تند آندھی آئی، جس سے ساری فضا تاریکی میں ڈوب گئی آندھی اس قدر تیز تھی، کہ یوں محسوس ہوتا تھا، کہ اس طوفان سے مدینہ منورہ کی تمام عمارتیں اپنی بنیادوں پہ گر پڑیں گی، اس پر فاطمی سالار اور فوج کا وہ دستہ جو اس کام کے لئے آئے تھے، خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے، تو آندھی تھی، اس حاکم بامر اللہ خبیث نے کچھ عرصہ بعد دوبارہ یہی کام کرنے کے لئے اپنی فوج سے چالیس مضبوط ترین آدمی منتخب کئے، اور انکو پھر اسی کام کے لئے بھیجا، ان لوگوں نے مدینہ طیبہ سے کافی دور اپنا ٹھکانہ بنایا، اور سرنگ کھودنی شروع کی، جب یہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے، تو یہی سُرنگ ان کے اوپر گر گئی اور وہ چالیس کے چالیس لمحوں میں اسی سُرنگ میں دب کے جہنم رسید ہو گئے، یہ شخص تقریباً 17 سال تک مصر کا حکمران رہا، اور پھر پاگل ہو کے مر اس حاکم بامر اللہ سے اسماعیلیوں کی محبت کا اندازہ مندرجہ ذیل حقائق سے لگایا جاسکتا ہے،

1966 میں ڈاکٹر برہان الدین جو بُرہ اسماعیلی فرقہ کا سربراہ تھا بھی دو سال قبل ہی ہمیشہ کے لئے جہنم کا رہائشی بنا ہے، نے اپنے دورہ مصر میں حکومت مصر کے سامنے تین مطالبات رکھے، ایک قبول کر لیا گیا دوسرا مشروط کر دیا گیا، اور تیسرا مؤخر کر دیا گیا،

پہلا مطالبہ یہ تھا، کہ حاکم بامر اللہ کے نام کی یونیورسٹی قائم کرنے کی اجازت دیں، یہ مطالبہ قبول کیا گیا، دوسرا مطالبہ، ہمیں قبۂ امام حسین اور روضہ سیدہ زینب کے قریب جماعت خانہ بنانے کی اجازت دیں، اسے حکومت مصر نے مشروط کیا، کہ یہ اسی صورت میں ممکن ہوگا، کہ ہماری نگرانی میں بنے، اور ہمارا اس پر مکمل کنٹرول اور اختیار ہو، لیکن بُری نہ مانے، تیسرا مطالبہ تھا، کہ ہمیں ایک اور یونیورسٹی جامع اظہر کی طرح کی بنانے کی اجازت دی جائے، اس پر حکومت مصر نے سوچنے کی مہلت مانگی، لیکن آج پچاس سال

گزرنے کے باوجود ابھی تک انکو اجازت نہیں دی، لیکن اس وقت تک سینکڑوں بُہری جنکا تعلق دنیا کے مختلف علاقوں سے ہے جامعہ اظہر سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں، تاکہ ہمیں جب بھی اجازت ملے، ہم فوری طور پر یونیورسٹی بنا سکیں، ایک بات اور بھی قابل توجہ ہے، کہ بُہرہ فرقے کے سابقہ امام برہان الدین کوڈاکڑیٹ کی اعزازی ڈگری بھی جامعہ ازہر نے دی تھی، جس کے بعد اس نے اپنے نام کے ساتھ ڈاکٹر لکھنا شروع کیا تھا،

(جامعہ ازہر کے متعلق پہلے بھی بتا چکا ہوں، کہ اس کی بنیاد فاطمی شیعوں نے رکھی تھی، اور اس میں پورے فاطمی دور میں صرف شیعہ مذہب پڑھایا جاتا رہا، اور یہ عرصہ دو سو سال سے زائد کا ہے، بالآخر بطل حریت سلطان صلاح الدین ایوبی رح مصر کے حکمران بنے، حکمران بننے کے فوراً بعد جو ان کے انقلابی اقدامات تھے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ انہوں نے جامعہ اظہر میں چاروں سنی فقہاء کی فقہ کی تعلیم بھی رائج کی یعنی مالکی، شافعی، حنبلی اور حنفی فقہ کی تعلیم سلطان صلاح الدین ایوبی رح نے شروع کروائی) امام ابو بکر النابلسی رحمہ اللہ کی مظلومانہ شہادت۔

امام ابو بکر النابلسی رحمہ اللہ جو اپنے وقت کے حدیث اور فقہ کے سب سے بڑے امام تھے، انہوں نے جب فاطمی حکمرانوں کے خلاف اسلام حرکات کو طشت از بام کرنا شروع کیا، تو انکو گرفتار کر کے معز لدین اللہ فاطمی حکمران کے سامنے لایا گیا، اس نے ان سے سوال کیا، میں نے سنا ہے کہ تم کہتے ہو، اگر میرے پاس دس تیر ہوں، تو میں نو تیر رو میوں عیسائیوں کو ماروں گا، اور دسواں تیر فاطمی شیعوں کو ماروں گا، کیا یہ سچ ہے، امام ابو بکر النابلسی (اللہ کی کروڑوں اربوں رحمتیں ہوں ان پر) نے فرمایا، میں نے یہ نہیں کہا، فاطمی خلیفہ نے سوال کیا، پھر آپ نے کیا کہا ہے؟

امام ابو بکر النابلسی رح کا جواب سونے کے حروف سے لکھنے کے قابل ہے، فرمایا ینبغی ان ز میکم بتسعة ثم ز میکم بالعشر۔

میں تم فاطمیوں کو 9 تیر ماروں گا اور دسواں تیر رو میوں کو ماروں گا، معز نے سوال کیا، یہ تم کیوں کہہ رہے ہو؟

امام صاحب نے فرمایا،

لاکم غیر تم دین اللہ و قتلتم الصالحین و اطفاتم نور اللہ الالہیۃ و ادعیتم مالیس لکم

یہ اس وجہ سے ہے، کہ تم نے اللہ کے دین کو بدل ڈالا، نیک لوگوں کو قتل کیا، اور نور الہی کو بُھجایا، اور نامناسب دعوے زبان پر لائے

اس کے جواب میں معز نے اپنے جلا دوں کو حکم دیا، کہ سارا دن انکو کوڑے مارے جائیں، دوسرے دن بھی یہی ظلم ہوتا رہا، تیسرے دن انکے جسم سے چمڑی اتارنے کا حکم دیا گیا، ایک یہودی جلا د کو اس کام پر مقرر کیا گیا، وہ ان کے جسم سے چمڑی اتار رہا تھا، اور امام ابو بکر قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، اس قصائی کے اپنے الفاظ ہیں، کہ میں ان پر یہ ظلم کرتے ہوئے روتا جا رہا تھا، جب ان کے دل کے مقام پر پہنچا، تو میں (جو خود یہ کام کر رہا تھا) برداشت نہ کر سکا اور ان کے دل میں چھری گھونپ کے انہیں اس اذیت سے نجات دے دی،

انتہائی قابل غور بات یہ ہے،

کہ ایک یہودی کا دل اس ظلم کو برداشت نہ کر سکا، لیکن وہ شیعہ حاکم اتنا ظالم تھا، کہ اسے ذرہ بھر رحم نہ آیا، امام ابو بکر النابلسی رح شہادت کے مقام بلند پہ فائز ہو گئے۔

نظام الملک سلجوقی کی شہادت؛

نظام الملک سلجوقی جو کہ سلجوقی سلطنت کے ایک عظیم سپہ سالار، سلطنت کے وزیر اور ایک اللہ والے انسان تھے، رمضان المبارک کے مہینہ میں ایران کے ان علاقوں جو سلجوقی سلطنت کے اندر آتے تھے کے سرکاری دورہ سے واپسی پر عباسی خلیفہ کو ملنے بغداد جانے لگے عباسی خلیفہ کا بیٹا ابوالفضل جعفر بھی ان کے ساتھ تھا، ایران کے ایک شہر نہاوند میں پڑاؤ کیا، ایک درویش نے ملاقات کی اجازت مانگی، جب اس درویش سے اس سلجوقی وزیر نے ملاقات شروع کی تو اس نے خنجر نکال کے نظام الملک پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ نظام الملک کا قصور فقط یہ تھا، کہ وہ اپنے وقت کے عظیم فقیہ، محدث اور خطیب امام ابو مظفر نجندی کا معتقد تھا، اور اکثر انکی ملاقات اور انکا خطاب سُننے کے لئے رے شہر جایا کرتا تھا،

امام ابو مظفر نجندی رح کی شہادت؛

امام ابو مظفر نجندی رح شافعی فقہ کے بہت بڑے فقیہ، محدث اور اپنے وقت کے عظیم خطیب تھے، انکا جرم بھی یہ تھا، کہ یہ اسماعیلیوں کے عقائد ضالہ و خبیثہ کی نقاب کشائی کرتے تھے، "رے" کی جامع مسجد میں اپنے خطبہ سے فارغ ہو کے جو نہی کُرسی سے اُترے ایک اسماعیلی نے ان پر چھری سے حملہ کیا، اور انکو مسجد ہی میں شہید کر دیا،

امام ابو جعفر بن مشاط رح کی شہادت؛

امام ابو جعفر بن مشاط بھی شافعی فقہ کے بہت بڑے امام اور محدث گذرے ہیں، یہ امام ابو مظفر نجندی رح کے شاگرد تھے، انہیں بھی ایک اسماعیلی خبیث نے دوران درس مسجد میں ہی ان کے استاد کی طرح شہید کر دیا،

قاضی عبید اللہ بن علی خطیبی رح کی شہادت؛

قاضی عبید اللہ بن علی خطیبی رح اصفہان کے قاضی القضاء (چیف جسٹس) تھے، انہوں نے بھی جب اسماعیلیوں کے عقائد خبیثہ کی پردہ کشائی شروع کی، تو ایک اسماعیلی نے جمعہ کے دن عین نماز کے وقت ان پر مسجد میں حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا، قاضی عبید اللہ یوں تو بہت محتاط رہتے تھے، لیکن احتیاط تقدیر کو نہ ٹال سکی، ان کے محافظوں کے درمیان سے یہ شخص ملاقات کے لئے آگے آیا، اور خنجروں کے وار کئے، جس سے یہ شہید ہو گئے،

قاضی صاعد بن محمد رح کی شہادت؛

قاضی صاعد بن محمد رح نیشاپور کے قاضی القضاء تھے، جامع مسجد اصفہان میں عید کی نماز ادا کرتے ہوئے یہ بھی ایک اسماعیلی کے ہاتھوں شہید ہوئے،

مسلم سپہ سالار جناح الدولہ رح کی شہادت؛

مسلمانوں کے ایک عظیم سپہ سالار جناح الدولہ رح حمص کے رہنے والے تھے، انہوں نے عیسائیوں کے خلاف زبردست کارنامے سر انجام دئے تھے، یہ اپنے قلعہ سے نکلے اور حمص کی جامع کبیر میں جمعہ پڑھنے کے لئے داخل ہوئے، تین اسماعیلی درویشانہ لباس میں انکی ملاقات کے لئے آگے ہوئے، کچھ مطالبات پیش کئے، جناح الدولہ نے ان مطالبات پر عمل درآمد کی یقین دہانی کروائی، ان خبیثوں نے خنجر نکالے اور جناح الدولہ پر حملہ کر دیا، کچھ نمازی بچانے کے لئے آگے بڑھے، لیکن جناح الدولہ کو کئی نمازیوں سمیت مسجد میں شہید کر دیا گیا؛

امام عبد الواحد بن اسماعیل رومی رح کی شہادت؛

امام عبد الواحد بن اسماعیل رومی رح بھی شافعی فقہاء میں سے تھے، انہوں نے طلب علم کے لئے بے شمار علاقوں کا سفر کیا، اللہ نے انکو ایسا حافظہ عطا کیا تھا، کہ خود فرماتے تھے، لو احترقت کتب الشافعی لالمیتھا من حفظی، اگر امام شافعی رح کی تمام کتابیں جل بھی جائیں، تو میں اپنے حافظہ سے انہیں دوبارہ لکھ سکتا ہوں، شافعی فقہ پر ان کی بہت ساری تصانیف ہیں بلاد عجم کے سب سے بڑے شافعی فقیہ تھے، انہیں بھی طبرستان کی جامع مسجد میں دورانِ جمعہ اسماعیلیوں نے شہید کیا،

قسط نمبر 62

صلیبیوں کے خلاف جہاد اسلامی کے عظیم سپہ سالار بطل حریت صلاح الدین ایوبی رح پر بھی ان اسماعیلیوں نے کئی قاتلانہ حملے کئے، لیکن اللہ رب العزت ان کے ہاتھوں قبلہ اول بیت المقدس کو آزاد کروانا چاہتے تھے، اس لئے یہ کامیاب نہ ہو سکے، شام و مصر

کے درمیان حطین کے مقام پر صلیبیوں سے انکی ایک مشہور جنگ ہوئی، جس میں دشمن کی تعداد کئی سو گنا زیادہ تھی، اس میں بھی سلطان ایوبی رح نے دشمن کو شکست فاش سے دوچار کیا، اور مصر و شام میں ایسے فاتحانہ کارنامے سرانجام دئے جو اسلام کی پیشانی کا جھومر ہیں، اس ہیر و کو اس کی محنت و کاوش کا یہ صلہ دیا گیا، کہ ان پر دو بڑے قاتلانہ حملے کئے گئے،

پہلی بار 570 ہجری میں ان کے قتل کی کوشش کی گئی، اس وقت سلطان صلاح الدین ایوبی رح نے حلب شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا، اسماعیلیوں کے چند افراد آئے، کہ دھوکہ سے بے خبری میں قتل کر دیں گے، مگر ایک امیر لشکر کو ان پر شک ہوا، اس نے سوال کیا، تم کون ہو؟ اور یہاں کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے اس امیر لشکر پر حملہ کر دیا، اور اسے شدید زخمی کر دیا، ان میں سے ایک نے سلطان صلاح الدین پر بھی حملہ کیا، مگر سلطان نے اسے قتل کر دیا، اس کے دوسرے ساتھیوں نے بھی سلطان پر حملہ کرنے کی کوشش کی، لیکن کامیاب نہ ہو سکے، سلطان کے محافظوں نے انہیں بھی قتل کر دیا،

دوسری بڑی کوشش اس وقت ہوئی، جب سلطان رح اپنی عادت کے مطابق آلات لڑائی کا مشاہدہ کر رہے تھے، اس وقت سلطان نے قلعہ اعزاز کا محاصرہ کیا ہوا تھا، سلطان مشاہدہ کے ساتھ ساتھ اپنے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی اور انہیں جادہ مستقیم پہ ڈٹے رہنے کی ترغیب بھی دے رہے تھے، معائنہ و مشاہدہ سے فارغ ہو کے سلطان رح اپنے امراء کے ایک خیمہ میں داخل ہوئے، تو چار اسماعیلی جو سلطانی افواج کی وردی میں ملبوس تھے، اچانک سلطان پر حملہ آور ہوئے، ایک نے جست لگا کے سلطان کے سر پر خنجر کا وار کیا، جس سے انکا سر زخمی ہوا، اور وہ نیچے گر گئے، یہ چاروں خنجروں سے مسلح اور ایک اکیلا سلطان اور وہ بھی اس وقت نہتا تھا سلطان نے انہیں روکنے کی کوشش کی، لیکن وہ سلطان کے سر پر ضربیں لگاتے رہے، لیکن سلطان نے سر پر لوہے کا خود پہنا ہوا تھا، اس لئے زیادہ نقصان نہ پہنچا سکے، شور سن کے سلطان رح کے چند غلام اندر آئے، اور انہوں نے سلطان کو ان سے بچایا، اور انہیں جہنم رسید کیا، اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں اس بطل حریت پر، آمین،

حجاج کرام کی قتل و غارت؛

خلافت اسلامیہ کی فوجوں کا سامنا تو یہ لوگ نہیں کرتے تھے، لیکن جب اور جہاں انہیں موقع ملتا، لوٹ مار، چھینا جھپٹی اور قتل و غارت سے مسلمانوں پر ظلم ڈھاتے، اور بھاگ جاتے تھے، خصوصاً ایام حج میں ان کی سرگرمیاں عروج پر پہنچ جاتی تھیں، حجاج کے قافلوں پر حملے کرتے، مال و اسباب لوٹتے، اور انہیں شہید کر دیتے، 317 ہجری میں انکی یہ شرمناک سرگرمیاں عروج پر پہنچ گئیں، یہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، ابوطاہر سلیمان بن ابی سعید جنابی انکا امیر تھا، انہوں نے مسجد حرام میں حجاج کو شہید کرنا شروع کیا، اور انکی لاشیں زمزم کے کنویں میں پھینکنا شروع کر دیں، مکہ مکرمہ کی کھلی آبادی، گھاٹیوں میں، حرم میں، کعبہ میں، ہر جگہ

انہوں نے حجاج کو شہید کیا، انکا امیر ابوطاہر اللہ کی بے شمار لعنتیں ہوں اس پر، کعبہ کے دروازے پر بیٹھ گیا، حجاج کرام اس کے ارد گرد قتل کئے جا رہے تھے، اس کے ساتھی انکی لاشیں گرا رہے تھے، اور یہ وہ دن اور مہینہ تھا جس دن حجاج کی منی کی طرف روانگی تھی، یعنی 8 ذی الحجہ، مہینہ بھی حرمت والا، اور پھر بیت اللہ، اس برکت والے دن یہ لعین بیت اللہ کے دروازے پر بیٹھ کے اپنے ساتھیوں سے حجاج کو قتل بھی کروا رہا تھا، اور ساتھ ساتھ یہ دعویٰ بھی کر رہا تھا،

انا للہ وبالله انا خلق الخلق و الفنیم انا۔

میں ہی اللہ ہوں، اور میں اللہ خود اپنی قسم اٹھا کے کہتا ہوں، میں ہی مخلوق کو پیدا کرتا ہوں، اور میں ہی اسے فنا کے گھاٹ اتارتا ہوں،

حجاج کرام ان لعنتی اسماعیلی شیعوں سے اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگتے ہیں، لیکن آج ان کے لئے اللہ کے گھر میں حرمت والے دن، حرمت والے مہینہ، حرمت والے شہر، حرمت والی مسجد کہیں بھی جائے امان نہیں، ہر جگہ انکو شہید کیا جا رہا ہے، پھر یہ لعنتی امیر حکم دیتا ہے، ان مقتولین کو زمزم کے کنویں میں پھینک دو، کنواں بھر جاتا ہے، تو مسجد حرام ہی کے صحن میں مختلف مقامات پر گڑھے کھود کر ان کو بغیر غسل، بغیر کفن، بغیر جنازہ اجتماعی دفن کر دیا جاتا ہے، فضاء میں ہر طرف خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے، زمزم کے کنویں پر بنی ہوئی چھت کو گرا دیتے ہیں، باب کعبہ اکھاڑ دیا جاتا ہے، ایک لعنتی بیت اللہ کی چھت پر چڑھتا ہے، اور میزاب کعبہ (بیت اللہ کی چھت پر لگا ہوا پر نالہ) کو اکھاڑنے کی کوشش کرتا ہے، مگر وہ لعنتی سر کے بل زمین پر گرتا ہے اور گردن ٹوٹنے سے آتش جہنم کا ایندھن بنتا ہے،

ایک اور لعنتی حجر اسود کی طرف بڑھتا ہے، اپنی کلہاڑی سے حجر اسود پر وار کرتا ہے، اور ساتھ ہی ازراہ مذاق و ٹھٹھا زور زور سے چلاتا ہے، اور کہتا ہے کہاں ہیں ابابیل؟ کہاں ہیں برسنے والے پتھر؟ (نعوذ باللہ) مگر یہ ظالم اللہ کے اس فرمان کی حکمت نہ سمجھ سکا، ولا تحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظالمون۔ انما یؤخر ہم لیوم تشخص فیہ الابصار۔ مھطعین مقنعی رؤسہم لایرتدالیم طرفہم وافندہم ہوا۔

ترجمہ۔ اور یہ ہر گز تصور نہ کرو، جو یہ ظالم کردار ادا کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر ہے، وہ تو صرف انہیں اس دن تک مہلت دے رہا ہے، جس میں آنکھیں اٹھی کی اٹھی رہ جائیں گی، یہ اپنے سر اٹھائے بھاگ رہے ہوں گے، ان کی آنکھیں خوف کے مارے حرکت نہ کریں گی اور ان کے دل صبر سے خالی ہوں گے،

ان ظالموں نے حجر اسود کو اکھاڑ لیا، اور ساتھ لے گئے، تقریباً بیس سال تک حجر اسود ان کے پاس رہا،

498 ہجری میں پُر امن حجاج کرام کے قافلے بھی ایک بار پھر بیت اللہ شریف میں انکی قتل و غارت سے نہ بچ سکے، حجاج کے قافلے جو خراسان، ہندوستان، ماوراء النہر کے علاقوں سے بیت اللہ شریف میں جمع ہو کے طواف و دیگر عبادات میں مشغول تھے، کہ اسماعیلیوں نے سحری کے وقت ان پر حملہ کر دیا، اللہ کے گھر میں اس کے مہمانوں کو شہید کیا گیا اس روز ایک بار پھر ہزاروں افراد بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں مسجد حرام میں شہید کر دئے، ایک فرد کو بھی زندہ نہ چھوڑا گیا، انکے مال اور جانور مال غنیمت کے طور پر لوٹ لئے گئے، حجاج کی لاشیں زمزم کے کنویں میں پھینک کے اسے بھر دیا گیا، سر راہ حجاج کے قافلوں پر حملے؛

اس زمانے میں صحرائی ڈاکوؤں کی اکثریت اسماعیلیوں کی تھی، جنکا خصوصی کام ہی حجاج کے قافلے لوٹنا تھا، انکے ظلم و بربریت کے چھوٹے چھوٹے واقعات تو سینکڑوں کی تعداد میں ہیں، لیکن میں صرف بڑے بڑے واقعات کا ذکر کر رہا ہوں 522 ہجری میں بھی خراسان سے حج بیت اللہ کے لئے ایک قافلہ چلا، جسکی تعداد ہزاروں میں تھی، اس قافلہ میں اس وقت کے بڑے بڑے علماء و مشائخ کی تعداد سینکڑوں میں تھی، اس قافلہ پر بھی اچانک رات کی تاریکی میں حملہ کیا گیا، حجاج کرام نے اس ناگہانی افتاد کا مقابلہ تو کیا، لیکن پُر امن لوگوں کی پیشہ ور جنگجوؤں کے آگے ایک نہ چلی، ہزاروں لوگ تہ تیغ کر دئے گئے، جو تھوڑے سے بچے انہوں نے امان طلب کی، ظالموں نے کہا، ہتھیار پھینک دو، ہم تمہیں چھوڑ دیتے ہیں، انہوں نے اعتماد کیا، ہتھیار پھینکے، انہوں نے انہیں بھی شہید کر دیا، ہزاروں کے قافلہ میں ایک مرد، عورت، یا بچے کو نہ چھوڑا گیا، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

ان الذین یكفرون بآیات اللہ ویقتلون النبییین بغیر حق ویقتلون الذین یأمرون بالقسط من الناس فبشرهم بعذاب الیم۔ اولئك الذین حبطت اعمالهم فی الدنیا والآخرۃ وما لهم من نصرین۔

ترجمہ۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ کی آیات کا کفر کرتے ہیں، اور ناحق انبیاء کو قتل کرتے ہیں (قتل انبیاء ہر حال میں ناحق ہی ہوتا ہے) اور ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں، جو انصاف کا حکم دیتے ہیں، پس انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دی جائے، یہی لوگ ہیں، جن کے دنیا و آخرت کے اعمال ضائع ہو گئے، اور انکا کوئی مددگار نہیں۔

صبح ہوئی، ان ظلموں نے دن کی روشنی میں چیک کرنا شروع کیا، کہ لاشوں کے اندر زخمی اگر موجود ہیں تو وہ بھی باقی نہ بچیں، ایک خبیث اسماعیلی نے آواز لگانا شروع کی، یا مسلمین ذہبت الملاحدہ و من اراد المء سقتہ۔

اے مسلمانو! ملحد چلے گئے، جس نے پانی پینا ہو، وہ مجھے بتائے، میں اسے پانی پلاؤں گا، جس زخمی نے بھی پانی مانگنے کے لئے سراٹھایا، یا اس شخص کو آواز دی، ان لعینوں نے اسے بھی شہید کر دیا، اس وقت تک یہ بربریت کا کھیل کھیلتے رہے، جب تک انہوں نے ہر ہر فرد کو شہید نہ کر دیا،

شیعہ شرابریہ کے جس گروہ اور فرقے کے حالات کو پڑھیں، ان کی خونریزیاں اور قتل و غارت گری پڑھ کے آنکھوں سے خون کے آنسو موسلا دھار کی طرح جاری ہو جاتے ہیں،

شیعہ اثنا عشری ہوں، یا اسماعیلی، پھر اسماعیلیوں کا کوئی بھی گروہ ہو تاریخ کے صفحات ان کے ظلم و ستم کی داستانوں سے رنگین ہیں، نزاری شیعہ، دردوزی شیعہ، مکارمہ شیعہ، قرامطہ شیعہ، زیدی شیعہ، نصیری شیعہ (شام میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے والے نصیری شیعہ اور اثنا عشری شیعہ ہیں بشار الاسد کا تعلق بھی نصیری شیعہ گروہ سے ہے) نصیری شیعوں کی کافی تعداد پاکستان میں بھی ہے، جتنے مجتہد اور ذاکر اپنی تقاریر میں حضرت علی رض کو مقام الوہیت سے بھی اوپر لے جاتے ہیں، انکی اکثریت نصیری شیعہ ہے، لیکن ان کے معتقد اور انکی تقاریر سننے والے سارے کے سارے اثنا عشری شیعہ ہیں،

ان کے آپس کے جو تھوڑے بہت اختلافات ہیں، اہل سنت دشمنی میں وہ کبھی آڑے نہیں آئے، اہل سنت دشمنی میں الکفر ملۃ واحدة کے مصداق یہ سب ایک ہیں،

شیعہ نے یمن، بحرین، پاکستان اور شام سمیت دنیا میں جہاں جہاں بھی قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا ہے، یہ سارے ایرانی پاسداران انقلاب کے تربیت یافتہ ہیں، یہ دنیا کے مختلف مسلمان ممالک میں موجود ایرانی سفارت خانوں سے سٹوڈنٹ یازارات کا ویزہ لے کر ایران جاتے ہیں، جہاں انہیں قتل و غارت کی خصوصی ٹریننگ دی جاتی ہے، جس سے یہ دنیا بھر کے اسلامی ممالک میں اہل سنت عوام کا بے دریغ قتل کرتے ہیں، اور چور مچائے شور کے مصداق اپنے مظلوم ہونے کا شور مچا کے دنیا کی ہمدردیاں سمیٹنے کی کوشش بھی کرتے ہیں، پاکستان کے تین علاقوں پاراچنار، بلتستان، اور بلوچستان کے شیعہ ایران سے دہشت گردی کی تربیت لینے میں پیش پیش ہیں، پاکستان کے خفیہ اداروں کی رپورٹس کے مطابق نڈر عالم دین اور اہل سنت کے عظیم خطیب مولانا اعظم طارق رح کو شہید کرنے والی ٹیمیں بھی بلتستان کے شیعوں کی اور ایران سے دہشت گردی کی خصوصی تربیت یافتہ تھیں، جس روز انکو شہید کیا گیا، چھ مختلف ٹیموں کو یہ ہدف دیا گیا تھا، جو مسلسل انکا پیچھا کرتے رہے، اور بالآخر انہیں شہید کرنے میں کامیاب ہو گئے، وطن عزیز میں سینکڑوں علماء اور ہزاروں اہل سنت نوجوان انکی بربریت کی بھیٹ چڑھ چکے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے سچے دین اور سچے نبی کے سچے ساتھیوں کی عظمت و ناموس کی حفاظت کرنے والوں کی حفاظت فرمائے آمین

شرالبریہ کے جتنے بھی گروہ آج موجود ہیں، یا وہ جو زمانے کی گرد راہ میں گم ہو چکے ہیں، انکی اپنی کتب اور کُتب توارخ کی روشنی میں تمام کے تمام گروہ، انتہائی بددیانت، مکار، چالباز، بے دین، بے غیرت، بے حیا، دیوٹ، ظالم اور انتہاء درجہ کے اسلام اور مسلمان دشمن تھے، اگر میں اسی موضوع کو لے کے چلتا ہوں تو بلا مبالغہ سینکڑوں صفحات میں اس پر لکھ سکتا ہوں، لیکن نمونہ مشتمل از خردارے کے مصداق ان چند ہی اقساط پر اکتفا کرتے ہوئے ہم آگے چلتے ہیں، اہل سنت کے محدثین حضرت علی رض کی موجودگی کے زمانہ کے شیعہ کو شک کا فائدہ دیتے ہوئے اس لئے کچھ نہیں کہتے، کہ اس وقت بھی شیعہ کُتب عام نہیں تھیں، اور انکو انکی حقیقت کا علم نہیں تھا، اور یہ اپنے آپ کو تقیہ کے دبیز پردوں میں چھپا کے رکھتے تھے وگرنہ اگر وہ صرف نہج البلاغہ ہی کا مطالعہ کر لیتے، تو کبھی بھی ان شیعوں سے صرف نظر نہ کرتے، اور نہ ہی ان سے روایات لیتے، جس کا سب سے بڑا نقصان آج یہ نظر آتا ہے، کہ انہوں نے اہل سنت کی اس زمانے کی تقریباً ہر کتاب میں اپنے کئی خرافاتی عقائد گھسیڑ دئے، اور تقیہ کے پردے میں چھپ کے اپنے آپ کو سُنی ظاہر کر کے دین اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی کوششیں کرتے رہے، جس میں کسی حد تک وہ کامیاب بھی ہوئے، آئیے دیکھتے ہیں، چوتھے خلیفہ راشد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے داماد شرالبریہ کے پہلے مزعومہ معصوم امام ان کے نزدیک وہ ہستی کہ جنکی فضیلت سابقہ تمام انبیاء سے بڑھ کے ہے (نعوذ باللہ) وہ کیا فرماتے ہیں، اور دیگر معصومین کی ان شرالبریہ کے بارہ میں کیا رائے ہے،

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پہلی بددعا اپنے شیعوں کے لئے،

الذلیل واللہ من نصرتموہ ومن رمی بکم فتنہ بافوق ناصبل انکم واللہ کثیر فی الباحات قلیل تحت الرايات وانی لعالم بما یصلحکم الخ

نہج البلاغہ خطبہ نمبر 69 ص 99 (فی توبیخ بعض اصحابہ) مطبوعہ بیروت

خدا کی قسم جس کی تم مدد اور نصرت کرو، وہ ذلیل ہے، تم اسے لڑائی میں چھوڑ کے بھاگ جاؤ گے، اور مغلوب ہو کر خواہ مخواہ اسے ذلت نصیب ہوگی، اور جس شخص نے تمہیں دشمن کے مقابلہ میں بھیجا، اس نے ایک بے کار تیر چلایا، قسم خدا کی، تم اپنے مکانوں میں تو بہت جچتے ہو، مگر میدان میں علم کے نیچے تمہاری تعداد بہت ہی قلیل ہوتی ہے، بے شک میں اس چیز سے خوب واقف ہوں، جو تمہارے فتنہ و فساد کی اصلاح کر سکتی ہے، تمہاری کجی کو سیدھا کر سکتی ہے، جابر اور ظالم بادشاہوں کی سیاستوں کا تمہارے ساتھ عمل درآمد ہو سکتا ہے، مگر میں اپنے نفس کو فاسد کر کے تمہاری اصلاح نہیں چاہتا (سُبْحَانَ اللہ میری آل اولاد حضرت علی کی

بصیرت پر قربان، حیدر کرار نے کیا خوب جملہ کہا) خدا تمہارے چہروں کو ذلیل و رسوا کرے، (آج شر البریہ کے ہر ہر فرد شریہ کے چہرے پہ موجود لعنت و پھٹکار جس سے انکی فوراً پہچان ہو جاتی ہے، حضرت علی رض کی دعاء کی قبولیت کی دلیل ہے) تمہارے نصیب اور مقدر کو پست کر دے، تم بد بخت ہو جاؤ، کیا تم حق کو اتنا بھی نہیں جانتے جتنا کہ باطل کو پہچانتے ہو، کیا تم ابطال باطل میں اتنی کوشش بھی نہیں کر سکتے، جتنی کہ حق کو چھپانے کے لئے کوشش میں لاتے ہو۔

لمحہ فکریہ؛ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیعوں کی حقیقت کو کس طرح وضاحت سے بیان فرمایا، اور قسم کھا کر فرمایا، کہ جس کے تم مددگار بنو، وہ ذلیل ہے، کیونکہ میدان جنگ میں اُسے چھوڑ کر بھاگ جانا تمہاری دیرینہ عادت ہے، تمہارے گھروں میں اگر تمہاری لاف زنی دیکھنی ہو تو تم میں سے ہر شخص رستم زماں نظر آئے گا، لیکن جب میدان جنگ میں نکلنے کا وقت آتا ہے تو پھر چھپتے پھرتے ہو، حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی آپ بیتی بیان فرما رہے ہیں، کہ "شیعو" میرے ساتھ گھر میں بیٹھ کر محبت و اطاعت کی باتیں کرتے ہو، لیکن جب میدان جنگ میں تمہاری محبت و اطاعت کا امتحان ہونے لگتا ہے، تو نود و گیارہ ہو جاتے ہو، تمہارے اس منافقانہ اور بد بختانہ رویہ سے بیزار ہو کر اور تنگ آ کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو ذلیل و خوار اور تمہارے مقدر کو پست اور تمہیں بد بخت کرے،

مجھے تو کم از کم اس دعاء کی قبولیت میں ایک ذرے کے برابر بھی کوئی شک نہیں۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنے شیعوں کے خلاف دوسری بد دعاء؛

لوددت واللہ ان معاویۃ صار فنی بکم صرف الدینار بالدرہم فاخذ منی عشرۃ منکم واعطانی رجلاً منکم یا اھل الکوفۃ الخ۔
نہج البلاغہ خطبہ نمبر 97 ص 142 مطبوعہ بیروت

اللہ کی قسم میں تمہارے ان افعال سے بیزار ہو کر اس بات کو دوست رکھتا ہوں، کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مجھ سے اس طریقہ سے تمہارا کاروبار کرے، کہ دینار طلائی (سونے کے سکے) کے عوض درہم نقرہ (چاندی کا سکہ) مجھے میسر ہو، اور دس آدمی مجھ سے لے لے، اور اپنا ایک آدمی مجھے دے دے، اے اہل کوفہ، میں تمہاری تین خصلتوں اور دو خصلتوں کے سبب سے تم میں مبتلا ہو رہا ہوں، حالانکہ تم صاحب گوش ہو، مگر امر حق سننے میں تمہارے کان بہرے ہیں، سچی بات میں تمہاری زبان گنگ ہے، حالانکہ تم صاحب زبان ہو، تم دیکھتے ہو، صاحب البصار ہو، اور اندھے بنے ہوئے ہو، نہ تم دوستوں سے ملاقات کے وقت مردان راست گو اور آزاد ہو، اور نہ بلاؤں کے وقت موثق اور معتمد بھائی، تمہارے ہاتھ خاک آلود ہو جائیں، تم ہمیشہ فقیر رہو،
لمحہ فکریہ؛

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شیعوں کی کذب بیانیاں اور بد عہدیاں جب دیکھیں، تو اللہ کی قسم کھا کے کہنے لگے اے "محبان علی" مجھ سے سونے کا دینار لے کے چاندی کا درہم مجھے دے دے؟ تمہارے دس کے بدلے میں اگر ایک ساتھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مجھے مل جائے، اور وہ یہ سودا مجھ سے کر لیں، تو یہ سودا سراسر فائدہ کا سودا ہے، گھائے کا نہیں، کیونکہ "شیعان علی" ہوتے ہوئے تمہارے کان حق سُننا، تمہاری آنکھیں حق دیکھنا، اور تمہارے ہاتھ حق کی خاطر اٹھنا، گوارا نہیں کرتے، تم زندگی کے کسی بھی موڑ پر قابل اعتماد اور دوستی کے لائق نہیں، تم پر ہر گز بھروسہ نہیں کیا جاسکتا، اس لئے میں تمہیں بددعا دیتا ہوں، کہ تمہاری زندگی فقر و غربت میں بسر ہو، اور تم تباہ و برباد ہو جاؤ، یہ بددعا ان شیعوں کی کذب بیانیوں منافقتوں اور بد عہدیوں کے سبب حضرت علی رضی اللہ عنہ انکو دے رہے ہیں، اور یقیناً یہ بھی اللہ کی بارگاہ میں ضرور قبول ہوئی۔

قسط نمبر 64

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شیعوں کو تیسری بددعا اور خلفاء راشدین سے جاننے کی دعاء؛
ولودت ان اللہ فرق بنی و بینکم والحقنی بمن ہوا حق بی منکم قوم واللہ میامین الراعی مراجیع الحکم مقاول بالحق متاریک للبعی مضو
قدما علی الطریقة واد جفوا علی المحبة فظفرو بالعقبی الدائمة والکرامة الباردة۔

نہج البلاغہ خطبہ نمبر 116 ص 174 مطبوعہ بیروت

اب تو میری دعاء ہے، اور میں اسی بات کو دوست رکھتا ہوں، کہ اللہ رب العزت میرے اور تمہارے درمیان تفرقہ اندازی کر دے، اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ ملحق فرمادے، جو تم سے زیادہ میرے لئے بہتر ہوں، وہ ایسے لوگ تھے، قسم بخدا ان کی آراء اور تدبیریں میمون اور مبارک تھیں، وہ دانشمندانہ اور حکیمانہ بردباریوں کے مالک تھے، وہ راست گفتار تھے، وہ بغاوت اور جور و ستم کے ترک کرنے والے تھے، وہ اس حال میں دنیا سے چلے گئے، کہ ان کے پاؤں طریقہ اسلام پر مستقیم تھے، وہ راہ واضح پر چلے، اور ہمیشہ رہنے والی سرائے عقبہ میں فتح و فیروزی حاصل کی، نیک اور اچھی کرامتوں سے فیض یاب ہو گئے۔ تبصرہ؛

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اپنے شیعوں کی نافرمانیوں اور خباثتوں کو دیکھا تو، آپ نے خواہش فرمائی، کہ اے اللہ، مجھے میرے ان ساتھیوں سے ملادے، جو اس دار فانی سے راہی بقاء ہوئے، (اور وہ بلا شک و شبہ ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی رضی اللہ عنہم ہی تھے) وہ راست گو (سچ بولنے والے) صراط مستقیم پر چلنے والے، اور اچھی عاقبت والے تھے، اور اے اللہ میرے اور ان شیعوں کے درمیان جدائی ڈال دے، یعنی مجھے ان نام نہاد محبان اہل بیت سے جدا کر کے، خلفاء راشدین سے ملادے، اور یقیناً یہ

دعاء بھی قبول ہوئی،

فااعتبرواولی الالبصار

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان کے شیعہ بزدلوں کی طرح بھاگنے والے گدھے ہیں؛
ایھا الناس انما استقرتکم لجهاد هؤلاء فلم تنفروا سمعتم فلم تجیبوا نصحتکم فلم تقبلوا شهودا بالغیب اتلو علیکم الحکمۃ فتعرضون عنھا واعظم
بالموعظة الباغۃ فتنفرون عنھا کاکم حمر مستفرۃ فرت من قسورة۔

احتجاج طبرسی ج 1 ص 254 مطبوعہ نجف، عراق

لوگو میں نے تمہیں جہاد میں نکلنے کے لئے کہا، لیکن تم تیار نہ ہوئے، تم کو دین کی باتیں سنائیں، تم نے کوئی جواب نہ دیا، تم کو بالمشافہ نصیحتیں کیں، لیکن تم نے انہیں قبول نہ کیا، تمہیں واضح نصیحت کی، لیکن تم نافرمان گدھوں کی طرح بھاگنے لگے، جیسا وہ شیر سے ڈر کے بھاگتے ہیں،

حاصل کلام یہ ہوا، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا، کہ ان کے شیعوں کی ان کے ساتھ ہمدردیوں کے دعوے، ان کے عہد و پیمان، ان کی قسمیں یہ سب صرف زبانی جمع خرچ ہے، اور حقیقت میں یہ لوگ، نافرمان، بد عہد اور بد عادات ہیں، نیکیوں اور نصیحتوں سے اس طرح دور بھاگتے ہیں، جیسے وہ ایسے گدھے ہیں، جن کے پیچھے شیر بھاگ رہا ہو، تو آپ نے ان شیعوں سے سخت نفرت کا اظہار کیا، ان کلمات علی مرتضیٰ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی، کہ اپنے پہلے مزعومہ معصوم امام کے بھی وفادار نہ تھے،

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چوتھی بدعہ اپنے شیعوں کے لئے؛

یا اھل الکوفة اخرجکم بما یکون قبل ان یکون لتکونون منہ علی حذر ولتنذر وابه من التخطوا واعتبر کانی بکم تقولون ان علیا کذب کما قالت قریش لنبیھا صلی اللہ علیہ وسلم وسیدھان بنی الرحمة محمد بن فیاو یکلم فعلى من اکذب علی اللہ فان اول من عبده ووحده اصحت لا اطع فی نصرکم ولا اصد قلم فرق اللہ بنی و بینکم۔

احتجاج طبرسی ص 94 مطبوعہ نجف، عراق

اے اہل کوفہ، میں تمہیں اس چیز کی خبر دیتا ہوں، جو ابھی ہونے والی ہے، تاکہ تم اس سے اپنا بچاؤ کر سکو، اور پھر اس آدمی کو جو عبرت اور نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے، ڈر اسکو، اور گویا اسکو ڈرانے اور واضح نصیحت کرنے میں تمہارے ساتھ ہوں، لیکن تم کہتے ہو، کہ علی (رضی اللہ عنہ) جھوٹ بولتا ہے، (نعوذ باللہ) جیسا کہ قریش نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا تھا، کہ یہ

جھوٹ بولتا ہے (معاذ اللہ)

اے اہل کوفہ؛ تمہارے لئے ہلاکت ہو، پس میں کس پر جھوٹ بولوں گا، کیا میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہوں؟ حالانکہ میں ہی وہ پہلا آدمی ہوں، کہ جس نے شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، اسکو وحدہ لا شریک کہا، یا اس کے رسول پر جھوٹ بولوں گا، حالانکہ سب سے پہلے میں ہی اس پر ایمان لایا، اور اس کی تصدیق کی، اور اسکی مدد کی، میں نے اس حال میں صبح کی، نہ تو میں تمہاری مدد کی طمع کرتا ہوں، اور نہ تمہاری بات کی تصدیق کرتا ہوں، بلکہ میری تو اللہ تعالیٰ سے دعا ہے، کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ڈال دے۔

خلاصہ کلام؛

اس خطبہ سے یہ بات بالکل واضح ہو کر سامنے آگئی، کہ شیعان علی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اتنے سخت نافرمان تھے، کہ آپکو کذاب تک کہتے تھے، اسی باطل عقیدہ کی بناء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے لئے ہلاکت اور بربادی کی بددعا فرما رہے ہیں، اور ساتھ ہی صاف صاف یہ بھی فرما رہے ہیں، کہ مجھے تم جیسے منافقوں کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، مجھے تمہاری باتوں پر یقین ہی نہیں، لہذا اللہ رب العزت سے یہ دعا کرتا ہوں، کہ وہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ڈال دے، یہ ان شیعوں سے مایوسی اور نفرت کی انتہاء ہے۔ اور یقیناً یہ بددعا بھی قبول ہوئی:

قسط نمبر 65

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پانچویں بددعا اپنے شیعوں کے لئے، اور اک عظیم خواہش کا اظہار؛

واللہ لوددت ان معاویۃ صار فنی بکم صرف الدینار بالدرہم فاخذ منی عشرة منکم واعطانی واحدا منکم واللہ لوددت انی لما عرکتم ولم تعرفونی فانھا معرفة جرت ندما لقد ورثتم صدری غیظا وافسدتم علی امری۔

احتجاج طبرسی ج 1 ص 256 مطبوعہ قم، ایران

اللہ کی قسم مجھے یہ بات پسند ہے، کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) مجھ سے درہم کے بدلے دینار کا سودا کر لے، پس مجھ سے دس آدمی تم میں سے لے لے، اور اپنے پاس سے ایک آدمی مجھے دے دے، اللہ کی قسم مجھے یہ بات پسند ہے، کہ نہ میں تم کو پچپانوں اور نہ تم مجھ کو، کیونکہ اس معرفت نے ذلت کو کھینچا ہے، اور تم نے میرے سینہ میں غضب کو پیدا کیا ہے، اور میرے معاملہ کو تم نے نافرمانی اور ذلت کے ساتھ خراب کر دیا ہے۔

اس خطبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دوبار قسم اٹھانا اس حقیقت کو آشکار کر رہا ہے، کہ وہ اپنے شیعوں، نام نہاد محبین سے کس قدر نالاں تھے، کہ دینار دے کے درہم لینا چاہتے تھے (دینار اس زمانے میں سونے کا سکہ ہوتا تھا، اور درہم چاندی کا، ایک دینار دس درہم کے برابر تھا) حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر کس قدر رشک کر رہے ہیں، اور خواہش کر رہے ہیں، کہ کاش معاویہ رضی اللہ عنہ مجھ سے میرے دس جھوٹے محب شیعہ لے لیں، اور اپنا ایک مخلص ساتھی ان دس کے بدلے میں مجھے دے دیں، یہی خواہش نبج البلاغہ کے حوالہ سے بھی پچھلی اقساط میں گزر چکی ہے، دونوں روایات مختلف ہیں، لیکن دونوں میں یہ خواہش بڑی شدت سے موجود ہے، کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مجھ سے دینار بمقابلہ درہم اور دس بمقابلہ ایک کا سودا کر لیں، جس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے محب شیعہ حضرات نے انکو کتنا دکھی اور آزر دہ کیا ہوا تھا، کہ وہ سونادے کے دس گناہ کم قیمت چاندی لینا تو اپنے لئے بہتر سمجھتے تھے، لیکن ان محبین کو مزید اپنے پاس رکھنا گوارا نہیں فرماتے تھے، کیونکہ ان کی بد عہدیوں اور مکاریوں نے آپ کا دل جلا کے راکھ کیا ہوا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنے شیعوں کو چھٹی بد دعاء؛

اللهم اني قد مللتهم وملوني وسمتتهم وسموني اللهم لاترض عنهم اميرا ولا ترضهم عن امير واميت قلوبهم كما يماث الملح بالماء اما والله لواجب بدا من كلامهم ومرا سلتكم فافعلت۔
احتجاج طبرسی ج 1 ص 257 مطبوعہ قم، ایران۔

اے اللہ میں نے شیعوں کو پریشان کیا، اور انہوں نے مجھے پریشان کیا، میں نے انکو دکھ دیا، انہوں نے مجھے دکھ دیا، اور اے اللہ ان سے کوئی امیر خوش نہ ہو، اور نہ یہ کسی امیر سے خوش ہوں، اور ان کے دلوں کو ایسا پگھلا دے، کہ جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے، اللہ کی قسم! اگر میں نے تم سے کلام کرنے اور خط و کتابت کی گنجائش بھی پائی، تو پھر بھی نہ تم سے کلام کروں گا، اور نہ تم سے خط و کتابت کروں گا۔

حضرت علی اپنے محبین شیعہ کی نافرمانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے بد دعاء فرما رہے ہیں، یا اللہ انکو اس طرح پگھلا کر تباہ و برباد کر، جس طرح پانی نمک کو پگھلا دیتا ہے، اور اسکا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا، اس سے یہ بات صاف عیاں ہوتی ہے، کہ ان شیعان علی کے دل حب علی کی بجائے بغض علی سے بھرے ہوئے تھے، اور یہ حقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر المؤمن بنظر بنور اللہ (مؤمن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) کے مصداق روشن اور واضح ہو چکی تھی، جس شخصیت کو یہ معصوم اور پہلا امام مانتے ہیں، بلکہ مقام الوہیت پر بھی فائز کرتے ہیں، ان کے لئے ان کے دل بغض اور نافرمانی سے بھرے ہوئے تھے! اور جنکو یہ مانتے ہی نہیں

یعنی خلفاء ثلاثہ، ان کے لئے ہم ان سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دور رس نگاہ نے یہ سب کچھ بھانپ کر اللہ سے دعا کی، اور صاف صاف کہہ دیا، کہ نہ میں تمہیں منہ لگاؤں گا، اور نہ ہی کوئی خط و کتابت تم سے ہوگی، اب اہل دانش ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبات جوان ہی کی مستند کتب سے پیش کئے جا رہے ہیں، انکو بھی ملاحظہ کریں، اور ان نام نہاد مجہین اہل بیت کے دعاوی بھی، اور اپنی عقل و خرد کی کسوٹی پر پرکھ کے خود ہی فیصلہ کر لیں، کہ سب سے بڑے کذاب اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے غدار دشمن کون ہیں۔

فا اعتبار ویا اولی الابصار۔

شر البریہ کے آٹھویں مزمومہ معصوم امام کی بددعاء اور اس زمانہ کے شیعہ کی حالت ایمانی؛

از حضرت امام رضا مرویست کہ اگر در مقام تمیز شیعہ را برائیم، نیابیم ایشان را مگر وصف کنند بزبان واگر امتحان کنیم نیابیم مگر مرتد واگر خلاصہ وزبدہ کنیم ایشان را از ہزار کی خالص نباشد، تا آنکہ فرمود تکیہ میکنند، بر مسند ہاو میگویند ما شیعہ علی ہستیم ونیست شیعہ علی مگر کسیکہ فعل او قولش را تصدیق نماید واز امام حسن عسکری مروی است کہ بر رسول خدا وحی شد کہ فلانے نگاہ میکند بخانہ ہمسایہ واز دیدن نامحرم مضائقہ ندارد، آنحضرت غضبناک شدہ فرمود بیاورید اور کسی گفت یا رسول اللہ از شیعہ شماست واعتقاد بنبت شما ولایت علی دارد واز دشمنان شما بیزاری می جوئید فرمود گو آں شیعہ ما است پس تحقیق دروغ میگوید آگاہ باش شیعہ ما کسی است کہ متابعت کند ما را در اعمال ما وآنچہ ذکر کردی از اعمال ما نیست۔

حلیۃ المتقین مع مجمع المعارف ص 7 مطبوعہ تہران۔

حضرت امام رضا سے روایت ہے، کہ اگر "شیعوں" کو پرکھوں تو انہیں صرف زبانی جمع خرچ کرنے والا پاؤں گا، اور اگر امتحان لوں گا، تو "مرتد" ہی نکلیں گے، اگر ان کا نچوڑ نکالوں، تو ہزار میں سے ایک بھی خالص اور مخلص نہیں ملے گا، حتا کہ فرمایا، مسندیں لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ ہم "شیعان علی" ہیں، لیکن علی کا شیعہ وہی ہے، جس کا فعل اس کے قول کے مطابق ہو، امام حسن عسکری سے روایت ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی ہوئی، کہ فلاں اپنے ہمسایہ میں نامحرم عورتوں کو دیکھتا ہے، اور اسے کوئی گناہ نہیں سمجھتا، آپ نے اسے غضبناک ہو کر بلوایا، کسی نے عرض کی، یا رسول اللہ وہ آپ کا شیعہ ہے، آپ کی نبوت اور علی کی ولایت پر ایمان رکھتا ہے، اور آپ کے دشمنوں سے بے زاری کرتا ہے، آپ نے فرمایا، یہ نہ کہو، کہ وہ ہمارا شیعہ ہے، کیونکہ وہ یقیناً جھوٹ بکتا ہے، غور سے سنو، ہمارا شیعہ وہ ہے، جو اعمال میں ہماری متابعت کرے، اور جو کچھ اس آدمی کے بارہ میں تو نے ذکر کیا، وہ ہمارے اعمال میں سے نہیں، (لہذا وہ ہمارا شیعہ نہیں)

ان کے اپنے امام رضانے کس قدر تجربہ اور مشاہدہ کی بات کی، کہ یہ جو اپنے آپ کو شیعان علی میں سے کہتے ہیں، انتہائی بد عمل اور کذاب ہیں، اور پرکھنے پر ہزار میں سے ایک بھی خالص مؤمن نہ نکلے گا، مؤمن ہونا تو کجا، وہ تو "مرتد" ہیں، عرصہ دراز سے انکی یہی رٹ ہے، کہ ہم "شیعان علی" ہیں، اور بڑی بڑی مسندوں پر بیٹھ کر اس کا ادعا کرتے ہیں، لیکن ان کے قول و عمل کا تضاد اس بات کا شاہد ہے، کہ یہ شیعان علی نہیں ہیں، اب یہ فتویٰ کسی بھی اہل سنت کے عالم کا نہیں بلکہ مزعومہ معصوم آٹھویں امام کا ہے، یہ ہر دور میں اپنے آپ کو ہی مؤمن کہتے آئے ہیں، اور جو ان کے جھوٹے مذہب کو آشکار کرے، ان کے دجل و فریب کو کھولے، اسلام کے خوبصورت لبادے میں چھپے ہوئے اسلام کے سب سے بڑے سفاک اور خطرناک دشمن کی مکاریوں کو آشکار کرے، اُسے تکفیری، خارجی، ناصبی اور طرح طرح کے نام دیتے ہیں، حالانکہ فتوے تو ان پر ان کے اپنے معصوم امام لگا رہے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے لئے بد دعائیں کر رہے ہیں، اور امام رضا تو سیدھا سیدھا انکو "مرتد" کہہ رہے ہیں، اگر ان کے جھوٹ آشکار کرنے پر، انکے کفریہ عقائد کو طشت از بام کرنے پر، ان کے دجل و فریب کے تار و پود بکھیرنے پر ہم تکفیری، خارجی یا ناصبی ہیں، تو ان کے نزدیک تو معصوم ائمہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں بولتے، جبرائیل اور ایک اور فرشتہ جو جبرائیل سے بھی بڑا ہے، اور ائمہ معصومین ہی کے لئے مخصوص ہے، اللہ کی طرف سے ان کے لئے پیغامات لے کے آتے ہیں، اب یہ پیغام بھی تو منجانب اللہ ہی ہوگا، کہ ان شیعان علی کا میں اگر امتحان لوں تو یہ سارے کے سارے "مرتد" نکلیں گے، "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"

امام رضا تو رہے ایک طرف، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی پڑھ لیجئے، اور (نعوذ باللہ ان پر بھی تکفیری ہونے کا فتویٰ لگائیے!)

قال حدثني موسى بن بكر الواسطي قال قال لي ابو الحسن عليه السلام لو ميزت شيعتي لم اجد هم الا واسفة ولوا متخنتهم لما وجدتم الا مرتدين ولو تخلصتم لما خلس من الالف واحد ولو غربتم غربت لم يبق منكم الا ما كان لي انهم طال ما اتكوا على الارائك فقالوا نحن شيعه على انما شيعه على من صدق قوله فعله۔

روضہ کافی ج 8 ص 228 مطبوعہ تہران طبع جدید، طبع قدیم ص 107

موسیٰ بن بکر واسطی نے کہا، مجھے حضرت علی علیہ السلام نے بتایا، اگر میں اپنے شیعوں کو پرکھوں، تو صرف باتونی نکلیں گے، اگر میں امتحان لوں، تو مرتدین کا ٹولہ نظر آئے گا، اور خلوص دیکھوں، تو ہزار میں سے ایک بھی مخلص نہ ملے گا، اگر تحقیق سے چھان بین کروں، تو ایک بھی نہ بچے گا، عرصہ دراز سے مسندوں پر تکیہ لگائے کہتے ہیں، ہم "شیعان علی" ہیں، علی کا شیعہ تو وہ ہوتا ہے، جس کا

فعل اس کے قول کی تصدیق کرے، (اور یہ بات تو ان سے کوسوں دور ہے محض زبانی جمع خرچ کرنے سے علی کا شیعہ نہیں بنا جاسکتا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنے والے، ان کے ساتھ ہر وقت رہنے والے، سب سے پہلے اپنے آپ کو ان کا شیعہ کہنے والوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کس قدر دکھی تھے، کہ وہ صاف فرما رہے ہیں، کہ ان میں سے اگر ہزار کی جانچ پرکھ کروں، تو ایک بھی ان میں سے مخلص نہیں، اور ان کے عقائد سے اس قدر واقف تھے کہ فرما رہے ہیں، یہ سارے کے سارے "مرتد" ہیں، مرتد کا خطاب کوئی معمولی خطاب نہیں، کہ ان کے معصوم پہلے امام حضرت علی غصے میں آئے، اور اپنے شیعوں کو "مرتد" کا خطاب غصے میں دے ڈالا، یہ خطاب جب انہوں نے اپنے شیعوں کو دیا، تو ان کے سامنے اللہ کا قرآن بھی تھا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین بھی تھے، خود وہ باب العلم تھے، اور اپنی زندگی کے تجربات کا نچوڑ بھی تھا، ان سب باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ انہیں غدار، کذاب، بے ایمان، جھوٹے، اور "مرتد" قرار دے رہے ہیں، ہم تو فقط کافر کہتے ہیں، کافر اور مرتد کا فرق اہل علم بخوبی جانتے ہیں، ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی،

شرالبر یہ اپنی پوری تاریخ اٹھا کے دیکھ لیں سب سے پہلا فتویٰ اپنے ہی شیعوں پر ارتداد کا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لگایا، اس لئے اول تکفیری (نعوذ باللہ) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، اگر کائنات کے کسی شیعہ میں ذرا ساری بھی جرات اور غیرت ہے، تو لگائے فتویٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اور امام رضا پر تکفیری ہونے کا، ہم تو ان کی سنت پوری کر رہے ہیں اور وہ بھی تمہاری اپنی مستند و معتمد کتب میں موجود دلائل کے ساتھ۔ انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زباں میری، بات انکی، انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات انکی،

قسط نمبر 66

تیسرے مزمومہ معصوم امام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی لعنت اپنے اور اپنے والد کے شیعوں پر؛
بروایت دیگر آنحضرت در خطبہ فرمود حمد میکنم خداوند را کہ دینار آفرید و خانہ فناء نیستی گردانید و اہلش را تبغیر احوال ممتحن ساخت پس فریب خوردہ کسی است کہ از آں بازمی خوردہ بد بخت کیست کہ مفتون آں گردد پس فریب نہ دہد شمار ایں غدار بدرستیکہ قطع میکنند امید امیدواران خود اں

جلاء العیون ج 2 ص 556 مطبوعہ تہران

بروایت دیگر امام حسین نے (میدان کربلا میں) خطبہ ارشاد فرمایا، میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں، جس نے دنیا کو پیدا کیا، اور خانہ فنا و نیستی بنایا، اور اہالیان دنیا کا تنغیر احوال امتحان کیا، واضح ہو، کہ فریب خوردہ وہی شخص ہے، جس نے دنیا سے فریب کھایا، اور بد بخت وہی ہے، جو دنیا کا مفتون و گرویدہ ہوا، اے گروہ اشرا تم کو خدا در دنیا فریب نہ دے، بتحقیق دنیا اپنے امیدواروں کی امید کو قطع اور اپنے طمع کرنے والوں کو ناامید کرتی ہے، میں تم کو دیکھ رہا ہوں، کہ تم اس کام کے لئے جمع ہوئے ہو، کہ خدا کو تم نے اپنے اوپر غضب ناک کیا ہے، اور اس کی رحمت سے محروم ہوئے ہو، واضح ہو، کہ ہمارا پروردگار نیکو کار ہے، اور تم اس کے خراب اور بدکار بندے ہو، پہلے تم نے اس کی فرمانبرداری کا اقرار کیا، اور بظاہر اس کے پیغمبر پر ایمان لائے، اور آپ ہی اس پیغمبر کی ذریت اور عترت کو قتل کرنے پر جمع ہوئے ہو، شیطان تم پر غالب ہوا ہے، اور اس نے یاد خدا تمہارے دلوں سے محو کر دی ہے، تم پر اور تمہارے ارادوں پر لعنت ہو، اے بے وفایان جفاکاراں خدا کی تم پر لعنت ہو، تم نے اپنی اضطراب و اضطراب کی حالت میں اپنی مدد کے لئے مجھے بلایا، اور جب میں نے تمہارا کہنا قبول کیا، تمہاری مدد و ہدایت کے لئے آیا، اس وقت تم نے شمشیر کینہ مجھ پر کھینچی۔ تبصرہ؛

میدان کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جب ان بلانے والے شیعوں (کوفیوں) کی بد عہدی اور بے وفائی دیکھی، تو انہیں اتمام حجت کی خاطر خطاب کیا، اور انہیں وہ سب خطوط اور وعدے یاد دلوائے، جس کی بناء پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ عازم کوفہ ہوئے تھے، آپ نے فرمایا، غدارو، تم نے ہمیں بلایا، اور جب میں تمہارے بلاوے پر تمہاری مدد اور ہدایت کو آیا، تو اب تمہارا یہ سلوک؟ اللہ کی تم پر پھٹکار ہو، اور تمہارے ارادوں پر اس کی لعنت، قاتلان حسین رضی اللہ عنہ و دیگر اہل بیت یہی مردود لعنتی شیعہ تھے، جو اس وقت اپنے آپ کو شیعان علی (رضی اللہ عنہ) کہتے تھے، یہ وہی تھے جن پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرتد کا فتویٰ لگایا تھا، کوفہ انہی کا گڑھ اور مرکز تھا (شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر جب بات ہوگی، تو تفصیل سے یہ وضاحت بھی کی جائے گی، کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تو مکہ سے کوفہ کے لئے نکلے تھے، اور مکہ سے کوفہ کے راستہ میں کربلا نام کا کوئی مقام نہیں آتا، شہادت حسین بلا شک و شبہ میدان کربلا میں ہوئی، لیکن آپ کوفہ جاتے جاتے کوفہ سے بالکل متضاد مقام کربلا میں کیسے پہنچ گئے، جہاں یہ مندرجہ بالا خطاب فرمایا، اور پھر اپنے اور اپنے والد رضی اللہ عنہ کے شیعوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے، شہید ہونے والے خاندان اہل بیت کے نام کیا کیا تھے، اور قاتلین خانوادہ اہل بیت کے نام کیا کیا تھے، اور ان کا خاندان اہل بیت سے تعلق و رشتہ کیا کیا تھا، شہادت کے بعد آپ کے بیٹے علی بن حسین، آپ کی ہمیشہ محترمہ سیدہ زینب بنت علی، آپ کی دوسری ہمیشہ سیدہ ام کلثوم بنت علی،

آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہم، وغیرہ کی طرف سے نام نہاد مجبین اہل بیت، شیعان علی، قاتلین خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لعنت و ملامت، اور ان کے لئے وہ بد دعائیں، جنکی قبولیت آج چودہ سو سال گزرنے کے باوجود روز روشن کی طرح عیاں ہے، یہ سب شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں آئے گا انشاء اللہ)

شیعہ شرالبریہ کے بنیادی عقیدہ امامت کی بحث یہاں ختم کی جاتی ہے، ابتدائی اقساط میں شرالبریہ کے بانی وجد امجد عبد اللہ بن سبا یہودی کا تعارف و تذکرہ کروایا گیا تھا، اگلی اقساط میں شرالبریہ کی اصل نقاب کشائی، کہ انہوں نے اپنے عقائد و اعتقائے یہودیوں سے لئے، یا یہ ان پر فقط اتہام ہے، چند روز کے وقفے کے بعد انشاء اللہ (کچھ دن آپ کے لئے ہلکی پھلکی پوسٹس پیش ہوتی رہیں گی اور ساتھ ساتھ میں ریٹ بھی کر لوں گا) اور پھر انشاء اللہ قسط نمبر 67 سے اولاد یہود و مجوس کی اصل نقاب کشائی شروع ہوگی۔

انشاء اللہ

حمیدی

اتحاد امت کو افتراق و انتشار کی بھینٹ چڑھانے والے پہلے مذہب شیعہ شراہیریہ کی حقیقت!

قسط نمبر 67

ابتدائی اقساط میں عرض کیا تھا کہ مذہب شیعہ کا بانی عبد اللہ بن سباء یہودی ہے، جس نے اسلام کو تاراج کرنے کے لئے اس مذہب کی بنیاد رکھی، آج کی قسط سے یہودی توراۃ کے بعد سب سے بڑی اور اہم ترین مذہبی کتاب تلمود سے ان کے کچھ خاص عقائد اور شیعہ کتب سے کچھ خاص شیعہ عقائد اور ان کی مماثلت پیش کی جائے گی، اور ماضی قریب میں ایران اسرائیل تعلقات کے متعلق ناقابل تردید شواہد پیش کئے جائیں گے انشاء اللہ۔

تلمود عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ لمد ہے۔ عبرانی میں لمد کے معنی وہی ہوتے ہیں جو عربی میں لمد کے ہوتے ہیں، یعنی پڑھنا، اسی سے تلمیذ بمعنی شاگرد بھی آتا ہے۔

تلمود یہودیت کا مجموعہ قوانین ہے، جو یہودیوں کی زندگی میں تقدس کا درجہ رکھتا ہے اور اسے یہودی تقنین میں توراۃ کے بعد دوسرا ماحذ قرار دیا گیا ہے۔

تلمود کے دو جزو ہیں؛

مشنی، قوانین یہود کا سب سے اولین مجموعہ، جو دوسری صدی عیسوی تک زبانی منتقل ہوتا رہا،

جمارہ، یہودی حاخامات (آئمہ مذہب) نے مشنی کی جو تشریحات لکھی اس کا مجموعہ جمارہ کہلاتا ہے۔

مشنی اور جمارہ کے مجموعہ کا نام تلمود ہے جو آج سے بیس سال قبل تک 6200 سے زائد صفحات پر لکھا جا چکا تھا

تلمود یہودی مذہب میں اس وقت سب سے اہم اور بڑی کتاب ہے (یہودی مذہب میں وقت کے سب سے

بڑے امام کو حاخامات کہا جاتا ہے، اور توراۃ پڑھانے والے عام عالم کو ربی کہا جاتا ہے) اس وقت تک 6200 سے زائد

صفحات پر مشتمل یہ کتاب یہودی مذہب کے تین ہزار سال پہلے کے حاخامات (آئمہ) سے لے کے موجودہ دور کے بڑے

آئمہ (حاخامات) کی زبانوں سے نکلے ہوئے وہ الفاظ ہیں جنکو یہودی مذہب میں Oral law کہتے ہیں (حالات کے

مطابق اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے) توراۃ کی وضاحت و تشریح کرتے ہوئے ان کے حاخامات نے جو احکامات صادر فرمائے،

یا مستقبل کے اپنے پروگرام اپنی قوم کو بتائے وہ سب اس کتاب میں موجود ہیں،

اسے آسان الفاظ میں یوں سمجھ لی جے جو مقام ہم اہل سنت کے ہاں صحیح احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس سے کہیں زیادہ مقام یہودیوں کے ہاں تلمود کا ہے،

یہودی مذہب کو سمجھنے کے لئے تلمود سے بڑی کوئی کتاب نہیں، اور اگر آپ تلمود اور شیعہ کتب کو پڑھ لیں تو نوے فیصد سے زائد شیعیت یہودیت کا چربہ نظر آتی ہے ذیل میں تلمود سے کچھ اہم قوانین میں آپ دوستوں کی خدمت میں پیش کروں گا، اور پھر شیعہ کتب سے وہی قوانین،

اصل تلمود عبرانی زبان میں ہے لیکن اس کے تراجم دنیا کی ہر اس زبان میں موجود ہیں جن زبانوں کے بولنے والے یہودی دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ہیں،

ملکی زبان کے ترجمہ کے علاوہ اصل عبرانی زبان کا نسخہ بھی ہر یہودی کے گھر موجود ہونا تورات کی طرح فرض ہے، تلمود کا حصول ناممکن تو نہیں لیکن ناممکن کی حد تک مشکل ضرور ہے،

اتفاق اور مزے کی بات یہ ہے کہ آج سے تقریباً بیس سال قبل برطانیہ کے ایک شہر میں ایک ایسے شخص کے گھر تلمود میں نے دیکھی، جو میرا دوست تھا، اور سفیدان پڑھ تھا بلڈنگز کی مرمت کرتا تھا، اس نے ایک ٹوٹا پھوٹا مکان خریدا، اور اپنی رہائش کے لئے اس کی مرمت کر رہا تھا کہ ایک ٹوٹی ہوئی الماری میں سے اسے کچھ کتب ملیں، اس نے اسلامی کتب سمجھ کے جھاڑ پونچھ کے اپنے پاس رکھ لیں، چند مہینوں بعد میری اس سے ملاقات ہوئی، اس کے ڈرائنگ روم میں موجود ایک الماری میں موجود چھ کتب پر نظر پڑی، جن پر باہر کی طرف غیر مانوس زبان لکھی ہوئی تھی، میں نے پہلی ہی کتاب کو جب کھولا تو اندر سے وہ عربی زبان میں ترجمہ شدہ تلمود تھی اور وہ چھ جلدوں میں تھی، اور مطبوعہ تل ابیب تھی، میں نے اپنے اس دوست سے سوال کیا، کہ یہ تلمود تمہیں کہاں سے ملی، اور اس کو تم نے اس طرح کیوں سمجھا لیا کہ رکھا ہوا ہے، تو اس نے حصول کی ساری کہانی سنائی، میں نے منہ مانگی قیمت کی اسے آفر کی، بے شمار لوگوں کی سفارشیں کرائیں، لیکن وہ شخص بیچنے کے لئے تیار نہ ہوا، حالانکہ وہ اسکا ایک لفظ بھی نہیں پڑھ سکتا،

البتہ اس نے یہ آفر کی، زندگی میں جب بھی ضرورت پڑے، آپ چاہے پورا مہینہ میرے گھر قیام کر کے اس کتاب کے حوالہ جات نقل کر سکتے ہیں،

پہلی بار دس روز صبح سے شام تک میں اس کے گھر جاتا رہا تقریباً ساڑھے تین ہزار کے قریب صفحات کا مطالعہ کیا اور اہم حوالہ جات اپنے پاس محفوظ کر لئے،

میں انہی میں سے کچھ حوالہ جات پیش کروں گا۔

شیعہ کی طرح یہود بھی اپنے علاوہ دوسرے تمام لوگوں کی تکفیر کرتے ہیں، انکا عقیدہ یہ ہے، کہ ایماندار صرف وہ ہیں ان کے علاوہ باقی تمام اقوام بت پرست اور اللہ کی معرفت سے کلی محروم ہیں،

کل الشعوب ماعدا اليهود وثنيون وتعليم الحاخامات مطابقة لذلك۔ تلمود ص 100 مطبوعہ تل ایب تمام غیر یہودی اقوام بت پرست ہیں، یہ عقیدہ حاخامانوں کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

یہودیوں کی اس عمومی تکفیر سے حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نہیں بچے، تلمود میں ان کے متعلق لکھا ہے، کہ (معاذ اللہ) مسیح علیہ السلام کافر تھے، انہیں اللہ کی معرفت حاصل نہ تھی، اسی تلمود کے اندر ایک مقام پر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کے متعلق یوں بھی لکھا ہے۔

ان المسیح کان ساحرا وثنيا فينتج ان المسيحيين وثنيون ايضا مثله۔ تلمود ص 99

مسیح (علیہ السلام) جادو گر اور بت پرست تھا (نعوذ باللہ) جس کا کھلا مطلب یہ ہے کہ تمام مسیحی بھی انہی کی طرح بت پرست اور کافر ہیں۔

نیز یہودیوں کا اپنے مخالفین کے متعلق یہ بھی عقیدہ ہے، کہ یہ جہنم میں داخل ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اس کے اندر رہیں گے۔

النعم ماوی الیہود ولایدخل الجنة الا الیہود، اما للجحیم فماوی الکفار من المسیحین والمسلمین ولا نصیب لهم فیہا سوی البکاء لما فیہا من المظلوم والعنوفة۔

جنت یہودیوں کا ٹھکانہ ہے، کہ جنت میں صرف یہودی ہی داخل ہوں گے، جو جہنم ہے، تو یہ کافروں یعنی مسیحیوں اور

مسلمانوں کا ٹھکانہ ہے، اس تاریک اور بدبودار مقام میں ان کے لئے رونے کے علاوہ اور کچھ مقدر نہ ہوگا۔

دنیاوی زندگی کے اعتبار سے یہودیوں کا اپنے مخالفین کے متعلق موقف؛

یہودیوں کا اپنے علاوہ دوسرے مذہب کے متعلق دنیوی زندگی کے اعتبار سے یہ عقیدہ ہے، کہ ان کے مخالفین کسی بھی

احترام، وقار اور حرمت کے مستحق نہیں ہیں، ان کے تمام حقوق رائیگاں اور باطل ہیں، اس اعتبار سے ان کے خون، اموال

اور ان کی عزت و آبرو یہودیوں کے لئے کلی طور پر مباح ہیں، بلکہ ان کے مقدس اسفار میں خاص طور پر تلمود میں ایسی نصوص

وارد ہوئی ہیں، جن میں غیر یہودی افراد کو قتل کر دینے کی، اور کسی بھی وسیلہ سے ان کے اموال کو غصب کر لینے کی بھی

صریح تر غیب موجود ہے غیر یہودی افراد کے خون کو مباح کرنے والی ایک نص ملاحظہ فرمائیں،
حتی الفضل القوم بحب قتله۔ تلمود ص 146

(غیر یہودی) معتدل ترین شخص کو بھی قتل کر دینا ضروری ہے۔

کل من یسفک دم شخص غیر تقی عمدہ مقبول عند اللہ کن یقدم قربانا لیه۔ تلمود ص 146
جو شخص کسی برے انسان (غیر یہودی) کا خون بہا دیتا ہے، اس کا یہ عمل اللہ کے ہاں مقبول ہوتا ہے، گویا کہ اس نے اللہ کے حضور قربانی پیش کی ہے۔

قتل الصالح من غیر الیہود، و محرم علی الیہودی ان ینخر احد من الا جانب من الهلاک او یخرجه من حفرة فیہا بل علیہ ان یسدھا بحجر۔ تلمود ص 146

غیر یہودی صالح انسان کو بھی قتل کر دیا جائے، یہودیوں پر کسی اجنبی شخص کو ہلاکت سے بچانا یا اسے کھائی یا گڑھے سے نکالنا حرام ہے، ان پر تو لازم ہے، کہ پتھر کے ذریعہ اس گڑھے کے منہ کو بند کر دے،
یہود کے مذہب کی رو سے جو شخص کسی اجنبی (غیر یہودی انسان) کو قتل کر دیتا ہے، وہ دین یہود کی سر بلندی کا فر لٹھ سر انجام دیتا ہے، وہ اپنے اس عمل کے ذریعہ سے فردوس اعلیٰ میں دائمی سکونت کا مستحق بن جاتا ہے۔

ان من یقتل مسیحیا او اجنبیا او وثنیا یا کافا بالخلود فی الفردوس۔ تلمود ص 147

جو شخص کسی مسیحی کو یا اجنبی کو یا بت پرست کو قتل کر دیتا ہے، اسے فردوس میں دوام اور خلود کا اعزاز عطا کیا جائے گا۔
یہودیوں کے قدیم و جدید آئمہ (حاخامانوں) کی تحریر کردہ تلمود کی واضح نصوص ہیں، جن میں یہ کھلی صراحت موجود ہے کہ یہودی اپنے مخالفین کے خون کو بہا دینے کو اپنے لئے جائز قرار دے رہے ہیں، بلکہ صرف جائز نہیں، ان نصوص کی روشنی میں سب سے اہم ترین فر لٹھ اور قرب الہی کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے، ایسا کرنے والا شخص ابد الابد تک جنت الفردوس میں رہنے کا حق دار ہے۔

تلمود میں غیر یہودیوں کے اموال کو لوٹنے کی بھی بہت ساری صریح نصوص موجود ہیں

ان السرقة غیر جائزۃ من الانسان اما الخارجون عن دین الیہود فسرقتهم جائزۃ۔ تلمود ص 171

کسی (یہودی شخص) کی چوری ناجائز ہے، البتہ غیر یہودیوں کی چوری کر لینا جائز ہے۔

حیاء غیر الیہودی ملک للیہودی فلیف باموالہ۔ تلمود ص 171
غیر یہودیوں کی تو زندگی بھی یہودی کی ملکیت ہوتی ہے، تو اسکا مال کیسے اس کے زیر تصرف نہیں ہوگا۔

قسط نمبر 68

اسی طرح تلمود میں یہودیوں کو یہ ہدایت بھی کی گئی ہے، کہ وہ غیر یہودیوں کے اموال ان کے مالکوں کے حوالے نہ کریں،
تلمود ہی کی ایک روایت ہے،

اذا رد احد الی غریب ما ضاعه فالرب لا یغفره ابدال۔ تلمود ص 171 مطبوعہ تل ابیب
جب کوئی (یہودی) شخص کسی اجنبی (غیر یہودی) کے ضائع شدہ مال کو واپس کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو کبھی معاف
نہیں کرے گا۔

یہودی تعلیمات کے مطابق یہودیوں کے مابین سودی لین دین حرام ہے، مگر غیر یہودیوں کے ساتھ اس کی کھلی اجازت ہے،
اس لئے کہ اس طریقہ سے غیر یہودیوں کے اموال کو اپنے قبضہ میں لیا جاسکتا ہے، جسے وہ اپنے عقیدہ کے مطابق یہودیوں ہی
کی ملکیت تصور کرتے ہیں، تلمود میں لکھا ہے،

غیر مصرح للیہودی ان یقرض الا اجنبی الا بالربا۔ تلمود ص 180 مطبوعہ تل ابیب
کسی یہودی کے لئے قطعاً جائز نہیں، کہ وہ غیر یہودی کو بلا سود قرضہ دے۔

اسی طرح یہودی اپنے مخالفین کی عزت و آبرو کو اپنے لئے مباح سمجھتے ہیں، بلکہ ان کے نزدیک مخالفین کی عزتوں کو کوئی
حرمت و تحفظ حاصل نہیں، ان کے نزدیک غیر یہودیہ عورت سے زنا بدکاری جائز ہے، اس کے لئے وہ عجیب و غریب دلیل
پیش کرتے ہیں، تلمود ہی کی ایک روایت ہے،

الیہودی لا یخطئ اذا اعتدی علی عرض الاجنبیة لان کل عقد نکاح عند الا جانب فاسد، لا المرأة غیر الیہودیة تعتبر بھیمۃ،
والعقد لا یوجد بین البھائم۔ تلمود ص 193 مطبوعہ تل ابیب

جب کوئی یہودی مرد کسی اجنبیہ (غیر یہودیہ) سے زیادتی کا ارتکاب کرتا ہے، تو وہ خطاوار نہیں ہوتا، اس لئے کہ اجنبیوں
غیر یہودیوں کے نکاح کے تمام عقود فاسد ہوتے ہیں، کہ غیر یہودیہ عورت جانور کی حیثیت رکھتی ہے، اور جانوروں کے
مابین عقد نکاح ہوتا ہی نہیں۔

تلمود کے ایک اور مقام پر یوں لکھا ہے۔

للیهودی الحق فی اغتصاب النساء غیر المؤمنات وان الزنا بغیر یهود ذکور اکانو اماما ناثالا عقب علیہ لان الا جانب من نسل
الحيوانات۔ تلمود ص 231

یہودی مردوں کو غیر مؤمنہ (غیر یہودیہ) عورتوں کی عصمت دری کا حق حاصل ہے، غیر یہودی مرد ہوں یا عورتیں ان کے ساتھ زنا کاری کی کوئی سزا نہیں ہے، اس لئے کہ غیر یہودی حیوانات کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔
یہ چند حوالہ جات بطور مشتمل نمونہ از خردارے تلمود میں سے پیش کئے گئے ہیں۔

اب ہم چلتے ہیں شیعہ شراہریہ کی کتب کی طرف۔

یہودیوں کی اپنے مخالفین کی تکفیر اور ان کے جان و مال کی اباحت و حلت کے عقیدہ سے واقفیت حاصل کر لینے کے بعد ہم
شیعہ اثنا عشریہ کی کتب کا جائزہ لیتے ہیں، کہ آیا یہ بھی اپنے یہودی آقاؤں کی طرح اپنے مخالفین کو کافر اور ان کے جان و مال کو
اپنے لئے مباح جانتے ہیں،

یہودی کی طرح شیعہ شراہریہ کا بھی یہی عقیدہ ہے، کہ اہل ایمان صرف وہی ہیں، ان کے علاوہ باقی تمام مسلمان کافر اور مرتد
ہیں، ان کا دین اسلام کے ساتھ کوئی ربط و تعلق نہیں ہے، شیعہ اپنے علاوہ دیگر مسلمانوں کو اس وجہ سے کافر کہتے ہیں، کہ
مسلمانوں نے عقیدہ ولایت سے انکار کیا ہے، جس کے متعلق شیعوں کا یہ عقیدہ ہے، کہ یہ ارکان اسلام میں داخل ہے، اور
جو شخص شیعوں کی طرح ولایت کا عقیدہ نہیں رکھتا وہ کافر ہے، بلکل اسی طرح کافر ہے، جیسے شہادتین کا انکار کرنے والا کافر
ہوتا ہے، شیعہ کے نزدیک سب سے بڑا اور اہم ترین رکن ولایت ہے، اور یہ رکن تمام ارکان اسلام سے فائق تر اور عظیم ہے
، ولایت سے یہ لوگ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد آنے والے گیارہ آئمہ کی امامت و ولایت مراد لیتے
ہیں، چونکہ تمام مسلم مکاتب فکر اس فاسد عقیدہ کی مخالفت کرتے ہیں اور اس کا انکار کرتے ہیں، لہذا اسی بناء پر شیعہ ان تمام
اسلامی مکاتب فکر پر کفر کا حکم عائد کرتے، اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں، نہ صرف یہ بلکہ اپنے تمام مخالفین کے
جان و مال کو بھی یہودیوں کی طرح اپنے لئے مباح سمجھتے ہیں، اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر، حنفی، مالکی، شافعی،
حنبل، اہل حدیث، اور پھر ان تمام مکاتب فکر کی تمام ذیلی جماعتیں چونکہ عقیدہ ولایت و امامت کا انکار کرتے ہیں، اس لئے
شیعہ انہیں کبھی ناصبی، کبھی عامی، کبھی سواد، اور کبھی وہابی کا نام دیتے ہیں، شیعوں کی اہم ترین اور انتہائی معتمد کتب میں ایسی
روایات کثرت سے وارد ہوئی ہیں، جن میں ان کا اپنے علاوہ دیگر تمام مسلمان فرقوں کی تکفیر کا عقیدہ پوری صراحت کے
ساتھ موجود ہے، شیعہ مجتہد برقی نے ابو عبد اللہ رحمہ اللہ سے درج ذیل روایت نقل کی ہے (جہاں بھی ابو عبد اللہ رحمہ اللہ کا نام

آئے گا اس سے ان کے چھٹے امام جعفر صادق (رح) مراد ہیں) انہ قال؛ ما حد علی ملة ابراهيم الا نحن وشيعتنا وسائر الناس منها
براء۔ کتاب المحاسن ص 148 مطبوعہ تہران، ایران
ابو عبد اللہ رحمہ نے فرمایا، ہمارے اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی بھی ملت ابراہیم پر قائم نہیں ہے، باقی تمام لوگ اس سے
لا تعلق ہیں۔

اسی طرح کلینی نے "الکافی" کی الروضہ میں یہ روایت درج کی ہے،
عن علی بن الحسین انہ قال؛ لیس علی فطرة الاسلام غیر ناو غیر شیعتنا وسائر الناس من ذلک براء۔ الکافی / الروضہ ص 145
ج 8 مطبوعہ ایران

علی بن حسین (چوتھے امام زین العابدین رحمہ) کہتے ہیں، کہ ہم اہل بیت اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی بھی فطرت
اسلام پر نہیں ہے، باقی تمام لوگ اس سے محروم ہیں،
جی ہاں؛ شیعہ صرف اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے اور کہتے ہیں، اپنے علاوہ باقی تمام کو کافر قرار دیتے ہیں، اس سلسلہ میں یہ لوگ
آئمہ اہل بیت کی طرف جھوٹی اور من گھڑت روایات منسوب کرتے ہیں، جن سے وہ اولوالعزم لوگ بری تھے، شیعہ جب
اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کی تکفیر کا عقیدہ رکھتے ہیں، تو یہ ان کے ساتھ سلوک بھی کافروں اور مشرکوں کا سا کرتے ہیں، یہی
وجہ ہے، کہ اصول کافی میں ایک مستند روایت بالکل یہودیوں کی تلمود کی روایت کی طرح موجود ہے،
عن الفضیل بن یسار قال؛ سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن نکاح الناصب قال؛ لا والله لا یحل۔

کتاب الکافی ص 350 ج 5 مطبوعہ ایران
فضیل بن یسار کہتے ہیں، کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام (رح) سے ناصبی (یعنی سُنی) سے نکاح کے متعلق سوال کیا، تو
آپ نے کہا، ہر گز نہیں، اللہ کی قسم! یہ حلال نہیں ہے،
طوسی کی کتاب الاستبصار میں یہ روایت بھی منقول ہے،
عن فضیل بن یسار عن ابی جعفر قال ذکر الناصب فقال لا یتنا کھم ولا تاکل ذبیحتھم ولا تسکن معھم۔

الاستبصار للطوسی ج 3 ص 184

فضیل بن یسار سے روایت ہے، کہ ابو جعفر رحمہ (پانچویں امام محمد باقر) کے سامنے ناصبیوں (یعنی سُنیوں) کا تذکرہ ہوا، تو
آپ نے کہا، ان کے ساتھ نکاح نہ کرو، نہ ان کا ذبیحہ کھاؤ، اور نہ ان کے ساتھ رہائش اختیار کرو،

صرف پرانے مجتہدین کی بات نہیں بلکہ موجودہ زمانہ کے ان کے امام خمینی نے بھی اپنی کتاب "تحریر الوسیۃ" اہل سنت کے ساتھ شیعہ کے نکاح کو حرام قرار دیا ہے،

ولا يجوز للمؤمنۃ ان تتخ الناصب المعلن بعداوة اهل البيت علیہ السلام

مؤمنہ (یعنی شیعہ عورت) کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ ناصبی (یعنی سُنی مرد) سے نکاح کرے، کہ وہ (یعنی سُنی) اہل بیت علیہ السلام سے کھلی عداوت رکھتا ہے،

مزید لکھتا ہے

وکذا لا يجوز للمؤمنۃ ان تتخ الناصبیۃ

اسی طرح مؤمن (شیعہ مرد) کے لئے بھی یہ جائز نہیں، کہ وہ ناصبیہ (یعنی سُنی عورت) سے نکاح کرے۔

آگے مزید وضاحت کرتے ہوئے یوں لکھتا ہے۔

وکذا لا يجوز للمؤمنۃ ان تتخ الناصبیۃ والغالیۃ لانھما یکلم الکفار وان اتحدادین الاسلام۔

تحریر الوسیۃ ج 2 ص 260 مطبوعہ ایران

مؤمن (یعنی شیعہ مرد) کے لئے جائز نہیں، کہ وہ ناصبیوں اور غالیوں کی عورتوں سے نکاح کرے، اس لئے کہ یہ دونوں فرقے کفار میں شمار ہوتے ہیں، اگرچہ یہ دونوں اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام

شیعہ مرد اپنے آپ کو مسلمان نہیں بلکہ مؤمن کہلاتے ہیں اسی طرح شیعہ عورتیں اپنے آپ کو مؤمنہ کہلاتی ہیں، باقی تمام عام مسلمانوں کو ناصبی اور شیعہ کے عقائد کو جاننے والے مسلمانوں کو غالی یا غالی ناصبی کہتے ہیں، (جیسے یہودی غیر یہودی کو چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو اسے اجنبی کہتے ہیں) اور جب کوئی ان سے ناصبی کا معنی پوچھے تو اسے یہ جواب دیا جاتا ہے، کہ اہل بیت سے عداوت و نفرت رکھنے والوں کو ہم ناصبی کہتے ہیں، حالانکہ اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی فرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے بغض، نفرت یا عداوت رکھنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت ہمارے ایمان کا جزو لا ینفک ہے،

شیعہ کا پروپیگنڈا اہل سنت کی رگوں میں اس قدر سرایت کر چکا ہے، کہ اہل سنت میں سے بھی کوئی شخص اگر محبت اصحاب رسول ص کی وجہ سے رد شیعہ شروع کرتا ہے، تو اہل سنت کے علماء بھی اسے ناصبی کہنے سے نہیں چوکتے، ان کی نظر میں بھی

وہ شخص ناصبی ہو جاتا ہے، ناصبی کی اصطلاح صرف اور صرف اہل سنت کے لئے شیعہ کے مجتہدین نے گھڑی تھی، جو عقیدہ ولایت و امامت کو نہیں مانتے، اس کی سب سے بڑی مثال امام احمد بن حنبل رح کی شخصیت ہے، کہ شیعہ مجتہدین نے امام احمد بن حنبل رح کو بھی معاف نہیں کیا، اور انہیں بھی ناصبی لکھا، صرف رد شیعہ کی وجہ سے

قسط نمبر 69

گذشتہ قسط میں میں نے امام احمد بن حنبل رح نے حوالہ سے بات کی تھی، کہ اہل تشیع نے ان کو بھی ناصبی لکھا ہے، یہ ایک دلیل ہی اس بات کو سمجھنے کے لئے کافی ہے، کہ شیعیت کے ہاں ناصبیت کسے کہتے ہیں، نویں صدی کا مشہور شیعہ مجتہد و مرجع "نباطی" نے امام احمد بن حنبل کے متعلق جاہل، پستان والے کی نسل، اور بدترین ناصبی کے الفاظ استعمال کئے ہیں، یاد رہے، کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں فرقہ خوارج کا ایک سربراہ تھا، جسے "ذوالثدیہ" (پستان والا) کہا جاتا تھا، نباطی کے الفاظ ملاحظہ کیجئے، ان الامام احمد من اولاد ذی الثدیہ، جاہل، شدید النصب۔

الصرطا المستقیم الی مستحق القدییم ج 3 ص 322

امام احمد (رح) پستان والے کی نسل سے، جاہل اور بدترین ناصبی ہے۔

ناصر (اہل سنت) کے متعلق دیگر کتب کی روایات۔

عن الفضیل بن یسار قال؛ سألت ابا جعفر علیہ السلام عن مناکحة الناصب والصلوة خلفه فقال؛ لا تناکحه ولا تصلي خلفه۔ کتاب المحاسن ص 116.

فضیل بن یسار کا بیان ہے کہ میں نے ابو جعفر علیہ السلام (امام باقر رح) سے ناصبیوں کے ساتھ نکاح کرنے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا، تو ابو جعفر (رح) نے فرمایا ان کے ساتھ نکاح کرو اور نہ ہی ان کے پیچھے نماز پڑھو۔

ایک اور شیعہ مجتہد نعمت اللہ الجزائری نے بھی اسی موقف کی تصدیق و تائید کی ہے

واما الناصبی و احواله و احکامه فهو مما یتیم بیان امرین؛ الاول فی بیان معنی الناصب الذی ورد فی الاخبار انه نجس و انه شر من

الیهودی و النصرانی و المجوسی و انه کافر نجس باجماع علماء الامامیة رضوان اللہ علیہم۔ الانوار النعمانیة ج 2 ص 306

ناصر (یعنی سنی) جے احوال و احکامات و امور کی وضاحت کے محتاج ہیں، اولاً؛ اخبار و روایات میں مذکور ناصبی کا مطلب و

مفہوم یہ ہے، کہ وہ نجس ہے، اور وہ یہودی، نصرانی اور مجوسی سے بھی زیادہ برا ہے، اور یہ علماء امامیہ رضوان اللہ علیہم (اولئک علیہم لعنت اللہ والملائکۃ والناس اجمعین الی یوم الدین) کے نزدیک متفقہ طور پر کافر اور نجس ہے۔ وہ نام نہاد سُنی جن کے دلوں میں ہر وقت شیعہ دوستی اور اتحاد بین الشیعہ والمسلمین کے مروڑاٹھتے ہیں، وہ اپنی آنکھیں کھول کے باہوش و حواس علماء امامیہ (علیہم لعنت اللہ) کے فتویٰ کو پڑھیں، اور غور کریں کہ ایک گروہ آپ کو یہودیوں عیسائیوں اور مجوسیوں سے بھی زیادہ بدترین کافر سمجھتا ہے، اور پھر تقیہ کر کے اپنے مفادات کی خاطر دوستی اور محبت کے نعرے لگاتا ہے، اور اپنے آپ کو بڑا غیرت مند اور محب صحابہ سمجھنے والے سُنی اس کے تقیہ کی شراب کو شیر مادر سمجھ کے پیتے ہیں، اور جو اس کافر کا فتویٰ لگانے والے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دشمن کافر کا کچا چٹھا کھولتا ہے، اسے آپ لوگ تفریق پھیلانے والا کہتے ہو، تمہاری غیرت، تمہاری حمیت، تمہاری شرم کہاں مر جاتی ہے؟ ایسے کافر کے متعلق حقائق کو جاننے بوجھتے چشم پوشی سے کام لیتے ہو، صرف پاکستان ہی نہیں دنیا بھر میں مسلمانوں کا کونسا ایسا مکتبہ فکر ہے، جس نے اس اولاد یہود و مجوس کو دلائل کے ساتھ کافر نہیں لکھا،

اور ان کو کافر لکھنے کی ابتدا اہل سنت علماء نے نہیں کی، خود شیعہ نے پہلے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو (نعوذ باللہ) کافر لکھا، کہا، زبان لعن دراز کی، پھر اہل سنت علماء نے انکو کافر لکھا بھی اور کہا بھی، فروعی یا اصولی اختلافات سے ہٹ کے ہندوستان پاکستان کے تمام جید ترین علماء کرام چاہے وہ بریلوی تھے، دیوبندی (حیاتی و مماتی دونوں) اہل حدیث، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، سب نے اس صحابہ دشمن گروہ کو کافر لکھا بھی اور کہا بھی۔

قسط نمبر 70

شیعہ شرابیہ کا مسلمانوں کی جان و اموال کے متعلق بعینہ وہی موقف ہے، جو یہود کا موقف ہے۔ شیعہ کے نزدیک مسلمانوں یعنی اہل سنت کے مال و جان مباح ہیں، ان کی معتمد کتب کے اندر ایسی روایات موجود ہیں، جن میں اہل سنت کو قتل کرنے، اور ان کے مال و متاع کو چھین لینے کی کھلی تلقین اور ترغیب دی گئی ہے، ان کے سب سے بڑے ملعون مجلسی نے اپنی کتاب بحار الانوار میں اپنی سند کے ساتھ ابن فرقد کی یہ روایت نقل کی ہے؛ عن ابن فرقد قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ما تقول فی قتل الناصبی؟ قال حلال الدم، اتقی علیک فان قدرت ان تقلب علیہ حائطاً، او تغرقہ فی ماء لکی لا یشہد بہ علیک فافعل۔

ابن فرقد کا بیان ہے، کہتا ہے، کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے ناصبی کے قتل کے بارہ میں دریافت کیا، تو انہوں نے کہا، کہ ناصبی کا خون حلال ہے، مگر سخت احتیاط کی ضرورت ہے، لہذا اگر ہو سکے، تو ایسے انداز میں اس پر دیوار کو گرا دے، یا اسے پانی میں ڈبو دے، کہ تیرے اس فعل پر اس کی نگاہ نہ پڑے، کہیں وہ تیرے خلاف گواہی نہ دے ڈالے، اب ممکن ہو سکے، تو اسے ضرور قتل کر دے۔

یہ روایت دلالت کرتی ہے، کہ شیعہ شرابریہ اپنے یہودی آقاؤں کی طرح اہل سنت کو قتل کرنا اپنے لئے جائز سمجھتے ہیں، اور یہ عقیدہ صرف پرانے شیعہ مجتہدین کا نہیں، بلکہ دور حاضر کے شیعہ کے سب سے بڑے امام، اور نظریہ ولایت فقیہ کے موجد "خمینی" کا عقیدہ اور اس کی تعلیمات بھی یہی ہیں، خمینی نے اپنی کتاب تحریر الوسیلہ میں خمس کے بیان کے تحت لکھا ہے

والا قوی الحاق الناصبی باهل الحرب فی اباحة ما غنمتم منھم و تعلق الخمس به بل الظاهر جواز اخذ ما له این وجد وبای نحو کان و وجوب اخراج خمسہ۔ تحریر الوسیلہ مطبوعہ تہران

راج بات یہ ہے، کہ ناصبی (یعنی سُنی) کو مال غنیمت اور اس سے خمس کے مسئلہ میں اہل حرب کافروں کے ساتھ شامل کیا جائے گا، بلکہ ناصبی کے مال کو جہاں بھی ملے، اور جس بھی طریقہ سے ممکن ہو سکے، چھین لیا جائے، اور اس سے خمس کو نکالا جائے،

مذکورہ بالا قول میں خمینی نے اپنے پیروکاروں کو، اہل سنت کے مال و متاع کو جہاں بھی ملے اور جیسے بھی ملے چھین لینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے، اہل سنت کے متعلق اس کھلے اور واضح موقف پر اس کے معاصر علماء میں سے کسی نے بھی رد نہیں کیا، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے، کہ اس موقف پر خمینی کے معاصر تمام شیعہ علماء کا اتفاق ہے۔

اسی طرح شیعہ علماء اپنے یہودی آقاؤں کی طرح اپنے مخالفین سے سودی لین دین کو مباح سمجھتے ہیں، جیسا کہ ان کی معتمد ترین کتب "کافی" "الاستبصار" "من لایحضرہ الفقیہ" میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ جھوٹی، من گھڑت اور خود ساختہ روایت منسوب کی گئی ہے، کہ آپ کا ارشاد ہے،

لیس سیننا و بین اهل حربنا ربا نأخذ منھم الف درھم بدرھم و نأخذ منھم ولا نعطيھم۔

ہمارے اور ہمارے دشمنوں کے مابین سود ممنوع نہیں ہے، ہم ان سے ایک درہم کے عوض ہزار درہم وصول کر سکتے ہیں، تاہم ہمیں ان سے سود لینے کی اجازت ہے، لیکن ان کو سود دینے کی نہیں،

ایسا ہی ایک قول (شیعہ کے نزدیک حدیث) چھٹے مزمومہ معصوم امام جعفر صادق سے مروی ہے،
لیس بین المسلم و بین الذمی ربا ولا بین المرأة و بین زوجها ربا۔

ثواب الاعمال وعقاب الاعمال ص 215 مطبوعہ تہران
بحار الانوار للمجلسی ج 27 ص 235 مطبوعہ تہران، ایران

مسلمان اور ذمی کے درمیان سود ممنوع نہیں ہے، اور اسی طرح خاوند اور بیوی کے درمیان بھی سود کی ممانعت نہیں ہے۔
اہل سنت کی اخروی زندگی کے متعلق شیعوں کا موقف۔

اہل سنت کی اخروی حیات کے متعلق شیعہ شراہریہ کا موقف یہ ہے، کہ اہل سنت سمیت ان کے تمام مخالفین ابد الابد تک
یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے، چاہے وہ کتنے ہی عبادت گزار، متقی، اور پرہیزگار ہی کیوں نہ ہوں، ان کی
عبادتیں اور اخروی محنتیں انہیں اللہ کے عذاب سے قیامت کے دن نجات نہ دلا سکیں گی، شیخ صدوق نے عقاب الاعمال
میں مزمومہ امام جعفر صادق کا یہ قول نقل کیا ہے،

ان الناصب لنا اهل البيت لا يبالي صام ام صلى زنا ام سرق انه في النار انه في النار۔
ہمارا یعنی اہل بیت کا دشمن روزہ دار ہو، یا نمازی، زانی ہو، یا چور، فکر نہ کرے وہ جہنمی ہے، وہ جہنمی ہے۔

اسی طرح ایان بن تغلب کی ایک روایت اسی کتاب میں منقول ہے،

قال؛ قال ابو عبد الله عليه السلام، كل ناصب وان تعبد واجتهد يصير الى هذه الآية "علامة الناصب تصلي نار احاميه .

ثواب الاعمال وعقاب الاعمال للصدوق ص 274 مطبوعہ تہران، ایران

ایان ابن تغلب کہتا ہے، کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا، ہر ناصبی (سُنی) چاہے وہ کتنی ہی عبادت و ریاضت کر لے، اس
کا انجام اس آیت کے مطابق ہوگا " مصیبت جھیلے ہوں گے، خستہ ہوں گے، جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے،
کتاب المحاسن میں علی الحذمی کی بھی یہ روایت مذکور ہے،

عن علی الحذمی قال؛ قال ابو عبد الله عليه السلام ان الجار يشفع لجاره والحميم لحميمه ولو ان الملائكة المقربين والانبياء المرسلين
شفعوا في ناصب ما شفعو۔ کتاب المحاسن ص 184 مطبوعہ قم، ایران

علی الحذمی کا بیان ہے، کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کہا، پڑوسی اپنے پڑوسی کے حق میں، اور مخلص دوست اپنے دوست کے
حق میں سفارش کریں گے، (ان کی سفارش کو قبول بھی کر لیا جائے گا، مگر ناصبی (یعنی سُنی) کے حق میں سفارش کو قبول

نہیں کیا جائے گا، چاہے مقرب فرشتے، اور انبیاء و مرسلین بھی اس کے حق میں سفارش پیش کرنے والے ہوں۔
تکفیری سوچ اور ذہن پوری دنیا میں سب سے پہلے یہودیوں نے متعارف کروایا تھا، ازاں بعد انکی حقیقی و معنوی اولاد شیعہ
شرالبریہ نے بھی اسی سوچ اور فکر کو پروان چڑھایا، اور چور چائے شور کے مصداق ان کے چھپے ہوئے عقائد کو کھولنے والے
اہل سنت علماء کے لئے انہوں نے تکفیری اصطلاح ایجاد کی، اور اس کا پروپیگنڈا اس قدر زور و شور سے کیا، کہ اچھے بھلے
سمجھدار لوگ بھی اس پروپیگنڈا کا شکار ہو کے تکفیریوں کی نقاب کشائی کرنے والوں کو تکفیری سمجھنے لگ گئے،
شیعہ کی یہ تکفیری سوچ ان کی اکثر کتب میں موجود ہے، اور اسے انہوں نے واضح جھوٹ بولتے ہوئے اپنے آئمہ کی طرف
منسوب کیا ہوا ہے،

ذیل میں یہودیوں کی تلمود اور شیعہ کی مستند کتب سے اسی تکفیری سوچ کا نمونہ چند حوالہ جات میں پیش کروں گا،
تلمود کی روایت ہے

کل الشعوب ماعدا اليهود وثنیون و تعالیم الحاخامات مطابقة لذلک۔
تمام غیر یہودی اقوام بت پرست ہیں، یہ عقیدہ حاخاموں کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔
شیعہ کی اپنے آئمہ کی طرف منسوب روایت۔

ما حد علی فطرة الاسلام غیر ناو شیعتنا و سائر الناس من ذلک براء۔

ہم اہل بیت کے علاوہ اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی بھی فطرت اسلام پر قائم نہیں ہے، باقی تمام لوگ اس سے (یعنی
اسلام سے) لا تعلق ہیں۔

تلمود میں یہودیوں کا عقیدہ۔

ان النعیم ماوی ارواح الیہود و لاید خل الجنة الا الیہود، اما للحجیم فماوی الکفار من المسلمین ولا نصیب لهم فیما سوی البکاء لما فیہا
من الظلام والعفوفة۔

جنت یہودیوں کا ٹھکانہ ہے، جنت میں صرف یہودی ہی داخل ہوں گے، رہی جہنم، تو یہ کافروں، یعنی مسلمانوں کا مستقر
ہے، اس تاریک اور بدبودار مقام میں ان کے لئے رونے کے علاوہ اور کچھ مقدر نہ ہوگا۔

بعینہ اسی طرح شیعوں کا مسلمانوں کے لئے یہی عقیدہ ہے، کہ جنت میں صرف ہم داخل ہوں گے، ان کے آئمہ کی طرف
منسوب ان کی روایت ہے۔

صرنا نحن وهم وسائر الناس صمج للنار والى النار۔

جنت میں ہم اور ہمارے شیعہ ہی داخل ہوں گے، باقی سارے لوگ جہنمی درندے ہیں، جو جہنم کی طرف دوڑیں گے۔
یہودی اپنے مخالفین کے خون کو اپنے لئے مباح سمجھتے ہیں جیسا کہ تلمود کی روایت ہے۔

حتى افضل القوم بحب قتلہ

یہاں تک کہ (غیر یہودی) معتدل ترین شخص کو بھی قتل کر دینا ضروری ہے۔

اسی طرح شیعہ بھی اپنے مخالفین کا خون بہانے کو اپنے لئے جائز قرار دیتے ہیں،

ان ابا عبد اللہ علیہ السلام سئل عن قتل الناصب فقال، حلال الدم والمال۔

ابو عبد اللہ سے ناصبی (یعنی سُنی) کے قتل کے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے کہا، اس کا خون حلال ہے، اور اس کا مال بھی۔

یہودی اپنے مخالفین کو ہلاک کرنے کے لئے دھوکہ، فریب، اور سازش کا حربہ استعمال کرتے ہیں، تلمود ہی کی روایت ہے،

محرم علی الیہودی ان ینجی احدا من الایمان من ہلاک او یخرجہ من حفرة یقع فیہا بل علیہ ان یسدھا حجر۔

یہودیوں پر کسی اجنبی (غیر یہودی، مسلمان، عیسائی وغیرہ) شخص کو ہلاکت سے بچانا یا اسے کھائی یا گڑھے سے بچانا یا نکالنا حرام ہے، ان پر تو یہ لازم ہے، کہ پتھر کے ذریعہ سے گڑھے کے منہ کو ان پر بند کر دے۔

شیعہ بھی اپنے مخالفین سے نجات کے لئے یہی طریقہ استعمال کرتے ہیں، اور اپنے امام ابو عبد اللہ کی طرف یہ روایت منسوب کرتے ہیں،

عن ابن فرقد قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ما تقول فی قتل الناصبی؟ قال حلال الدم، اتقی علیک فان قدرت ان تقلب علیہ حائطاً، او تغرقہ فی ماء لکی لا یشہد بہ علیک فافعل۔

ابن فرقد کا بیان ہے، کہتا ہے، کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے ناصبی (یعنی سُنی) کے قتل کے بارہ میں دریافت کیا،

تو انہوں نے کہا، کہ ناصبی کا خون حلال ہے، مگر سخت احتیاط کی ضرورت ہے، لہذا اگر ہو سکے، تو ایسے انداز میں اس پر دیوار

کو گرا دے، یا اسے پانی میں ڈبو دے، کہ تیرے اس فعل پر اس کی نگاہ نہ پڑے، کہیں وہ تیرے خلاف گواہی نہ دے

ڈالے، اب ممکن ہو سکے، تو اسے ضرور قتل کر دے۔

مخالفین کے مال و متاع کو غصب کر لینے کی تلمود میں یہودی روایت

ان اللہ سلط الیہود علی اموال باقی الامم و دما کھم۔

اللہ نے یہودیوں کو باقی (غیر یہودی) اقوام کی جانوں اور ان کے اموال پر اقتدار و اختیار عطا کیا ہے۔

مخالفین کے مال و متاع کو غصب کر لینے کی شیعہ روایت۔

خذ مال الناصبی حیث وجدت و جدت و البعث بالخمس۔

ناصری (سُنی) کے مال کو جہاں سے بھی ملے غصب کر لو، اور اس کا خمس بھیج دو۔

خمینی کا فتویٰ بھی اسی طرح کا ہے۔

والظاهر جواز اخذ مالہ این وجد و بای نحو کان۔

ناصری (سُنی) کے مال کو جہاں سے ملے، اور جس طریقہ سے بھی ملے، چھین لینے کا جواز بالکل رائج اور ظاہر ہے۔

یہودی اپنے مالی معاملات میں آپس میں سودی لین دین کو حرام سمجھتے ہیں، لیکن غیر یہودیوں سے سود لینے کو جائز اور حلال سمجھتے ہیں، تلمود کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

للا جنبی تقرر بالرب بالکن لا خیک لا تقرر ربا۔

اجنبی (غیر یہودی) کو سود پر قرض دو، مگر اپنے بھائی (یہودی) کو سود پر قرض نہ دیا کرو۔

اسی طرح شیعہ بھی آپس میں سودی لین دین کو حرام اور دیگر مذاہب سے حلال کا فتویٰ دیتے ہیں۔

لیس بین الشیعی والذمی ولا بین الشیعی والناصری ربا۔

شیعوں اور ذمیوں کے درمیان، شیعوں اور ناصبیوں (سنیوں) کے درمیان سود ممنوع نہیں ہے۔

یہودی مذہب کی رو سے یہودی شخص کا غیر یہودیہ عورت سے نکاح و زواج حرام ہے، ایسا کرنے والا شخص گناہ گار اور

یہودی تعلیمات کا مخالف گردانا جاتا ہے، جیسا کہ تلمود کے باب سفر الخروج میں مذکور ہے، اسی طرح شیعہ بھی غیر شیعوں

خاص طور پر اہل سنت سے نکاح کو حرام سمجھتے ہیں، اور ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی محرمات کا پامال کرنے والا سمجھتے ہیں،

اسی سلسلہ میں شیعہ کتب میں یہ روایت مذکور ہے۔

عن ابی جعفرانہ سئل عن مناکحة الناصبی والصلاة خلفه فقال: لا تناکه ولا تصلى خلفه .

ابو جعفر سے ناصبیوں (سُنیوں) سے نکاح اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی بابت سوال کیا گیا، تو انہوں نے کہا، نہ ان کے

ساتھ نکاح کرو، اور نہ ہی ان کی اقتدا میں نماز پڑھا کرو۔

اختصار کی خاطر یہ چند ایک مسائل و معاملات میں نے شیعہ کتب اور یہودی کتب سب سے اہم کتاب تلمود سے اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کئے ہیں، جن میں شیعہ اور یہودی اپنے مخالفین کی تکفیر، ان کے مال کو غصب کرنے، ان کی جانوں کو ہلاک کرنے، ان کو سودی کاروبار میں ملوث کرنے میں مشترک ہیں، ان مقامات میں ان دونوں گروہوں میں ظاہر و بین مشابہت کو بخوبی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، یہاں تک کہ دونوں کی متعلقہ معاملات میں نصوص و روایات میں بھی کمال درجہ کی مماثلت پائی جاتی ہے، اس سے ہمارے اس موقف کو تقویت ملتی ہے، کہ شیعوں میں یہ عقائد بنیادی طور پر، یہودی صحائف و اسفار، اور تلمود ہی سے منتقل ہوئے ہیں، پھر ان روایات میں شیعہ رنگ و اسلوب کی مناسبت کے پیش نظر تھوڑا سا الفاظ کا رد و بدل کر کے یہودی حاخاموں (آئمہ) کے الفاظ اپنے مزعومہ معصوم آئمہ (رحمہم اللہ) کی طرف منسوب کر دئے گئے ہیں۔

اگلی اقساط میں یہود اور شیعہ کے مابین تحریف کتاب اللہ میں موافقت پیش کی جائیں گیں انشاء اللہ

قسط نمبر 71

شیعوں اور یہودیوں میں کتاب اللہ کی تحریف کے معاملہ میں موافقت۔
یہودیوں کی مقدس کتاب توراہ 129 اجزاء یا ابواب پر مشتمل ہے، ان میں سے پہلے پانچ اجزاء تو یہ لوگ موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی توراہ موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی، اور اسے موسیٰ علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھوں سے تحریر کیا تھا، ان کے علاوہ عہد قدیم کے باقی اجزاء اسفار کے متعلق ان کا موقف یہ ہے، کہ ان کو موسیٰ علیہ السلام کے بعد تشریف لانے والے دوسرے انبیاء بنی اسرائیل نے تحریر کیا ہے، لیکن سچی اور درست بات یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو الواح پر تحریر شدہ توراہ عطا فرمائی تھی، اس میں بنی اسرائیل کے لئے نصیحت اور ہر معاملہ میں کھلی تفصیل موجود تھی، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو توراہ میں بیان شدہ احکامات کی اطاعت و التزام کا حکم فرمایا تھا، اور انہیں یہ بھی حکم دیا گیا تھا، کہ اپنی قوم کو توراہ کے عمدہ و احسن احکامات کی اتباع اور پیروی کا حکم دیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک مقام پر یوں بیان فرمایا ہے، کہ یہودیوں نے خود ہی توراہ کو لکھا ہے، لیکن انہوں نے توراہ کی بہت ساری آیات کو چھپا دیا ہے، ارشاد خداوندی ہے۔

قل من انزل الكتاب الذي جاء به موسى نورا وهدى للناس تجعلونه قراطيس تبدونها وتحفونها كثيرا و علمتم ما لم تعلموا انتم ولا آباؤكم قل الله ثم ذرهم في خوضهم يلعبون۔ سورة الانعام۔

آپ کہئے، وہ کتاب اللہ نے نازل کی تھی؟ جسے موسیٰ لے کے آئے تھے، نور اور لوگوں کے لئے ہدایت تھی، جس کو تم نے (مختلف) اوراق کر رکھا ہے، کہ انہیں ظاہر کر دیتے ہو، اور بہت کچھ چھپا جاتے ہو، اور تم وہ سکھائے گئے ہو، جو تم نہیں جانتے تھے، اور نہ تمہارے باپ دادا، آپ (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کہئے، کہ اللہ نے (اسے نازل کیا ہے) پھر انہیں ان کے مشغلوں میں بے ہودگی سے پڑے رہنے دیئے۔

دوسرے مقام پہ اللہ یوں فرماتے ہیں، کہ یہودیوں نے توراۃ کی حفاظت کے لئے اللہ سے کئے گئے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا، اس کی حفاظت کرنے کی بجائے انہوں نے کئی اشیاء کو بھلا دیا، یہ دلیل ہے اس چیز کی، کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمودہ امانت کتاب توراۃ کی حفاظت کے تقاضوں کو پورا کرنے میں شدید ترین غفلت اور کوتاہی کا ارتکاب کیا، ارشاد خداوندی ہے؛

فَبِمَا نَقْضُكُم مِّيثَاقَهُمْ لَعْنُكُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَاسِرَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ سورۃ المائدہ

غرض ان کی عہد شکنی ہی کی بناء پر ہم نے انہیں رحمت سے دور کر دیا ہے، اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا ہے، وہ کلام (کلام اللہ) کو اس کے موقع محل سے بدل دیتے ہیں، اور جو کچھ انہیں نصیحت کی گئی تھی، اس کا ایک (بڑا) حصہ بھلا بیٹھے ہیں، اور ان میں سے سوائے چند کے آپ کو ان کی ذہانت کی اطلاع آئے دن ہوتی رہتی ہے، سو آپ ان کو معاف فرمادیجئے، اور (ان سے) درگزر کیجئے، بے شک اللہ نیکو کاروں کو پسند کرتا ہے۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے، کہ وہ توراۃ جسے اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا، وہ اس کے ایک حصہ میں یہودیوں کی طرف سے تحریف کی وجہ سے، اور دوسرے حصہ کو یہودیوں کے بھلا دینے کی وجہ سے گم ہو گئی ہے، یہی وجہ ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جن لوگوں نے توراۃ کی مکمل صحت و درستگی کا دعویٰ کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے انکو مکمل توراۃ پیش کرنے کا چیلنج کیا تھا، لیکن وہ مکمل توراۃ پیش نہ کر سکے، اس لئے کہ جو توراۃ ان کے پاس موجود تھی وہ توراۃ قطعاً وہ تھی، جسے اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ اپنے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا،

ارشاد ربانی ہے۔

قُلْ فَاتُوا بِالْتَّوْرَةِ فَاتْلَوْهَا إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ سورۃ آل عمران۔

آپ کہئے، کہ توراۃ لاؤ، اور اسے پڑھو! اگر تم سچے ہو۔

اس آیت سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے، کہ تورۃ مکمل طور پر درست نہیں ہے، اگر یہودیوں کے پاس تورۃ کا ایک جزء بھی صحیح موجود ہوتا، تو وہ اسے ضرور پیش کرتے، اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا، کہ یہودیوں کے پاس تورۃ کا صحیح اور حقیقی نسخہ موجود نہیں ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو چیلنج فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے تورۃ کو ضائع کر دینے کی وجہ سے یہودیوں کی مذمت فرمائی ہے، اور انہیں گدھوں کے ساتھ مشابہت دی ہے، اس لئے کہ یہودی اور گدھے کتاب کے حامل ہونے، اور اس سے فائدہ نہ اٹھانے کی خاصیت میں مکمل مماثلت رکھتے ہیں،

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

مَثَلُوا الَّذِينَ حَمَلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ۔ سورة الحجۃ

جن لوگوں کو تورۃ پر عمل کا حکم دیا گیا تھا، پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے، جو کتابیں لادے ہوئے ہو، (کیسی) بری مثال ہے، ان قوم والوں کی، جنہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا، اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

جو شخص بھی تورۃ کی نصوص و عبارات کا باریک بینی سے جائزہ لے گا، اسے کامل یقین ہو جائے گا، کہ ان نصوص کو لکھنے والے موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور ہیں، اسی طرح جو شخص عہد قدیم کے پہلے پانچ صحیفوں (اسفار) جن کے متعلق یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے، کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہی انہیں لکھا تھا، اور اسی عقیدہ کی بناء پر وہ ان اسفار کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں، کو اپنے سامنے رکھے گا، تو اسے اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں ذرا سا بھی تردد نہیں ہوگا، کہ پانچوں اسفار سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے تحریر فرمودہ نہیں ہیں، بلکہ ان کا موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے لکھا ہونا ایک ناممکن اور امر محال ہے، کیونکہ خود ان اسفار کی نصوص دلالت کرتی ہیں، کہ انہیں موسیٰ علیہ السلام کے بہت بڑی مدت بعد لکھا گیا ہے، قدیم و جدید محققین نے ایسی متعدد مثالیں پیش کی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے، کہ ان اسفار کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کرنے کا معاملہ کلیۃً باطل اور محال ہے۔

یہودیوں کی اپنی کتاب مقدس میں تحریف کی چند مثالیں۔

پہلی مثال۔

سفر تثنیہ کی چوتھی فصل میں مذکور ایک روایت میں موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور پھر موآب کے علاقہ میں ان کی تدفین

کے متعلق بیان ہوا ہے، توراۃ کے الفاظ یہ ہیں۔

فمات هناك موسى عبد الرب في ارض مؤاب حسب قول الرب ودفنه في الجواء في ارض مؤاب مقابل بيت فغور ولم يعرف انسان قبره الى هذا اليوم وكان موسى ابن مائة وعشرين سنة حين مات۔ الخ

اس وقت مؤاب کی سر زمین میں رب کے حکم کے تحت رب کے غلام موسیٰ کو وفات آگئی، اور انہیں مؤاب کی زمین فغور کے گھر کے مقابل جواء (جگہ کا نام) میں دفن کر دیا گیا، ان کی قبر کے متعلق تا حال کسی کو معلوم نہیں ہو سکا، وفات کے وقت موسیٰ کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔

سوچنے کی بات یہ ہے، کیا کسی عقل مند انسان کے لئے اس بات کو سچا تسلیم کر لینا ممکن ہو سکتا ہے، کہ موسیٰ علیہ السلام نے بذات خود توراۃ میں اپنی وفات، تدفین، جائے تدفین، اور بنو اسرائیل کے آپ پر رونے کی تفصیلات کو اپنی زندگی ہی میں قلم بند کر دیا ہو، پھر مذکورہ بالا عبارت میں سے یہ جملہ "ان کی قبر کے متعلق تا حال کسی کو معلوم نہیں ہو سکا" انتہائی غور و فکر کا متقاضی ہے، صرف اسی ایک جملہ پر غور و فکر کرنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے، کہ یہ سب کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے طویل ترین مدت کے بعد لکھا گیا، کہ موسیٰ علیہ السلام کی قبر کی شناخت اسی لمبی مدت کی وجہ سے ناممکن ہوئی، اور یہی روایت اس پر بھی دلالت کرتی ہے، کہ ان کی وفات کئی سو سال قبل ہو چکی تھی کئی نسلیں گزر چکیں تھیں، ان کی قبر مبارک کا نام و نشان اس زمانہ میں کسی کو معلوم نہیں تھا، جب توراۃ لکھی گئی، دوسری مثال۔

فقال الرب موسى انظر انا جعلتك الها لفرعون وهارون اخوك يكون نبيك۔

رب نے موسیٰ سے کہا، دیکھ؛ میں نے تجھے فرعون کا معبود بنادیا ہے، اور تیرا بھائی ہارون تیرا نبی ہوگا۔

یہودیوں کے پاس موجود توراۃ کی یہ ایک اکیلی دلیل ہی ہمارے اس دعویٰ کے لئے ٹھوس اور مضبوط دلیل کی حیثیت رکھتی ہے، کہ توراۃ میں تحریف ہوئی ہے، اور کرنے والے خود یہودی ہیں، وگرنہ یہ کیسے کہا جاسکتا تھا، کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ فرمایا ہو، کہ میں نے تجھے منصب معبودیت عطا کر دیا ہے، آج سے فرعون کا رب تو ہے، اور ہارون تیرا نبی ہے، حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے، دعویٰ ربوبیت کافر فرعون نے کیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس کا رد کرنے اور اسے اللہ واحد کے راستہ کی طرف بلانے کے لئے بھیجا تھا، اور جتنے انبیاء و رسل اللہ کریم نے اس کائنات میں بھیجے، سب کی آمد کا مقصد ایک ہی تھا کہ وہ اللہ ہی کی ربوبیت والوہیت کا پرچار کریں اور اسی کی لوگوں کو دعوت دیں۔

ہماری طرح یہودیوں کے علماء و احبار بھی موسیٰ علیہ السلام کے بعد تورات میں کی گئی تحریف کا اعتراف کرتے ہیں، یہودیوں کے بہت بڑے عالم سیموئیل بن یحییٰ نے اسلام کی دولت سے مالا مال ہونے کے بعد اپنی کتاب میں یہ اعتراف بایں الفاظ کیا ہے:

علمائهم واحبارهم يعلمون ان هذا التوراة التي بايد يهيم لايعتقد احد من علمائهم واحبارهم انها المنزلة على موسى البتة لان موسى صان التوراة عن بني اسرائيل ولم يثبتا فيهم وانما سلمها الى عشرين اولاد ليؤي ولم يبدل موسى من التوراة لبني اسرائيل الانصف سورة يقال لها " هائيزو " وهؤلاء والائمة الهارويون الذين كانوا يعرفون التوراة ويحفظون اكثرها قتلهم تحتصر على دم واحد يوم فتح بيت المقدس ولم يكن حفظ التوراة فرضا ولا سنة بل كان كل واحد من الهاروسين يحفظ فصلا من التوراة۔

"كتاب" انعام اليهود ص 134 مطبوعه مراکش۔

یہودی علماء و احبار اس حقیقت سے کما حقہ آگاہ ہیں، کہ یہ تورات جو ان کے پاس ہے، اس کے متعلق ان کے احبار و علماء میں سے کوئی ایک بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا، کہ واقعی وہی تورات ہے، جسے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا گیا تھا، اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے تورات کو محفوظ کر کے رکھا تھا، اور اسے انہوں نے عام نہیں کیا تھا، انہوں نے تو اسے اپنے خاندان یعنی لیوی کی اولاد کے حوالے کیا تھا، بنو اسرائیل کے لئے موسیٰ علیہ السلام نے تورات کی صرف آدھی سورت کو عام کیا تھا، اس سورت کا نام ہائیزو ہے، اور یہ ہارونی امام تھے، یہ تورات کے عالم اور اس کے اکثر حصہ کو زبانی یاد رکھتے تھے، انہیں تو بیت المقدس کی فتح کے موقع پر بخت نصر (بادشاہ) نے مجموعی طور پر قتل کر ڈالا تھا، پھر تورات کو یاد کرنا نہ فرض تھا، نہ ہی سنت، بلکہ ہارونیوں کا ہر فرد از خود تورات کے ایک حصہ کو یاد کر لیا کرتا تھا۔

یہ بات تو اب آپ سب کو معلوم ہو گئی کہ موجودہ تورات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تحریر نہیں کیا تھا، تو پھر کس نے اس تورات کو لکھا تھا، یہ ایک بہت بڑا سوال ہے، آئیے ہم اس سوال کا جواب بھی یہودیوں کے گھر سے ہی معلوم کرتے ہیں، اس کی تائید بھی امام سیموئیل بن یحییٰ المغربی کے ان کلمات سے ہوتی ہے،

فلما رای عزراء ان القوم قد احرق هیکلهم وزالت دولتهم وتفرق جمعهم ورفع کتابهم جمع من محفوظاته ومن الفصول التي يحفظها الكهنة ما لفق منه هذه التوراة التي بايد يهيم الآن ولذلك بالغوا في تعظیم عزراء هذا غاية المبالغة وزعموا ان النور الى الآن يظهر على قبره الذي عند بطائح العراق لانه عمل لهم كتابا يحفظ دينهم فهذه التوراة التي بايد يهيم على الحقيقة كتاب عزراء وليس كتاب الله۔

"کتاب" انعام الیہود ص 139 مطبوعہ مراکش

جب عزراء (ایک یہودی عالم) نے یہ دیکھا، کہ یہودیوں کا ہیکل نذر آتش کر دیا گیا ہے، ان کی حکومت زوال سے دوچار ہو گئی ہے، اور ان کا شیرازہ بکھر گیا ہے، اور ان کی کتاب بھی ان سے اٹھالی گئی ہے، تو اس نے اپنی یادداشت سے اور کاہنوں کے حفظ کردہ اجزاء کی مدد سے اس تورات کو مرتب کیا، جو اس وقت یہودیوں کے پاس موجود ہے، یہی وجہ ہے، کہ یہودی عزراء کی حد درجہ تعظیم و توقیر بجالاتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ عراق کے میدانوں میں موجود اس کی قبر سے ابھی تک نور کی برسات ہو رہی ہے، کہ اس نے ان کے لئے ایسی کتاب مرتب کر دی ہے، جس سے انکا دین محفوظ ہو گیا ہے، لہذا یہودیوں کے پاس موجود تورات عزراء کی لکھی ہوئی کتاب ہے، کتاب اللہ ہر گز نہیں۔

شیعہ اور ان کا عقیدہ تحریف قرآن مجید۔

شیعہ شراہریہ کا قرآن مجید کے متعلق بنیادی عقیدہ یہ ہے، کہ موجودہ قرآن مجید میں تحریف اور تبدیلی ہوئی ہے، بہت ساری آیات کو اس میں سے نکال دیا گیا ہے، اور بہت ساری آیات اس میں داخل کر دی گئی ہیں، اور نکالی گئی آیات مسلمانوں کے پاس موجودہ قرآن سے دو گنا زائد تھیں، اور تحریف کرنے والے بنیادی ارکان (نعوذ باللہ) ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم تھے نکالی گئی آیات دو بڑے اور بنیادی موضوعات سے ہے،

نمبر 1.

اہل بیت اور خاص طور پر علی بن ابی طالب رض اللہ عنہ کے فضائل اور ان کی امامت کے متعلق قرآنی تصریحات۔

نمبر 2.

مہاجرین و انصار کے عیوب و نقائص۔ (ان مہاجرین و انصار کو) (نعوذ باللہ) شیعہ منافق کہتے ہیں بقول ان کے یہ لوگ اسلام میں سازش کے ساتھ داخل ہوئے تھے۔

قسط نمبر 72

شیعہ شراہریہ کا عقیدہ تحریف قرآن مجید۔

شیعہ کا قرآن مجید کے متعلق وہی عقیدہ ہے، جو یہود کا تورات کے متعلق ہے،

ان کی مشہور کتب تفسیر و حدیث میں اس کے متعلق ان کے مجتہدین، محدثین، و مراجع کی تصریحات موجود ہیں، لیکن

موجودہ دور کے کچھ شیعہ علماء اس عقیدہ کا انکار کرتے ہیں، اور انکا انکار اس وجہ سے نہیں، کہ انہیں اس عقیدہ کی خرابی کا علم ہو گیا ہے، یا وہ رجوع حق کے طلبگار ہو گئے ہیں، اکثر اوقات انکی زبانی لغزشوں اور قلموں کی بے اعتدالی سے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے، کہ وہ ابھی تک اپنے قدیمی خبیث عقیدہ پر قائم ہیں، اور اس سے ایک بال کے برابر بھی پیچھے نہیں ہٹے، صرف اس وجہ سے وہ انکار کرتے ہیں، کہ اب ان کے عقائد مسلمانوں کی اکثریت کو معلوم ہو گئے ہیں، اور مسلمان کھل کے ان کے اس خبیث عقیدہ سے اظہار نفرت کرتے ہیں، بلکہ اب انہوں نے اسے نفاق، فریب، اور دھوکہ کے پردے میں چھپا لیا ہے، بطور تقیہ، کہ جو ان کے دین کا نانوے فیصد حصہ ہے، وہ مسلمانوں کے سامنے یہ کہتے ہیں، کہ ہم تو اسی قرآن مجید کو مانتے ہیں، جسکو تمام مسلمان مانتے ہیں،

لیکن ان کے وہ علماء، مجتہدین، مراجع جنہوں نے روز اول سے آج تک قرآن مجید میں تحریف کا عقیدہ پیش کیا ہے، یہ نہ ہی ان سے اعلان برات کرتے ہیں، اور نہ ہی ان کے ان باطل عقائد کا انکار کھل کے کرتے ہیں، بلکہ جب بھی انہیں ان کا بر سے اعلان برات کا کہا جائے گا، تو چونکہ چنانچہ میں بات کو ٹالیں گے، یا یہ کہیں گے، کہ وہ مجتہد تھے، ہم ان کے متعلق کسی رائے کا اظہار نہیں کریں گے، اگر انہوں نے غلط بھی لکھا ہے، تو ان کو ایک نیکی کا ثواب تو ضرور ملے گا، شیعہوں کے تمام بڑے علماء، مجتہدین، مراجع ماسواچار کے، سب کا اجتماعی طور پر یہ منفقہ عقیدہ ہے، کہ قرآن مجید میں تغیر و تبدل و تحریف ہوئی ہے (ان چار نے اپنے عقیدہ کی صراحت اور وضاحت نہیں کی)

میں یہاں ان کے چند بڑے علماء کا تذکرہ کروں گا، جنہوں نے اپنی معتمد تالیفات میں قرآن مجید میں تحریف کے عقیدہ و دغوی کو کھل کر بیان کیا ہے، جس سے قرآن کریم میں تحریف کا دغوی ثابت ہوتا ہے، میں کوشش کروں گا، کہ ان علماء کے تذکرہ کے دوران ان کے زمانہ کی ترتیب کو ملحوظ رکھوں، اور ان کی وفیات کی تاریخ کو بھی بیان کروں۔

1۔ ان کا پہلا عالم: سلیم بن قیس الہلالی متوفی 90 ہجری ہے،

اس نے اپنی کتاب "کتاب سلیم بن قیس" میں ایسی متعدد روایات درج کی ہیں، جن کا لب لباب یہ ہے، کہ قرآن کریم میں تحریف ہوئی ہے، انہی روایات میں سے ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اس نے اپنی سند سے منسوب کی ہے، اس میں ہے،

ان الاحزاب تعدل سورة البقرة والنور ستون ومائة آية والحجرات ستون آية والحج تسعون ومائة آية فما هذا۔

کتاب سلیم بن قیس ص 122 مطبوعہ ایران

ترجمہ؛ سورۃ الاحزاب سورۃ البقرۃ کے مساوی تھی، اور سورۃ نور کی ایک سو ساٹھ آیات تھیں، سورۃ الحجرات کی ساٹھ آیات اور سورۃ الحجر کی ایک سو نوے آیات تھیں،

شیعی امام سلیم بن قیس کی اس بات کا مطلب یہ ہے، کہ سورۃ الاحزاب جس کی آیات کی تعداد 73 ہے، اصل میں یہ سورۃ البقرہ کے مساوی تھی، جس کی آیات 280 ہیں،

سورۃ النور سلیم بن قیس کے موقف کے مطابق 160 آیات پر مشتمل تھی، جبکہ قرآن مجید میں یہ سورۃ مبارکہ کل 64 آیات پر مشتمل ہے، سورۃ الحجرات کی سلیم بن قیس کے مطابق 60 آیات تھیں، جب کہ قرآن مجید میں یہ سورۃ کل 18 آیات پر مشتمل ہے، سورۃ الحجر سلیم بن قیس کے مطابق 190 آیات پر مشتمل تھی، لیکن ہمارے پاس موجود قرآن مجید میں یہ کل 99 آیات پر مشتمل ہے، مذہب شیعہ کے بانی علماء کے سرخیل سلیم بن قیس کا یہی عقیدہ ہے، کہ قرآن مجید میں سے ایسی آیات کی بڑی مقدار کو نکال دیا گیا ہے، جو اہل بیت کی فضیلت پر اور خاص طور پر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پر مشتمل تھیں،
(یہ عقیدہ، عقیدہ تحریف نہیں تو اور کیا ہے ؟)

2۔ ان کا دوسرا بڑا عالم؛

محمد بن حسن الصفار (المتوفی 290 ہجری) ہے، اس نے اپنی کتاب بصائر الدرجات میں امام جعفر صادق سے بیان کیا ہے، کہ انہوں نے کہا ہے،
ما من احد من الناس يقول انه جمع القرآن كله كما انزل الله الا كذاب و ما جمعه و ما حفظه كما انزل الا على بن ابی طالب و الائمة من بعده۔

بصائر الدرجات للصفار ص 213 مطبوعہ ایران

ترجمہ؛ لوگوں میں سے جو شخص بھی یہ دعویٰ کرتا ہے، کہ اس نے قرآن کو اس کے نزول کے مطابق جمع کیا ہے، تو وہ کذاب ہے، اس لئے کہ نزول کے مطابق قرآن کو صرف علی بن ابی طالب (رض) نے اور ان کے بعد آنے والے آئمہ نے ہی محفوظ اور جمع کیا ہے۔

انہی امام جعفر صادق سے ایک دوسری روایت یوں بیان کرتا ہے،
ما یستطیع احد ان یدعی انه جمع القرآن كله ظاهره و باطنه غیر الا وصیاء۔

ترجمہ؛ آئمہ کے علاوہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب نہیں ہے، کہ اس نے قرآن کو اس کے ظاہر و باطن سمیت مکمل طور پر جمع کر لیا ہے۔

3۔ ان کا تیسرا بڑا عالم؛

علی بن ابراہیم القمی (المتوفی 307 ہجری ہے، اس نے اپنی تفسیر کے پہلے جزء میں مقدمہ کے اندر یہ لکھا ہے،
فالقرآن منہ ناسخ و منسوخ و منہ محکم و منہ متشابہ و منہ عام و منہ خاص و منہ تقدیم و منہ تاخیر و منہ مقطع و منہ معطوف
و منہ حرف مکان حرف وائہ علی خلاف ما انزل اللہ۔

تفسیر القمی ج 1 ص 8 مطبوعہ ایران

ترجمہ؛ قرآن میں ناسخ بھی ہے، اور منسوخ بھی ہے، اس میں محکم بھی ہے، متشابہ بھی، اس میں عام بھی ہے، اور خاص بھی،
اس میں تقدم بھی ہے، اور تاخر بھی، اس میں مستقل بھی ہے، اور معطوف بھی، اس میں ایک کلمہ کی بجائے دوسرا کلمہ بھی
ہے، اور اللہ کے اتارے گئے کلام کے مخالف بھی۔

پھر اس مٹی نے تمام حدود پامال کرتے ہوئے اور بہتان طرازی کرتے ہوئے، قرآن کریم سے اپنے مزعومہ موقف کی
صد اقت کے لئے کئی مثالیں بھی درج کی ہیں، وہ اپنی بیان کردہ مثالوں میں تغیر و تبدل کرتا ہے، اور قرآن مجید کی آیات کو
آگے پیچھے کرتا ہے، اور وہ یہ سب کچھ اپنے یہودی استاذوں کی مکمل موافقت میں کرتا ہے، جو کلام اللہ کی آیات کو ایک جگہ
سے ہٹا کر دوسرے مقام پر رکھ کے اپنی مقدس کتاب میں تحریف کیا کرتے تھے (العیاذ باللہ)

4۔ ان کا چوتھا عالم؛

مٹی کے بعد اس کا شاگرد محمد بن یعقوب کلینی (المتوفی 338 ہجری ہے)
اسے شیعوں کا سب سے بڑا محدث ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے، اس نے شیعہ کے لیے الکافی لکھی ہے، الکافی اور کلینی کو
شیعہ مذہب میں وہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کے مقام دیا جاتا ہے، جو اہل السنۃ کے ہاں صحیح البخاری اور امام بخاری رح کو
حاصل ہے،

یہ وہی کافی ہے، جس کے سرورق پر ان کے مزعومہ معصوم بارہویں امام غائب کا عطا کردہ سرٹیفکیٹ " ہذا کاف لشیعتنا "
ہے (روایت ہے، الکافی لکھنے کے بعد کلینی نے بارہویں کی غیبت صغریٰ کے زمانہ میں سفیروں کے ذریعہ یہ کتاب غار
میں بارہویں امام کے معائنہ کے لئے بھجوائی تھی، تو اس نے یہ سرٹیفکیٹ دیا تھا " یہ ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے) "

اب دیکھتے ہیں، کلینی نے قرآن کریم کے بارہ میں اپنی بارہویں سے تصدیق شدہ کتاب میں کیا لکھا ہے،
قال دفع الی ابوالحسن علیہ السلام مصحفاً وقال: لا تنظر فیہ ففتحتہ وقرأت فیہ "لم یکن الذین کفروا" فوجدت فیہ اسم سبعین
رجلاً من قریش باسمائهم واسماء آبائهم قال: فبعث الی البعث الی بالمصحف۔

اصول کافی ج 2 ص 631

احمد بن محمد بن ابی نصر کا بیان ہے، کہ ابوالحسن علیہ السلام نے ایک مصحف میرے سپرد کیا اور کہا: اس میں دیکھنا نہیں ہے،
میں نے اسے کھولا، اور اس میں "لم یکن الذین کفروا" (یعنی سورۃ البینہ کی تلاوت کی (میں نے اس میں قریش کے
ستر اشخاص کے نام اور ان کے آباء کے نام لکھے دیکھے، احمد بن محمد بن نصر کہتا ہے، کہ پھر ابوالحسن نے میری طرف پیغام
بھیجا، کہ یہ مصحف ان کی طرف بھیجوں، چنانچہ میں نے وہ مصحف ان کی طرف بھیج دیا۔
کلینی نے ابو عبد اللہ کا (امام جعفر صادق کی کنیت ہے ابو عبد اللہ) یہ قول بھی نقل کیا ہے،
قال: ان القرآن الذی جاء به جبریل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سبعة عشر الف آیت۔
ترجمہ: وہ قرآن جسے جبریل علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لائے تھے وہ ستر ہزار آیات پر مشتمل تھا۔
اس روایت سے (بقول شیعہ محدثین) یہ ثابت ہوتا ہے، کہ قرآن مجید کے دو تہائی حصے غائب ہو گئے ہیں۔

صرف یہی نہیں، بلکہ اس شیعہ محدث اعظم کلینی نے ایک روایت اس طرح کی بھی پیش کی ہے، کہ ان کے پاس دوسرا
قرآن ہے، جو مسلمانوں کے پاس موجود قرآن کریم سے تین گنا زائد ہے، کافی کی کتاب الحجۃ میں ہے،
عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ انہ قال: وان عندنا لمصحف فاطمہ ومایدریہم ما مصحف فاطمہ علیہا السلام قال: قلت وما مصحف
فاطمہ علیہ السلام قال مصحف فیہ مثل قرآنکم ہذا ثلاث مرات، واللہ ما فیہ من قرآنکم حرف واحد۔

ابو بصیر ابو عبد اللہ سے بیان کرتا ہے، کہ انہوں نے کہا، کہ ہمارے پاس فاطمہ (رض) کا مصحف موجود ہے، معلوم ہے
کہ فاطمہ علیہا السلام کا مصحف کیا ہے؟ راوی کہتا ہے، میں نے کہا، فاطمہ کا مصحف کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ مصحف
تمہارے اس قرآن سے تین گنا زائد ہے، اللہ کی قسم! اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی موجود نہیں ہے۔
5۔ ان کا پانچواں عالم؛

یہ انکا مجتہد محمد بن مسعود بن لیث المعروف بالعیاش ہے،

اس کا شمار ان کے ان مشہور شیعہ علماء میں ہوتا ہے، جن کو خصوصی طور پر قرآن کریم میں تحریف کے عقیدہ کی وجہ سے شہرت حاصل ہوئی ہے، یہ تفسیر العیاشی کا مؤلف ہے، اس تفسیر کو شیعوں میں اہم ترین اور قدیم ترین تفسیر ہونے کا اعزاز و مقام حاصل ہے، عیاشی نے اپنی اس تفسیر کے پہلی جلد میں یہ روایت درج کی ہے؛
عن ابی عبد اللہ قال؛ لو قرئ القرآن کما نزل لافیتنا مسمین۔

تفسیر العیاشی ج 1 ص 13 مطبوعہ ایران

ترجمہ؛ ابو عبد اللہ نے فرمایا، کہ، اگر قرآن کو اس کے نزول کی مطابق پڑھا جائے، تو تمہیں اس کے اندر ہمارے نام لکھے ہوئے مل جائیں گے۔

یعنی اگر قرآن کریم میں تحریف کا ارتکاب نہ ہو چکا ہوتا، تو آپ کو قرآت کے دوران اہل بیت کے نام لکھے ہوئے ملتے، لیکن اس میں سے بقول عیاشی صحابہ (علیہم الرضوان) نے تحریف کر دی ہے، اور انہیں بدل ڈالا ہے، اسی تفسیر میں ابو جعفر سے ان کا یہ قول بھی نقل ہوا ہے،

ان القرآن قرطرح منه ای کثیر ولم یزد فیہ الا حرف اخطات بہ الکتبۃ و توہمھا الرجال۔

تفسیر عیاشی ج 1 ص 180 مطبوعہ ایران

ترجمہ؛ قرآن میں سے بہت ساری آیات کو نکال دیا گیا ہے، اس میں صرف ایک حرف کا اضافہ کیا گیا ہے، جو کاتبوں کی غلطی اور وہم کا نتیجہ ہے۔

قسط نمبر 73

6۔ ان کا چھٹا عالم؛

ان کا چھٹا عالم شیخ مفید (المتوفی 413 ہجری) ہے، شیخ مفید کو شیعہ عقائد کا بانی اور مؤسس بھی کہا جاتا ہے، اس نے تحریف کے عقیدہ کے متعلق باقی تمام اسلامی فرقوں کے مقابلہ میں اپنے علماء کا اجماع نقل کیا ہے، اس شخص نے اپنی کتاب ادانک المقاتلات میں لکھا ہے،

واتفقوا ان ائمة الضلال خالفونی کثیر من تالیف القرآن وعدلوا فیہ عن موجب التنزیل وسنة النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجمعت المعتزلة والخوارج والمرجئة واصحاب الحديث علی خلاف الامامية فی جمیع ما عدناہ۔

(اوائل المقالات ص 48 مطبوعہ ایران)

شیعوں کا اس امر پر اتفاق ہے، کہ گمراہ اماموں (یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان) نے قرآن کی بہت ساری تراکیب میں مخالفت کی ہے، اور انہوں نے قرآن اور سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضوں سے انحراف کیا ہے، جبکہ معتزلہ، خوارج، مرجئہ، اور محدثین امامیہ کی بیان کردہ تمام باتوں کی مخالفت پر متفق ہیں۔

7۔ ان کا ساتواں عالم؛

ابو منصور الطبرسی (المتوفی 620 ہجری) ہے،

اس طبرسی نے اپنی کتاب الاجتماع میں سیدنا ابوذر غفاری رضی کی طرف یہ روایت منسوب کی ہے،
عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال؛ لما تفرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع علی علیہ السلام القرآن وجاؤہ الی المہاجرین والانصار وعرضہ علیہم لما قد اوصاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما فتحہ ابو بکر خرج فی اول صفیۃ فتحمھا فضاح القوم فوثب عمر وقال؛ یا علی ارددہ فلا حاجۃ لنا فیہ فاخذہ علیہ السلام وانصرف ثم احضر وازید بن ثابت وکان قارئاً للقرآن فقال لہ عمران علیا جاء بالقرآن وفیہ فضاح المہاجرین والانصار وقد راينا ان تؤلف القرآن وتسقط منه ما کان فضیحة وھتکا للمہاجرین والانصار فاجابہ زیدالی ذلک۔

(الاحتجاج للطبرسی ص 156 مطبوعہ)

ترجمہ؛ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کیا، اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق مہاجرین و انصار کی طرف لائے، اور اسے ان پر پیش کیا، جب اسے ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے کھولا، تو کھولتے ہی پہلے صفحہ پر انہیں قوم (یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان) کی برائیوں کے تذکرے نظر آئے، عمر (رضی اللہ عنہ) تیزی سے اٹھے، اور کہنے لگے "علی" (رضی اللہ عنہ) تم اسے واپس لے جاؤ، ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، تو آپ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) اسے اٹھا کر واپس چلے گئے، پھر انہوں نے زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) جو قرآن کے قاری تھے، بلایا، اس سے عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا، علی، (رضی اللہ عنہ) قرآن لایا ہے، لیکن اس میں مہاجرین و انصار کے عیوب مذکور ہیں، ہماری رائے یہ ہے، کہ ایک قرآن کو جمع کریں، اور اس میں سے مہاجرین و انصار کے عیوب و نقائص کو خارج کر دیں، تو زید (رضی اللہ عنہ) نے اس کے مطابق تعمیل کر دی۔

بلکہ طبرسی کا تو یہ دعویٰ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جہاں جرائم کا ذکر کیا ہے، وہیں اس نے ان جرائم کے مرتکبین کے ناموں کی بھی صراحت کر دی تھی، لیکن صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے ان ناموں کو حذف کر دیا تھا، اس طرح یہ واقعات اور قصے وضاحت کے بغیر ادھورے رہ گئے، اس نے اپنی کتاب الاحتجاج میں لکھا ہے،

ان الکناية عن اصحاب الجرائر العظيمة من المنافقين في القرآن ليست من فعله تعالى وانها من فعل المغيرين والمبدلين الذين جعلوا القرآن عسین واعتاضوا الدنيا من الدين۔

قرآن کریم میں بڑے بڑے جرائم کرنے والے منافقوں کے متعلق اشارہ و کنایہ کا انداز اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعاً نہیں ہے، بلکہ یہ قرآن میں تغیر و تبدل کرنے والوں (یعنی صحابہ کرام) (رضی اللہ عنہم) کی طرف سے ہوا ہے، یہ قرآن کو بدلنے والوں کا کام ہے، جنہوں نے قرآن کو تقسیم کر دیا، اور دین کے بدلہ میں دنیا کو خرید لیا۔

یہ ہے، شیعوں کے ایک امام طبرسی کا عقیدہ قرآن، اس نے جتنا کچھ ظاہر کیا ہے، یہ اس سے کہیں زیادہ ہے، جو اس نے اپنے دل میں پوشیدہ رکھا ہوا تھا، اور یہ سب کچھ منافقت اور دھوکہ جسے وہ تقیہ کا نام دیتے ہیں کی بنیاد پر ہے، اس کے خیالات و نظریات کی نسبت سے دیکھا جائے، تو یہ کچھ بھی نہیں ہے، اپنے دل کی حالت اس نے خود ہی اپنی کتاب میں یوں عیاں کر دی، لکھتا ہے؛

ولو شرت لك كل ما بسقط و حرف و يدل مما جرى هذا المجرى لطل و ظهروا تحضر التقية اظهارة من مناقب الاولياء و مثالب الاعداء۔

(الاحتجاج للطبرسی ص 254 مطبوعہ ایران)

ترجمہ؛ اگر میں ساقط کئے گئے، تحریف یا تبدیل کر دئے گئے، ہر مقام کی تیرے سامنے مکمل تشریح کر دوں، تو کلام حد سے زیادہ لمبی ہو جائے، اور اولیاء کے فضائل اور دشمنوں کے عیوب و نقائص تمام کے تمام ظاہر ہو جائیں، جس کے اظہار میں تقیہ مانع ہے۔

"ضروری نوٹ" اکثر لوگ طبرسی کے نام سے مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں،

طبرسی کی نسبت سے الاحتجاج اور فصل الخطاب کا مؤلف ایک ہی شخص کو سمجھتے ہیں،

حالانکہ طبرسی نسبت والے شیعہ مذہب میں دو بڑے شیوخ ہیں، ایک متقدمین میں، اور ایک متاخرین میں،

ایک کا نام ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی ہے، جسکی کتاب کے حوالے اوپر گزرے ہیں، اور یہ متقدمین شیعہ

محمد ثین میں سے ہے،

متاخرین شیعہ محدثین میں طبرسی نام کا دوسرا شخص محدث مرزا حسین نوری الطبرسی (المتوفی 1320 ہجری) ہے یہ وہ لعنتی اور خبیث شخص ہے، جس نے تحریف قرآن پر مستقل ایک کتاب بنام "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" لکھی ہے، جس میں دو ہزار سے زائد اپنے آئمہ معصومین کی طرف منسوب روایات لکھی ہیں، کہ موجودہ قرآن کریم نعوذ باللہ تحریف شدہ ہے، اس کی کتاب کا ذکر آئندہ جب آئے گا، تو مختصر نام "فصل الخطاب" سے آئے گا۔

8۔ ان کا آٹھواں عالم؛

ان کا آٹھواں عالم الفیض الکاشانی (المتوفی 1091 ہجری) ہے، اس کا شمار بھی کبار شیعہ مفسرین و علماء میں ہوتا ہے، یہ تفسیر الصافی کا مؤلف ہے، اس نے اپنی اس تفسیر کی تمہید میں بارہ مقدمات لکھے ہیں، ان میں سے چھٹے مقدمہ کو اس نے قرآن مجید میں تحریف کے ثبوت لئے مختص کیا ہے، اور اس مقدمہ کا عنوان ان الفاظ میں قائم کیا ہے، المقدمة السادسة فی نبد مما جاء فی جمع القرآن و تحریفه و زیادته و نقصه و تاویل ذلک۔

ترجمہ؛ چھٹا مقدمہ قرآن مجید کے جمع کرنے میں کی گئی تحریف، زیادتی، اور کمی کے متعلق، اور ان سب کی حقیقت کا بیان۔ پھر یہ مؤلف اپنے متعدد مستند مصادر سے نقل کردہ ایسی روایات جو قرآن میں تحریف کے اثبات پر مشتمل ہیں، کو بیان کرنے کے بعد جس نتیجے پر پہنچتا ہے، اس کو ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

والمستفاد من هذه الاخبار وغيرها من الروایات من طریق اهل البيت علیهم السلام ان القرآن الذی بین اظہر نالیس بتمامہ کما نزل علی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بل منه ما هو خلاف ما نزل اللہ، ومنه ما هو مغیر محرف وانه قد حذف منه اشیاء كثيرة، منها اسم علی علیہ السلام فی کثیر من المواضع و من حافظه آل محمد علیهم السلام، غیر مرة و منها اسماء المنافقین فی مواضعها و منها غیر ذلک وانه لیس ایضا علی الترتیب المرصی عند اللہ و عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر الصافی ج 1 ص 44 مطبوعہ ایران)

ان احادیث سے اور ان کے علاوہ اہل بیت سے مروی دوسری روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ یہ قرآن جو ہمارے درمیان موجود ہے، یہ پورے کا پورا وہ قرآن نہیں ہے، جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا تھا، بلکہ اس میں اللہ کے اتارے گئے کلام کے خلاف بھی مجموعہ ہے، تبدیل شدہ اور تحریف شدہ آیات بھی ہیں، اس میں بہت سی اشیاء کو خارج کر دیا گیا ہے، علی کے نام کو بیشتر مقامات سے ہٹایا گیا ہے، آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی الفاظ کو متعدد مقامات سے حذف کیا گیا ہے،

منافقین کے ناموں کو تمام جگہوں سے ساقط کر دیا گیا ہے، اس کے علاوہ دوسرے رد و بدل بھی کئے گئے ہیں، پھر یہ قرآن اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پسندیدہ ترتیب پر بھی قائم نہیں ہے، کاشانی نے قرآن کریم میں بعض آیات کو حذف کر دینے کی جو صراحت کی ہے، اس کے متعلق میں اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی رحمت سے مستقل اور مفصل عنوان "شیعہ اور قرآن" کے تحت گفتگو کروں گا، اور اسی موقع پر شیعوں کے بقول حذف آیات کی انواع و اقسام پر بھی روشنی ڈالوں گا انشاء اللہ۔

9۔ ان کانوا عالم؛

ان کانوا عالم ملا باقر مجلسی (المتوفی 1111 ہجری) ہے، یہ شیعوں کا بہت بڑا شیخ الاسلام ہے، اس نے اپنے بحار الانوار نامی (انسائیکلو پیڈیا) کتاب میں ایسی سینکڑوں روایات درج کی ہیں، جن میں کھلی صراحت موجود ہے، کہ قرآن مجید میں تحریف ہوئی ہے،

انہی روایات میں ایک روایت یہ بھی ہے،

عن ابی عبد اللہ امہ قال؛ واللہ ما کنی فی کتابہ حتی قال یا ویلتی لیے فی لم اتخذ فلانا خلیلاً وانما ہی فی مصحف علی علیہ السلام یا ویلتی لیتنی لم اتخذ الثانی خلیلاً۔

(بحار الانوار ج 19 ص 4 مطبوعہ ایران)

ابو عبد اللہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا ہے، اللہ کی قسم! اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے فرمان "ہائے میری شامت۔۔۔۔۔ کاش! میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا، میں کنایہ و اشارہ فرمایا ہی نہیں ہے، بلکہ علی علیہ السلام کے مصحف میں اس کی کھلی صراحت مذکور ہے، اس میں ہے، ہائے میری شامت۔۔۔۔۔ کاش! میں نے دوسرے کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

اس روایت میں "دوسرے" کے لفظ سے شیعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مراد لیتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ قیامت کے دن ابو بکر رضی اللہ عنہ معاذ اللہ عمر رضی اللہ عنہ سے اظہار برات کریں گے، اور یہ الفاظ بولیں گے،

جو احباب مزید دلائل کے خواہشمند ہیں، انہیں بحار الانوار کی جلد 24 کا مطالعہ کرنا چاہئے، جس میں اس مجلسی ملعون نے بیسیوں صفحات اس باطل عقیدہ کہ قرآن کریم میں تحریف ہوئی ہے کے حق میں دلائل سے سیاہ کئے ہوئے ہیں، آپ لوگوں کو واضح نظر آئے گا، کہ تحریف قرآن کے عقیدہ میں باقر مجلسی قائدانہ کردار ادا کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

10۔ انکا دسواں عالم؛

ان کے دسویں عالم کا نام نعمت اللہ الجزائری (المتوفی 1112 ہجری) ہے اس نے اپنی کتاب الانوار النعمانیہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان پر قرآن کریم میں تحریف کی تہمت عائد کرتے ہوئے یوں لکھا ہے،
لا تعجب من کثرة الاخبار الموضوعة فانهم بعد النبی قد غیرھا و بدلوا فی الدین ماھوا عظیم من هذا لتغیرھم القرآن و تحریف کلماتہ و حذف ما فیہ مدائح آل الرسول والائمة الطاہرین و فضاخ المنافقین و اظہار مساویہم۔

(الانوار النعمانیہ ج 1 ص 79 مطبوعہ تہران، ایران)

ترجمہ؛ موضوع روایات کی کثرت و بہتات تجھے حیرت کا شکار نہ بنادیں، اس لئے کہ ان لوگوں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی دین کو بدل ڈالا تھا، بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ سنگین جرم کے مرتکب ہو گئے، قرآن کو بدل ڈالا، کلمات میں تحریف کر دی، اور قرآن میں مذکور آل رسول اور آئمہ کے فضائل و مدائح کو ساقط کر دیا، اور منافقوں کے عیوب و جرائم کو بھی قرآن سے نکال دیا۔

احباب گرامی؛؛

بطور مشتہ نمونہ از خردارے شیعہ مذہب کے دس بڑے شیوخ کے اسماء، تواریخ و وفات، اور ان کی کتب کے حوالہ جات اس بات کی دلیل ہیں، کہ شیعہ کتاب اللہ کو تبدیل شدہ و تحریف شدہ مانتے ہیں،

پوری نسل شیعیت میں صرف چار افراد ایسے گذرے ہیں، جو قرآن مجید کو تحریف شدہ نہیں مانتے، لیکن محرف ماننے والوں سے اظہار برات بھی نہیں کرتے، یہ عجب معمر ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا!

ان دس کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے شیوخ شیعہ کے اسماء اور ان کی کتب کا تذکرہ "شیعہ اور قرآن" کے عنوان کے تحت ہوگا،

اس ساری بحث سے آپ پر بخوبی واضح ہوگا، کہ شیعوں اور ان کے یہودی آقاؤں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتب میں تحریف کے جرم میں کس قدر مشابہت موجود ہے، اور اس سے ہمارے اس موقف کو بھی تقویت ملتی ہے، کہ شیعہ عقائد و نظریات بنیادی طور پر بندروں اور خنزیروں کی اولاد مغضوب علیہ جماعت یہودیوں کے عقائد و نظریات سے اخذ شدہ ہیں

شیعہ شراہر یہ اور قرآن کریم کے موضوع پر اللہ کے فضل و رحمت اور اس کی توفیق سے انشاء اللہ تفصیل سے

چند باتوں کا تذکرہ کروں گا؛

- 1- متقدمین شیعہ شراہر یہ علماء اور قرآن کریم کے محرف ہونے پر ان کا اعتقاد۔
- 2- متاخرین شیعہ شراہر یہ علماء اور قرآن کریم کے محرف ہونے پر ان کے اقوال۔
- 3- قرآن کریم کی تحریف کے مدعی، متقدمین اور متاخرین بڑے شیعہ شراہر یہ علماء کے نام۔
- 4- اکابر شیعہ شراہر یہ علماء کی شیعوں کے سب سے بڑے محدث محمد بن یعقوب کلینی کے متعلق معتبر گواہی کہ وہ قرآن کریم کے محرف ہونے کا مدعی اور معتقد تھا۔
- 5- اکابر شیعہ شراہر یہ علماء کے بیانات، کہ قرآن کریم کو تحریف شدہ ثابت کرنے والی روایات متواتر اور مشہور ہیں۔
- 6- شراہر یہ کے زعم کے مطابق قرآن کریم میں تحریف کی انواع و اقسام۔
- 7- اس سوال کا جواب کہ جب شراہر یہ کے نزدیک یہ قرآن ناقص اور محرف ہے، تو وہ اس کی تلاوت کیوں کرتے ہیں۔
- 8- شراہر یہ کی کلام اللہ میں مغالطہ اور دھوکے پر مبنی تفسیروں کی مثالیں۔
- 9- شراہر یہ کی گھڑی ہوئی چند سورتیں، جن کے متعلق ان کا زعم باطل یہ ہے، کہ یہ وہ سورتیں ہیں، جو قرآن مجید میں سے نکالی گئی ہیں۔

10- شراہر یہ کے عقیدہ کے مطابق کتنا قرآن مجید ضائع کیا گیا، اور اصل قرآن مجید اب کس کے پاس ہے؛
تک عشرۃ کاملۃ؛

1- متقدمین شیعہ شراہر یہ علماء اور قرآن کریم کے محرف ہونے پر ان کا اعتقاد؛

شیعہ امامیہ کا یہ بنیادی عقیدہ ہے، کہ جو قرآن مجید اس وقت مسلمانوں کے پاس ہے، یہ وہ قرآن قطعاً نہیں ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے محبوب بندے حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا تھا، بلکہ اس میں تغیر، تبدل و تحریف ہو چکی ہے، اور یہ تغیر و تبدل و تحریف کا جرم ان لوگوں نے کیا، جنہیں دنیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے نام سے جانتی ہے (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) شراہر یہ کے بقول چونکہ وہ آل محمد کے دشمن تھے (نعوذ باللہ) اس لئے انہوں نے آل محمد کی دشمنی میں قرآن مجید کو بھی نشانہ مشق بنایا، اور وہ تمام آیات جو آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فضائل و مناقب میں اور اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عیوب و نقائص میں تھیں، وہ ساری کی ساری نکال دیں، اس کے

علاوہ بہت ساری دوسری آیات کو بھی قرآن مجید سے نکال دیا، اس طرح منزل من اللہ قرآن مجید کا دو تہائی حصہ اس موجودہ قرآن میں نہیں،

یہ عقیدہ متقدمین و متاخرین تمام بڑے علماء شراہر یہ کا ہے، صرف چار بڑے علماء نے بظاہر اس عقیدے کو رد کیا ہے، ان کے بقول یہی وہ قرآن مجید ہے، جو اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم پہ اتارا تھا، وہ چار علماء جو اسی قرآن مجید کو صحیح مانتے ہیں، ان کے نام یہ ہیں،

1- سید شریف مرتضیٰ۔

2- شیخ صدوق۔

3- ابو جعفر طوسی۔

4- ابو علی طبرسی۔

شراہر یہ کے عقیدہ تحریف قرآن کو اہل سنت علماء جب بھی عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں، تو اس وقت انہی چار علماء کے اقوال بطور جواب پیش کرتے ہیں، کہ جی ہم تو مسلمان ہیں، اور ہم تو اس قرآن کو مانتے ہیں، تحریف قرآن والی روایات ضعیف ہیں۔

تقیہ اور منافقت کی آڑ میں مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ تو کہہ دیتے ہیں، کہ وہ روایات ضعیف ہیں، لیکن جب انہیں یہ کہا جائے، کہ عقیدہ تحریف رکھنے والے اپنے مجتہدین کو کافر کہو (کیونکہ جو شخص بھی قرآن مجید میں تحریف کا قائل ہے، وہ کافر ہے) اور ان سے اعلان برات کرو، تو چونکہ چنانچہ کر کے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں، تحریف کے قائلین علماء شیعہ معمولی درجہ کے علماء نہیں، بلکہ انہی علماء پہ تو ان کے مذہب کی پوری عمارت قائم ہے، ان میں سے کئی علماء تو وہ ہیں، جنہوں نے اپنے آئمہ معصومین کا زمانہ پایا ہے، بلکہ محدث سلیم بن قیس تو وہ شخص ہے، جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت زین العابدین رحمہ اللہ، چار مزمومہ آئمہ معصومین کا زمانہ پایا ہے،

اور اس کی کتاب "کتاب سلیم بن قیس" مذہب شیعہ کی سب سے پہلی حدیث کی کتاب ہے (ان کے بقول آئمہ معصومین کے تمام فرمودات حدیث ہیں) عقیدہ تحریف کی ابتداء اسی کتاب سلیم بن قیس سے ہوتی ہے، اور آج تک یہ عقیدہ تحریف روز اول کی طرح زور و شور سے چل رہا ہے، کچھ کتب میں تو مستقل باب تحریف قرآن پر ہیں، لیکن فصل

الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب توپوری کی پوری آئمہ معصومین کی طرف منسوب روایات تحریف جن کی تعداد دو ہزار سے زائد ہے، پر مشتمل ہے، اور اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی، کہ ماضی قریب میں کچھ شیعہ علماء نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے یہ کہنا شروع کر دیا، کہ ہم تحریف کے قائل نہیں، تو ان کے بہت بڑے مجتہد نوری طبرسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب شہر نجف اشرف میں مشہد امیر المؤمنین علی رض میں بیٹھ کر یہ کتاب لکھی، اگر اس کا ترجمہ اردو میں کیا جائے، تو کم از کم ایک ہزار کے قریب اس کے صفحات بنتے ہیں، محدث نوری کو شہر البریہ میں یہ ممتاز مقام حاصل ہے، کہ اسے مرنے کے بعد مشہد مرتضوی میں دفن کیا گیا، جو شہر البریہ کے نزدیک " اقدس البقاع " یعنی روئے زمین کا سب سے مقدس مقام ہے، اس شخص کی لکھی ہوئی حدیث کی ایک اور کتاب مستدرک الوسائل بھی ہے، جس کے حوالے خمینی نے اپنی کتاب الحکومت الاسلامیہ میں نظریہ ولایت فقیہ کے ثبوت میں دئے ہیں، اور وہاں نوری طبرسی کا تذکرہ پورے احترام کے ساتھ کیا ہے، حالانکہ وہ اس کی کتاب فصل الخطاب سے واقف تھا، صرف وہی نہیں ہر شیعہ عالم اس کتاب سے واقف ہے، فصل الخطاب کے سلسلہ میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے، کہ اس کتاب کے منظر عام پہ آنے کے بعد ایران و عراق کے کچھ شیعہ علماء نے بڑا ہنگامہ کیا، اور اس کتاب کا ایک جواب بھی لکھا، کیونکہ وہ اس وقت امت مسلمہ کو دھوکہ دینے کے لئے، انکار تحریف قرآن کا عقیدہ اپنائے ہوئے تھے، اس کے جواب میں پھر نوری طبرسی نے ایک اور کتاب لکھی " رد الشبہات عن فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب " اس کا جواب میرے ناقص علم کے مطابق آج تک کسی شیعہ عالم نے نہیں دیا، اگر کوئی شیعہ یہ کہتا ہے، کہ اس کا جواب لکھا گیا ہے، تو پیش کرے،

حقیقت یہ ہے، کہ نوری طبرسی نے ماضی قریب کے زمانہ میں اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے کے مصداق تفسیر کرنے والوں کا ایسا پول کھولا ہے، کہ انکار تحریف کا دعویٰ اپنی موت آپ مر گیا، گذشتہ دو اقساط میں کچھ حوالہ جات شہر البریہ کی مستند و معتمد کتب سے پیش کر چکا ہوں، اب مزید دلائل حسب سابق انہی کی کتب سے پیش کروں گا، تاکہ اہل سنت عوام و خواص ان کے اجماعی عقیدہ سے مکمل طور پہ واقف ہو جائیں، اور اس کا انکار کرنے والوں کے لئے حجت قائم ہو جائے، کیونکہ دنیا کا مسلمہ قانون ہے، کہ کسی بھی انسان کے دعوے اور عقیدے کو جاننے کے لئے دوسروں کے اقوال کی بجائے خود مدعی کا اپنا قول قوی ترین دلیل ہوتا ہے۔

یہاں ایک اہم بات کی وضاحت کرنا چاہوں گا، اہل سنت کے بعض سادہ لوح عوام و علماء کو جب شیعہ یہ کہتے ہیں، کہ ہم تو

تحریف قرآن کے قائل نہیں، ہم تو یہی قرآن پڑھتے ہیں، ہمارے گھروں میں بھی یہی قرآن موجود ہے، تو ہمارے لوگ ان کے عقیدہ تقیہ سے ناواقف ہونے کی بناء پر ان کی بات کو مان لیتے ہیں، اس سلسلہ میں ایک اصول بتا دیتا ہوں، کہ جب بھی کوئی شیعہ یہ دعویٰ کرے، کہ ہم قرآن میں تحریف کے قائل نہیں، تو انہیں کہا جائے، ہم آپ کی بات کو تب مانیں گے، جب آپ اپنے ان تمام محدثین، مجتہدین، شیوخ و علماء جن کا عقیدہ تحریف قرآن کا ہے، سب کو نام لے کے کافر کہو (کیونکہ قرآن مجید میں تحریف کا قائل پوری امت کے تمام آئمہ و فقہاء کے نزدیک کافر ہے) شیعہ الثالٹک جائے گا، لیکن تحریف قرآن کریم کے قائلین اپنے آئمہ مجتہدین کو کبھی کافر نہیں کہے گا۔

قسط نمبر 75

قسط نمبر 72 اور 73 میں کچھ متقدمین اور متاخرین شیعہ علماء کے نام اور حوالہ جات ذکر کئے تھے، اب مزید

حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

محمد بن حسن بن صفار:

اس کا تعلق متقدمین علماء میں ہوتا ہے، اس نے اپنی کتاب بصائر الدرجات میں ایک عنوان اس طرح قائم کیا ہے،
باب فی الائمة ان عندہم جمیع القرآن انزل علی رسول اللہ؛

ترجمہ: ان آئمہ کے بارہ میں باب جن کے پاس وہ قرآن مجید مکمل موجود ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل کیا گیا تھا،

پھر اس باب میں وہ ایسی روایات و اخبار کو نقل کرتا ہے، جس میں قرآن مجید میں تحریف کے واقع ہونے کی تصریح موجود ہے، جیسا کہ اس نے ابو جعفر کا یہ قول نقل کیا ہے،

ما یستطیع احد ان یدعی انہ جمع القرآن غیر الاوصیاء۔۔۔ ای غیر الائمة

ترجمہ: آئمہ کے علاوہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب نہیں، کہ اس نے قرآن کو جمع کیا ہے،

اس کے علاوہ اس نے اپنی سند کے ساتھ سالم بن ابی سلمہ سے بیان کیا ہے،

قال قرار جل علی ابی عبد اللہ علیہ السلام وانا سمع حروفا من القرآن لیس علی ما یقرھا الناس، فقال ابو عبد اللہ: ہہ کف عن ہذہ القراءة اقر اکما یقر الناس حتی یقوم القائم، فاذا قام فقرأ کتاب اللہ علی حدہ واخرج المصحف الذی کتبہ علی علیہ السلام۔

(بصائر الدرجات الکبریٰ ج 4 ص 413 مطبوعہ ایران)

سالم بن ابی سلمہ کہتا ہے، کہ ایک شخص نے میری موجودگی میں ابو عبد اللہ علیہ السلام کے سامنے قرآن مجید کی چند آیات تلاوت کیں، میں اس کی قرات کو سن رہا تھا، مگر یہ قرات اس طرح کی نہیں تھی، جو عام لوگ کیا کرتے ہیں، چنانچہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا، رکو، رکو، اس طرح نہ پڑھو! بلکہ عام لوگوں کی طرح قرات کرو، یہاں تک کہ امام منتظر کا ظہور ہو جائے! پس جب ابو عبد اللہ تنہا ہوتے، قیام کرتے، اور قرات کرنے لگتے، تو اس مصحف کو نکال لیتے، جسے علی علیہ السلام نے لکھا تھا، پھر اس کے مطابق قرات کیا کرتے؛

ابو منصور محمد بن مسعود المعروف عیاشی؛

اس کا شمار بھی ان متقدمین شیعہ علماء میں ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی مؤلفات کو ایسی روایات سے بھر دیا ہے، جن سے قرآن مجید میں تحریف کا ثبوت (شیعہ کے نزدیک) ملتا ہے، اس نے اپنی تفسیر میں اپنے آئمہ کی طرف منسوب روایات کی بہتات کر دی ہے، جن سے (معاذ اللہ) یہ تاثر ملتا ہے، کہ قرآن مجید کا بہت سا حصہ ضائع ہو گیا ہے، یا اس میں زیادتی کا ارتکاب ہوا ہے، انہی روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے،

عن ابراہیم بن عمر قال؛ قال ابو عبد اللہ علیہ السلام ان فی القرآن ماضی و ما یحدث و ما ہو کائن، کانت فیہ اسماء و الرجال فالقیات و انما الاسم الواحد منہ فی وجوہ لا تخصی یعرف ذلک الوصاة۔

(تفسیر العیاشی ج 1 ص 12 مطبوعہ ایران)

ترجمہ؛ ابراہیم بن عمر کا بیان ہے، کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا، کہ قرآن میں زمانہ ماضی، حال، اور مستقبل کے تمام واقعات موجود ہیں، اس میں ان لوگوں کے نام بھی مذکور تھے، جنہیں نکال دیا گیا، حالانکہ ان میں سے اکیلے ایک ہی نام کے بے شمار پہلو تھے، جنہیں آئمہ ہی جانتے ہیں،

ایک اور روایت اس طرح بھی ہے،

لولا انہ زید فی کتاب اللہ و نقص منہ ما خفی حقنا علی ذی حجی۔

ترجمہ؛ اگر کتاب اللہ میں کمی اور زیادتی نہ ہو چکی ہوتی، تو عقلمندوں سے ہمارے حقوق کبھی بھی او جھل نہ ہوتے،

ایک اور اہم ترین روایت جسے اس نے اپنی سند کے ساتھ ابو بصیر سے نقل کیا ہے،

قال؛ قال ابو جعفر بن محمد: خرج عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) من عند عثمان (رضی اللہ عنہ) فلقی امیر المؤمنین

صلوات اللہ علیہ، فقال له؛ يا علي (رضی اللہ عنہ) سیتنا اللیلة فی امرئ زجوان یشب اللہ هذه الائمة، فقال امیر المؤمنین؛ لن یحقی علی ما یشتم فیہ حرفتم وغیر تم و بدلتم تسعمائة حرف، ثلاث مائة حرفتم، وثلاث مائة حرف غیر تم وثلاث مائة بدلتم، ثم قرا؛ فویل للذین ینکتبون الکتاب باید یحکم ثم یقولون هذا من عند اللہ۔

ابو بصیر کا بیان ہے، کہ ابو جعفر بن محمد نے فرمایا، کہ عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) عثمان (رضی اللہ عنہ) کے گھر سے اٹھے، اور جا کر امیر المؤمنین علی صلوات اللہ علیہ سے ملاقات کی، اور ان سے کہا، اے علی! ہم نے رات کو ایک تدبیر طے کی ہے، ہمیں امید ہے، کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے امت کو مضبوطی اور استحکام عطا فرمائے گا، امیر المؤمنین نے فرمایا، مجھ سے تمہارا رات والا منصوبہ مخفی نہیں ہے، تم نے نو سو کلمات میں تحریف، تغیر، اور تبدیلی کا ارتکاب کیا ہے، تین سو کلمات میں تم نے تحریف کی ہے، تین سو کلمات کو تم نے بدلا ہے، اور تین سو کلمات میں تم نے تغیر کر دیا ہے، پھر آپ نے (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے ایک آیت پڑھی "ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے، جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کہتے ہیں۔

ان روایات کے علاوہ عیاشی نے بہت ساری دوسری روایات بھی اپنی تفسیر میں درج کی ہیں، ان سب میں قرآن مجید میں تحریف واقع ہونے کی صراحت موجود ہے، ان کو پڑھنے سے اس بات کا پختہ یقین ہو جاتا ہے، کہ ان کا علامہ عیاشی بھی تحریف کا قائل اور معتقد تھا، اس لئے کہ اس قدر کثرت سے ان روایات کو بیان کر دینا بذات خود اس امر کی دلیل ہے، کہ مؤلف ان کو تسلیم کرتا ہے، اور ان کے مفہوم و مدلول سے پوری طرح متفق ہے، اس نے کسی بھی مقام پر ان روایات کے متعلق رتی بھر بھی تنقید نہیں کی، حالانکہ اگر ان روایات کی صحت کو خدا نخواستہ تسلیم کر لیا جائے، تو اس سے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذات والاصفات بھی عیب دار ہوتی نظر آتی ہے، کہ انہوں نے جانتے بوجھتے اس خلاف شریعت عمل پر سکوت اختیار کر لیا تھا، اور اس کو بدلنے کی ذرہ بھر بھی سعی نہ فرمائی، چلیں خلفاء ثلاثہ کے دور میں بقول ان کے وہ مجبور تھے (نعوذ باللہ) لیکن اپنے دور خلافت میں تو کوئی امر مانع نہیں تھا، کہ وہ صحیح قرآن کریم لوگوں تک پہنچاتے:

علی بن ابراہیم القمی محمد بن یعقوب کلینی کا استاد ہے، اس کا شمار بھی متقدمین شیعہ علماء میں ہوتا ہے، یہ بھی قرآن کریم میں تحریف کا مشہور ترین مدعی اور اس باب میں کثرت سے حصہ لینے والا فرد ہے، اس کی تفسیر بھی تحریف کو ثابت کرنے والی روایات سے لبریز ہے، نہ صرف یہی، بلکہ اس نے اپنی تفسیر کے متعدد مقامات پہ تحریف قرآن کا خود بھی دعویٰ کیا ہے، اس نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے،

واما ما كان على خلاف ما نزل الله فهو قوله (كنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتؤمنون بالله) فقال ابو عبد الله؛ لقارئ هذه الآية " خیر امة " یقتلون امیر المؤمنین والحسن والحسین ابنا علی علیه السلام، فقیل له؛ وكيف نزلت یا بن رسول الله؟ فقال انما نزلت كنتم خیر امة اخرجت للناس (تفسیر سورة آل عمران آیت نمبر 110) وقال ایضا واما ما كان محر فامنه فهو قوله تعالی (لکن الله یشهد بما نزل الیک فی علی انزله بعلمه والملائكة یشهدون۔) (تفسیر سورة النساء آیت نمبر 166 تفسیر القمی)

ترجمہ؛ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فرمان کے خلاف کی مثال، اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے " تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کے لئے ہی پیدا کی گئی ہے، کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو، اور بری باتوں سے روکتے ہو، اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو " ایک شخص نے اس آیت کی تلاوت کی، تو ابو عبد اللہ علیہ السلام نے اس سے کہا، یہ بہترین امت ہے، جس نے امیر المؤمنین کو قتل کر ڈالا، اور علی علیہ السلام کے صاحبزادوں حسن اور حسین کو بھی شہید کر دیا " عرض کیا گیا " اے نواسہ رسول؛ تو یہ آیت کس طرح نازل ہوئی ہے؟ تو آپ نے فرمایا، یہ آیت اس طرح نازل کی گئی ہے " تم بہترین آئمہ ہو، جنہیں لوگوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے،

صاحب اصول کافی کلینی کا استاد قمی قرآن کریم میں تحریف شدہ آیت کی مثال دیتا ہے جو کچھ آپ کی طرف علی کے متعلق اتارا گیا ہے، اس کی بابت خود اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے، کہ اسے اپنے علم سے اتارا ہے، اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں (جسے معاذ اللہ شیعہ مجتہدین و مفسرین کے بقول صحابہ کرام نے بدل ڈالا)

اس قمی نے اپنی تفسیر میں اسی طرح کی من گھڑت اور بے اصل روایات کو جمع کر دیا ہے، مذکورہ بالا روایت کے مطابق اس آیت میں " فی علی " کے کلمات شیعوں کی طرف سے زائد ہیں، قرآن کریم میں کمی اور زیادتی کے اضافوں کی مثالیں تو تقریباً تمام شیعہ کتب میں موجود ہیں، مگر تفسیر قمی کو اس باب میں خاص امتیاز حاصل ہے، جس سے اس بات کو تقویت حاصل ہوتی ہے، کہ قمی کا شمار بھی انہی شیعہ علماء میں ہوتا ہے، جو قرآن کریم میں تحریف کے داعی ہیں، اور اس کی مزید تائید اسی تفسیر قمی کے مقدمہ میں ان کے ایک اور مجتہد طیب موسیٰ الجزائری نے تفسیر قمی کی مدح سرائی کرتے ہوئے تحریف القرآن کے عنوان کے تحت ان الفاظ میں کی ہے،

بقی شیخیہ مناذ کرہ و هو ان التفسیر کغیرہ من التفاسیر القدیمۃ یشتمل علی روایات مفادھا ان المصحف الذی بین ایدینا لم یسلم من التحریف والتفسیر وجوابہ انہ لم ینفرد المصنف بذکرہا بل وافقہ فیہ من المحدثین المتقدمین والمتاخرین عامۃ و خاصة۔

(مقدمۃ طیب موسیٰ الجزائری علی تفسیر القمی؛ ج 1 ص 22 مطبوعہ ایران)

ترجمہ: ایک قابل ذکر بات رہ گئی ہے، وہ یہ کہ تفسیر قمی یوں تو قدیم تفاسیر کی طرز پر ہے، مگر یہ ایسی روایات پر زیادہ مشتمل ہے، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ جو قرآن اس وقت ہمارے پاس موجود ہے، یہ تحریف و تغیر سے محفوظ نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے، کہ ان روایات کے بیان کرنے میں مصنف منفرد نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ متقدمین اور متاخرین، خاص اور عام سبھی محدثین کا اتفاق ہے۔

قسط نمبر 76

محمد بن یعقوب کلینی کا شمار بھی ان کبار شیعہ علماء میں ہوتا ہے، جنہوں نے تحریف کے قول اور دعویٰ کی بنیاد ڈالی، اس نے اپنی کتاب " الکافی " جسے شراہریہ بالاتفاق و بلا شرکت غیرے اصح الکتاب قرار دیتے اور اپنے دینی امور میں اسے معتمد سمجھتے ہیں، میں کثیر تعداد میں ایسی روایات جمع کر دی ہیں، جن میں قرآن کریم کی تحریف کے متعلق صاف اور صریح دلالت موجود ہے، اور اس میں کسی قسم کی تاویل اور تشریح کی گنجائش بھی قطعاً موجود نہیں ہے، یہ روایات کتاب کے مختلف مقامات پر مذکور ہیں، ان میں سے چند ایک کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے،

کلینی نے ایک باب قائم کیا ہے " مکمل قرآن آئمہ نے جمع کیا ہے، اور صرف آئمہ ہی قرآن کریم میں بیان شدہ علوم کو جانتے ہیں " اس عنوان کے تحت اس نے اپنی سند کے ساتھ درج ذیل روایات نقل کی ہیں؛

فعن جابر قال؛ سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول؛ ما دعی احد من الناس انہ جمع القرآن کما نزل اللہ الا کذاب و ما جمعه و حفظہ کما نزل اللہ تعالیٰ الا علی بن ابی طالب علیہ السلام و الا ئمۃ بعدہ۔

ترجمہ: جابر (جعفی) کا بیان ہے، کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا، کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے، کہ اس نے قرآن کو اس کے نزول کے مطابق جمع کیا ہے، تو وہ کذاب ہے، اس لئے کہ قرآن کو اس کے نزول کے مطابق صرف علی علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے آئمہ نے ہی محفوظ اور جمع کیا ہے،

اسی طرح کلینی نے " قرآن میں ولایت کے متعلق لطائف و نکات " کے بیان کے تحت بھی بہت ساری روایات کو درج کیا ہے، انہیں میں سے ایک روایت میں اس کی اپنی سند کے ساتھ یہ روایت بھی مذکور ہے،

عن جابر الجعفی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال؛ نزل جبریل علیہ السلام بھذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہکذا؛ یسما اشتروبہ انفسہم ان یکفرو بما نزل اللہ فی علی بغیا۔

ترجمہ؛ جابر جعفی سے روایت ہے، کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا، کہ جبریل علیہ السلام نے اس آیت بسمما اشتروہ
انفسهم ان یکفرو بما نزل اللہ بغیا کو در حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یوں نازل کیا تھا "بسمما اشتروہ انفسهم ان یکفرو بما نزل
اللہ فی علی بغیا" (یعنی فی علی کے الفاظ بھی موجود تھے)

اس روایت میں "فی علی" کے الفاظ شیعہ کے اپنے من گھڑت اور خود ساختہ ہیں۔

اسی طرح کلینی نے اپنی سند کے ساتھ ایک اور روایت بیان کی ہے،

نزل جبریل بھذہ الآیۃ ہکذا "یا ایہا الذین اوتوا لکتاب آمنوا بما نزلت فی علی نور امینا۔

ترجمہ؛ جبریل نے قرآن کی اس آیت کو ان الفاظ میں اتارا تھا "اے وہ لوگو! جنہیں کتاب عطا کی گئی ہے، تم علی کے متعلق
اتارے گئے میرے نور مبین پر ایمان لاؤ،

حقیقت یہ ہے، کہ جس انسان کو بھی قرآن مجید کے ساتھ تھوڑا سا مس ہے، وہ جانتا ہے، کہ کلینی کے بیان کردہ الفاظ قطعی
طور پر قرآن مجید کے الفاظ نہیں ہیں، اگر وہ اپنی ذکر کردہ آیت سے سورۃ نساء کی آیت مراد لینا چاہتا ہے، تو یہ آیت بھی اس
کی بیان کردہ روایت میں مذکورہ الفاظ سے یکسر مختلف ہے، سورۃ نساء کی آیت یوں ہے، یا ایہا الذین اوتوا لکتاب
امنوا بما نزلنا مصداقاً لما معکم من قبل ان نطمس وجوهنا فردھا علی اوبارھا۔

ترجمہ؛ اے وہ لوگو! جنہیں کتاب مل چکی ہے، اس (کتاب) پر ایمان لاؤ، جسے ہم نے نازل کیا ہے، تصدیق کرنے والی اس
(کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے، قبل اس کے کہ ہم چہروں کو مٹا ڈالیں، اور چہروں کو ان کے پیچھے کی جانب الٹا دیں۔

ابو عبد اللہ محمد بن النعمان، المعروف بہ شیخ مفید کا شمار بھی متقدمین آئمہ مجتہدین میں ہوتا ہے، اس نے اپنی کتاب اوائل
المقالات میں ایک عنوان قائم کیا ہے، القول فی تالیف القرآن وما ذکر قوم فیہ من الزیادۃ والنقصان، یعنی قرآن کے جمع اور
قوم (شیعہ) کے اس میں زیادتی اور نقصان کے دعویٰ کا بیان۔ اس کے بعد شیخ مفید لکھتا ہے،

ان الاخبار قد جاءت مستفیضة عن آئمۃ الہدی من آل محمد باختلاف القرآن وما حدثہ بعض الظالمین من الحذف والنقصان۔

(اوائل المقالات ص 93 مطبوعہ ایران)

ترجمہ؛ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے وابستہ آئمہ ہدی سے وارد ہونے والی ایسی روایات زبان زد خلق ہیں، کہ قرآن

میں اختلاف موجود ہے، اور اس میں کچھ ظالموں (نعوذ باللہ صحابہ کرام علیہم الرضوان) کی طرف سے کانٹ چھانٹ اور

نقصان کا صدور ہوا ہے،

ایک دوسرے مقام پہ یوں لکھتا ہے،

واتفقوا علی ان آئمة الضلال خالفوا فی کثیر من تالیف القرآن وعدلوا منه عن موجب التنزیل وسنة النبی۔

(اوائل المقالات ص 52 مطبوعہ ایران)

ترجمہ؛ شیعہ آئمہ کا اس پر اتفاق ہے، کہ گمراہی کے مقتداؤں (یعنی نعوذ باللہ صحابہ کرام علیہم الرضوان) نے قرآن کی جمع و تالیف کے موقع پر اکثر مقامات میں تنزیل الہی اور سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے انحراف کیا ہے۔

2۔ متاخرین شیعہ شراہرہ علماء اور قرآن کریم کے محرف ہونے پر ان کے اقوال۔

قرآن کریم کی بابت متاخرین شیعہ علماء کا موقف بعینہ وہی ہے جو متقدمین شیعہ کے ہاں معروف ہے، اس میں ان کے مابین ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں ہے، سب کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ جو قرآن اس وقت لوگوں کے پاس موجود ہے، یہ نامکمل ہے، اس میں ان کے خیال کے مطابق قطع و برید اور تحریف ہو چکی ہے، اگر ان میں کوئی فرق ہے بھی سہی، تو وہ صرف اس قدر کہ ان میں سے ہر ایک کا اس متفقہ موقف کو ثابت کرنے کا اسلوب جداگانہ ہے، متقدمین شیعہ علماء و مجتہدین قرآن کریم میں مزمومہ تحریف کو پوری بے باکی اور صراحت کے ساتھ ثابت کرتے ہیں اس کا ثبوت ان کے وہ اقوال ہیں جن کا ذکر سابقہ بحث میں گذر چکا ہے،

متاخرین شیعہ میں سے کچھ نے تو بطور " تقیہ " اہل سنت کے اس عقیدہ کی تائید اور موافقت کی ہے، کہ قرآن کریم تحریف سے پاک اور بالکل محفوظ ہے، لیکن کچھ دوسرے اصحاب جن کی تعداد پہلے گروہ سے زائد ہے، وہ قرآن کریم کے متعلق اپنے متقدمین علماء کے موقف پہ بدستور قائم ہیں، یہ کھلے لفظوں میں کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں تحریف ہوئی ہے، اس سلسلہ میں وہ اپنے پیشرو علماء کے اقوال کو، اور اپنے آئمہ کی طرف منسوب روایات کو بھی نقل کرتے ہیں، انہوں نے اپنی کتابوں کو اس طرح کی روایات اور اقوال سے بھر دیا ہے۔

متاخرین شیعہ علماء میں فیض الکاشانی کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے، اس نے بھی قرآن کریم میں تحریف کی صراحت کی ہے، اور اس حوالہ سے اس نے اپنے متقدمین کی کتب سے تحریف قرآن پہ دلالت کرنے والی بہت ساری روایات کو بھی نقل کیا ہے، یہاں تک کہ اس نے اپنی تفسیر کے چھٹے مقدمہ میں ایک عنوان بھی قائم کیا ہے، فی نبد مما جاء فی القرآن و تحریفہ و زیادہ و نقصانہ و تاویل ذلک۔

اس عنوان کے تحت اس نے بہت ساری روایات کو اپنی کتاب میں لکھا ہے، ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے، جسے اس

نے علی بن ابراہیم قمی کی تفسیر سے نقل کیا ہے،
عن ابی عبد اللہ؛ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلی؛ ان القرآن خلف فراشی فی الصحف والحریر والقراطیس فخذوه
واجمعوه ولا تضیعوه۔

ترجمہ؛ ابو عبد اللہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا؛ قرآن میرے بستر
کے پیچھے صحیفوں، ریشم اور کاغذوں میں موجود ہے، اسے اٹھا لو اور جمع کر لو، اور اسے ضائع نہ ہونے دو،
اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے کاشانی لکھتا ہے،

اقول المستفاد من جمیع هذه الاخبار وغيرها من الروایات من طریق اهل البيت ان القرآن الذی بین اظہرنا لیس بتمامہ کما
انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، بل منه خلاف ما انزلہ اللہ ومنہ ما هو غیر محرف وانه قد حذف منه اشياء كثيرة منها اسم علی وفي
کثیر من المواضع ومنها لفظ آل محمد صلی اللہ علیہم غیر مرة، ومنها اسماء المنافقین فی مواضعها ومنها غیر ذلک وانه لیس ایضا علی
الترتیب المرضی عند اللہ وعند رسوله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔ الخ
(کتاب الصافی، فی تفسیر القرآن ص 24 ج 1 مطبوعہ ایران)

ترجمہ؛ میں کہتا ہوں کہ ان اخبار اور ان کے علاوہ اہل بیت سے مروی دوسری روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ یہ قرآن جو
ہمارے درمیان موجود ہے، یہ پورے کا پورا وہ قرآن نہیں ہے، جسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا، بلکہ اس میں
اللہ کے اتارے گئے کلام کے خلاف بھی موجود ہے، تبدیل شدہ اور تحریف شدہ آیات بھی ہیں، اس میں سے بہت سی اشیاء کو
خارج کر دیا گیا ہے، علی (رض) کے نام کو بیشتر مقامات سے ہٹا دیا گیا ہے، آل محمد کے الفاظ کو کئی مقامات سے حذف کیا گیا
ہے، منافقین کے ناموں کو تمام جگہوں سے ہٹا دیا گیا ہے، اس کے علاوہ دوسرے رد و بدل بھی کئے گئے ہیں، پھر یہ قرآن اللہ
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ ترتیب پر بھی قائم نہیں ہے۔
یہ شیعہ کے ممتاز مجتہد اور مفسر فیض الکاشانی کی طرف سے قرآن کریم میں تحریف کے دعویٰ کی کھلی صراحت ہے۔

قسط نمبر 77

الحرا العالمی محمد بن الحسین:

یہ وہ شخص ہے جس نے اپنی کتاب "وسائل الشیعہ" میں قرآن کریم میں تحریف کے صریح بہتان پہ مشتمل روایات کو جمع

کیا، اور اپنی طرف سے ان روایات پر کسی قسم کے تبصرہ یا تنقید کا اظہار تک نہ کیا، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے، کہ یہ روایات اپنے تمام تر مدلولات سمیت اس کے نزدیک درست ہیں، انہی روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے، جسے اس نے ابراہیم بن عمر کے واسطے سے ابو عبد اللہ (رح) سے نقل کیا ہے،

قال: ان فی القرآن ماضی و ما هو کائن و کانت فیہ اسماء الرجال فالقیة و انما الاسم الواحد علی وجہ لا تخصی یعرف ذلک الوصاة۔

(وسائل الشیعة ص 145 مطبوعہ ایران)

ترجمہ: ابو عبد اللہ کہتے ہیں، کہ قرآن میں زمانہ گزشتہ اور آئندہ کے اخبار و احوال موجود تھے، اس میں ان لوگوں کے نام بھی مذکور تھے، جنہیں حذف کر دیا گیا ہے، حالانکہ اکیلا ایک نام بھی بے شمار مطالب کا حامل تھا، جن کی معرفت صرف آئمہ کو حاصل ہوتی ہے۔

ابو الحسن العالمی النباطی؛

اس نے اپنی کتاب "مرآة الانوار و مشکوة الاسرار" کے مقدمے میں متعدد مقامات پر قرآن کریم میں تحریف کی صراحت کی ہے، مثلاً وہ لکھتا ہے،

اعلم ان الحق الذی لا محیص عنه بحسب الاخبار المتواترة الآتیة و غیرها ان هذا القرآن الذی فی یدینا قد وقع فیہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیء من التخییر و اسقط الذین جمعوه بعده کثیرا من الکلمات والآیات و ان القرآن المحفوظ عما ذکر الموافق لما انزلہ اللہ تعالیٰ ما جمعه علی و حفظہ الی ان وصل الی ابنہ الحسن و هکذا انتی الی القائم و هو الیوم عنده الخ۔

(مقدمہ مرآة الانوار و مشکوة الاسرار للنباطی مطبوعہ ایران)

ترجمہ: معلوم رہے کہ درج ذیل متواتر روایات کے علاوہ دوسری اخبار کی رو سے یہ ناقابل تردید سچ ہے، کہ یہ قرآن جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہے، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رد و بدل واقع ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جن لوگوں نے اسے جمع کیا، (یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان) انہوں نے ہی اس کی بہت ساری آیات اور کلمات کو (بقول شیعة) حذف کر دیا، تاہم جو قرآن ان عیوب سے پاک اور تنزیل الہی کے موافق ہے، وہ علی (رضی اللہ عنہ) کا جمع کردہ ہے، جو ان کے پاس محفوظ شکل میں تھا، ان کے بیٹے حسن تک، پھر درجہ بدرجہ قائم (بارہواں امام) تک پہنچا، اور اس وقت یہ قرآن ان کے پاس محفوظ ہے۔

نوری طبرسی (حسین بن محمد تقی النوری الطبرسی)

اس کا شمار متاخرین شیعہ علماء کے اس گروہ سے ہے، جو قرآن میں تحریف کا قائل اور مدعی ہے، بلکہ یہ اس تحریک کا سب سے بڑا علمبردار اور نمایاں ترین کردار ادا کرنے والا شیعہ عالم ہے، اس نے انتہائی جرات و بیباکی سے اس دعویٰ کا اظہار کیا، اور یہ انکشاف کیا، کہ یہ تمام شیعوں کا متفقہ عقیدہ ہے، اس اعتبار سے اس نے اپنی حقیقت کو اور اسلام کے خلاف اپنے خبث باطن کو پوری طرح آشکار کر دیا ہے، اس مقصد کے تحت اس نے "فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب" نامی کتاب لکھی، اس کتاب میں اس نے تحریف کے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے اپنی تمام تر توانائیں صرف کر دیں، اپنے آئمہ سے منقول روایات اور متقدمین کی تصریحات کے انبار لگا دینے کے بعد اس نے اپنی طرف سے ہر قسم کی عیارانہ تشریحات کو بطور استدلال کے پیش کیا ہے، اس کے علاوہ اس نے اپنی کتاب میں قرآن کریم میں تحریف کے منکر شیعہ علماء کی سخت گرفت بھی کی ہے، اور ان کے شبہات کا ازالہ بھی کیا ہے، ساتھ ہی انہیں اس نے عدم تحریف کے عقیدہ کو اپنانے پر سخت ملامت بھی کی ہے، اور ان پر زور دیا ہے، کہ وہ تحریف قرآن کے موقف ہی کو اختیار کریں، کتاب کا مؤلف یہ سمجھتا ہے، کہ وہ اپنے مکروہ اور خبیث عمل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا مستحق بن سکتا ہے، یہی وجہ ہے، کہ اس نے اپنی مذکورہ بالا کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے،

وبعد فيقول العبد المذنب المسمي حسين تقى النورى الطبرسى جعله الله من الوافقين ببابه المتسكين بكتابه! هذا كتاب لطيف وسفر شريف عملته في اثبات تحريف القرآن وفضائح اهل الجور والعدوان وسميته "فصل الخطاب في تحريف كتاب رب الارباب" وجعلته ثلاث مقدمات وبابين واودعت فيه من بدائع الحكمة ما تقر به كل عين وارجو من ينتظر رحمة المسيون ان ينفعني به في يوم لا ينفع فيه مال ولا بنون۔

(مقدمہ فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب ص 6 مطبوعہ ایران)

ترجمہ: وبعد؛ خطا کار و گناہگار بندہ حسین تقی نوری طبرسی اللہ تعالیٰ سے اپنے در پر حاضری سے فیض یاب ہونے اور اپنی کتاب پر عمل پیرا ہونے والوں میں داخل فرمائے، کہتا ہے، کہ یہ عمدہ کتاب اور نفیس صحیفہ ہے، جسے میں نے قرآن میں کی گئی تحریف کو ثابت کرنے اور ظلم و زیادتی اور حد شکنی کرنے والوں کی ذلتوں کو نمایاں کرنے کی خاطر تالیف کیا ہے، میں نے اپنی اس کتاب کا نام "فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب" رکھا ہے، یہ تین مقدمات اور دو ابواب پر مشتمل ہے، اس کے اندر میں نے نادر و نایاب حکمتوں کو جمع کر دیا ہے، جس سے ہر آنکھ کو ٹھنڈک محسوس ہوگی، مجھے اس ذات سے امید ہے، جس کی رحمت گناہگاروں کے لئے مرغوب ہے، کہ مجھے اس کتاب کے اجر سے اس دن سرفراز فرمادے، جس دن مال کام

آئے گا اور نہ ہی اولاد۔

نوٹ: ایسی گمراہی اور ضلالت سے اللہ کی پناہ، کہ قرآن مجید کو تحریف شدہ بھی ثابت کر رہا ہے، اور اس پہ اللہ سے اجر کا بھی طلبگار ہے،

تیسرا مقصد؛

قرآن کریم کی تحریف کے دعویٰ کو اپنی معتمد کتابوں میں بیان کرنے والے خاص خاص متقدمین اور متاخرین شیعہ علماء کے نام؛

- 1- ابو جعفر محمد بن حسن صفار نے اپنی کتاب "بصائر الدرجات" میں،
- 2- ابو نصر محمد بن مسعود المعروف عیاشی نے اپنی "تفسیر عیاشی" میں،
- 3- علی بن ابراہیم القمی نے اپنی "تفسیر القمی" کے مقدمہ میں،
- 4- محمد بن یعقوب الکلینی نے اپنی کتاب "الکافی" میں،
- 5- ابو عبد اللہ محمد بن النعمان ملقب بہ شیخ مفید نے اپنی کتاب "اوائل المقالات" میں،
- 6- نعمت اللہ الجزائری نے اپنی کتاب "الانوار النعمانیہ" میں،
- 7- الفیض الکاشانی نے اپنی تفسیر الصافی میں،
- 8- ابو منصور الطبرسی نے اپنی کتاب الاحتجاج" میں،
- 9- ملا باقر مجلسی نے اپنی دو کتابوں "بحار الانوار اور مرآة العقول" میں،
- 10- یوسف البحرانی نے اپنی کتاب "الدرر النجفیہ" میں،
- 11- عدنان البحرانی نے اپنی کتاب "مشارق الشموس الدرہ" میں،
- 12- نوری الطبرسی نے اپنی کتاب "فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب" میں،
- 13- البحر العالمی محمد بن الحسین نے اپنی کتاب "وسائل الشیعہ" میں،
- 14- ابوالحسن العالمی النباطی نے اپنی کتاب مرآة الانوار و مشکوٰۃ الاسرار" میں۔

15- مرزا حبیب الخوئی نے اپنی کتاب "منہاج البراءۃ فی شرح نہج البلاغہ" میں،

16۔ الار د بلی نے اپنی کتاب "حدیقة الشیعه" میں،

17۔ الکرمانی نے اپنی کتاب "ارشاد العوام" میں، (18) الکاشانی نے اپنی کتاب "هدیه الطالین" میں۔

یہ ان چیدہ چیدہ شیعہ کے معتبر ترین محدثین، مجتہدین، اور مراجع کے نام بمعہ کتب کے نام ہیں، جو عقیدہ تحریف قرآن کے صرف قائل ہی نہیں، بلکہ بڑی ڈھٹائی سے اپنی معتمد و مستند کتب میں اس عقیدے کو بڑی صراحت اور واشگاف الفاظ میں لکھ رہے ہیں، اور تحریف والی روایات کو آئمہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی طرف منسوب بھی کر رہے ہیں۔

چوتھا مقصد؛

اکابر شیعہ علماء کی شیعوں کے محدث اول محمد بن یعقوب الکلینی کے متعلق گواہی، کہ وہ قرآن کریم کے محرف ہونے کا مدعی و معتقد تھا۔

قسط نمبر 78

شیعوں کے اکابر علماء نے اس بات کی شہادت دی ہے، کہ کلبینی قرآن میں تحریف و تنقیص کا معتقد تھا، ذیل میں ان علماء کا تذکرہ کیا جائے گا، جنہوں نے اس بات کی شہادت دی ہے؛

مفسر کبیر محمد بن مرتضیٰ الکاشانی، المعروف، فیض الکاشانی، نے اپنی مشہور و معروف تفسیر الصافی میں لکھا ہے؛
واما اعتقاد مشائخنا فی ذلک فالظاهر من ثقة الاسلام محمد بن یعقوب الکلبینی طاب ثراہ انہ کان یعتقد التحریف والنقصان فی القرآن، لانه کان روی روایات فی ہذا المعنی فی کتابہ الکافی ولم تعرض للقدح فیہا مع انہ ذکر فی اول الکتاب انہ کان بشق ہمار واہ فیہ۔

(تفسیر الصافی ص 52 ج 1 مطبوعہ بیروت)

ترجمہ؛ رہا تحریف قرآن کی بابت ہمارے مشائخ کا عقیدہ، وثوقہ الاسلام محمد بن یعقوب الکلبینی، اللہ تعالیٰ اس کی تربت کو تروتازہ رکھے، کا واضح اور ظاہر عقیدہ یہی تھا، کہ قرآن میں نقص اور تحریف ہوئی ہے، اس لئے کہ انہوں نے اپنی کتاب "کافی" میں اسی مفہوم و مطلب کی کافی روایات وارد کی ہیں، مگر ان پر کسی قسم کا کوئی اعتراض وارد نہیں کیا، اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن میں رہے، کہ انہوں نے اپنی کتاب کے آغاز میں یہ لکھا ہے، کہ اس کتاب کے اندر بیان شدہ

تمام روایات ان کے نزدیک قابل اعتماد ہیں۔

امام ابوالحسن العالمی اپنی شہادت کا اس طرح اقرار کرتا ہے،

اعلم ان الذی یظهر من ثقة الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی طاب ثراه انه کان یعتقد التحریف والتقصان فی القرآن، لانه روی روایات کثیرة فی هذا المعنی فی کتابه الکافی الذی صرح فی اوامره بانہ کان یشتق فیمار واه فیہ ولم یعرض لقدح فیہا ولا ذکر معارض لها۔

(مرآة الانوار ومشکوٰۃ الاسرار مقدمہ 2 فصل 4 مطبوعہ ایران)

ترجمہ: واضح رہے کہ ثقة الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی ان کی قبر تروتازہ رہے، کایہ کھلا عقیدہ تھا، کہ قرآن میں نقص اور تحریف ہوئی ہے، کیونکہ انہوں نے اسی مدلول پر مشتمل کثیر روایات کو اپنی کتاب " الکافی " میں درج کیا ہے، اور شروع کتاب میں یہ صراحت بھی کر دی ہے، کہ اس کتاب کی تمام مرویات ان کے نزدیک صحیح ہیں، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ان روایات پر کسی قسم کی کوئی جرح کی ہے، اور نہ ہی اس کی مخالف روایات کا تذکرہ کیا ہے۔

نوری الطبرسی نے اپنی کتاب فصل الخطاب کے تیسرے مقدمہ میں یوں شہادت دی ہے؛
اعلم ان لهم فی ذلک اقوال مشہورہا ثنائان، اول وقوع التعلیل والتقصان فیہ وهو مذہب الشیخ الجلیل علی بن ابراہیم القمی، شیخ الکلینی، فی تفسیرہ صرح فی اوامره وملا کتابہ من اخبارہ مع التزامہ فی اوامره بان لا یزکرفیہ الا عن مشائخہ وثقاتہ ومذہب تلمیذہ ثقة الاسلام الکلینی رحمہ اللہ علی ما نسبہ الیہ جماعۃ لنقلہ الاخبار الکثیرۃ الصریحۃ فی هذا المعنی فی کتاب الحجۃ خصوصاً فی باب النکت والنتف من التنزیل و فی الروضۃ من غیر تعرض لردھا واثابیلھا۔

(فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب ص 23 مطبوعہ ایران)

ترجمہ: معلوم رہے کہ اس مسئلہ کی بابت (مسئلہ تحریف قرآن) علماء (شیعہ) کے کئی اقوال ہیں، ان میں دو قول بہت مشہور ہیں، پہلا قول کہ قرآن میں کمی بھی ہوئی ہے، اور تحریف بھی، یہ ممتاز علم اور کلینی کے استاد علی بن ابراہیم القمی کا اپنی تفسیر کے شروع میں تصریح شدہ موقف ہے، انہوں نے اپنی کتاب کو اس مضمون کی روایات سے بھر دیا ہے، اور اپنی کتاب کے اول میں انہوں نے اس بات کا التزام کیا ہے، کہ وہ اس میں صرف اپنے مشائخ سے اور ثقہ راوی سے نقل شدہ روایات کو ہی درج کریں گے، ان کے شاگرد ثقة الاسلام کلینی رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے، جیسا کہ کچھ لوگوں نے ان کی طرف اس موقف کو منسوب کیا ہے، اس لئے کہ انہوں نے اپنی کتاب " کتاب الحجۃ میں خاص

طور پر اس کے باب "باب النکت والنتف من التنزیل" اور اپنی کتاب "الروضة" میں اس مفہوم کی بہت ساری روایات کو کسی تردید یا تاویل کے بغیر درج کیا ہے۔

چوٹی کے شیعہ علماء کی اس شہادت کے بعد کہ شیعہ اثنا عشریہ کا ثقہ الاسلام کلینی قرآن کریم میں تحریف کا مدعی اور معتقد تھا، میں شیعوں سے یہ پوچھنا چاہوں گا، کہ جب تمہارے حدیث کے معتبر اور موثوق مصدر کے متعلق تمہارے ہی کبار علماء کی یہ شہادتیں موجود ہیں، تو پھر آپ اس وقت اہل سنت سے کیوں الجھتے اور ناراض ہوتے ہو؟ جب ہم مؤلف کافی کے متعلق وہی کچھ بیان کریں یا لکھیں جو تمہارے اپنے علماء کی شہادتوں سے ثابت ہو چکا ہے، میری خواہش ہے، کہ اس سوال کا مکمل صداقت اور حد درجہ صراحت کے ساتھ جواب دیا جائے، لیکن شیعہ مر سکتا ہے، اس بات کا جواب آئیں بائیں شائیں کے علاوہ نہیں دے سکتا۔

پانچواں مقصد؛

اکابر شیعہ علماء کے بیانات کہ قرآن کریم پر حرف گیری کرنے والی روایات تو اتر اور شہرت کے درجہ پر فائز ہیں؛ شیخ مفید اپنی کتاب اوائل المقالات میں لکھتا ہے؛
ان الاخبار قد جاءت مستفیضة عن ائمة الهدی من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم باختلاف القرآن وما احدثه بعض الظالمین فیہ من الحذف والنقصان۔

(اوائل المقالات ص 93 مطبوعہ ایران)

ترجمہ؛ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ائمہ ہدیٰ سے منقول ہونے والی روایات مشہورہ سے ثابت ہوتا ہے، کہ قرآن میں اختلاف موجود ہے، اور اس میں کچھ ظالموں (یعنی نعوذ باللہ صحابہ کرام علیہم الرضوان) کی طرف سے قطع و برید کا صدور ہوا ہے۔

ابوالحسن العالی اپنی تفسیر مرآة الانوار و مشکوة الاسرار کے دوسرے مقدمہ میں لکھتا ہے؛

اعلم ان الحق الذي لا محيص عنه بحسب الاخبار المتواترة الآتية وغيرها ان هذا القرآن الذي في ايدينا قد وقع فيه بعد رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شئ من التغيرات واسقط الذين جمعه بعد كثير من الكلمات والآيات۔

(مرآة الانوار و مشکاة الاسرار ص 36 مطبوعہ ایران)

ترجمہ؛ معلوم رہے کہ درج ذیل متواتر روایات کے علاوہ دوسری اخبار کی رو سے یہ ناقابل تردید سچ ہے، کہ یہ قرآن جو

اس وقت ہمارے پاس موجود ہے، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رد و بدل وغیرہ واقع ہوا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جن لوگوں نے اسے جمع کیا تھا انہوں نے ہی اس کی بہت ساری آیات اور کلمات کو حذف کر دیا۔

نعمت اللہ الجزا ئری اپنی کتاب الانوار النعمانیہ میں یوں لکھتا ہے؛
ان تسلیم تواترہ عن الوحی الالہی و کون الکل قد نزل بہ الروح الامین یفرض الی طرح الاخبار المستفیضة بل المتواترة الدالة
بصریحھا علی وقوع التحریف فی القرآن کلاماً و مادۃً و اعراباً۔
(الانوار النعمانیہ ص 357 ج 2 مطبوعہ ایران)

ترجمہ؛ یہ تسلیم کر لینا کہ قرآن وحی الہی سے متواتر ہے، اور یہ کہ سارے کا سارا روح الامین (جبرائیل علیہ السلام) کا نازل کردہ ہے ایسی مشہور اور متواتر روایات کو رد کرنے کا سبب بنے گا، جن میں کھلی صراحت موجود ہے، کہ قرآن کے الفاظ میں، مفہوم میں، اور اعراب میں تحریف واقع ہوئی ہے۔
ملا باقر مجلسی ہشام بن سالم کے واسطے سے امام ابو عبد اللہ (رحمہ اللہ) کی طرف منسوب روایت قال ان القرآن الذی جاء بہ جبرائیل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبعة عشر الف آیه، ابو عبد اللہ فرماتے ہیں، وہ قرآن جسے جبرائیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تھے، وہ سترہ ہزار آیات پر مشتمل تھا، کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے؛
موثق و فی بعض النسخ عن هشام بن سالم موضع هارون بن سالم فالخبر صحيح فلا يحتج ان هذا الخبر وكثير من الاخبار الصحيحة في نقص القرآن وتغييره وعندی ان الاخبار فی هذا الباب متواترة۔
(مرآة العقول ص 525 ج 12 مطبوعہ ایران)

ترجمہ؛ یہ روایت توثیق شدہ ہے، ہاں بعض نسخوں میں ہارون بن سالم کی بجائے ہشام بن سالم مذکور ہے، تاہم یہ روایت درست ہے، لہذا یہ بات پوشیدہ نہیں رہنی چاہئے، کہ اس روایت کے علاوہ دوسری بہت ساری صحیح روایات میں قرآن میں نقص اور رد و بدل کی صراحت ملتی ہے، میرے اس موضوع پر وارد ہونے والی جملہ روایات متواتر ہیں۔

سلطان محمد الخراسانی قرآن مجید میں تحریف کو متواتر ثابت کرتے ہوئے اپنی کتاب میں لکھتا ہے؛؟
اعلم انہ قد استفاضت الاخبار من الآئمة الاطهار بوقوع الزيادة والنقص والتغيير فيه بحيث لا يكاد يقع شك۔
(بیان السعادة فی مقدمات العبادۃ ص 19 مطبوعہ بیروت)

ترجمہ؛ واضح رہے، کہ آئمہ اطہار سے مشہور روایات وارد ہوئی ہیں، کہ قرآن میں زیادتی، نقص، تحریف، اور رد و بدل واقع ہوا ہے، ان روایات میں شک و شبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

علامہ سید عدنان البحرانی اپنی کتاب میں لکھتا ہے؛

الاخبار التي لا تحصى كثيرة وقد تجاوزت حدود التواتر۔

(مشارك الشومس الدرہ ص 126 مطبوعہ البحرین)

(قرآن میں تحریف کے متعلق) بہت اور بے شمار روایات ملتی ہیں جو تواتر کی حد سے بھی تجاوز کر جاتی ہیں۔

عوام اہل سنت کو دھوکہ دینے کے لئے تقیہ، دجل اور فریب سے کام لیتے ہوئے دور حاضر کے شیعہ مجتہدین یہ کہتے ہیں، کہ یہ روایات ضعیف ہیں، حالانکہ ان کے ثقہ الاسلام اور اکابر کے نزدیک یہ روایات صحیح بھی ہیں، مشہور بھی ہیں، متواتر بھی ہیں، انشاء اللہ العزیز بفضل اللہ وبرحمۃ اللہ ورافضیت کے دجل و فریب اور ان کی مکاریوں کو ان کی اپنی کتب سے اس طرح طشت از بام کر جاؤں گا، کہ انہیں یا تو اپنے ہی آئمہ مذہب کو کافر کہنا پڑے گا، یا تسلیم کرنا پڑے گا، کہ ان کا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے کوئی تعلق نہیں۔

کہاں تک سنو گے! کہاں تک سناؤں؟

قسط نمبر 79

بہت سارے شیعہ دوستوں نے ان باکس بھی اور کونٹس میں بھی یہ اعتراض کیا ہے کہ ممکن ہے، ہمارے مذہب کے ایک دو افراد نے عقیدہ تحریف قرآن اپنایا ہو، لیکن آپ تمام شیعہ مجتہدین پر یہ الزام لگا رہے ہیں، ان دوستوں کی خدمت میں گزارش ہے، آپ کے مجتہدین اپنے شیعہ کے ساتھ بھی مخلص نہیں، اور دجل اور فریب سے کام لیتے ہوئے آپ کو حقائق نہیں بتاتے، قسط نمبر 77 میں تو صرف مشتے نمونہ از خردارے کے مصداق میں نے صرف 18 مجتہدین کے نام اور انکی کتب کے نام ذکر کئے تھے، آج کی قسط میں 80 مجتہدین واساطین مذہب شیعہ کے نام اور ان کی ان کتب کے نام جن میں انہوں نے اپنا عقیدہ تحریف کھل کے بیان کیا ہے، ذکر کر رہا ہوں، اور یہ میری صرف چند گھنٹے کی محنت ہے الحمد للہ،

وگر نہ عقیدہ تحریف قرآن ہر شیعہ مجتہد اور امام کا بنیادی اور اہم ترین عقیدہ ہے، اس چیلنج کے ساتھ،

ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین،

ترجمہ؛ تم اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو؛

1۔ اثبات الہدی، للمحرر العالمی

2۔ الاحتجاج، للطبرسی

3۔ احسن الودیعة، للاصفہانی

4۔ اسعاف المامول، لعلی بن النقی

5۔ اصل الشیعة واصولها، لمحمد حسین آل کاشف الغطاء

6۔ الاصول من الکافی، للکلینی

7۔ الاعتقادات لابن بابویہ القمی

8۔ اعلام الشیعة، لآغا بزرگ الطهرانی

9۔ اعیان الشیعة، لمحسن امین

10۔ الانوار النعمانیة، لنعمت اللہ الجزائری

11۔ البحار، للمجلسی

12۔ البرهان، لہاشم البحرانی

13۔ بصائر الدرجات، للصفار

14۔ التبیان، للطوسی

15۔ تذکرة الائمة، للمجلسی

16۔ تذیل فی الرد علی ہاشم الشامی

17۔ تصحیف کاتبین

18۔ تفسیر الصافی للفیض الکاشانی

19۔ تفسیر العیاشی

20۔ تفسیر الفرات الکونی

21۔ تفسیر القمی

- 22- حياة القلوب، للمجلسي
- 23- الذريعة الى تصانيف الشيعة لأغا بزرك الطهراني
- 24- رجال النجاشي
- 25- روضات الجنات، للخواصاري
- 26- صوت الحق ودعوة الصدق، للطف الله صافي
- 27- عقائد الشيعة فارسي
- 28- فرج الموم
- 29- فصل الخطاب في اثبات تحريف كتاب رب الارباب، للطبرسي
- 30- الفوائد الرضوية، للعباس قمي
- 31- كتاب الخصال لابن بابويه قمي
- 32- كتاب الشيعة والسنة في الميزان
- 33- كتاب الشيعة وفنون الاسلام
- 34- كشف المحجبة
- 35- الكنى والالقب، للعباس القمي
- 36- مجمع البيان، لابي علي طبرسي
- 37- مرآة العقول، لتاج العلماء دلدار علي نصير آبادي
- 38- مستدرک الوسائل، للطبرسي
- 39- معاني الاخبار، لابن بابويه قمي
- 40- مع الخطيب في الخطوط العرفية، للطف الله الصافي
- 41- مقدمه تفسير القمي للسيد طيب موسوي الجزائري
- 42- مقدمه محمد حسين الطباطبائي
- 43- مقدمه الكافي، للكليني

44- من لا يخطر الفقيه، لابن بابويه قمي

45- الوافي

46- هداية الطالبين، لمحمد تقى الكاشاني

47- ضربة حيدرية، لعالم هندي شيعي

48- منبع الحياة، للسيد الجزايري

49- عقائد الشيعة، للبروجردى

50- كتاب القراءات للسيارى

51- وسائل الشيعة، للحر العاظمي

52- كتاب المناقب لابن شهر آشوب

53- قرب الاسناد، للحميري

54- كتاب المحاسن، للبرقي

55- تفسير العسكري

56- تفسير نور الثقلين، للحميري

57- تفسير منج الصادقين، لفتح الله الكاشاني

58- مجالس المؤمنين، للشوسترى

59- رجال الكشي

60- رجال النجاشي

61- كتاب صفين، لابن مزاحم

62- شرائع الاسلام، للحلي

63- الفصول المهمة، للحر العاظمي

64- رجال ابى داود

65- مرآة العقول، للمجلسي

- 66۔ الشانی، للمرتضی
- 67۔ تنباہ القرآن ومختلفہ، لابن شہر آشوب
- 68۔ نہج البلاغہ
- 69۔ شرح نہج البلاغہ، لابن ابی الحدید
- 71۔ الاشعثیات، لاشعث الکوفی
- 71۔ الآمالی لابن بابویہ القمی
- 72۔ عیون اخبار الرضا، لابن بابویہ قمی
- 73۔ معجم المؤمنین، للکمالہ
- 74۔ تنقیح المقال، للماقانی
- 75۔ دعائم الاسلام، لدلدار علی
- 76۔ الاستبصار، للطوسی
- 77۔ التہذیب للطوسی
- 78۔ مسالک الافہام، للعالمی
- 79۔ ترجمہ فرمان علی
- 80۔ ترجمہ مقبول علی
- اگلی قسط میں وہ چند سورتیں پیش کی جائیں گی جو بقول شیعہ موجودہ قرآن مجید میں نہیں، ان کے گمان باطل کے مطابق اس قرآن مجید میں سے دو تہائی حصہ نکال دیا گیا ہے اور اصل مکمل قرآن جس کی آیات کی تعداد سترہ ہزار ہیں بارہویں مزمومہ امام کے پاس غار میں موجود ہے، بقول شیعہ جب وہ ظاہر ہوگا، تو اس اصل قرآن کو ساتھ لے کے آئے گا۔

قسط نمبر 80

چھٹا مقصد:

شیعہ امامیہ کے زعم کے مطابق قرآن کریم میں تحریف کی انواع واقسام؛

پہلی قسم؛ قرآن کریم میں سے کچھ مکمل سورتوں کا حذف (نعوذ باللہ)
 شر البریہ نے اپنی طرف سے گھڑی ہوئی کچھ خرافات و لغویات کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے، کہ یہ قرآن مجید کی سورتیں
 تھیں، ان کے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن مجید جمع کرنے والوں نے ان مکمل سورتوں کو قرآن مجید
 میں سے حذف کر دیا تھا، ان کے دعویٰ کے مطابق ان سورتوں میں سے ایک سورت سورۃ النورین تھی، جس کی عبارت
 ان کے دعویٰ کے مطابق یوں تھی؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایہا الذین امنوا امنوا بالنورین الذین انزلنا ہایتلوان علیکم آیاتی و یحذرانک عذاب یوم عظیم۔ نوران بعضہما من بعض
 وانا السميع العليم۔ ان الذین یوفون ورسوہ فی آیات لحم جنات نعیم۔ والذین کفروا من بعد ما امنوا ننقصہم میثاقہم
 و ما عاہدہم الرسول علیہ یقذفون فی الجحیم۔ ظلموا انفسہم و عصوا الوصی الرسول اولئک یشقون من حیم الخ
 (تذکرۃ الائمہ للمجلس ص 19 مطبوعہ ایران)

نوری طبرسی کی کتاب "فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب کے صفحہ نمبر 180-181 پر یہ پوری سورۃ
 موجود ہے جو کہ تقریباً 43 خود ساختہ آیات پہ مشتمل ہے (کتاب میں آیات کا نمبر شمار نہیں دیا گیا لیکن جس انداز سے
 ہر آیت کو ختم کیا گیا ہے، اس انداز سے میں نے آیات کو نمبر دئے ہیں جو کہ ایک آدھ کم یا زیادہ بھی ہو سکتے ہیں)
 شر البریہ کی گھڑی ہوئی اس سورۃ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے فضائل اور ان کو نہ ماننے والوں کے
 لئے بڑی بڑی سزاؤں کا تذکرہ ہے، ان کے گمان باطل کے مطابق یہ سورۃ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے
 ساتھیوں نے قرآن مجید میں سے حذف کر دی تھی اس بات کی وضاحت خود نوری طبرسی نے اس سورۃ کو نقل کرنے
 سے قبل ان الفاظ میں کی ہے۔

ان عثمان لحرقت المصاحف و ا تلف السورة التي كانت في فضل علي و اهل بيته عليهم السلام من هذا السورة۔

ترجمہ؛؟ بیشک عثمان (رضی اللہ عنہ) نے قرآن مجید کے دیگر تمام نسخوں کو آگ لگا دی اور ان سورتوں کو بھی ضائع
 کر دیا، جن میں علی (رضی اللہ عنہ) اور اہل بیت علیہم السلام کے فضائل بیان کئے گئے تھے، انہی میں سے ایک یہ
 سورۃ بھی ہے،

اس عبارت کے آگے یہ پوری سورۃ النورین ذکر کی گئی ہے،

مجلسی کی کتاب تذکرۃ الائمہ میں ایک اور سورۃ "سورۃ الولایہ" کا بھی تذکرہ موجود ہے، کہ یہ سورت بھی قرآن مجید میں موجود تھی، لیکن حذف کر دی گئی، مجلسی کی کتاب تذکرۃ الائمہ میں اس مزعومہ سورۃ "سورۃ الولایہ" کے الفاظ یوں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا ایہا الذین امنوا امنوا بالنبی والولی الذین بعثناہما یحکم الی صراط مستقیم، نبی و ولی بعضہا من بعضہا وانا علیم الخبیر، ان الذین یوفون بعہد اللہ لہم جنات النعیم، فالذین اذاتلت علیہم آیاتنا کانوا بہ مکذبین، ان لہم فی جہنم مقاما عظیمما، اذ انودی لہم یوم القیامۃ ان الضالون المکذبون للمرسلین، ما خلقہم المرسلون الا بالحق واما کان اللہ لینظرہم الی اجل قریب، و سجد بحمد ربک و علی من الشاہدین۔
(تذکرۃ الائمہ للمجلسی ص 19 مطبوعہ ایران)

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو رحمان اور رحیم ہے، اے ایمان والو! تم نبی اور ولی پر ایمان لاؤ، ہم نے انہیں بھیجا ہے، تاکہ وہ سیدھی راہ کی طرف تمہاری راہنمائی کریں، نبی اور ولی دونوں "ایک ہی طرح کے" ہیں اور میں جاننے والا باخبر ہوں، یقیناً جو لوگ اللہ کے ساتھ کئے گئے عہد کو پورا کرتے ہیں، ان کے لئے نعمتوں سے بھری جنتیں ہیں، پس جو لوگ ایسے ہیں، کہ جب ان پر ہماری آیات کو پڑھا جاتا ہے، تو انکی تکذیب کرتے ہیں، ان کے لئے جہنم میں بہت بڑا عذاب ہے، جب ان کو قیامت کے دن پکارا جائے گا، کہ رسولوں کی تکذیب کرنے والے گمراہ کہاں ہیں؟ مرسلین تو انہیں حق کے ساتھ تخلیق کیا ہے، اور انہیں ہے اللہ تعالیٰ انہیں قریبی مدت تک مہلت دینے والا، اور آپ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کریں، اور علی شہادت دیے والوں میں سے ہیں۔

جس انسان کو قرآن مجید سے تھوڑا سا بھی مَس ہے، اور قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہتا ہے، چاہے کبھی کبھار ہی کرتا ہو، وہ ان کے الفاظ سے ہی اندازہ کر سکتا ہے، کہ یہ اللہ رب العزت کا کلام تو بڑی دور کی بات ہے، زمانہ جاہلیت کے عربوں کے کلام کی فصاحت و بلاغت کو بھی نہیں چھوٹا!

شیعہ شرا بریہ کی انہی من گھڑت سورتوں میں سے ایک سورۃ "سورۃ الخلع" بھی ہے، مجلسی ہی کی تذکرۃ الائمہ کے مطابق اس کا مضمون درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہم انا نستعینک ونثنیٰ علیک ولا نکفرک ونخلع ونترک من یفرجک۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو رحمن اور رحیم ہے، اے ہمارے معبود! ہم تیری مدد کے طلب گار اور تیرے

شناخوان ہیں، ہم تیرا انکار نہیں کرتے، ہم تو تیری حدود سے تجاوز کرنے والوں سے علیحدگی اختیار کرتے اور ان سے دستبردار ہوتے ہیں۔

اسی تذکرۃ الائمہ میں مجلسی کے دعوے کے مطابق ایک اور سورۃ "سورۃ الحفد" بھی موجود تھی، جس کے الفاظ مجلسی کی تذکرۃ الائمۃ کے مطابق یوں ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللهم ایاک نعبد و لک نصلى و نسجد و الیک نسئلى و نخفد و نرجو ارحمتک و نخشى نقمتک ان عذابک بالکافرین ملحق۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع جو رحمن اور رحیم ہے، اے ہمارے معبود! ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تیرے لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، اور تیری طرف دوڑتے اور تنگ و دو کرتے ہیں، تیری رحمت کے امیدوار اور تیری ناراضگی سے خائف ہیں، یقیناً تیرا عذاب کفار کو لاحق ہونے والا ہے۔

نیز شریعہ کا یہ بھی غالیانہ عقیدہ ہے، کہ قرآن پاک میں موجود "سورۃ الفجر" کا اصل نام "سورۃ الحسین" ہے، یہی نہیں، بلکہ قرآن پورے کا پورا حضرت علیٰ حضرت علیٰ حضرت رضی اللہ عنہم و دیگر اہل بیت کے لئے ہے، اس میں کوئی شک و شبہ نہیں، کہ عقیدہ تحریف قرآن اور مذکورہ بالا ساری خرافات ان کی اپنی من گھڑت ہیں حضرت علیٰ، حضرات حسنین رضی اللہ عنہم و دیگر ائمہ اہل بیت رحمہم اللہ ان سے مکمل طور پر بے خبر اور بری الذمہ تھے۔

ذیل میں نوری طبرسی کی کتاب فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب کے صفحہ نمبر 180 اور 181 کی فوٹو بھی دے رہا ہوں شاید کوئی سلیم الطبع انسان اپنے باطل عقائد سے تائب ہو سکے۔
دوسری قسم؛ بعض قرآنی آیات سے کچھ کلمات کا حذف؛



قسط نمبر 81

شر البریہ کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن مجید میں سے بہت سارے الفاظ و کلمات کو حذف کر دیا گیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں سے ان کلمات کو صحابہ کرام (علیہم الرضوان) نے ساقط کیا ہے، جن کلمات کو یہ لوگ ساقط شدہ یا محذوف شدہ تصور کرتے ہیں، ان کے بقول ان میں سے اکثر کا تعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ، اہل بیت، اور دیگر مختلف اشیاء کے ساتھ وابستہ ہے، ان کا دعویٰ ہے، کہ "فی علی" کے الفاظ کو قرآن مجید کے بہت سارے مقامات سے حذف کیا گیا ہے، میں ان مقامات کو شمار کے طور پہ نہیں، بلکہ ان میں سے چند مقامات کو علی سبیل المثال یہاں بیان کروں گا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاولئک سورۃ من مثله۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر 23

ترجمہ: اور اگر تم اس کتاب کے بارہ میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پہ اتاری ہے، تو کوئی ایک سورۃ اس کی مثل تم بھی

بنالاء۔

اس آیت کے متعلق کلینی یہ روایت کرتا ہے،

عن جعفر قال؛ نزل جبریل بھذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ہکذا " وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا۔۔۔ فی علی۔۔۔ فاتوا بسورۃ من مثله۔

(اصول کافی کتاب الحج باب فیہ ما نکت و تنق من التنزیل فی الولایۃ ص 417 ج 1 مطبوعہ ایران)

ابو جعفر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں، کہ جبریل نے اس آیت کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر ان الفاظ کے ساتھ اتارا تھا " اگر تم اس کتاب کے بارہ میں شک میں ہو، جو ہم نے اپنے بندے پر علی کے متعلق اتاری ہے، تو کوئی ایک سورۃ اس کی مثل تم بھی بناؤ۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا فرمان۔

بَسْمَا شَرَّ وَاٰهٖ اَنۡ یَّکْفُرُوۡا بِمَا اَنۡزَلَ اللّٰهُ بَغْیًا اِنۡ یَّزَلَ اللّٰهُ مِّنۡ فَضْلِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِّنۡ عِبَادِهٖ۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر 90 ترجمہ؛ بری ہے وہ چیز جس کے عوض میں انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے، کہ انکار کرتے ہیں اس (کلام) کا جو اللہ نے نازل کیا ہے، اس ضد پر کہ اللہ نے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہا اپنا فضل نازل کیا ہے۔ اس فرمان الہی کے مقابل کلینی ابو جعفر سے یہ روایت نقل کرتا ہے،

عن جعفر قال؛ نزل جبریل بھذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ہکذا " بَسْمَا شَرَّ وَاٰهٖ اَنۡ یَّکْفُرُوۡا بِمَا اَنۡزَلَ اللّٰهُ۔۔۔ فی علی۔۔۔ بغیا ان یزل اللہ من فضله علی من یشاء من عبادہ۔

(اصول کافی کتاب الحج باب فیہ ما نکت و تنق من التنزیل فی الولایۃ ص 417 ج 1 مطبوعہ ایران)

ترجمہ؛ ابو جعفر سے مروی ہے، کہ وہ کہتے ہیں؛ کہ اس آیت کو جبریل علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر یوں نازل کیا تھا " بری ہے وہ چیز جس کے عوض میں انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے، کہ انکار کرتے ہیں اس (کلام) کا جو اللہ نے۔۔۔ علی کے متعلق۔۔۔ نازل کیا ہے، اس ضد پر کہ اللہ نے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہا اپنا فضل نازل کیا ہے۔

قسط نمبر 82

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰوْتُوْا اِلٰهَ كِتٰبِ اِمْنُوْا بِمَا نَزَّلَ ۚ نَامُصِّدٍ قٰلِمًا مَّعَكُمْ ۚ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّلَ اَنَّ طٰۤمِسٍ وَّجُوْهًا
فَرَزَوْنَهَا عَلٰۤى اَدۡبَارِهَا (سورة النساء آیت نمبر 47)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جنہیں کتاب مل چکی ہے، اس کتاب پر ایمان لاؤ، جسے ہم نے نازل کیا ہے، تصدیق کرنے والی اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے، قبل اس کے کہ ہم چہروں کو مٹا ڈالیں، اور چہروں کو ان کے پیچھے کی جانب الٹا دیں۔
اس آیت مقدسہ کے متعلق کلینی نے اپنی کتاب میں یہ روایت وارد کی ہے،

عن ابی جعفر قال: نزلت هذه الآية على محمد صلى الله عليه وآله هكذا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰوْتُوْا اِلٰهَ كِتٰبِ اِمْنُوْا بِمَا نَزَّلَ اَنْزَلْتُ
فِي عَلٰى " مُصِّدٍ قٰلِمًا مَّعَكُمْ ۚ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّلَ اَنَّ طٰۤمِسٍ وَّجُوْهًا فَرَزَوْنَهَا عَلٰۤى اَدۡبَارِهَا۔

ترجمہ: اے وہ لوگو! جنہیں کتاب مل چکی ہے، اس کتاب پر ایمان لاؤ، جسے میں نے " علی کے متعلق " نازل کیا ہے،
تصدیق کرنے والی اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے، قبل اس کے کہ ہم چہروں کو مٹا ڈالیں، اور چہروں کو ان کے پیچھے
کی جانب الٹا دیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

وَلَوْ اَنَّهٗمْ فَعَلُوْا اٰمٰیوۡنَۙ عَظُوۡنَۙ لَکَانَ فِیۡ رَآۡیِهِمْ ۚ وَاَشَدَّتۡۢ بَیۡتًا (سورة النساء آیت نمبر 66)

ترجمہ: اور اگر یہ (لوگ) وہ کر ڈالتے، جس کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے، تو ان کے حق میں بہتر ہوتا، اور ان کو ثابت قدم
رکھنے والا بھی۔

کلینی نے اس آیت کے بارہ میں بھی ابو عبد اللہ سے روایت تحریف درج کی ہے۔

عن ابی عبد اللہ قال: هكذا نزلت هذه الآية وَلَوْ اَنَّهٗمْ فَعَلُوْا اٰمٰیوۡنَۙ عَظُوۡنَۙ لَکَانَ فِیۡ رَآۡیِهِمْ ۚ وَاَشَدَّتۡۢ بَیۡتًا۔
لَکَانَ فِیۡ رَآۡیِهِمْ ۚ وَاَشَدَّتۡۢ بَیۡتًا۔

ترجمہ: ابو عبد اللہ کہتے ہیں؛ کہ یہ آیت اس طرح نازل کی گئی تھی: اور اگر یہ (لوگ) وہ کر ڈالتے، جس کی انہیں علی علیہ
السلام کے بارے میں نصیحت کی جاتی ہے، تو ان کے حق میں بہتر ہوتا، اور ان کو ثابت قدم رکھنے والا بھی۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،
وَلَقَدْ صَرَّفَ نَالِنَّا فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَتَى أَكْثَرَ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا (سورۃ اسراء آیت نمبر 89)

ترجمہ؛ اور بالیقین ہم نے لوگوں کے لئے قرآن میں ہر قسم کا اعلیٰ مضمون طرح طرح سے بیان کیا ہے، لیکن اکثر لوگ انکار کئے بغیر نہ رہ سکے۔

کلبینی نے اصول کافی میں اور عیاشی نے تفسیر عیاشی میں اس آیت کے متعلق ابو جعفر سے یہ روایت نقل کی ہے۔
عن ابی جعفر قال؛ نزل جبریل بھذہ الآیۃ ہکذا؛ وَلَقَدْ صَرَّفَ نَالِنَّا فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَتَى أَكْثَرَ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا۔ بولایۃ علی "إِلَّا كُفُورًا۔"

ترجمہ؛ ابو جعفر سے روایت ہے، کہ جبریل نے یہ آیت ان لفظوں کے ساتھ نازل کی تھی، اور بالیقین ہم نے لوگوں کے لئے قرآن میں ہر قسم کا اعلیٰ مضمون طرح طرح سے بیان کیا ہے، لیکن اکثر لوگ "علی کی ولایت کا انکار کئے بغیر نہ رہ سکے۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،
وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (سورۃ احزاب آیت نمبر 71)
ترجمہ؛ اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچ گیا۔
اس آیت کے بارہ میں کلبینی اور بیاضی نے ابو عبد اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے،
عن ابی عبد اللہ قال؛ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ "فِي وَلايۃ علی وَالْاَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔" ہکذا نزلت واللہ۔

(اصول کافی ص 414 ج 1 مطبوعہ ایران۔ الصراط المستقیم للبیاضی ص 279 ج 1 مطبوعہ ایران)

ترجمہ؛ ابو عبد اللہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا؛ اللہ کی قسم؛ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی،
اور جس کسی اللہ، اور اس کے رسول کی، علی اور ان کے بعد آنے والے آئمہ کی ولایت کے متعلق ہدایات کی پیروی کی، سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچ گیا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا آلَآَنَ فَسُحْمَآَ جَاءُواكَ فَاسَآَ تَغَآَ فَرُوااللَّهُوَاسَآَ تَغَآَ فَرَلِ۔ هُمُالرَّسُولُ لَوْجَدُوااللَّهُتَوَابًا
رَّحِيمًا (سورة النساء آیت نمبر 64)

ترجمہ؛ اور کاش؛ کہ جس وقت یہ زیادتی کر بیٹھے تھے، آپ کے پاس آجاتے، پھر اللہ سے مغفرت چاہتے، اور رسول بھی ان کے حق میں مغفرت کی دعا فرماتے، تو یہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔

شیعہ تفسیر مئی میں اس آیت کے تحریف شدہ الفاظ اس طرح ہیں،
وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا آلَآَنَ فَسُحْمَآَ جَاءُواكَ "یا علی" فَاسَآَ تَغَآَ فَرُوااللَّهُوَاسَآَ تَغَآَ فَرَلِ۔ هُمُالرَّسُولُ لَوْجَدُوا
اللَّهُتَوَابًا رَّحِيمًا۔

ترجمہ؛ ترجمہ؛ اور کاش؛ کہ جس وقت یہ زیادتی کر بیٹھے تھے "اے علی" یہ آپ کے پاس آجاتے، پھر اللہ سے مغفرت چاہتے، اور رسول بھی ان کے حق میں مغفرت کی دعا فرماتے، تو یہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔
قرآن مجید کے کثیر ترین مقامات ایسے ہیں، جہاں سے بقول شراہر یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کو حذف کیا گیا ہے، جو چند مثالیں پیش کی ہیں، اس سے قرآن کریم کے متعلق شیعوں کی گمراہی و ذلالت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے، "آل محمد" اور "آل البیت کے الفاظ کے متعلق بھی ان لوگوں کا یہی دعویٰ ہے، کہ قرآن کریم کے بہت سارے مقامات سے ساقط کیا گیا ہے، انہوں نے اپنے آئمہ سے بہت ساری ایسی روایات نقل کی ہیں، جن میں ان آیات کا ذکر موجود ہے، جن میں سے بقول ان کے "آل محمد" اور آل البیت کے کلمات کو محذوف کیا گیا ہے، مثال کے طور پر،
قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے،

فَبَدَّلَ الذِّنِّيَّانَ ظَلَمُوا أَقْوَاآَ لَآَغَى الرَّالذِّنِّيَّانَ لَهْمُآَ فَآَنَ زَلَّآَ عَلَى الذِّنِّيَّانَ ظَلَمُوا رِجَآَ زَاآَمِنَ السَّمَآءِ بِمَا
كَانُوا آَافَآَ سُقُواآَ (سورة البقرة آیت نمبر 59)

اس فرمان الہی میں بقول شیعہ جو الفاظ حذف کئے گئے ہیں، شیعہ امام عیاشی اس کے متعلق اپنی تفسیر میں یہ روایت لایا ہے،
عن ابی جعفر قال؛ نزل جبریل بهذه الآية هكذا "فَبَدَّلَ الذِّنِّيَّانَ ظَلَمُوا" آل محمد حقهم "غَى الرَّالذِّنِّيَّانَ لَهْمُآَ فَآَنَ زَلَّآَ عَلَى الذِّنِّيَّانَ ظَلَمُوا" آل محمد حقهم "رِجَآَ زَاآَمِنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوا آَافَآَ سُقُواآَ۔

ابو جعفر سے مروی ہے، کہ انہوں نے کہا، کہ جبریل یہ آیت اس طرح لائے تھے، مگر آل محمد کے حقوق میں ظلم و زیادتی کرنے والوں نے جو انہیں بتایا گیا، اس کے خلاف ایک اور کلمہ بدل ڈالا، سو ہم نے آل محمد کے حقوق میں ظلم و زیادتی کرنے

والوں پر آسمان سے بہت بڑا عذاب نازل کیا، اس سبب سے کہ وہ نافرمانی کر رہے تھے۔
ساتواں مقصد،

اس سوال کا جواب کہ شیعہ اس قرآن کریم کی تلاوت کیوں کرتے ہیں، جو اہل السنہ کے پاس موجود ہے، حالانکہ وہ اس کو ناقص اور تحریف شدہ بھی مانتے ہیں۔

صاحبزادہ

ضیاء ناصر

Sahibzada Zia

عالم اسلام کے لئے شیعہ ورلڈ آرڈر:

عزیز دوستو:

آج میں آپ تک جو رپورٹ پہنچانے لگا ہوں، یہ ایک انتہائی اہم اور خطرناک معاملہ ہے، شیعہ علماء، مجتہدین اور آیت اللہ کہلوانے والے مراجع نے، ایران کے پڑوسی ممالک اور علاقوں میں، شیعیت پھیلانے کا ایک خفیہ خاکہ 1979 کے ایرانی شیعہ انقلاب کے کچھ ہی عرصہ بعد تیار کیا تھا، لیکن اُسکا انکشاف کافی سالوں بعد، ایران ہی میں رہنے والے ایک صحافی جس کا تعلق متحدہ عرب امارات سے تھا، نے، متحدہ عرب امارات سے شائع ہونے والے مجلہ "البیان" کے شمارہ نمبر 123 ماہ ذی القعدہ، 1418 بمطابق 1998 نے کیا،

یہ ایک پیغام تھا، جو اس مجلس ثقافت نے اپنے تمام محافظوں، اور اپنے مذہب کے ماننے والوں کو ارسال کیا تھا، اس پیغام کو پورے عالم اسلام کے شیعہ کی طرف بھیجا گیا تھا، اس پوشیدہ خاکہ پر عمل درآمد کرنے کے لئے ابتدائی طور پر پچاس سال کا وقت مقرر کیا گیا تھا،

اس کا بنیادی ہدف یہ تھا، کہ ایرانی علاقوں میں جہاں جہاں سنیوں کی اکثریت ہے، ہر حربہ آزما کے انکو شیعہ بنایا جائے، نیز، پاکستان، افغانستان، سعودی عرب، عراق، کویت، بحرین، یمن، قطر، متحدہ عرب امارات، عمان، و دیگر وہ ممالک جو ایران کے قریب واقع ہیں، ان میں بھی شیعیت کا جال پھیلائیں، اور مزید یہ کریں، کہ ان پر فوجی، معاشی، معاشرتی، اور ثقافتی سطح پر غلبہ پائیں، ان ممالک کا سارا نظام تباہ کر دیا جائے، اور شیعیت کا تسلط قائم کیا جائے، اس خطرناک منصوبہ کی مزید تفصیلات بیان کرنے سے قبل میں اپنے قارئین کو صرف یہ کہنا چاہوں گا، یہ مسئلہ صرف میرا ذاتی مسئلہ نہیں، یہ پوری امت مسلمہ کے، ہر فرد کا ذاتی مسئلہ ہے، کہ نظریہ اور عقیدہ سے بڑھ کے ذاتی دولت کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی، لہذا ہر مرد، عورت، جوان، بوڑھا، بچے، لڑکے، لڑکیاں، سب دل و جان سے اس ایک ہی عزم کو لے کر اٹھ کھڑے ہوں، کہ ہم نے ہر حال میں رافضیت و شیعیت (جو یہودیت کا ہر اول دستہ ہے) کا راستہ روکنا ہے، اگر اس میں جان بھی قربان کرنی پڑے تو کوئی مہنگا سودا نہیں،

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے، کہ حق ادا نہ ہوا

ہم سب ایک ہی کشتی کے سوار ہیں،

اور وہ کشتی ہے اسلام کی،

اس کی حفاظت ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے،

ہم سب اسلام کی سرحد ہیں،

اور اسلام کی سرحد کی حفاظت ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری ہے،

" اس خطرناک پوشیدہ منصوبہ کی تحریر "

ہم اپنی قریب والی حکومتوں میں اپنی تحریک جاری رکھنے سے قاصر ہیں (یعنی ترکی، روس) وغیرہ، ان علاقوں کی ثقافت اور

تہذیب مغرب سے ملی ہوئی ہے، وہ ہمارے اوپر حملہ کر سکتے ہیں، اور غلبہ پاسکتے ہیں،

اب اللہ کے فضل اور اس بہادر امام خمینی (لعنت اللہ علیہ) کی امت کی قربانیوں سے کئی صدیوں بعد، اثنا عشری شیعوں کی

حکومت ایران میں قائم ہو چکی ہے،

اور شیعہ لیڈروں کے ارشادات کی روشنی میں، ہمارے اوپر بہت بھاری اور خطرناک ذمہ داری آن پڑی ہے، وہ ہے اس تحریک کو

جاری رکھنا،

لیکن عالمی حالات کے پیش نظر اور حکومتوں کے قوانین کو مد نظر رکھتے ہوئے، اس تحریک کو جاری رکھنا ممکن نہیں،

بلکہ اسے جاری رکھنے کے لئے، تباہ کن بڑے بڑے خطرات درپیش ہیں،

اس بناء پر ہم نے مختلف آراء کے مطابق، اور تین دفعہ کمیٹی بٹھانے کے بعد، ان کے متفقہ مشورہ سے، اس منصوبہ کی تکمیل کو پانچ

مرحلہ میں طے کرنے کا فیصلہ کیا ہے،

ہر مرحلہ دس برس کا ہوگا،

اس طرح پچاس برسوں میں ہم یہ مرحلہ وار تحریک قریب کے تمام ممالک میں برپا کر سکیں گے،

جن خطرات کا ہمیں سامنا کرنا ہوگا،

وہ وہابی حکام اور سنیوں کی اکثریت ہے،

ان کا خطرہ یورپ سے بھی زیادہ ہے،

کیونکہ یہ وہابی اور اہل سنت کی اکثریت ہماری تحریکوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے،

یہ ولایت فقیہ اور ائمہ معصومین کے دشمن ہیں،
حتاکہ یہ شیعہ مذہب کو مخالف شریعت و دستور قرار دیتے ہیں،
اور انہوں نے شیعہ مذہب اور اسلام کو ایک دوسرے کے متضاد قرار دیا ہے،
اس بناء پر ہماری ذمہ داری ہے، کہ ایران کے اندر سنی علاقوں میں ہم اپنا اثر و نفوذ زیادہ کریں، خصوصاً سرحدی علاقوں میں،
اور ہم اپنی امام بارگاہیں زیادہ تعداد میں تعمیر کریں،
اور اپنی مذہبی مجالس پہلے سے زیادہ منعقد کریں،
اور ان شہروں میں جن میں 90 یا 100 فیصد آبادی سنیوں کی ہے،
وہاں ہم شریعت کے لئے فضا تیار کریں،
تاکہ اندرونی شیعوں کی تعداد میں مرحلہ وار اضافہ ہو،
اور یہ رہائش کے لئے، کام کے لئے، اور تجارت کے لئے یہاں ٹھہریں،
اس کے بعد حکومت اور اداروں کی ذمہ داری ہے،
کہ ان سنی لوگوں سے ہمارے شیعہ مذہب کی طرف آنے والوں کو وطنی تسلیم کریں،
یہ خاکہ جو ہم نے تیار کیا ہے، کہ اس تحریک کو پھیلا یا جائے، زیادہ تر اہل نظر اسے مفید اور مناسب تصور نہیں کرتے، اور اس سے
بہت زیادہ خونریزی ہونے کا کہتے ہیں، اور اس کے خلاف عالمی بڑی طاقتوں کے رد عمل ظاہر ہونے کا خیال بھی ظاہر کرتے ہیں،
اور اس پر اٹھنے والے اخراجات کو بھی بے سود قرار دیتے ہیں،
لیکن اس کے باوجود ہم یہ کہتے ہیں، کہ اہل رائے کا یہ فیصلہ بار آور ہوگا، اور مفید ثابت ہوگا،
" ایرانی سلطنت کی مضبوطی کا طریقہ "

کسی بھی حکومت، یا جماعت، یا شعبہ کے ارکان کی حفاظت، یا مضبوطی تین بنیادوں پر ہوتی ہے،

1, قوت حاکمہ

2, علم و معرفت

3, اقتصادیات

جب بھی حکومتوں کی بنیاد کو متزلزل کرنا ہو، تو حکام اور علماء اختلاف پیدا کر دیا جائے، اور اس شہر

یاملک کے دولتمند لوگوں کو بکھیر کر اپنے علاقہ میں لے آئیں، یاد دنیا کے دوسرے ممالک میں بھیج دیا جائے، تو ہم نے یقینی کامیابی حاصل کر لی اور توجہ کے قابل ہو جائیں گے، بقیہ آبادی اس قوت اور حاکمیت کے تابع ہوتی ہے، اور وہ اپنی معیشت میں مگن ہوتی ہے، اور اپنی روٹی اور رہائش کے چکر میں ہوتی ہے، یہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والے معاملے کے تحت قوت سے دبی رہتی ہے،

ہمارے ہمسائے ممالک، جو اہل سنت بھی ہیں اور وہابی بھی ہیں، مثلاً متحدہ عرب امارات، ترکی، عراق، افغانستان، پاکستان، خلیج فارس وغیرہ، یہ بظاہر متحد ہیں، لیکن حقیقت میں مختلف ہیں، ان علاقوں کی ایک بہت بڑی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے، جو گذشتہ اور موجودہ دور میں بھی رہی ہے، کہ یہ کُرد ارض کی شاہ رگ ہیں، ان میں تیل کی دولت ہے، یہ دنیا کے حساس ترین ممالک ہیں، ان علاقوں کے حکام تیل کی تجارت کی وجہ سے زندگی کی حیثیت رکھتے ہیں،

ان علاقوں کے رہائشی تین طبقات میں تقسیم ہیں،

(1) بدو، صحرائین جو صدیوں سے یہاں آباد ہیں،

(2) وہ لوگ ہیں جو بندر گاہوں اور بنجر علاقوں سے ہجرت کر کے ہماری اس سر زمین میں آباد ہوئے، انکی ہجرت کا آغاز شاہ

اسماعیل صفوی، نادر شاہ، کریم خان، قاجار بادشاہوں اور پہلوی خاندان کے دور میں ہوا تھا، اور اس اسلامی تحریک (یعنی شیعہ انقلاب ایران) کے دور میں بھی وقفہ وقفہ سے وہ مختلف علاقوں سے ہجرت کر کے یہاں آ کے آباد ہوئے،

(3) وہ لوگ ہیں، جو اہر اُدھر کی چھوٹی چھوٹی عرب حکومتیں ہیں، اور وہ لوگ ہیں، جو ایران کے اندرونی شہروں میں ہیں،

تجارت، امپورٹ، ایکسپورٹ، کمپنیوں اور عمارتوں وغیرہ پر ان لوگوں کا تسلط ہے، ان علاقوں کی رہائشی عمارتوں کے کرایوں اور زمینوں کی خرید و فروخت پر گزارا کرتے ہیں، اور بااثر ہیں، اور وہ جو تیل کی تجارت سے حاصل ہونے والی تنخواہوں پر گذر اوقات کرتے ہیں،

معاشرتی فساد، ثقافتی و کاروباری خرابی اور اسلام کے خلاف طرز عمل، یہ ان میں بالکل واضح ہے،

ان علاقوں کے رہائشی زیادہ تر اپنی زندگی دنیاوی لذات اور فسق و فجور میں ڈوب کر گزار رہے ہیں، ان میں سے زیادہ تر نے یورپ و امریکہ میں اپنی جائیدادیں بنارکھی ہیں، اور وہاں کی انڈسٹری میں حصہ ڈال رکھا ہے، اور اپنا سرمایہ وہاں کے بنکوں میں رکھا ہوا ہے،

خاص طور پر جاپان، انگلینڈ، سویڈن اور سوئس بینکوں میں،

انہیں یہ خوف ہے، کہ ان کے ملک کے حالات مستقبل کے لئے اچھی غمازی نہیں کر رہے، یہاں وہ غیر محفوظ ہیں، جب ہم شیعہ ان عرب ممالک پر قبضہ کر لیں گے، تو گویا ہم نے آدھی دنیا فتح کر لی، " تیار شدہ خاکہ کے نفاذ کا طریقہ کار "

یہ پچاس سالہ خاکہ بروئے کار لانے کے لئے ہماری ذمہ داری ہے، کہ ہم اپنے ارد گرد والی حکومتوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھیں، بلکہ ہم صدام کے معزول ہونے کے بعد عراق کے ساتھ بھی اچھے تعلقات رکھیں گے، وجہ یہ ہے، کہ ہزار دوست کو زیر کرنا آسان ہے، اور ایک دشمن کو زیر کرنا مشکل ہے، ان سیاسی، ثقافتی، اور اقتصادی تعلقات کی آڑ میں ہمارے بہت سارے ایرانی لوگوں کی تعداد ان حکومتوں کی طرف پہنچ جائے گی، ان ممالک میں ہم مہاجروں کے لبادہ میں اپنے کارندے بھیجیں گے، جنکو ہم تنخواہ دیں گے، اور انہیں حق خدمت دیا جائے گا،

اس بارہ میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں، کہ پچاس سال ایک طویل عرصہ ہے، ہماری تحریک (ایرانی شیعہ انقلاب) بیس سال بعد کامیابی سے ہم کنار ہوئی تھی، ہمارا مذہب بھی ایک دن میں نہیں پھیلا، بلکہ ممالک میں ہمارے وزراء، وکیل اور حاکم بھی نہ تھے،

بلکہ معمولی عہدیدار بھی نہ تھے، حتاکہ وہابی، شافعی، حنبلی، مالکی، حنفی، تو ہمیں مرتد قرار دیتے ہیں، اور بارہا شیعوں کا قتل عام بھی ہوا (سفید جھوٹ) یہ پہلے کی بات ہے، مگر آج اس دور میں ہمارے آباء و اجداد کے نظریات اور انکی آراء و مساعی نتیجہ خیز ہیں، اگرچہ آئندہ ہم خود نہ ہوں گے، لیکن ہماری تحریک اور مذہب دونوں باقی رہیں گے، اس مذہبی فرضہ کی ادائیگی کے لئے قربانی کی ضرورت ہے،

ہمارا پروگرام ہونا چاہئے، اور خاکہ بندی تیار رکھی جائے، خواہ پچاس سال کی بجائے پانچ سو سال لگ جائیں، ہم لاکھوں شہداء کے وارث ہیں، جو مسلم نماشیطانوں کے ہاتھوں مارے گئے، اور ان کے خون تاریخ کی راہ پر اب بھی بہ رہے ہیں

یہ خون خشک نہیں ہوئے، اور یہ بہتے ہی رہیں گے، وہ لوگ (سنی لوگ) جب تک اپنے بڑوں کی خطاؤں کا اعتراف نہیں

کر لیں گے، اور شیعہ مذہب کو اسلام کی اصل قرار نہ دیں گے، خون پیش کرتے رہیں گے،
"مرحلہ وار فہم"

(1) ہمارے لئے افغانستان، پاکستان، عراق، ترکی اور بحرین میں مذہب شیعہ کی ترویج و اشاعت میں کوئی رکاوٹ نہیں، ہم نے جو دوسرے دس سال کا خاکہ تیار کیا ہے، ہم اسے ان ملکوں میں پہلے دس سال کا خاکہ بنا کے کام کر سکتے ہیں، ہمارے کارندوں کو تین چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے،

نمبر ایک، یہ ہمارے نمائندے زمینوں، گھروں، اور فلیٹوں کی خریداری کریں، اور کاروبار بنائیں، زندگی کی سہولیات اور آسانیاں شیعہ مذہب والوں کو فراہم کریں، تاکہ وہ ان گھروں میں رہیں، اور تعداد بڑھے، یہی کام فلسطین میں یہودیوں نے کیا ہے،

نمبر دو، تعلقات بڑھائیں، اور بازار میں حکومتی اداروں میں، بڑے بڑے رؤسا اور مشاہیر اور حکومتی محکموں میں اثر و رسوخ رکھنے والے لوگوں سے دوستی رکھیں،

نمبر تین، بعض ممالک میں عمارتوں کی تعمیر جُدا جُدا ہے، لیکن ان میں بستنیوں اور چھوٹے چھوٹے شہروں میں ٹاؤنز تعمیر ہوتے ہیں، ہمارے ان کارندوں کو چاہئے، وہ انہیں خریدیں اور مناسب قیمت پر بیچیں، اور ان افراد کو دیں، جنہوں نے اپنی جائیدادیں شہر کے مراکز میں فروخت کی ہیں، اس انداز پر شیعوں کی آبادی گھنی ہو سکتی ہے، اور سُنیوں کے ہاتھوں سے جائیدادیں نکالی جاسکتی ہیں۔

(2) دوسرا مرحلہ یہ ہے، کہ شیعہ پر لازم ہے، کہ قانون کا احترام کریں، اور قانون نافذ کرنے والوں کی بات مانیں، اور حکومت کے ملازموں کی بات بھی تسلیم کریں، اور مذہبی مجلسوں کے انعقاد کے لئے رخصت طلب کریں،

امام بارگاہیں بنوائیں، کیونکہ مذہبی رسومات مستقبل کے لئے ہمارا اعتماد بحال رکھیں گی، اور حساس مقامات پر بلند و بالا اور اعلیٰ رہائشیں تیار کریں، اور ان دو مرحلوں سے گزرنے کے لئے یہ ضروری ہے، جہاں بھی ہمارے کارندے رہتے ہیں، اس ملک کی شہریت حاصل کریں، اسکا طریقہ یہ ہے، کہ دوستوں کو تحائف دئے جائیں، اور نوجوانوں کو ترغیب دی جائے، کہ وہ حکومتی اداروں میں ملازمت اختیار کریں، اور خاص طور پر فوج میں سلیکٹ ہوں، اور اس خاکہ کے دس سالوں کے دوسرے نصف میں یہ طریقہ اختیار کرنا لازمی ہے، کہ علمائے اہل سنت کو آپس میں بھڑکایا جائے، کسی علاقہ میں معاشرہ کی خرابی یا اسلام مخالف اعمال کثرت سے ہوں، تو کسی تنظیم یا دینی شخصیت کے حوالہ سے پمفلٹ بانٹ دئے جائیں، جن میں تنقید کی گئی ہو، ظاہر ہے، اس طرح مختلف شعبوں میں بھڑکاؤ پیدا ہوگا، جسکا نتیجہ یہ ہوگا، یا تو دینی قیادت پر پابندی لگ جائے گی، یا دینی شخصیت کی زبان بندی

ہوگی، یا یہ ہوگا کہ وہ اس غلط نشریات کی تردید کریں گے، اور دین کی طرف منسوب ان نشریات کا دفاع کریں گے، بہر صورت شک کی فضا پیدا ہو جائے گی، علماء اور دینی لوگ حکمرانوں سے بدظن ہوں گے، اور حکمران علماء سے بدگمان ہوں گے، اور دین پسند لوگوں کا تقدس اس علاقہ میں پامال ہوگا، اور مساجد، دینی ادارے اور دینی نشر و اشاعت کا کام رک جائے گا، تمام دینی خطابات اور مذہبی مجالس ان کے نظام میں خرابی کا باعث بنیں گی، اس سے بڑھ کر یہ فائدہ ہوگا کہ علماء اور حکام کے مابین کینہ اور نفرت جنم لے گی، جب ان وہابی اور اہل سنت کو ان کے اندرونی مراکز سے حمایت حاصل نہ ہوگی، تو پھر یہ باہر سے کچھ حمایت حاصل نہ کر سکیں گے،

(3) اسی دس سالہ مرحلہ میں یہ بات حاصل ہوگی، کہ ہمارے کارندوں کی دوستی مالداروں اور حکومتی کارندوں کے ساتھ گہری ہوگی، اور زیادہ تر فوج میں اور قوت نافذہ میں تعلق کی بناء پر یہ شیعہ پورے آرام و سکون سے کام کریں گے، یہ دینی تحریکوں میں دخل اندازی مت کریں، اس سے حکام بالا ان سے پہلے سے بھی زیادہ مطمئن ہو جائیں گے، اس مرحلہ میں جو دین والوں کے حکام کے ساتھ اختلاف پیدا ہوئے ہوں گے، تو اس صورت میں اس علاقہ کے ہمارے شیوخ پر فرض ہوگا، کہ وہ حکومت کی حمایت کریں اور ان کا دفاع کریں، خاص طور پر مذہبی رسومات میں حکمرانوں کا ساتھ دیں، اور جب خطرہ نہ ہو تو اپنے شیعہ ہونے کا اظہار کریں، اور حکام کی نظروں میں نہ کھٹکیں، بلکہ انکی رضا حاصل کریں، اور انکے حکومتی احکامات کو بلا خوف و خطر مانیں، اسی مرحلہ میں ہم بندرگاہوں، جزیروں اور شہروں میں جو ہمارے ملک میں دوسرے ملکوں کے بنک ہیں، ان سے رابطہ کریں گے، تاکہ قریبی ممالک کے ساتھ اقتصادی تبادلہ کر سکیں، یہ بات یقینی ہے، مالدار اقتصادی مضبوطی کی خاطر اپنے وفود ہمارے ملک میں بھیجیں گے اور جب ہم انہیں تجارتی آزادی دیں گے، تو وہ ہمارے وطن میں خوش ہوں گے، اور ہم ان سے اقتصادی فائدہ حاصل کریں گے،

(4) اور چوتھے مرحلہ میں حکمرانوں اور علماء کے درمیان کینہ پیدا ہو چکا ہوگا، اور تاجر پیشہ لوگ یا تو مفلس ہو جائیں گے، یا راہ فرار اختیار کر جائیں گے، اور لوگوں میں اضطراب پیدا ہوگا، یہ اپنی جائیداد آدمی قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور ہوں گے، تاکہ پر امن جگہ پر منتقل ہو سکیں، اس پس و پیش کی صورت میں ہمارے نمائندے حکمرانوں کی حمایت حاصل کریں اور اسی کشمکش میں اگر ہمارے نمائندے بیدار مغزی سے کام لیں گے، تو یہ حکومتی بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو سکتے ہیں، اور عدالت اور حکام کے متعلقہ اداروں تک رسائی میں تھوڑی سی مسافت باقی رہ جائے گی، ہم اتنے اخلاص کا مظاہرہ کریں گے، کہ یہ حکام یہ تصور کریں کہ پہلے ملازم تو خائن تھے، اس سے وہ انہیں محکموں سے باہر نکال دیں گے، یا پھر ہمارے شیعہ افراد کو لیں گے، اس سے دو

فوائد حاصل ہوں گے،

نمبر ایک۔ اس سے ہمارے عناصر حکام کا زیادہ اعتماد حاصل کر لیں گے،

نمبر دو۔ جب اہل سنت کسی فیصلہ پر ناراض ہوں گے، تو شیعہ کی قدر حکومت کے نزدیک زیادہ ہوگی، اور جب اہل سنت حکومت کے خلاف احتجاج کریں تو اس صورت میں ہمارے نمائندے حکومت کا ساتھ دیں، اور لوگوں کو صلح کی دعوت دیں، اور جو جانا چاہتے ہیں، انکی جائیدادیں خرید لیں۔

(5) مرحلہ یہ ہے کہ، جب کسی ملک میں فضا تحریک کے لئے تیار ہو چکی ہوگی، اور یہ اس وجہ سے ہوگی، کہ ہم نے امن و سکون، راحت اور حکومتی حالت فیصلہ کن کر دی ہے، اب حکومت طوفان میں پھنسی کشتی کی مانند ہوگی، جو غرق ہونے کے لئے

ہچکولے کھا رہی ہے، اور ہر ایک اس حکومت سے نجات کا مطالبہ کر رہا ہوگا، اس وقت ہمارا مطالبہ یہ ہوگا، کہ قابل اعتماد شخصیات کی کمیٹی بنائی جائے، تاکہ وہ ملک میں سکون پیدا کرے، ہم حکام سے حکومتی اداروں کی نگرانی پر تعاون کریں گے، اور ملک کو کنٹرول کریں گے، وہ یہ تعاون قبول کریں گے، اور ہماری اکثریت کرسیوں پر براجمان ہوگی، تو ہم اپنی اسلامی تحریک بغیر کسی جنگ اور خون ریزی کے دوسرے ملکوں میں برپا کر سکیں گے،

اگر بالفرض یہ مرحلہ آخری ہے حاصل نہیں ہوتا، تو پھر ہم خاندانی تحریک برپا کر دیں گے اور حکام سے غلبہ چھین لیں گے، اور ہمارے شیعہ عناصر ان ملکوں کے رہائشی تو ہوں گے، اور ہم اللہ کے ہاں اور دین کے سامنے فرائض کی ادائیگی میں سرخرو ہوں گے،

ہمارا ہدف کسی معین شخص کو تخت حکومت پر بٹھانا نہیں، ہمارا مقصد تو صرف تحریک برپا کرنا ہے، اور اس دین الہی کا علم بلند رکھنا، ہم تو ہر ملک میں اپنا وجود منوانا چاہتے ہیں، وہ ہم نے کر لیا ہے، ہم کفر کی دنیا کے سامنے اس قوت کے ساتھ ابھریں گے، اور ہم نور اسلام سے دنیا کو روشن کریں گے، امام مہدی موعود کے ظہور تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

احباب گرامی: یہ اس پچاس سالہ خاکے کا پورا ترجمہ ہے۔

اب آپ اپنے ملک کے تمام شہروں اور تمام حکومتی اداروں کے اندرونی حالات کو بغور دیکھیں، اور خود فیصلہ کر لیں کہ کراچی اور ملک کے دیگر حصوں کے حالات چیخ چیخ کر اس منصوبہ کو کامیابی کے راستہ پر بگٹ بھاگتا ہوا دیکھ سکتے ہیں،

اللہ کریم میرے وطن پاکستان اور تمام عالم اسلام کی ان اسلام دشمنوں سے حفاظت فرمائے آمین یا رب العالمین

عالم اسلام کے لئے شیعہ ورلڈ آرڈر پر میرا تجزیہ!

پہلی قسط:

شیعہ ورلڈ آرڈر کا خاکہ ایسا ہے، جس میں جدید مفہوم کے مطابق تحریک برپا کرنے کا اظہار کیا گیا ہے، اس کا سب سے بڑا اور بنیادی ہدف اہل سنت کی دعوت کو پھیلنے سے روکنا ہے، یہ خاکہ یہ بھی بتا رہا ہے، یہ اثنا عشری شیعہ کے لیڈر مذہبی حکومت کی تحریک برپا کرنے کو اپنا اولین فرض تصور کرتے ہیں، تاہم موجودہ اور عالمی قوانین پر نظر رکھنی ہوگی، کیونکہ اس تحریک میں تباہ کن خطرات پیش آ سکتے ہیں، اصل میں یہ اس ورلڈ آرڈر کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، کہ وہ ایسی منظم حکومت کا قیام چاہتے ہیں، جو اس مذہبی خاکہ کی حفاظت کرے، اور مال سے نوازے، مگر اس سے پہلے بقول ان کے دعوت اسلام کو عام کیا جائے، دعوت اسلام سے انکی مراد عقیدہ امامت کو پھیلانا ہے، اور جو اس کا قائل نہ ہو اسے کافر قرار دینا ہے، ان کے اس ورلڈ آرڈر کے مطابق ان کی حکومت مذہبی ہے، اور پڑوسی ممالک میں اس تحریک کو برپا کرنے کا طریقہ مذہب اور عقیدہ کے اختلاف کے مطابق اپنایا جائے گا، یہ شیعہ کی عدم تمیز ہے، وگرنہ عرب لوگوں نے عراق اور ایران کے علاقوں کو جب فتح کیا تھا، تو ان علاقوں میں دین اسلام فاتح عربوں ہی کے ذریعہ پہنچا تھا، اس ورلڈ آرڈر میں وہابی اور اہل سنت کو یورپییز وغیرہ سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیا گیا ہے، کیونکہ یہی لوگ شیعہ کی اس تحریک کے خلاف اٹھیں گے، اور انہی کو ولایت فقیہ اور ائمہ معصومین کا اصل دشمن قرار دیا گیا ہے،

" ولایت فقیہ کا مطلب "

نہینی اور اس کے پیروکاروں کے مطابق ولایت فقیہ سے مراد امام مہدی (موہوم امام غائب) کی نیابت کرنا ہے، اسے رہبر کا لقب بھی دیا جاتا ہے، اسے اتنی طاقت حاصل ہے، کہ ظہور غائب تک (جو انشاء اللہ قیامت نہیں ہونا) یہ جس حکم کو چاہے معطل کر سکتا ہے،

اپنے ورلڈ آرڈر میں انہوں نے جو اسلوب بیان کیا ہے، وہ انتہائی خطرناک ہے، کیونکہ اس میں اہل سنت سے عداوت اور مشرق و مغرب کے غیر مسلموں کی طرف اس میں دوستی کا ہاتھ بڑھانے کا عزم ظاہر کیا گیا ہے، موجودہ ایرانی سیاست کا آپ بغور مشاہدہ کریں تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے، کچھ عرصہ قبل ایرانی صدر خاتمی رومن کیتھولک فرقہ کے سربراہ پوپ یوحنا پولس کی ملاقات کے لئے ویٹیکن سٹی میں گیا تھا، اس نے اس وقت جو بیانات جاری کئے تھے، وہ ان کی اندرونی اور اصل سیاست کی تمہید تھی، یورپ کے ساتھ انکا طرز عمل کچھ اور طرح ہے، اور اسلامی ممالک کے ساتھ اور طرح کا،

یہ سنی اسلامی ممالک میں ہمیشہ اپنے شرکیہ اعمال و افعال کے کاموں پر بضد رہتے ہیں، اور پوپ سے مل کے خاتمی نے کہا تھا، ہمیں رواداری سے کام لینا چاہئے، کہ یہ حرکت ان کے ورلڈ آرڈر میں بیان کردہ عبارت پر واضح دلیل ہے، کہ وہ کفار سے دوستی اور مسلمانوں سے دشمنی رکھتے ہیں، جن کا نام انہوں نے وہابی اور سنی رکھا ہوا ہے، اور وجہ اس دشمنی کی یہ بتاتے ہیں، کہ یہ وہابی اور سنی ولایت فقیہ کے نظریہ کے مخالف ہیں، حالانکہ اس نظریہ کا بانی خمینی تھا، اس سے قبل تاریخ شیعیت میں اس نظریہ کی کوئی مثال نہیں،

یہ وہابیوں اور سنیوں کو اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ تصور کرتے ہیں اس کی تائید ان مذاکرات سے بھی ہوتی ہے، ایران کے ایک بہت بڑے سنی عالم شیخ محمد بن صالح ضیائی رحمہ اللہ کے درمیان ہوئے تھے جس میں ایرانی لیڈروں نے انکو کہا تھا، "تم جو جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی میں پڑھائی کے لیے جو طلباء کو بھیج رہے ہو، وہ صدام کی توپوں سے بھی زیادہ ہمارے لئے خطرناک ہیں"

بعد میں شیخ محمد بن صالح کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے شہید کر دیا گیا،

اسی بناء پر شیعہ نے ایران کے ان سرحدی علاقوں میں جہاں اہل سنت کی اکثریت تھی، اپنا اثر و رسوخ بڑھایا، حسینی ماتم اور امام باڑے قائم کئے، اور اپنی مذہبی مجالس کا قیام زیادہ کیا، اور اسکا فائدہ انکو یہ ہوا ہے کہ ایرانی بلوچستان جہاں چالیس سال قبل اہل سنت کی تعداد اسی فیصد سے زائد تھی، اب پچاس فیصد کے قریب ہو چکی ہے،

تحریک شیعہ کو برپا کرنے کے لئے اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری، کویت، بحرین، امارات، یمن، شام، عراق، پاکستان اور افغانستان میں شیعوں پر ہو رہی ہے،

شام، بحرین اور یمن کے حالات اس پر گواہ ہیں،

اگر ایران کی سابقہ تاریخ دیکھیں، تو ایران میں شیعہ اور سنی برابر برابر تھے، جب شاہ اسماعیل صفوی آیا تو اس کے دور میں سنیوں

کا بہت زیادہ قتل عام کیا گیا، انہیں دور دراز کے علاقوں میں منتشر کیا گیا،

اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے، کہ ایران میں اہل سنت کی تعداد تیس فیصد کے قریب رہ گئی ہے،

ایران اس وقت دنیا کے کونے کونے میں شیعیت کو پھیلانے میں مصروف ہے، جہاں شیعہ آبادی زیادہ ہوتی ہے، وہاں انکا طریقہ کار کچھ اور ہوتا ہے، اور جہاں اہل سنت کی آبادی زیادہ ہوتی ہے، وہاں انکا طریقہ کار اور ہوتا ہے،

1979 میں پاکستان میں جنرل ضیاء الحق مرحوم نے زکوٰۃ و عشر کا قانون بنایا، شیعہ نے اس قانون کو نا منظور کر دیا، بالآخر شیعوں کو اس قانون سے استثناء مل گیا، کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو شیعہ ثابت کر دے، تو اس پر زکوٰۃ کا قانون نافذ نہیں ہوگا، یہ مرحوم ضیاء الحق کی اتنی بڑی غلطی تھی، جسکا خمیازہ اہل سنت کو ہمیشہ بھگتنا پڑے گا، بڑے بڑے جاگیرداروں نے عشر سے بچنے کے لئے حلفیہ بیان لکھ کے دئے کہ ہم شیعہ ہیں، اور سرمایہ داروں نے شیعہ ہونے کے سرٹیفکیٹ بنکوں میں جمع کروائے، تاکہ انکی زکوٰۃ نہ کاٹی جاسکے، جو پاکستان میں یکم رمضان کو بینکوں کے سیونگ اکاؤنٹ سے کاٹی جاتی ہے، بینکوں میں حلفیہ بیان دینے کا اتنا نقصان نہ ہوا، کیونکہ یہ ایک خفیہ دستاویز تھی جو بینکوں نے کسی سے شہر نہ کی، لیکن جن جاگیرداروں نے شیعہ ہونے کے حلفیہ بیان لکھ کے دئے تھے، ان کو شیعہ لیڈروں نے بلیک میل کیا، مجبوراً انہوں نے اپنے آپ کو شیعہ ثابت کرنے کے لئے اپنے گاؤں دیہات میں اور اپنی جاگیروں پر شیعہ مجالس کا انعقاد کروایا، جس سے ان علاقوں کے غریب مزارع بھی، چلوادھر کو جدھر کی ہوا چلے کے مصداق شیعہ بن گئے، 1980 سے قبل پاکستان میں شیعہ کی کل تعداد پونے دو فیصد تھی، جو رفتہ رفتہ اب چار فیصد تک پہنچ گئی ہے، لیکن حکومتی محکموں میں انکی تعداد بیس فیصد سے زائد اور پاکستانی میڈیا میں پچاس فیصد سے بڑھ چکی ہے،

"نوٹ"

اس مضمون کی دوسری قسط سے قبل وہابی کی اصطلاح کی مختصر سی وضاحت کرتا چلوں، وہابی یا وہابی ازم کی اصطلاح جہلاء اور انگریزی استعمار کے کاسہ لیسوں کی ایجاد ہے، حالانکہ جو شخص اس تحریک کا بانی تھا اسکا نام محمد بن عبد الوہاب تھا، اصطلاح محمدی ہونی چاہئے تھی نہ کہ وہابی (حالانکہ وہاب اللہ کا نام ہے، لیکن برصغیر میں اس لفظ کو جسکی نسبت اللہ کی طرف تھی بطور گالی استعمال کیا گیا،

سن 1703 میں نجد کے علاقہ العینہ میں ایک بچہ پیدا ہوا جسکا نام محمد رکھا گیا والد کی نسبت سے محمد بن عبد الوہاب کہلایا، جوان ہونے پر، بصرہ، مکہ اور مدینہ میں دینی تعلیم حاصل کی، فقہی اعتبار سے یہ محمد بن عبد الوہاب امام احمد بن حنبل کے پیروکار تھے، اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کی تعلیمات سے بہت متاثر تھے، تعلیم سے فراغت کے بعد 1744 میں اپنے علاقہ میں رسوم

جاہلیت اور شرک و بدعات کو ختم کرنے کا بیڑا اٹھایا، پہلے اپنے قبیلہ اور علاقہ سے ابتدا کی، العینہ کے امیر عثمان بن معمر نے ان کا ساتھ دیا، اس وقت پورے عرب میں مزارات اور ان پر ہونے والی دیگر خرافات اپنے پورے زور پر تھی، شرک و بدعات کو ختم کرنے کی کوشش کرنے پر اسی علاقہ کے ایک بہت بڑے قبائلی لیڈر سلیمان بن محمد بن غریب نے عثمان بن معمر کو مجبور کیا، کہ انکو علاقہ بدر کیا جائے، یہ صورت حال قریبی علاقہ کے ایک قبائلی دین دار سردار محمد بن سعود کو معلوم ہوئی، اس نے شیخ محمد بن عبد الوہاب کو اپنے گھر بلایا، ان کی تعلیمات سے آگاہی حاصل کی، اور انہیں مدد کی یقین دہانی کروائی، ان دونوں کے درمیان یہ معاہدہ طے پایا، ہم آپ کی گائیڈ لائن کے مطابق اپنے علاقہ میں شریعت کا نفاذ کریں گے، شرعی معاملات میں ہم مداخلت نہیں کریں گے، اور حکومتی معاملات میں آپ مداخلت نہیں کریں گے،

یہی محمد بن سعود سلطنت مملکت السعودیہ العربیہ کے اصل بانی تھے، اور انہی کے نام پر سعودیہ ہے، شاہ سلمان بن عبد العزیز ان کی چھٹی پشت کی اولاد ہیں، 1900 کے لگ بھگ عرب کے زیادہ تر علاقوں پر انکا قبضہ ہو چکا تھا لیکن پہلی جنگ عظیم کے بعد جب عثمانی خلافت ختم ہوئی، تو پورے عرب پر انکا قبضہ مکمل ہو گیا، موجودہ شاہ سلمان کے والد ملک عبد العزیز نے 1932 میں بادشاہت کی بنیاد رکھی اور پہلے سعودی بادشاہ کہلائے، ان ملک عبد العزیز کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے ان کے آبائی قصبہ الدرعیہ کی مشہور مسجد الطریف میں عراق کے شہر نجف کے رہنے والے ایک شیعہ ہی نے شہید کیا تھا، اس شیعہ نے تیسری صف سے چھلانگ لگا کر پہلی صف میں موجود، ملک عبد العزیز پر خنجروں کے وار کئے پھر ان کے بھائی عبد اللہ کو زخمی کیا، انہوں نے زخمی ہونے کے باوجود اس کا مقابلہ کیا، اور شیعہ کو قتل کر دیا، اس سے قبل بیت اللہ شریف میں عید الاضحی کے دن طواف افاضہ کرتے ہوئے ملک عبد العزیز اور ولی عہد سعود بن عبد العزیز پر یمن کے چار شیعوں نے حجر اسود کے قریب حملہ کیا، جس میں ان کا ایک محافظ احمد بن موسیٰ عسیری انکو بچاتے ہوئے شہید ہو گیا، محافظ مشجوع بن شباب، اور عبد اللہ البرجاوی زخمی ہوئے،

شیعیت کی مملکت سعودیہ سے دشمنی سمجھنے کے لئے یہ دو مثالیں ہی کافی ہیں، 1744 سے شروع ہونے والی یہ تحریک مختلف ادوار سے گذرتی رہی، لیکن محمد بن عبد الوہاب اور محمد بن سعود کا اتحاد جو بیت السعود میں 271 سال پہلے ہوا تھا، آج بھی قائم ہے، حکومتی معاملات محمد بن سعود کی اولاد کے ہاتھ میں ہیں، جنہیں سعودی بادشاہ کہا جاتا ہے، مذہبی معاملات محمد بن عبد الوہاب کی اولاد کے ہاتھ میں ہیں جنہیں آل الشیخ کے نام سے پکارا جاتا ہے، وہابی، وہابی ازم یا وہابیت کی اصطلاح کا اصل مقصود یہ بتانا ہوتا ہے کہ یہ لوگ توحید اور سنت کے نفاذ اور شرک و بدعت کے خاتمہ کے لئے بہت متشدد ہیں۔

دوسری قسط:

قدیم لفظ، امام باڑہ، جدید لفظ، امام بارگاہ، اور عالم عرب میں استعمال ہونے والا لفظ "حسینیات" وہ مقام ہیں، جن میں شیعہ اکٹھے ہوتے ہیں، خصوصی طور پر ماہ محرم اور ان کے دیگر مذہبی ایام میں،

یہ وہ مقامات ہیں، جہاں یہ پیٹتے ہیں، انکی مذہبی مجالس کا انعقاد ہوتا ہے، ان کے علماء، ذاکرین، مجتہدین اپنی تقاریر کرتے ہیں، انہی مقامات سے محرم میں گھوڑا، دُلڈُل، ذوالجناح، جو بھی نام دے لیں برآمد کرتے ہیں، اور مخصوص مقامات کا چکر لگا کے یہ گھوڑا اگر چھوٹا قصبہ یا گاؤں ہے، جہاں ایک ہی امام باڑہ ہے تو اسی امام باڑہ پر، یا اگر اس شہر میں کوئی اور امام باڑہ بھی ہے، تو وہاں پر آ کے اس جلوس کا اختتام ہوتا ہے،

جیسے اہل سنت کے ہاں سب سے مقدس و متبرک مقام مسجد ہوتی ہے، ان کے ہاں وہ امام باڑہ ہوتا ہے، یہیں پر یہ صحابہ کرام پر گالی گلوچ کرنا سکھاتے ہیں، ان کے خطباء و ذاکرین اکثر مقامات پر کھلم کھلا صحابہ کرام پر سب و شتم اور لعنت بھیجتے ہیں (العیاذ باللہ) ایران سے باہر جتنے بھی حسینی مراکز یا امام باڑے ہیں، یہ اصل میں ان کے جاسوسی مراکز ہیں، انقلاب کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اخبار انقلاب اسلامی میں ابو حسن بنی صدر نے خود اسکی تفصیل بتائی تھیں (ابو حسن بنی صدر انقلاب کے بعد اور ایرانی تاریخ کا پہلا صدر تھا، جسے خود خمینی نے پہلے وزیر خارجہ، پھر ملک کا صدر بنایا تھا، اور یہ باقاعدہ ووٹ لے کر اور ووٹ بھی معمولی نہیں 78.9 فیصد ووٹ لے کر چار سال کے لئے صدر منتخب ہوا تھا، ایک سال ساڑھے چار ماہ یہ صدر رہا، ترکی جانے کے بہانے یہ ملک سے نکلا ایرانی سرحد سے باہر نکلتے ہی اس نے پائلٹ کو حکم دیا، کہ فرانس چلو، پیرس ائرپورٹ پر اترتے ہی سیاسی پناہ طلب کر لی، اس شخص نے 1981ء ہی میں فارسی زبان میں ایک کتاب لکھی، جس میں ایرانی انقلاب کی حقیقت اور ایران امریکہ گٹھ جوڑ کو آشکار کیا، اسی کتاب کو 1991ء میں انگلش زبان میں چھپوایا گیا، انگلش میں اسکا نام ہے (My Turn to Speak

: Iran , the Revolution and Secret Deals with the U.S)

جسکا مطلب ہے، اب میری بولنے کی باری ہے، ایران اسکا انقلاب اور امریکہ سے خفیہ معاہدے،

یہ کتاب پڑھنے کے لائق ہے، جس شخص نے بھی اس کتاب کو بالغ نظری اور تعصب سے ہٹ کے پڑھا ہے، اس پر ایرانی انقلاب کی اصل حقیقت آشکار ہوئی ہے، اور وہ انقلاب ایران پر لعنت و نفرین بھیجے بغیر نہیں رہ سکتا، عالمی میڈیا پر اس کے بے شمار انٹرویوز موجود ہیں، انگلش فارسی اور فرنچ میں)

اسی اخبار نے خلیج کی تمام ریاستوں میں جاسوسی مراکز کا ذکر کیا، اور حسینیات یا امام باڑوں کو جاسوسی کے سب سے بڑے مراکز

قرار دیا، خلیجی ریاستوں میں رہنے والے ایرانی کاروباری لوگوں سے ان امام باڑوں یا حسینیات میں مال جمع کیا جاتا ہے، جس سے اپنے جاسوسوں کے مالی اخراجات بھی پورے کئے جاتے ہیں، اور ان مراکز کو بھی مضبوط کیا جاتا ہے، اور یہ خاص طور پر ان علاقوں میں کیا جاتا ہے، جہاں اہل سنت کی اکثریت ہے، یہ بعینہ ان کے اس پروگرام کے مطابق ہو رہا ہے، جس میں کہا گیا ہے، دوسرے علاقوں سے ہجرت کر کے آنے والوں کو کام اور تجارت کی سہولتیں دی جائیں تاکہ وہ اجتماعی سے کام کر سکیں، نیز اسی جمع شدہ رقم سے اہل سنت کے ان علماء کو جو اپنی کم علمی، جہالت یا مال اور ایرانی عورتوں سے متعہ کے شوق میں ان کے شکنجے میں پھنس چکے ہوتے ہیں، ایران کے ثقافتی دورے کروائے جاتے ہیں،

پاکستان، برطانیہ، عراق، اور یورپی ممالک بشمول برطانیہ میں انہوں نے اس کا تجربہ کیا ہے، برطانیہ اور پاکستان کے کئی علماء جو ابھی بھی اہل سنت کی مساجد میں امام ہیں، ایرانی دوروں پر جا جا کے درپردہ شیعہ ہو چکے ہیں، جن میں سے ایک شخص کا پول کچھ عرصہ قبل میں نے کھولا بھی تھا، پاکستان میں فیس بک استعمال کرنے والے تمام مقبول افراد کی فرینڈ لسٹ میں ان کے خاص کارندے موجود ہیں، جو ان لوگوں یا ان کی فرینڈ لسٹس میں موجود سادہ لوح سُنی افراد کو شکوک و شبہات کے ذریعہ گمراہ کرنے کی کوشش کرنے میں مصروف رہتے ہیں،

صرف عراق کے شہر موصل میں گزشتہ کچھ عرصہ میں شیعہ آبادی دس فیصد سے بڑھ کے پچاس فیصد تک ہو چکی ہے، عراق کے مشہور قبائل سعدون، دلیم، بنو خالد، جنابی، جبور وغیرہ جو صدیوں سے سُنی تھے، اب شیعہ ہو چکے ہیں، حتاکہ سُنیوں کے مرکزی شہر بھی ان کے زیر اثر آچکے ہیں، انبار میں انکا مکمل کنٹرول ہو چکا ہے، عراق کے کئی شہر تو انکا مرکزِ ثقل بنے ہوئے ہیں، جسکی وجہ سے یہ وہاں کے صنعتی اداروں پر بھی مکمل قبضہ کر چکے ہیں، ان کے اس ورلڈ آرڈر میں یہ نکتہ، کہ ارکانِ سلطنت کو مضبوط کرو، یہ انتہائی خطرناک ہے، یہ انکاسیاسی جوہر ہے، جسکی وجہ سے یہ حکومتی اراکین کے دل و دماغ پر قابض ہو جاتے ہیں،

پاکستان کی ماضی قریب کی سیاسی تاریخ پر اگر نظر دوڑائی جائے تو پاکستانی تاریخ کے مقبول ترین لیڈر مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کی شادی بیگم نصرت بھٹو سے کروائی گئی، جسکا تعلق ایران کے شہر اصفہان سے تھا، مرحومہ بے نظیر بھٹو نے اپنی کتاب (Daughter of East) جسکا اردو زبان میں دختر مشرق کے نام سے ترجمہ بھی ہو چکا ہے، میں صاف اور واضح لکھا ہے، بچپن میں ایامِ محرم میں میری والدہ مجھے محرم کی مجالس میں لے کے جایا کرتی تھیں، وہاں ان ذاکروں کا عورتوں کو رونا مجھے بہت اچھا لگتا تھا، مرحومہ بے نظیر بھٹو جب انکی مرضی کے مطابق شیعہ مذہب کو قبول نہ کر سکیں، تو آصف علی زرداری جو کٹر ترین

شیعہ ہے، اس کے ساتھ اس کی شادی کروادی گئی، بے نظیر بھٹو کے دونوں ادوار میں اصل حکمران آصف علی زرداری ہی تھا، اور پھر اس کی شہادت کے بعد آصف علی زرداری کا صدر بننا بھی اسی شیعہ ورلڈ آرڈر کا حصہ تھا، ان ادوار میں پاکستان میں شیعیت کو جس طرح سہولیات مہیا کی گئیں، ارباب دانش کی نظروں سے مخفی نہیں،

اس وقت کئی عرب ممالک میں اور کسی قدر پاکستان میں بھی کسی حد تک یہ اپنے بہت سارے اہداف حاصل کر چکے ہیں، تمام سیاسی جماعتوں، بیوروکریسی، عدلیہ، انتظامیہ، پیرامٹری فورسز، اقتصادی اداروں اسکولوں، کالجز، یونیورسٹیز میں یہ اپنے قدم مضبوطی سے جما چکے ہیں، اور پاکستانی میڈیا تو مکمل طور پر ان کے قبضہ میں آچکا ہے،

انکاسب سے بڑا ہتھیار یہودیوں کی طرح پیسہ اور عورت ہے، جسے یہ بے دریغ استعمال کرتے ہیں

ہمارے اصحاب بست و کشاد اس خطرناک سازش سے آگاہ ہو جائیں، یہ بڑا ہی ہولناک خاکہ ہے، یہ ایک سیڑھی بن چکی ہے، اور آئندہ اسی سیڑھی کے ذریعہ یہ سارا نظام شیعیت میں بدلنا چاہتے ہیں، اسکا کامیاب تجربہ وہ عراق اور شام میں کر چکے ہیں، ایران جو کچھ عرصہ قبل تک سعودی عرب (لیکن اب نہیں) کویت، بحرین، قطر، امارات، عمان، ترکی، یمن، عراق، افغانستان اور پاکستان کے ساتھ جو مضبوط روابط استوار کرنے کی بات کرتا تھا، اور کرتا ہے، یہی اس کی اصل سیاست ہے، اسے علاقائی امن اور تعاون کی ضرورت نہیں، یہ اسکا ظاہری اعلان ہے، اندرون خانہ یہ ان ممالک کی حکومتوں کو مکمل شیعیت کے زیر اثر لانا چاہتا ہے، اور اس میں ایرانی کالجز اور یونیورسٹیاں بھی اپنا کردار مکمل ادا کر رہی ہیں، جو علوم کے تبادلہ، ثقافتی اقدار وغیرہ کے بہانے سنی مسلم ممالک کے طلباء اور اہل علم کو ایران کے دورے کرواتی ہیں، یہ کبھی کبھی علمی ملاقاتوں کے ذریعہ اہل سنت کی یونیورسٹیز کے طلباء کے سامنے لیکچررز کے نام پر شیعیت کا زہر پھیلا کر پیگنڈا کرتے ہیں،

کبھی یہ اپنا ہدف حاصل کرنے کے لئے فوجی میدان مشترکہ مشقوں کے بہانے اور علاقہ میں مستقل امن قائم کرنے کے بہانے اپنے منہر بھیجتے ہیں، اور بہانہ یہ ہوتا ہے، علاقائی حساس معاملات پر مشورہ کرنا ہے، اسی دوران شیعہ اہم حساس راز مسلمان فوجیوں سے حاصل کرتے ہیں،

اقتصادی تعلقات کے نام پر بھی یہ اپنا ہدف حاصل کرتے ہیں، تجارت میں وسعت، چھوٹی بڑی کمپنیوں کا قیام، اہل سنت کے افراد سے کاروباری شراکت، یا مپورٹ ایکسپورٹ کے نام پر تجارتی وفود کے تبادلے، جنہیں وزارت صنعت و تجارت ایران ترتیب دیتی ہے، یہ بھی اسی ورلڈ آرڈر کا حصہ ہے،

انہوں نے اپنے خاکے میں جسے میں شیعہ ورلڈ آرڈر کا نام دیتا ہوں، واضح اور صاف لکھا ہے، کہ اس پچاس سالہ مدت کو طویل مدت نہ سمجھو۔

آخری قسط:

اپنے ورلڈ آرڈر میں انہوں نے مسلمانوں کو اور اہل سنت کو جو شیطان نما مسلمان لکھا ہے، اس پر زیادہ تبصرہ کی ضرورت نہیں، فرقہ واریت کو دعوت دینا، علیحدگی پسندی اور دھمکیاں یہ شیعہ مذہب کی روح ہے، انکی دعوت وطنی، ملکی بھی ہو، تو فرقہ واریت کی ہے، یہ تو پھر عقیدہ اور دین کا معاملہ ہے، اس میں ان کی علیحدگی تو انکی فطرت میں داخل ہے، اس ورلڈ آرڈر کے لکھنے والوں نے کہا ہے، ہماری قربانیوں کے خون خشک نہیں ہوئے، اور اس نے اپنے آباء و اجداد کی غلطیوں کا اعتراف بھی کیا ہے، اس سے بھی یہ واضح ہوتا ہے، کہ اہل سنت اور شیعیت ورافضیت کا اتحاد ناممکن ہے، کیونکہ وہ صرف اپنے مذہب جسکی بنیاد خرافات و خونیات پر مبنی ہے، اسی کو قبول کرتے ہیں، یہ کسی سے کیا ہوا کوئی عہد و پیمان پورا نہیں کرتے، اس ورلڈ آرڈر کی اگلی شق، کہ کامیابی کے لئے مذہبی مجالس قائم کریں،

اہل سنت کو اس اعلان سے خبردار ہونا چاہئے، انہیں اعلانیہ، بازاروں، چوراہوں اور گلی کوچوں میں مذہبی شعائر ادا کرنے کی اجازت ہر گز نہ دیں، کیونکہ اس کے ذریعہ یہ اپنی سیاست کھیل رہے ہیں، ایک پکڑ دو سرے کا مطالبہ کر دو، کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں، اس لئے پہلے ہی انہیں کنٹرول نہ کیا گیا، تو اس سیلاب کے آگے بند باندھنا مشکل ہو جائے گا، اگلی شق، حکام اور علماء کے درمیان کینہ اور نفرت پیدا کریں گے، اس پر علماء کرام کی از حد توجہ کی ضرورت ہے، اس شق سے انتہائی خبردار رہنے کی ضرورت ہے، محترم علماء کرام:

اہل سنت کے جن طبقہ سے بھی آپ کا تعلق ہے، باہمی فروغی اختلافات کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس عظیم فتنہ کے خلاف اتحاد کی رسی کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے حکمرانوں کو انکی سازشوں سے آگاہ کریں، اور حکمران بھی بلا ٹھوس دلیل علماء کی بات ہر گز نہ مانیں، تب ہی اس سازش سے بچا جاسکتا ہے، اور شیعوں کی خبیث آرزوؤں اور کینہ پروریوں کو مات دی جاسکتی ہے، وگرنہ یہ اسلام کے سب سے بڑے دشمن اپنی گندی خواہشات کو پورا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے، (نعوذ باللہ) یہ ہماری دنیا ہمارا دین اور ہماری آخرت برباد کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں گے، اگلی شق، کہ ہمارے شیعہ مشائخ اپنے دفاع میں لگ جائیں، اور ولایت فقیہ کا دفاع کریں،

اس کا آغاز ان کے شیوخ کرچکے ہیں، ان کے شیوخ کی سرگرمیاں اس وقت عروج پر پہنچی ہوئی ہیں، کافی عرصہ قبل سیارہ ڈائجسٹ جو اہل سنت کا ایک ماہنامہ ہے، اس میں ان کے ایک مجتہد کانٹرویلوشائع ہوا تھا، جس میں اس نے بظاہر ملک کے امن وامان اور اسکی حفاظت کرنے اور اندرونی اختلافات ختم کرنے کی بات کی تھی، لیکن کچھ باتیں اشارۃً ایسی کی تھیں جن میں اس کا مکر و فریب کھلم کھلا نظر آ رہا تھا،

اب بھی میڈیا پر کبھی کبھار اہل سنت علماء کے ساتھ شیعہ عالم کوئی گفتگو کرتے ہیں، تو انکا دجل اور فریب کھلم کھلا نظر آ رہا ہوتا ہے، ایرانی انقلاب کے بعد سے یہ اپنی کتب اہل سنت میں مفت تقسیم کر رہے ہیں، یہ کتب بہت ساری زبانوں میں لندن سے پرنٹ کروا کے، لندن میں آنے والے مسلم حکمرانوں، اور اہم ذمہ داروں، جو پرائیویٹ یا آفیشل وزٹ پر برطانیہ آتے ہیں، تک کسی نہ کسی ذریعہ سے پہنچائی جاتی ہیں،

ہر راستہ سے یہ اپنی منزل کی طرف پہنچنے کے لئے جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں، کہیں ڈراوا، کہیں مال کالاچ، کہیں عیش کالاچ، کہیں تحائف، کہیں ایران کے ثقافتی دورے، عرب ممالک کے حکمرانوں اور امراء کی اکثریت چونکہ عیش پسند ہے، ان کے کنٹرول کے لئے انکا طریقہ کار مختلف ہے، بیروت، لبنان، شام، عراق اور ایران کے عربی بولنے والے علاقوں کی خوبصورت اور کم عمر دوشیزائیں جو فہم و ذکاوت اور پرکشش شخصیت ہونے میں نمایاں ہوتی ہیں کو خصوصی تربیت دے کے عرب حکمرانوں اور امراء کے گھروں میں داخل کیا جا رہا ہے، کہیں ملازمت کی آڑ میں، کہیں تحفہ کی شکل میں، کہیں شادی کے بہانہ سے، یہ خواتین جو حسن و جمال میں بے مثال ہوتی ہیں، اپنی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ انتہاء درجہ کی چالاک اور مکار ہوتی ہیں، جس کی بناء پر یہ اپنے شکار کو ایسا جال میں پھنساتی ہیں، کہ وہ مرتے دم تک ان کے جال سے باہر نہیں نکل سکتا، لندن میں واقع ایجوکیٹروڈ جو امیر ترین عربوں کا تجارتی اور رہائشی مرکز ہے، وہاں کسی بھی وقت اس تلخ اور مکروہ ترین حقیقت کا نظارہ کیا جاسکتا ہے، یہ سب بے حیائیاں نکاح متعہ کے پردے میں کرتے ہیں

رند کے رند رہے، ہاتھ سے جنت بھی نہ گئی، کے مصداق زنا بھی کر لیتے ہیں اور اسے ثواب کا پُرکشش نام بھی دے لیتے ہیں، ورلڈ آرڈر کی اگلی شق، نوجوانوں کو ترغیب دیں کہ نوجوان حکومتی اداروں میں شامل ہوں اور خصوصاً فوج میں سلیکٹ ہوں، اس شق کو بھی انہوں نے عملاً شروع کر دیا ہے، بعض ممالک میں فوج میں انکی تعداد تیس فیصد تک اور کئی عرب ممالک کی اتر فورس میں انکی تعداد چالیس فیصد تک بھی پہنچ چکی ہوئی ہے، یہ حقائق ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں، کہ انکا مناسب سد باب

کیا جائے، وگرنہ سقوط بغداد والی قتل و غارت کا انتظار کریں،

تعلیم کے اداروں میں معلم بن کر، صحت کے اداروں میں ڈاکٹر بن کر، پھیل رہے ہیں، پاکستان کا تعلیمی سلسلہ کافی حد تک ان کے ہاتھ میں جا چکا ہے، پرائمری سے لے کے ہائر ایجوکیشن تک اہل سنت کے بچوں کو یہ متاثر کر رہے ہیں، ایران سے نرسیں اور ڈاکٹر طبی تعاون کے نام پر عرب ممالک میں پھیل رہے ہیں، اور یہ ان کے پروگرام کا حصہ ہے، کہ ہم سنی ممالک میں بگاڑ پیدا کر کے دین الہی کا علم لہرائیں گے، اور غائب کے آنے سے قبل شیعیت کو عام کریں گے، اور نور اسلام سے دنیا کو روشن کریں گے، اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے، کہ وحدت المسلمین اور اسلامی اتحاد کا نعرہ ایک فریب، دجل، اور مکاری کے سوا کچھ نہیں، جنگی کتب میں یہ بات واضح لکھی ہے، کہ غائب آنے کے بعد مکہ اور مدینہ پر قبضہ کرے گا، حریم شریفین کو ملیا میٹ کر دے گا، ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو پھانسی پر لٹکائے گا، عربوں کو بے دریغ قتل کرے گا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے،

ایسے عقائد والے لوگ اسلام کے ایسے دشمن ہیں، جنگی کوئی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی، آخر میں، میں علماء عظام و حکام کرام کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتری کی توفیق کا سوال کرتا ہوں، کہ وہ انہیں ہر خیر اور تقویٰ کے کاموں میں مدد دے، تمام ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ ہر شر اور برائی سے محفوظ رکھے، اور جو بھی اہل سنت کو رسوا کرنے کا آرزو مند ہے، اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کرے، اور اہل سنت کی مدد فرمائے، آمین۔

میری یہ آرزو ہے، کہ میری اس خفیف سی آواز کو اللہ تعالیٰ تمام علماء و حکام تک پہنچائے، تاکہ سلامتی کی کوئی راہ نکلے، اللہ کی بارگاہ میں یہ بھی دعاء ہے اللہ ہمارے تمام گناہوں کی معافی اور عیوب کی پردہ پوشی فرمائے، دنیا و آخرت کی رسوائیوں سے بچائے، اور روز قیامت صحابہ کرام علیہم الرضوان کی معیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے ہمارا حشر فرمائے، آمین برحمتک یا ارحم الراحمین

شیعہ ورلڈ آرڈر کا سلسلہ ختم ہوا،

میری آج کی پوسٹ پر بھائی Fahad Anwaar کا کو منٹ

سلامت رہیں فہد انوار بھائی::

سوچنے کی جو اصل بات ہے اور جو لمحہ فکر یہ ہونا چاہیے وہ بریلوی حضرات کے لیے ہونا چاہیے کہ اہل سنت کا ٹائٹل رکھنے اور ہمہ وقت اس کی موثر تشہیر کے باوجود شیعہ حضرات ان بریلوی حضرات کو اتنا محبوب کیوں رکھتے ہیں؟ حالانکہ بنیادی

طور پر اہل سنت اور اہل تشیع میں وہی فرق ہے جو باہم یکسر متضاد چیزوں میں ہوتا ہے اب اگر بلی بسم اللہ پڑھ کر بی چڑیا کو سہارا دینے کے لیے آگے بڑھے تو کچھ تو گڑ بڑ ہے نا؟ کیا موجودہ حالات میں بریلوی حضرات کو اہل تشیع کا ساتھ دینا چاہیے جبکہ اہل سنت کی فرنٹ لائن کے بعد سازشوں میں اگلا نمبر ان ہی کا آنے والا ہے؟

صاحبزادہ ضیا صاحب کے خلاف ایل یو پی پی (جس کا صحیح مفہوم let us bulldoze Pakistan ہے) کے الزامات اتنے مضحکہ خیز ہیں جتنا اس سائٹ کا نام۔ یعنی شیعہ اور تعمیر وطن پاک، این خیال است و محال است۔ سوال بنیادی یہ ہے جس کا جواب دینے سے عاجز ہو کر اہل تشیع نے معاملہ جرمن جاپان اور امریکا تک پھیلا دیا، کہ صاحبزادہ صاحب نے جو باتیں کیں وہ اہل تشیع کے اپنے معتقدات ہیں یا نہیں؟ اگر اہل تشیع یہ سمجھتے ہیں کہ صاحبزادہ ضیا نے غلط باتیں ان کے کھاتے میں ڈالی ہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں پہلی یہ کہ حوالے غلط طور پر شیعہ مصنفین سے منسوب کیے گئے ایسی صورت میں ان کی تردید ان ہی شیعہ مصنفین کے اصل حوالہ جات سے کر دی جائے۔ دوسری صورت یہ کہ یہ حوالے درست ہیں اور شیعہ مصنفین کے ہی ہیں لیکن اہل تشیع یہ سمجھتے ہیں کہ کلینی، باقر مجلسی، شیخ صدوق، محمد بن حسن حر العالی، خمینی وغیرہ وغیرہ ان کے نمائندگان نہیں تو اس صورت میں اہل تشیع کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان سب مذکورہ بالا افراد، ان کے عقائد و نظریات اور ان کی کتب سے اظہار بریت کریں لیکن بچاؤ کی یہ کون سی شکل ہے جس کے تمام اظہار پر پروپیگنڈا کے بادل میں طعن و تشنیع کے اولے لیے ہوئے ہیں؟ اہل تشیع کی یہ غلط فہمی کب دور ہوگی کہ بھلے ان کا معنوی تعلق ابن سبا سے سہی لیکن ابن سبا کے اوزار و ہتھیار اب کافی پرانے ہو گئے ہیں اور ان سے دفاع نہیں کیا جاسکتا؟ خرمز کی نامی کوئی شخص ہو یا اس کی جماعت و ذریت وہ دجل محض پر، اب یہ جنگ نہیں جیت سکتے، یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف وہ سنی مسلمانوں کا ناطقہ بند کرنے کی کوشش کریں، مقدسات کی توہین، حفاظت قرآن پر اعتراضات، عقیدہ امامت سے عقیدہ ختم نبوت کا انکار، مساجد پر پابندی سے لے کر سنی اطفال کی بے دریغ نسل کشی تک جو کچھ، اہل تشیع کر رہے ہیں، جو جنگ انہوں نے اہل سنت پر مسلط کی ہوئی ہے وہ اب محض تفتیہ، کتمان حق، رکیک تاویلات، دجل و فریب کے ہتھکنڈوں سے نہیں جیتی جاسکتی۔ اگر اہل تشیع کو بریلوی حضرات کا اتنا ہی خیال ہے تو چلیں ہم ان کو بریلوی حضرات سے سچی ہمدردی پر مشتمل چند ٹوکے بتا دیتے ہیں۔ شیعہ حضرات تہران میں ایک سنی بریلوی مسجد کی اجازت ہی دے دیں، چلیں اپنے آئین ایرانی آئین میں ترمیم اتنی ہی کر دیں کہ اثنا عشری شیعہ کے علاوہ ایک بریلوی بھی ایران کا صدر بن سکے، چلیں کہ بریلویوں کی ہی خاطر ابو لوفیر و زالمعروف بابا شجاع (قاتل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کا مقبرہ مسمار کر دیجیے، چلیں بریلویوں کی ہی خاطر الکافی کے وہ اوراق پھاڑ دیں جن میں صحابہ و ازواج کو برا بھلا کہا گیا ہے چلیں بریلویوں کے ہی

لیے، ان کی دل جوئی کے واسطے، خمینی کی ان تحاریر بشمول کشف الاسرار پر پابندی لگا دیجیے جو مقدسات کے خلاف گستاخیوں سے پر ہیں۔ کیا اہل تشیع برائے ہمدردی و یکجہتی حضرات بریلوی یہ سب کرنے کو تیار ہیں؟ اگر نہیں تو دجل و فریب کا لبادہ اتاریں، اور ذرا مردانہ وار مقابلے کی کریں یہ کیا زنانیاں کی طرح بین ڈال کر امریکیوں انگریزوں اور اپنے دیگر شریکوں کم یاروں کو پکارتے ہیں؟

صاحبزادہ

ضیاء ناصر

شیعہ کی حقیقت

تحریر: صاحبزادہ ضیاء ناصر

حضرت علی رضی اللہ اور خلفاء ثلاثہ علیہم الرضوان سے محبت اور رشتہ داریاں

نیز خلفاء ثلاثہ رض کا نام اولاد علی رض میں اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض کا نام اولاد ائمہ میں گذشتہ رات میرے انتہائی مہربان اور مُشفق دوست (جن لوگوں کے علم و عمل سے میں بہت متاثر ہوں ان میں سے ایک) Ataulah Khan حضرت مولانا عطاء اللہ خان صاحب کافون آیا اور کچھ باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے خواہش ظاہر فرمائی جو میرے لئے حکم کا درجہ رکھتی ہے کہ جمعہ سے پہلے پہلے اس موضوع پر پوسٹ آنی چاہئے۔ تعمیل خواہش نہ حکم میں ہم اپنے سلسلہ کو روکتے ہوئے اک اور حقیقت جس پر شیعہ نے توپردہ ڈال رکھا ہے لیکن ہمارے اکثر اہل علم بھی عوام کو اس پہلو سے آگاہ نہیں کرتے۔ جو حقائق میں تحریر کرنے لگا ہوں وہ اہل سنت کی کُتب میں بھی مذکور ہیں اُنکا اگر حوالہ دوں گا تو شیعہ دوست یہ کہیں گے یہ تو آپکی کُتب ہیں اس لئے میں صرف وہ خاص باتیں عرض کروں گا جنکا ثبوت شیعہ مذہب کی مُستند کُتب میں موجود ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی کروانے کے لئے اصحاب ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کی کوشش و مدد۔

ابو جعفر طوسی نے جسے شیعہ حضرات اپنا عظیم ترین عالم اور شیخ الطائفہ کے نام سے پکارتے ہیں نے ضحاک بن مزاحم سے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا، میں نے علی بن ابی طالب کو یہ کہتے سنا ہے: ابو بکر رض اور عمر رض میرے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں اور ان سے فاطمہ رض کے بارہ میں بات کریں، علی رض نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو ہنس پڑے اور کہنے لگے: اے علی

رض تمہیں کیا خواہش یہاں لے کر آئی ہے؟ اور تمہیں کیا چاہئے؟ علی رض نے کہا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رشتہ داری، اپنا سب سے پہلے اسلام لانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا اور جہاد کرنا یاد دلایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی تم نے سچ کہا، تم جو کہتے ہو تمہارا مقام اس سے بھی افضل ہے اس پر میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رض سے میری شادی کروادی ہے " الامالی لطوسی ج 1 ص 38 "

ملا باقر مجلسی جیسا شیطان جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا ذکر بغیر ننگی ننگی گالیوں اور غلیظ الفاظ والقباب کے بغیر کر ہی نہیں سکتا خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق رض اور حضرت عمر فارق رض کا یہ بد زبان بھی اسی واقعہ کو مزید صراحت و وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: ایک دن ابو بکر عمر اور سعد بن معاذ (رضوان اللہ علیہم) مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپس میں فاطمہ (رضی اللہ عنہ) کی شادی کے بارہ میں گفتگو کر رہے تھے۔ ابو بکر نے کہا: قریش کے اشراف نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ (فاطمہ رض) کے عقد کی خواہش کی تھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ معاملہ میں نے اللہ کے سپرد کر رکھا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ فاطمہ رض علی بن ابی طالب ہی کے لئے ہیں۔۔۔۔۔ جہاں تک علی ابن ابی طالب رض کا تعلق ہے آپ نے ابھی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے فقر و تنگ دستی کی وجہ سے اس خواہش کا اظہار نہیں کیا، پھر ابو بکر رض نے عمر رض اور سعد رض سے کہا آؤ ہم علی بن ابی طالب کے پاس چلیں اور انہیں ابھاریں اور برا بیچتے کریں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی اس خواہش کا اظہار کریں، وہ صرف فقر کی وجہ سے خاموش ہیں ہم اس سلسلہ میں انکی مدد کرتے ہیں سعد نے جواباً کہا کتنی اچھی بات آپ نے سوچی، پھر یہ سب حضرات امیر المؤمنین علیہ السلام کے گھر چلے گئے ان سے ملے تو وہ کہنے لگے آپ اس وقت کس لئے تشریف لائے؟ ابو بکر نے کہا " اے ابوالحسن " خوبی کی کوئی بات ایسی نہیں جس میں آپ سبقت نہ لے گئے ہوں۔۔۔۔۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بیٹی فاطمہ رض کے لئے آپ اظہار خواہش کیوں نہیں کرتے؟ ابو بکر رض سے یہ بات سن کر علی رض کی آنکھوں میں آنسو بہ نکلے " کہنے لگے " تم نے میرے زخموں کو کرایا ہے، میرے جذبات کو جھنجھوڑا ہے میرے ان خوابوں کو بیدار کیا ہے جنہیں میں ایک مدت سے چھپائے بیٹھا تھا: کون ان سے شادی کا خواہش مند نہیں ہوگا؟ صرف میری غربت میرے آڑے آتی ہے مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس حال میں ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواہش کا اظہار کروں۔ " ترجمہ از فارسی " جلاء العیون للملا مجلسی۔ ج 1 ص 169 مطبوعہ تہران۔

صرف یہ نہیں کہ شیخین رض نے علی رض کو تیار کیا بلکہ عملی طور پر بھی پورا پورا تعاون کیا آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کے حکم سے شادی کی تیاری کے اسباب مہیا کئے۔

طبرسی روایت کرتا ہے کہ علی رض نے اپنی زرہ بیچی اور اسکی قیمت لے کر رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے پاس آ گئے: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درہم دونوں ہاتھوں سے پکڑ لئے اور ابو بکر رض کو دیتے ہوئے کہا: اس سے فاطمہ رض کے کچھ اچھے کپڑے اور گھریلو سامان خرید لاؤ عمار بن یاسر اور چند دوسرے صحابہ رض کو بھی ساتھ جانے کا حکم دیا یہ حضرات بازار پہنچ گئے آپ کے ساتھی جو بھی چیز پسند کرتے اس وقت تک نہ خریدتے جب تک ابو بکر رض کو نہ دکھالیتے اگر آپ بھی اسے پسند کرتے تو خرید لیتے جب خریداری مکمل ہو گئی تو کچھ سامان ابو بکر رض نے اٹھالیا اور باقی دیگر صحابہ کرام اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔

جلاء العیون فارسی ج 1 ص 176:

الامالی ج 1 ص 39:

مناقب لابن شہر آشوب المازندرانی ج 2 ص 20:

صرف یہ نہیں حضرت ابو بکر رض حضرت عمر رض حضرت عثمان رض حضرت طلحہ رض حضرت زبیر رض اور اتنے ہی آدمی انصار میں سے شادی کے شرکاء اور گواہوں میں سے تھے۔ ان سب کو بلوایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے چار سو مثقال چاندی (حق مہر) کے عوض فاطمہ رض کا نکاح علی رض سے کر دیا ہے: کشف الغمہ ج 1 ص 348-349 مطبوعہ تبریز:

بحار الانوار ج 1 ص 47-48:

(وہ لوگ جو بتیس روپے آٹھ آنے یا آج کل پانچ سو یا ہزار روپے کو حق مہر فاطمی کہتے ہیں وہ چار سو مثقال چاندی کی قیمت معلوم کر لیں حق مہر فاطمی یہ تھا اور وہ مائیں جو کسی کی بیٹی کو لانے کے لئے ہندوؤں کی طرح بڑی بڑی لمبی لسٹ جہیز کی بناتی ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دلہانے حق مہر دیا اور اسی سے گھر کا سارا ضروری سامان خریدا گیا یہی اسلامی اصول و قانون ہے۔ جہیز کا اسلام میں کوئی تصور نہیں یہ ہندو معاشرے کی لعنت ہے)

یہ چار سو درہم جو حق مہر کے طور پر دئے گئے زرہ بیچ کر اسکی حقیقت بھی سُن لی جائے۔

مناقب لاخلط الخوارزمی ص 252-253 (اخلط خوارزمی کو کچھ لوگ سُنی کہتے ہیں لیکن یہ بھی رافضی ہی ہے ثبوت کے لئے اسکی کئی کتب موجود ہیں)

کشف الغمہ ص 485-486 بحار الانوار ص 399-400 میں الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ ایک روایت موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے

حضرت علی رض جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے زرہ بیچنے بازار گئے تو حضرت عثمان سے ملاقات ہوئی حضرت عثمان نے وہ زرہ چار سو درہم میں خریدی جب حضرت علی نے چار سو درہم لے لئے اور حضرت عثمان کو زرہ دے دی تو حضرت عثمان رض نے کہا ان درہم کے آپ مجھ سے زیادہ حقدار ہو گئے اور میں اس زرہ کا آپ سے زیادہ حق دار ہو گیا حضرت علی رض نے فرمایا بالکل ٹھیک۔ اب حضرت عثمان رض نے وہ زرہ حضرت علی رض کو ہدیہ اور تحفہ کے طور پر واپس کر دی یہ واقعہ جب حضرت علی رض نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ نے حضرت عثمان رض کے لئے دعاء خیر کے کلمات کہے۔

علی رض اور فاطمہ رض کی شادی کے نتیجہ میں پہلی اولاد حضرت حسن رض پیدا ہوئے تو دنیا نے یہ منظر بھی دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رض آپ کو اپنے کاندھے پر اٹھائے ہوئے آپ سے لاڈلیار کرتے اور آپ کو کھلا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں واللہ یہ علی رض کی شکل پر نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل پر ہے

تاریخ الیعقوبی ج 2 ص 117

یہی بات حضرت فاطمہ رض سے بھی منقول ہے۔ تاریخ الیعقوبی ج 2 ص 117

آپ دونوں یعنی حضرت ابو بکر صدیق رض اور حضرت علی رض کے مراسم آپس میں اس قدر مضبوط اور گہرے ہیں کہ ابو بکر رض کی زوجہ اسماء بنت عمیس رض حضرت فاطمہ رض کے مرض وفات میں آپ کی تیمارداری کرتی اور آخری دموں تک آپ کے ساتھ رہیں آپ کو غسل دینے اور آخری ٹھکانے تک پہنچانے میں بھی شریک رہیں (یہی اسماء بنت عمیس حضرت ابو بکر رض کی وفات کے بعد حضرت علی رض کی زوجہ بھی بنیں)

علی رض خود بھی آپ کی تیمارداری کرتے اور اسماء بنت عمیس کو بھی آپ کی تیمارداری پر متعین کیا تھا: الامالی لطوسی ج 1 ص 107
آپ رض نے اسماء رض کو فاطمہ رض کے کفن دینے، دفن کرنے، اور جنازے کے ساتھ چلنے کا حکم دیا تھا اور اسماء نے ایسا ہی کیا:

جلاء العیون ص 235 / 245

وہی (یعنی اسماء) ہی تھیں جو آخری دم تک انکے پاس رہیں اور وفات کے بعد آپ کی تعریف کرتی رہیں۔ جلاء العیون ص 237
آپ (اسماء رض) انکے (فاطمہ رض) کے غسل میں شریک تھیں۔ کشف الغمہ ج 1 ص 504

مُسْتَنَسَے نمونہ از خردارے چند باتیں عرض کی ہیں حقیقت یہ ہے کہ صدیق رض اور علی رض کے گھرانہ میں اس قدر مضبوط اور پختہ

روابط و مراسم تھے کہ دونوں کو ایک دوسرے سے جدا ہی نہیں کیا جاسکتا۔ جھوٹے قصے سنانے والے بے بنیاد اور بے اصل باتوں کے کتنے ہی جال انکے گرد بن لیں۔ لیکن قرآنی آیت کے مصداق وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لوکانو یعلمون۔ اور بے شک سب گھروں میں سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہے اگر وہ جانتے ہوتے۔

یہی اسماء بنت عمیس رض جنکا ذکر گذرا ہے پہلے حضرت علی کے سگے بھائی جعفر بن ابی طالب کی زوجہ تھیں آپ کا انتقال ہو گیا عدت گزرنے کے بعد ابو بکر صدیق رض سے نکاح کیا آپ سے حضرت ابو بکر رض کا ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام محمد رکھا گیا انہیں حضرت علی رض نے اپنے دور خلافت میں مصر کا والی مقرر کیا تھا ابو بکر رض کے انتقال کے بعد اسماء بنت عمیس رض سے حضرت علی مرتضیٰ رض نے نکاح کیا اور انکے بطن سے آپ کا بھی ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام آپ نے یحییٰ رکھا۔ "مجالس المؤمنین" للشیخ ستری المجلس الرابع۔

الارشاد للمفید ص 186

جلاء العیون للمجلسی

خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مختلف مواقع پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مال غنیمت میں سے تین لونڈیاں مرحمت فرمائیں پہلی لونڈی کا تذکرہ اہل سنت کی کتب میں تو موجود ہے لیکن شیعہ کتب میں وقت کی قلت کی وجہ سے میں کما حقہ تلاش نہیں کر سکا اسلئے اسکا میں تذکرہ چھوڑ رہا ہوں ویسے بھی وہ لونڈی حضرت علی رض نے حضرت فاطمہ رض کو ہبہ کر دی تھی

دوسرا واقعہ •

حضرت ابو بکر صدیق رض کی طرف سے حضرت خالد بن ولید رض کو قبائل بنی تغلب کی طرف فوج دیکر روانہ کیا گیا وہاں بنی تغلب و دیگر قبائل سے جو غنائم حاصل ہوئے ان میں لونڈیاں بھی تھیں قید شدہ لونڈیوں میں سے ایک لونڈی حضرت علی رض کو عطا کی گئی

شرح نہج البلاغہ کا شارح ابن ابی الحدید معتزلی شیعہ اپنی شرح کے ص 718 ج 2 تحت تفصیل اولاد علی بن ابی طالب میں لکھتا ہے۔

واما عمرو رقیۃ فامھما مسبیۃ من تغلب یقال لھا الصباء سبیت فی خلافة ابی بکر و امارۃ خالد بن ولید لعین التمر۔

۲۔ عمدۃ الطالب لابن عنبہ میں بھی اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے

أُمُّ الصَّهْبَاءِ الثَّعْلَبِيَّةِ وَقِيلَ مِنْ سَبِي خَالِدِ بْنِ وَلِيدٍ مِنْ عَيْنِ التَّمْرِ - عَمْدَةُ الطَّالِبِ فِي أَنْسَابِ آلِ أَبِي طَالِبٍ ص 361 مطبوعه نجف، عراق

ان دونوں روایات کا خلاصہ یہ ہے حضرت علی رض کو صہباء نامی لونڈی جو خالد بن ولید عین التمر کے مقام سے غنائم میں لائے تھے حضرت ابو بکر صدیق رض نے ہدیہ دی اور اس میں سے آپکے دو بچے عمر اور رقیہ پیدا ہوئے۔
(اس نام عمر پر ہم آگے جا کے بات کریں گے)

حضرت ابو بکر صدیق رض سے لونڈی (خادمہ) کے وصول کرنے کا تیسرا واقعہ •
جب جنگ یمامہ پیش آئی تو اسکی فتوحات میں قبیلہ بنی حنفیہ سے خولہ بنت جعفر بن قیس قید ہو کے آئی یہاں بھی خالد بن ولید امیر لشکر تھے پھر یہ لونڈی خولہ بنت جعفر حضرت ابو بکر صدیق رض نے حضرت علی رض کو ہدیہ دے دی یہ حضرت علی کے بیٹے محمد کی والدہ تھیں جنکو شیعہ جان بوجھ کر محمد بن حنفیہ کہتے ہیں انکی والدہ کے قبیلہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے اور انکی دیکھا دیکھی اہل سنت نے بھی محمد بن حنفیہ کہنا شروع کر دیا۔

شیعوں کے مشہور نسابہ جمال الدین ابن عنبہ نے لکھا ہے وهو المشهور محمد بن حنفیہ وأُمُّ خولہ بنت جعفر الخ۔ عَمْدَةُ الطَّالِبِ فِي أَنْسَابِ آلِ أَبِي طَالِبٍ ص 353

حضرت علی رض کے صاحبزادے جو محمد بن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں انکی ماں خولہ بنت جعفر بن قیس تھیں اور وہ مرتدین قبائل سے قید ہو کر آئیں تھیں اس ماں کی طرف انکا لڑکا محمد بن حنفیہ منسوب ہے •
شیعہ کا بہت بڑا مجتہد ملا باقر مجلسی حق الیقین میں لکھتا ہے

در روایات شیعہ وارد شدہ است کہ چوں اسیراں را بہ نزد ابو بکر آوردند مادر محمد بن حنفیہ در میان آنها بود۔ حق الیقین " باب مطاعن ابی بکر در طعن ششم مطبوعہ ایران۔

ترجمہ۔ شیعہ کی روایات میں یہ بات آئی ہے جب ابو بکر رض کے پاس قیدی آئے تو ان میں محمد بن حنفیہ کی والدہ موجود تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ واولاد علی رضی اللہ عنہ کی خلفاء ثلاثہ علیہم الرضوان سے محبت و رشتہ داریاں
نیز خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم واولاد علی رضی اللہ عنہم اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کا نام اولادائمه رح میں

کل ہم نے ذکر کیا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لونڈیوں کا وصول کرنا اور ان سے انکی اولاد کا پیدا ہونا

اب ہم ذکر کرتے ہیں، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک لونڈی کا وصول کرنا... اور مزے کی اور حیران کن بات یہ ہے کہ بقیہ نو مزمومہ ائمہ معصومین کا شجرہ اسی لونڈی سے آگے چلنا۔

اپنے وقت کے سب سے بڑے بادشاہ کسریٰ ایران، یزدجرد کی بیٹی کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ایران کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کی گئیں۔

جب لوگوں کو اس بات کا علم ہوا تو لوگوں نے سوچا کہ یہ امیر المومنین اپنے اس بیٹے کو دیں گے جو بڑے بہادر اور مجاہد تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے کئی جنگوں میں داد شجاعت وصول کر چکے تھے۔ اس لیے کہ وہ یزدگرد کی بیٹی کے ہم پلہ تھے یعنی وہ بھی بادشاہ کسریٰ کی بیٹی اور یہ بھی امیر المومنین کے بیٹے۔

لیکن فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نہ ان کو اپنے لیے رکھا، نہ اپنے بیٹے کے لیے، نہ ہی اپنے گھر والوں میں سے کسی اور کے لیے، بلکہ سب پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو مقدم رکھتے ہوئے انہیں سیدنا حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کو دے دیا۔

انہی سے علی ابن حسین (زین العابدین) پیدا ہوئے۔ جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کربلا میں بچ جانے والے واحد فرد تھے۔ آپ ہی سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب آگے بڑھا۔ مشہور شیعہ ماہر انساب ابن عنبہ نے بیان کیا ہے کہ ان کا نام شہر بانو تھا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ فتح مدائن کی مال غنیمت میں آئیں۔ اور عمر بن خطاب رض نے انہیں حسین ابن علی کو دیا۔ (عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب - صفحہ 192)

گلمینی اصول کافی میں امام محمد باقر سے نقل کرتا ہے کہ یزدجرد کی بیٹی عمر رض کے پاس آئیں تو مدینہ کی سب کنواریوں سے بڑھ کر تھیں۔ جب مسجد میں داخل ہوئیں تو ان کے حسن کی تابانی سے مسجد روشن ہو گئی۔ عمر نے جب انہیں دیکھا تو آپ کے چہرے کو دیکھتے ہی رہ گئے۔ وہ کہنے لگیں: اُفیزوج بادا ہر مز۔ عمر نے کہا کہ مجھے گالی بکتی ہو اور ان کی طرف بڑھنا چاہتا تو امیر المومنین علی علیہ السلام نے کہا۔ آپ کو ایسا نہیں کہا۔ اسے مسلمانوں میں سے اپنے لیے کوئی آدمی چن لینے دیجیے۔

آپ نے انہیں کسی کو چن لینے کا اختیار دے دیا۔ وہ آئیں اور اپنا ہاتھ حسین علیہ السلام کے سر پر رکھ دیا۔

امیر المومنین نے ان سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟

انہوں نے کہا: جہاں شاہ!

امیر المومنین نے کہا: بلکہ شہر بانو!... پھر حسین سے کہا کہ اے عبد اللہ! یہ تمہارے لیے روئے زمین پر بہترین بچہ جنم دے گی۔

چنانچہ آپ نے علی بن حسین کو جنم دیا۔ اسی لیے علی بن حسین کو ابن الخیریتین (بہترین ماں اور بہترین باپ کی اولاد) کہا جاتا ہے۔ عرب میں سے بہترین ہاشم ہیں اور عجم میں سے فارس!

ابوالاسود واکلی نے آپ کے بارے میں ایک شعر کہا ہے،

کسریٰ اور ہاشم کے ملاپ سے جنم لینے والا بیٹا، سب بچوں سے زیادہ محترم و مکرم ہے۔ اصول کافی، جلد 1، صفحہ 467 مطبوعہ

ایران

ناسخ التواریخ، جلد 1، صفحہ 403

امام محمد باقر کی اسی روایت کا ترجمہ فارسی زبان میں ملا خلیل قزوینی اپنی تصنیف الصافی شرح اصول کافی میں ذکر کیا ہے۔ اور شیعہ کے انساب کے مشہور فاضل ابن عنبہ نے بھی یہ واقعہ مختصراً درج کیا ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نزدیک حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ شیعہ؟؟؟ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ایک بیوی اسلامی فتوحات میں سے دیں، اور انہوں نے بخوشی قبول کی۔ انہی خاتون سے محترم زین العابدین پیدا ہوئے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ خلافت صدیقی اور خلافت فاروقی برحق تھی، غاصبانہ نہ تھی اور اس کے فوجی تصرفات سب درست تھے، اور اس کے غنائم کو حاصل کرنا بھی شرعاً صحیح تھا۔ حضرت علی اور ان کے صاحبزادے حضرت حسین رضی اللہ عنہ دونوں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے تحائف وصول کیا کرتے تھے، خصوصاً گونڈیوں کا حصول۔ ان میں سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جو شہر بانو حاصل کی، شیعہ کے بقیہ (۹) مزعموہ معصوم ائمہ اسی کی اولاد میں سے ہیں۔

ایک اور چشم کشاد لیل ان لوگوں کے لیے جو دن رات، صبح و شام، خانوادہ صدیق رض اور خانوادہ علی رض کے درمیان اختلافات کے تذکرے کرتے نہیں تھکتے۔

اب دونوں خاندانوں کے درمیان وہ رشتہ پیش کیا جاتا ہے جو شیعہ اور اہل سنت دونوں کے نزدیک تسلیم شدہ ہے۔ اور فریقین

کے ہاں اس میں کوئی بھی اختلاف نہیں کیا گیا۔ وہ رشتہ یہ ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی جوام فروہ کی کنیت کے ساتھ مشہور ہے۔ بعض علماء نے اس کا نام فاطمہ لکھا ہے اور بعض نے اس کا نام قریبہ ذکر کیا ہے۔ یہ امام محمد باقر کے نکاح میں تھیں اور اسی ام فروہ سے امام جعفر صادق اور ان کا ایک بھائی عبداللہ بھی انہی سے پیدا ہوئے۔ یہاں میں ایک اور چیز واضح کرنا چاہوں گا کہ ام فروہ کی ماں اور باپ دونوں صدیقی ہیں۔ ماں کا نام اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق ہے اور باپ کا نام قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق ہے۔ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پوتا اور ان کی پوتی، دونوں کی آپس میں شادی ہوئی۔ ان سے ام فروہ پیدا ہوئیں۔ ان سے امام باقر رحمہ اللہ نے نکاح کیا اور ان سے امام جعفر صادق رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔ اسی لیے امام جعفر صادق فرمایا کرتے تھے کہ ابو بکر نے مجھے دو بار جنا ہے یعنی میرے دوہرے نانا ہیں۔

شیعہ فاضل نو بختی نے اپنی کتاب فرق الشیعہ میں امام جعفر صادق کے احوال میں بھی نقل کیا ہے اور اصول کافی میں کلینی نے مولد امام جعفر صادق میں نقل کیا ہے۔ امہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر و امہ اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر! اور فاضل خلیل قزوینی نے بھی الصافی شرح الکافی میں اس کا ترجمہ ان لفظوں میں کیا ہے۔

ومادرش ام فروہ دختر قاسم بن محمد بن ابی بکر بود و مادر ام فروہ اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر۔ (الصافی شرح اصول کافی صفحہ 214، حصہ دوم، مطبوعہ لکھنؤ)

کشف الغمہ (صفحہ 378، مطبوعہ تہران) میں علی بن عیسیٰ اربلی شیعہ نے بھی امام جعفر صادق کے فضائل و کمالات میں یہی بات لکھی ہے۔

عمدة الطالب فی انساب آل ابی طالب میں مشہور فاضل انساب سید جمال الدین بن احمد المعروف ابن عنبہ نے امام جعفر صادق کے نسب اور دیگر کوائف متعلقہ کے موقع پر یہی لکھا ہے۔

تنقیح المقال میں عبداللہ مقانی نے

منتہی الآمال جلد دوم، صفحہ 120، مطبوعہ تہران میں ان تمام کتب میں ام فروہ مادر امام جعفر صادق کا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی ہونا مذکور ہے۔

اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ خانوادہ صدیق اکبر اور خانوادہ علی المرتضیٰ میں باہمی محبت، مودت، انسیت اور اتحاد تھا نہ کہ شیعہ کے پروپیگنڈا کے مطابق دشمنی اور اختلاف تھا۔

حضرت علی رض کے ایک بیٹے کا نام ابو بکر ایک کا نام عمر ایک کا نام عثمان ہے

آج لوگ بنو امیہ اور بنو ہاشم کے درمیان چودہ سو سال بعد جھوٹی تاریخ کے چیتھڑوں سے دشمنیاں ڈھونڈ ڈھونڈ کے اپنے دلوں کی سیاہی اپنے چہروں پہ مل رہے ہیں۔

یہ ٹھیک ہے قبل از اسلام ان میں کچھ اختلافات تھے لیکن قبول اسلام کے بعد اشداء علی الکفار رجاء بینہم کی عملی تصویر صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے۔ ذیل میں بنو امیہ اور بنو ہاشم کی چند رشتہ داریوں کا تذکرہ میں کرنا چاہوں گا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چار بیٹیوں میں سے تین بیٹیوں کی شادیاں بنی امیہ سے کیں۔ ابوالعاص بن ربیع جن سے آپ ص نے پہلی بیٹی بیاہی وہ بھی بنی امیہ سے ہیں

حضرت عثمان بن عفان سے اپنی دو بیٹیاں بیاہیں یکے بعد دیگرے یہ بھی بنو امیہ سے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی کے بیٹے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے ساتھ بیضاء بنت عبدالمطلب جڑواں پیدا ہوئی تھیں انکی بیٹی ام حکیم اروی بنت کریم بن حبیب بن عبد شمس حضرت عثمان کی والدہ ہیں

اسی طرح حضرت عثمان رض کے بعد آپ کے بیٹے ابان بن عثمان کی بیوی عبد اللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب کی سگی بھتیجی ام کلثوم تھیں۔

حضرت علی رض کی پوتی اور حضرت حسین کی بیٹی سکینہ عثمان رض کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان کے نکاح میں تھیں
حضرت حسین رض کی دوسری بیٹی فاطمہ حضرت عثمان کے دوسرے پوتے کے نکاح میں تھیں
محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کی والدہ بھی فاطمہ بنت حسین رض تھیں

ان فاطمہ کی پہلی شادی حسن بن حسن بن علی رض سے ہوئی تھی انکی وفات کے بعد عبد اللہ بن عمرو بن عثمان رض سے شادی کی تھی۔ مقاتل الطالین للاصفہانی ص 202

ناسخ التواریخ ج 6 ص 534

نسب قریش ج 4 ص 114

حضرت علی کے بیٹے حضرت حسن کی پوتی ام قاسم بنت حسن بن حسن بن علی کی شادی حضرت عثمان کے پوتے مروان بن ابان بن عثمان سے ہوئی ان سے محمد بن مروان پیدا ہوئے اسی طرح حضرت علی کی بیٹی رملہ کی معاویہ بن مروان بن حکم بن ابی العاص سے شادی ہوئی

نسب قریش ص 45

(نوٹ) یہ وہی مروان بن حکم ہیں جنہیں شیعہ حضرت عثمان کے سلسلہ میں ہدف تنقید بناتے ہیں
حسن بن حسن بن علی رض کی بیٹی زینب ولید بن عبد الملک بن مروان کے نکاح میں تھیں
اسی طرح زید بن حسن بن علی کی بیٹی نفیسہ نے ولید بن عبد الملک بن مروان سے شادی کی انکی والدہ لبابہ بنت عبد اللہ بن عباس
تھیں

تھوڑے سے وقت کی تلاش آپ کے سمجھنے کے لئے یہ چند رشتے حاضر ہیں
وگرنہ یہ ایک بڑی طویل فہرست ہے
جہاں دشمنیاں ہوتی ہیں وہاں نہ بیٹیاں دی جاتی ہیں نہ انکی بیٹیاں لی جاتی ہیں
اب آتے ہیں ناموں کی طرف

مشہور شیعہ مؤرخ احمد بن ابی یعقوب اپنی کتاب تاریخ یعقوبی ج 2 ص 213 پر حضرت علی کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے گیارہویں
نمبر پر آپکے بیٹے عمر کا نام لکھتا ہے
اسی طرح شیخ مفید جو مسلمہ مجتہد ہے شیعہ مذہب کا اپنی کتاب الارشاد ص 167-168 باب ذکر اولاد امیر المؤمنین میں حضرت
علی کی تمام اولاد جنکی تعداد ستائیس ہے کا نام بنام ذکر کرتا ہے وہاں چھٹی اور ساتویں نمبر پر عمر اور انکی بہن رقیہ کا نام لکھتا ہے
کشف الغمہ ج 1 ص 590 میں حضرت علی کی اولاد میں چودہ بیٹے اور انیس بیٹیوں کے نام لکھے ہیں۔ عبارت یوں ہے
الذکور الحسن والحسین ومحمد الاکبر عبید اللہ وابوبکر والعباس وعثمان وجعفر وعبد اللہ ومحمد الاصفور ویکلی وعون وعمر ومحمد الاوسط علیہم
السلام۔

اس بیٹوں کی فہرست میں ابو بکر بن علی بھی ہے عمر بن علی بھی ہے عثمان بن علی بھی ہے
آج جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ نام عرب میں عام تھے انکو میں چیلنج کر کے کہتا ہوں پوری تاریخ عرب میں سے عموماً اور بنو ہاشم میں
سے خصوصاً ابو بکر صدیق رض سے پہلے کسی کا نام ابو بکر مجھے نکال کے دکھائیں
یہ بیٹوں کے نام اصحاب ثلاثہ رض کے نام پہ رکھنا علی مرتضیٰ رض کی اصحاب ثلاثہ رض سے محبت کی دلیل ہے

ایمان اور عقل سے فارغ کچھ لوگ اپنے دل و دماغ میں موجود غلاظت کو اپنے منہ پر ملنے کی بجائے اسے فیس بک پر انڈیل کے اپنے آپ کو گندی نالی کا وہ کیڑا ثابت کر رہے ہیں جنکی زندگی کا ایک ایک لمحہ گند ہی میں گذرتا ہے

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و سیرت قرآن مجید نے اور آقا کریم نے چودہ سو سال پہلے بیان کر دی ہے غلاظت کے کیڑوں کی من مانی تشریحات صرف انکے دلوں کا وہ بغض و عناد ہے جو انہوں نے صحابہ دشمنوں کی مساجد میں امامت کر کے یا صحابہ دشمنوں کی کتابیں پڑھ کے حاصل کیا ہے

قرآن مجید کی وہی تشریح قابل قبول ہوگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ہوئی یا صحابہ کا اس پر اجماع ہے

آج کے زمانہ کے کسی شیخ القرآن، شیخ الحدیث، مفتی، ڈاکٹر، قاری، حافظ، یاد انشور کی تشریح اصحاب رسول کی عظمت و ناموس پر اجماع امت کے مقابل قطعاً قبول نہیں۔

سیدنا معاویہ رض کا مقام کم کرنے اور انہیں پہلا اسلامی بادشاہ ہونے کے طعنے دینے والے یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے انکی بادشاہت کو مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

اگر سیدنا معاویہ رض نے شرائط سے روگردانی کی تھی تو ان دونوں بزرگوں نے انکی بیعت کیوں نہیں توڑی۔

نعوذ باللہ اگر سیدنا معاویہ رض مجرم ہیں تو انکے مدد و معاون انکے ہاتھ پہ بیعت کر کے انہیں مستحکم کرنے والے (بقول چند جہلاء کے) شرائط توڑنے کے باوجود ان کے خلاف بغاوت نہ کرنے والے ساری زندگی ان سے وظائف لینے والے سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما بھی ان سے بڑے مجرم ہیں۔

کسی بھی بات کو تاریخ سے اٹھا کے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پہ زبان طعن دراز کرنے والوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ انکے مطاعن کی زد میں حضرات حسنین کریمین رض بھی آئیں گے۔

اپنے دل و دماغ کی غلاظت کو اپنے اندر ہی رکھیں کسی بھی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ غلاظت نہیں گرے گی وہ واپس آپ کے اپنے منہ پر ہی آئے گی۔

میں تو صرف اتنی بات جانتا ہوں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی پر بھی تنقید کرنے والے، انکی توہین یا تنقیص کرنے والے کے ایمان میں نہیں نسب میں فرق ہوتا ہے وہ اپنی بدنسبی و بدنسلی کو چھپانے کے لئے کبھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آڑ لیکر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھونکتے ہیں اور کبھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی آڑ لیکر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھونکتے ہیں

دونوں بد نسل، بد اصل اور بد نصب ہوتے ہیں چاہے وہ کوئی بھی ہوں۔
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے بعد اسلام لانے کا طعنہ دینے والو۔
مجھے حدیث کی کسی بھی کتاب سے یا تاریخ کی کسی بھی مستند کتاب سے حضرت معاویہ رضی اللہ کا کسی ایک بھی غزوہ یا جنگ میں
اسلام کے خلاف تلوار اٹھانا ثابت کر دو میں اپنی گردن کٹوانے کو تیار ہوں۔
میرا چیلنج ہے طلوع اسلام کے پہلے دن سے لے کے فتح مکہ سمیت ایک دن بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام کے مقابل
نہیں آئے بے شک اسلام فتح مکہ کے بعد قبول کیا۔

حمیدی